فتاوی محمودیہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

تبویب، تخریج اور تعلیق

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم

زیر نگرانی

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	باب الإمامة	
	الفصل الأول في أوصاف الإمام	
	(امام کے اوصاف کا بیان)	
۱	دیوبندیوں کے پیچھے بریلوی کی نماز کیوں نہیں؟	۳۶
۲	دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۳۶
۳	امام کا جلدی جلدی نماز پڑھانا	۳۸
۴	قرعہ اندازی سے امام مقرر کرنا اور قرعہ کی شرعی حیثیت	۳۸
۵	سنت پڑھے بغیر فرض پڑھانے والے کی امامت	۴۲
۶	امام کا قومہ اور جلسہ کو لمبا کرنا	۴۳
۷	جس سے مقتدی ناخوش ہوں اس کی امامت کا حکم	۴۳
۸	امام کے مصلے پر کسی کا نماز پڑھنا	۴۴

الفصل الثاني في إمامة الفاسق

(فاسق کی امامت)

۹	امانت میں خیانت کرنے والے کی امامت	۴۶
۱۰	یکمشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت	۴۷
۱۱	تارک فرض کوامام بنانا	۴۸
۱۲	جھوٹے شخص کوامام مقرر کرنا	۴۸
۱۳	تسبندی کروانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا	۴۹
۱۴	مستورات کو بے پردہ بیعت کرنے والے کی امامت	۴۹
۱۵	قوالی سننے والے کی امامت	۵۱
۱۶	لڑکی کو نامحرم سے تعلیم دلانے والے کی امامت	۵۳
۱۷	گدھے کے بولنے کواذان کہنے والے کی امامت	۵۵
۱۸	تاڑی فروخت کرنے والے کی امامت	۵۶
۱۹	ساحراور عامل کی امامت	۵۸

الفصل الثالث في إمامة المبتدع

(بدعتی کی امامت کا بیان)

۲۰	مبتدع کی امامت	۵۹
۲۱	رضاخانی کے پیچھے نماز	۶۰
۲۲	رضاخانی امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۶۱

الفصل الرابع في إمامة المعذور

(معذور کی امامت کا بیان)

۲۳	لنگڑے کی امامت	۶۳

۲۴	کانے کی امامت	۶۴

الفصل الخامس في عزل الإمام وتحقيره

(امام کو برطرف کرنے اور حقیر سمجھنے کا بیان)

۲۵	امام کے ساتھ گالی گلوچ اور اس پر تہمت لگانے کے باوجود اس کے پیچھے نماز پڑھنا	۶۵
۲۶	بدتمیز مقتدی کی نماز کا حکم	۶۶

الفصل السادس في النيابة عن الإمام

(نیابت امام کا بیان)

۲۷	امام کا اپنی عدم موجودگی میں متولی کو امامت سپرد کرنا.....	۶۸

الفصل السابع في إمامة اللحان

(غلط خواں کی امامت)

۲۸	غلط خواں امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۷۰
۲۹	"مستقیم" کو "مستحیم" پڑھنے والے کی امامت.....	۷۲

باب الجماعة

الفصل الأول في اهتمام الجماعة

(جماعت کے اہتمام کا بیان)

۳۰	نماز باجماعت کی فضیلت	۷۴
۳۱	نماز کے وقت کو ٹال دینا.....	۷۵
۳۲	جماعت فرض کے وقت سنت پڑھنا	۷۵
۳۳	بصورت مجبوری خارج مسجد نماز پڑھنا.....	۷۶

الفصل الثاني في ترک الجماعة

(ترکِ جماعت کا بیان)

۳۴	بلا عذر جماعت ترک کر کے علیحدہ نماز پڑھنا	۷۷
۳۵	عذر کی وجہ سے نماز گھر پر پڑھنا	۷۸
۳۶	مسجد میں جماعت ہونے سے پہلے اپنی نماز پڑھ کر نکلنا	۷۸
۳۷	مجبوری کی صورت میں عشاء کی نماز گھر پر پڑھنا	۷۹

الفصل الثالث في الجماعة الثانية

(جماعتِ ثانیہ کا بیان)

۳۸	جماعت ثانیہ	۸۱
۳۹	تبلیغی جماعت والوں کا جماعت ثانیہ کروانا	۸۲
۴۰	کیا بلا وجہ جماعت ثانیہ درست ہے؟	۸۳

الفصل الرابع في جماعة النساء

(عورتوں کی جماعت کا بیان)

۴۱	عورتوں کا نماز کے لئے مسجد جانا	۸۴
۴۲	عورتوں کا مردوں کی جماعت میں شریک ہونا	۸۶
۴۳	عورتوں کے لئے حرم شریف میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟	۸۷
۴۴	عورت کا اپنے شوہر کی اقتداء میں نماز پڑھنا	۸۹

باب تسوية الصفوف وترتيبها

(صفوں کی ترتیب اور برابری کا بیان)

۴۵	مسجد کے در میں امام کا کھڑا ہونا	۹۰

۴۶	امام کا وسطِ محراب میں کھڑا ہونا	۹۱
۴۷	امام کے قریب اہل علم وفہم کا کھڑا ہونا	۹۲
۴۸	امام مقتدیوں سے کتنی اونچائی پر کھڑا ہوسکتا ہے؟	۹۳
۴۹	امام کا نماز کے لئے کچھ اونچا کھڑا ہونا	۹۴
۵۰	امام کے پیچھے کیسا آدمی کھڑا ہو؟	۹۵
۵۱	صف اول میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا	۹۶
۵۲	ایک نمازی کو صف اول سے پیچھے کھینچنے کی صورت میں خالی جگہ کا پُر کرنا	۹۷
۵۳	جگہ کی تنگی کی وجہ سے صف میں کھڑے نمازیوں کو حرکت دے کر جگہ بنانے کا حکم	۹۸
۵۴	ایک نابالغ بچہ کس صف میں کھڑا ہو	۹۹

فصل في الفصل بين الإمام والمقتدى والاتصال بين الصفوف

(امام اور مقتدی کے درمیان فاصلہ اور اتصالِ صفوف کا بیان)

۵۵	امام اور مقتدی کے درمیان پردے کے حائل ہونے کی صورت میں اقتداء کا حکم	۱۰۰
۵۶	امام کے پیچھے ملائکہ کے لئے صف چھوڑنا	۱۰۰

باب المسبوق واللاحق والمدرک

(مسبوق، لاحق اور مدرک کا بیان)

۵۷	مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیر دینا	۱۰۲
۵۸	سجدہ سہو کے بعد امام کے ساتھ شریک ہونا	۱۰۲
۵۹	مسبوق لاحق کی نماز	۱۰۳
۶۰	مدرک کا پانچ رکعت پڑھنا	۱۰۴
۶۱	مقتدی کا بغیر تسبیح پڑھے رکوع میں شرکت سے رکعت کا حکم	۱۰۴

۶۲	تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلے جانے سے رکعت کا حکم	۱۰۵
۶۳	رکوع میں کتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے سے مدرکِ رکوع شمار ہوگا؟	۱۰۶

باب الحدث في الصلاة

(نماز میں حدث لاحق ہونے کا بیان)

۶۴	نماز میں امام کو حدث لاحق ہونا	۱۰۸
۶۵	امام پر غشی کی صورت میں بناء واستخلاف کا حکم	۱۰۹

باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها

الفصل الأول فيما يفسد الصلاة

(مفسداتِ نماز کا بیان)

۶۶	امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مقتدی کا نماز میں شامل ہونا	۱۱۱
۶۷	دوسری رکعت پڑھ کر قیام کرنے کے بعد پھر قعدہ کی طرف آنے کا حکم	۱۱۲
۶۸	احتلام کی حالت میں دو روز تک نماز پڑھنے کی صورت میں مقتدیوں کو خبر کرنا	۱۱۳
۶۹	بھول کر بلاوضو نماز پڑھانا	۱۱۵
۷۰	محاذاۃ کی ایک صورت کا حکم	۱۱۶
۷۱	نماز شروع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وضو نہیں تھا، تو کیا حکم ہے؟	۱۱۷
۷۲	مسہ کا اتار چڑھاؤ علامت ریح ہے یا نہیں؟	۱۱۸
۷۳	اگر بتی کا دھواں ناک میں جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟	۱۲۰
۷۴	عمل کثیر کی تعریف	۱۲۱
۷۵	کیا دونوں ہاتھ سے کپڑا ٹھیک کرنا عمل کثیر ہے؟	۱۲۳
۷۶	نماز میں ڈاڑھی کو ہاتھ سے ہلاتے رہنا	۱۲۴

۷۷	بچہ کا حالتِ نماز میں ماں کا دودھ پینا	۱۲۵
۷۸	امام کا چوتھی رکعت میں قعدہ بھول جانا	۱۲۶
۷۹	سجدہ میں دونوں پیر کی سب انگلیاں اٹھ جانا	۱۲۶
۸۰	ٹیپ ریکارڈ پر امام کی اقتداء کرنا	۱۲۷
۸۱	نماز کی حالت میں کوئی پکارے تو کیا کیا جائے؟	۱۲۸
۸۲	نماز میں لنگی کھل جائے تو کیا کرے؟	۱۲۹
۸۳	قنوت نازلہ کے اخیر میں مقتدی کا ''بے شک'' کہنا	۱۳۰

الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة

(مکروہاتِ نماز کا بیان)

۸۴	نماز میں کھنکارنا	۱۳۱
۸۵	نماز میں ڈکار لینا	۱۳۱
۸۶	نماز میں کھانسنا	۱۳۲
۸۷	کہنی کھلی رکھ کر نماز پڑھنا	۱۳۳
۸۸	آستین چڑھا کر نماز پڑھنا	۱۳۴
۸۹	اُلٹا کرتا پہن کر نماز پڑھنا	۱۳۴
۹۰	رکوع میں جاتے وقت پائجامہ اوپر کرنا	۱۳۵
۹۱	خانہ کعبہ کی تصویر والے مصلّی پر نماز پڑھنا	۱۳۶
۹۲	قبریں سامنے ہونے کی صورت میں نماز پنجگانہ وعیدین کا حکم	۱۳۷
۹۳	تیز گرمی میں مسجد کی چھت پر نماز	۱۳۸
۹۴	نماز میں ادھر ادھر دیکھنا	۱۳۹
۹۵	تکثیر جماعت کی خاطر تسبیح میں اضافہ کرنا	۱۴۰
۹۶	خروجِ ریح کا تقاضا ہونے کی صورت میں نماز پڑھنا	۱۴۰
۹۷	غیر موقوفہ مسجد میں نماز کا حکم	۱۴۱

۹۸	نماز میں کپڑا کتنا نیچے ہو؟	۱۴۲

باب السترة

(سترہ کا بیان)

۹۹	سترہ کا زمین سے متصل ہونا ضروری ہے یا نہیں؟	۱۴۳
۱۰۰	سترہ کی مقدار	۱۴۴
۱۰۱	نمازی کے سامنے سے گزرنا	۱۴۵
۱۰۲	مسجد صغیر وکبیر کی حد اور نمازی کے سامنے سے گزرنا	۱۴۶

باب القراءة

(قراءت کا بیان)

الفصل الأول في كيفية الجهر والسر بالقراءة

(جہری اور سری قراءت کے احکام کا بیان)

۱۰۳	نماز میں قرأت کتنے زور سے کی جائے؟	۱۴۸
۱۰۴	دل ہی دل میں قرأت کرنا	۱۴۹
۱۰۵	سری نماز میں قرأت کی آواز چار آدمی تک پہنچنا	۱۵۰
۱۰۶	السلام کا ''الف لام'' اور اللہ اکبر کی ''را'' کو صاف ظاہر نہ کرنا	۱۵۰
۱۰۷	نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال	۵۱
۱۰۸	جمعہ وعیدین میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال	۱۵۳

الفصل الثاني في القراءة خلف الإمام

(امام کے پیچھے قراءت کرنے کا بیان)

۱۰۹	فاتحہ خلف الامام کا حکم	۱۵۶
۱۱۰	اہل حدیث کا چیلنج قرأت فاتحہ کے متعلق	۱۶۱

۱۱۱	نماز میں ''پاس انفاس'' کا حکم	۱۶۲

الفصل الثالث في القراءة المسنونة في الصلاة

(نماز میں قراءت کی مسنون مقدار کا بیان)

۱۱۲	امام کا مسنون قرأت کے علاوہ پڑھنے سے نماز کا حکم	۱۶۳
۱۱۳	فجر کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں؟	۱۶۴

الفصل الرابع في تكرار السورة والآية وتعددها وترتيبها

(رکعت میں ایک سورت وآیت کا تکرار وتعدد اور ترتیب کا بیان)

۱۱۴	خلاف ترتیب پڑھنا	۱۶۶
۱۱۵	نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا	۱۶۶
۱۱۶	نماز میں قرأت معکوس	۱۶۷
۱۱۷	مغرب کی نماز میں سورہ کافرون وسورہ لہب پڑھنا	۱۶۷
۱۱۸	سورہ فتح کے ختم ہونے سے پہلے رکوع کرنا	۱۶۸
۱۱۹	چھوٹی سورت کا چھوڑ دینا	۱۶۹
۱۲۰	درمیان سے ایک آیت کا چھوٹ جانا	۱۶۹
۱۲۱	دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے طویل کرنا	۱۷۰

باب في مسائل زلة القارئ

(قراءت میں غلطی کرنے کا بیان)

۱۲۲	نماز میں ''وسيق الذين كفروا'' کے بعد "فتحت أبوابها" پڑھنا	۱۷۲
۱۲۳	آیت کا کچھ حصہ حذف کردینے سے نماز کا حکم	۱۷۳
۱۲۴	ایک آیت کے چھوٹ جانے سے نماز کا حکم	۱۷۳
۱۲۵	''واو'' چھوٹ جانے کی صورت میں نماز کا حکم	۱۷۴

۱۲۶	زیر ناف بال کاٹنے کا بیان	۷۷
۱۲۷	آیات پر فصل اور بغیر آیات کے فصل کرنا	۱۷۸
۱۲۸	چند آیات موقوفہ پر وقف اور فصل کا حکم	۱۷۹
۱۲۹	[illegible]	۱۸۰
۳۰	نماز میں [illegible] کی جگہ [illegible] پڑھنا	۱۸۱

باب الوتر

(وتر کی نماز کا بیان)

۱۳۱	بلا جماعت فرض پڑھنے کی صورت میں جماعت وتر میں شریک ہونا	۱۸۴
۱۳۲	کچھ تراویح باقی ہونے کی صورت میں جماعت وتر میں شریک ہونا	۱۸۴
۱۳۳	وتر کی تیسری رکعت کے رکوع میں شریک ہونے والے کے لئے قنوت کا حکم	۸۵

باب السنن والنوافل

الفصل الأول في السنن المؤكدة

(سنن مؤکدہ کا بیان)

۳۴	جماعت فجر سے وقت سنت پڑھنا	۱۸۷
۱۳۵	فریضہ ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھنا	۱۸۹
۱۳۶	جمعہ کے بعد کتنی رکعت ہیں؟	۱۸۹

الفصل الثاني في النوافل

(نوافل کا بیان)

۳۷	جمعہ کی سنتوں کے بعد فرض سے پہلے نوافل پڑھنا	۹۱
۳۸	مغرب کی اذان کے بعد نفل نماز پڑھنا	۱۹۱

۱۳۹ اشراق کی دو رکعات میں "عبادات متعددہ" کی نیت کرنا .. ۹۳
۱۴۰ اشراق و تہجد کی رکعات کی تعداد ۹۳
۱۴۱ اشراق پڑھنے کے بعد وضو کا ٹوٹنا ۹۵
۱۴۲ [illegible] کی رکعات کی تعداد ۹۷
۱۴۳ [illegible] میں [illegible] کی نیت ۹۸
۱۴۴ [illegible] ۹۹

الفصل الثالث في التهجد
(تہجد کی نماز کا بیان)

۱۴۵ رات کے اندھیرے میں نفل نماز پڑھنا ۱۹۹

الفصل الرابع في صلاة النفل بالجماعة
(نفل نماز کی جماعت کا بیان)

۱۴۶ حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جماعت کے ساتھ تہجد پڑھنا اور حضرت مجدد [illegible] ۲۰۰
۱۴۷ تہجد کی جماعت [illegible] ۲۰
۱۴۸ [illegible] ۲۰۱
۱۴۹ تہجد کی نماز [illegible] ۲۰۲
۱۵۰ [illegible] ۲۰۳

باب صلاة التراويح
(تراویح کی نماز کا بیان)

الفصل الأول في ختم القرآن في التراويح
(تراویح میں قرآن ختم کرنے کا بیان)

۱۵۱ [illegible] ۲۰۵

الفصل الثاني في الترويحة وتسبيحة

(ترویحہ اور اس کی تسبیح کا بیان)

۱۵۲	ترویحہ سے متعلق ایک موضوع دعا	۲۰۹
۱۵۳	تراویح میں ہر چار رکعت پر دعا	۲۱۰
۵۴	ہر ترویحہ کے بعد دعا	۲۱۱

باب قضاء الفوائت

(قضا نمازوں کا بیان)

۵۵	اگر نماز قضا ہوئی تو قضا واجب ہے یا کفارہ؟	۲۱۳
۱۵۶	کیا قضائے عمری میں وقت کی رعایت ضروری ہے؟	۲۱۴
۱۵۷	اشراق اور تہجد میں قضائے عمری کی نیت کرنا	۲۱۵

فصل في فدية الفوائت

(قضاء نمازوں کے فدیہ کا بیان)

۱۵۸	مرض الوفات میں حواس باقی نہ رہنے سے فدیہ کا حکم	۲۱۷
۵۹	ایک دن رات میں چھ نمازوں کا فدیہ	۲۱۷

باب سجود السهو

(سجدہ سہو کا بیان)

۱۶۰	کیا سجدہ سہو کے لئے دو سجدوں کا ہونا ضروری ہے؟	۲۱۹
۱۶۱	سورۂ فاتحہ میں ایک دو لفظ چھوٹنے سے سجدہ سہو کا حکم	۲۲۰
۶۲	صرف ایک رکعت میں سورۃ پڑھنے کا حکم	۲۲۱

۱۶۳	قرأت میں کوئی لفظ چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کا حکم	۲۲۱
۱۶۴	تیسری چوتھی رکعت میں صرف بسم اللہ پڑھنا	۲۲۲
۱۰۵	بھول کر رکوع میں جانا اور پھر کھڑے ہو کر قنوت پڑھنا اور رکوع کرنا	۲۲۲
۱۶۶	دعائے قنوت کا بھول جانا	۲۲۳
۱۶۷	قعدہ اولیٰ ترک ہوا تو نماز کا کیا حکم ہے؟	۲۲۴
۱۶۸	مقتدی کا قعدۂ اولیٰ سہواً ترک کرنا	۲۲۴
۶۹	دو رکعت والی نماز میں بجائے قعود کے قیام کرنا	۲۲۵
۱۷۰	سجدۂ سہو واجب نہ ہونے کی صورت میں سجدہ سہو کرنا	۲۲۶
۱۷۱	غلطی سے سجدہ سہو کرنے کی صورت میں نماز کا حکم	۲۲۷
۷۲	سجدۂ سہو بھول سے رہ گیا	۲۲۸
۱۷۳	بغیر سلام پھیرے نماز کو ختم کرنا	۲۲۸
۱۷۴	سجدہ سہو کے بعد امام کے ساتھ شریک ہونا	۲۳۰
۱۷۵	نماز میں غلطی پر متنبہ کرنا	۲۳۰

باب سجود التلاوة

(سجدہ تلاوت کے احکام کا بیان)

۱۷۶	نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ بھول جانے کا حکم	۲۳۱
۱۷۷	ایک آیت سجدہ کو بار بار پڑھنا	۲۳۲
۱۷۸	آیت سجدہ پڑھ کر سنانا واقف کو بتانا چاہیے؟	۲۳۴
۱۷۹	سجدہ تلاوت کے لئے رکوع میں نیت کرنا	۲۳۴

باب صلاة المريض

(مریض کی نماز کا بیان)

۱۸۰	اشارہ سے نماز پڑھنے کا طریقہ	۲۳۶

۸۲	[illegible]	۲۳۰
۸۳	[illegible]	۲۳۰

باب صلاة المسافر

۸۰	[illegible]	۲۳۱

باب صلاة الجمعة

الفصل الأول في خطبة الجمعة

(جمعہ کے خطبہ کا بیان)

۱۵	[illegible]	۲۴۰
۱۶	[illegible]	۲۴۱

الفصل الثاني في احتياط الظهر

(احتیاط ظہر کا بیان)

۱۰	احتیاط الظہر	۲۴۲
۱۱	نماز جمعہ کے بعد احتیاط [illegible]	۲۴۲

باب صلاة العيدين

الفصل الأول في وجوب صلاة العيد على النساء

(عورتوں کے لئے نمازِ عید کا بیان)

۱۹	[illegible]	۲۴۵

الفصل الثاني في صلاة العيد في المسجد وغيره

(عیدین کی نماز مسجد میں ادا کرنے کا بیان)

۹۰ [illegible] ۲۴۸

۹۱ [illegible] ۲۴۹

۹۲ اندیشہ فساد سے وقت نماز عیدگاہوں کی مساجد میں ۲۵۰

الفصل الثالث في تكبيرات التشريق

۹۳ [illegible] ۲۵۳

باب صلاة الاستسقاء

(نماز استسقاء کا بیان)

۹۴ [illegible] ۲۵۴

۹۵ کیا صلوۃ استسقاء کے لئے یہ ضروری ہے کہ آسمان پر بادل نہ ہو ۲۵۵

۹۶ صلوۃ استسقاء کے لئے الربتی وغیرہ ساتھ لے جانا ۲۵۵

۹۷ نماز استسقاء کے بعد ترنم سے دعا کرنا ۲۵۶

۹۸ نماز استسقاء کو جاتے ہوئے ناجائز امور سے نہ روکنا ۲۵۷

۹۹ نماز استسقاء کے بعد کھانا کھلانا ۲۵۸

باب الجنائز

الفصل الأول في تكفين الميت

(میت کے کفن کا بیان)

۱۰۰ کفن کا کپڑا کس رنگ کا ہونا چاہیے؟ ۲۵۹

الفصل الثاني في الصلاة على الميت

(جنازہ کی نماز کا بیان)

۲۰۱	خودکشی کرنے والے مرتد کی حالت میں مرنے والے کی نماز جنازہ	۲۶۱
۲۰۲	نماز جنازہ کے بعد	۲۶۲
۲۰۳	مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	۲۶۲

الفصل الثالث فيما يتعلق بالقبر والدفن

(قبر اور دفن کا بیان)

۲۰۴	عورت کی میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ	۲۶۴

الفصل الرابع في البناء على القبور

(قبر پکی کرنے اور اس پر قبہ بنانے کا بیان)

۲۰۵	روضۂ اقدس پر گنبد کیوں ہے؟	۲۶۵

الفصل الخامس في إلقاء الرياحين وغيرها

(قبروں پر پھول، چادر وغیرہ ڈالنا)

۲۰۶	مزار کی آرائش کی چیزیں	۲۶۷

باب إهداء الثواب للميت

(میت کے لئے ایصال ثواب کا بیان)

۲۰۷	ایصال ثواب کا طریقہ	۲۶۸
۲۰۸	ایصال ثواب کے لئے مجلس منعقد کرنا	۲۶۹
۲۰۹	دفن کرنے سے پہلے ایصال ثواب کے لئے مخصوص صورت کا حکم	۲۶۹

۲۰	ایصال ثواب کا طریقہ	۲۷۲
۲۱	میت کے انتقال کے بعد ان کو خوش کرنے کی صورت	۲۷۳
۲۲	کلمہ طیبہ کتنی مرتبہ پڑھنے سے مردوں کی مغفرت ہوتی ہے؟	۲۷۵
۲۳	فرض وواجبات کا ثواب بخشنا	۲۷۶
۲۱۴	ہر قسم کی نیکیوں کا ثواب بخشنا	۲۷۷
۲۱۵	کیا پرانے پڑے مرنے پر کے صدقہ میں فرق ہے؟	۲۷۷

فصل في أطعمة الاسبوع والأربعين وغيره

(میت کے سوئم، چہلم وغیرہ کے کھانوں کا حکم)

۲۱۶	سوئم، چہلم، غیرہ کا حکم	۲۷۹

باب أحكام الشهيد

(شہید کے احکام کا بیان)

۲۱۷	شہادت کی کیا صورت اور قتل کی مدد	۲۸۳
۲۱۸	کیا گاڑی کے حادثہ میں مرنے والا شہید ہے؟	۲۸۴
۲۱۹	شہیدان وطن کون ہیں؟	۲۸۵
۲۲۰	شہید وطن کون ہے؟	۲۸۵

كتاب الزكاة

(زکوۃ کا بیان)

۲۲۱	منکر زکوۃ وتارک زکوۃ کا حکم	۲۸۸
۲۲۲	زکوۃ وقربان اور حج کو تجارت سمجھنا	۲۹۱

باب وجوب الزکاۃ

(وجوبِ زکوۃ کا بیان)

۲۲۳ وجوب زکوۃ کے لئے قمری سال کا اعتبار ہے یا شمسی؟ ۲۹۲
۲۲۴ [illegible] ۲۹۲
۲۲۵ [illegible] ۲۹۳
۲۲۶ [illegible] ۲۹۴
۲۲۷ [illegible] ۲۹۵
۲۲۸ بیوی کے زیور کی زکوۃ کس پر ہے؟ ۲۹۶

باب الزکاۃ فی الذھب والفضۃ والفلوس الرائجۃ

(سونا، چاندی اور نوٹ پر زکوۃ کا بیان)

۲۲۹ [illegible] ۲۹۸
۲۳۰ جہیز کی گھریلو چیزوں پر زکوۃ ۲۹۹
۲۳۱ دو دینار سرخ کا وزن ۳۰۰

باب زکاۃ العروض

(سامانِ تجارت پر زکوۃ واجب ہونے کا بیان)

۲۳۲ ضرورت سے زائد اشیاء پر زکوۃ کا حکم ۳۰۲
۲۳۳ [illegible] ۳۰۳
۲۳۴ [illegible] ۳۰۹

۲۳۵	[illegible] کی زکوۃ کا حکم	۳۰۶
۲۳۶	[illegible] کی زکوۃ	۳۰۶
۲۳۷	[illegible] کی زکوۃ	۳۰۷

باب العشر والخراج

(عشر اور خراج کا بیان)

۲۳۸	زمین کی پیداوار میں عشر کا حکم	۳۰۸

فصل في أراضي الهند

(ہندوستان کی زمینوں میں عشر کا بیان)

۲۳۹	[illegible] ہندوستان میں عشر کا حکم	۳۱۰

باب أداء الزكاة

(زکوۃ کی ادائیگی کا بیان)

۲۴۰	[illegible]	۳۱۲
۲۴۱	[illegible]	۳۱۳
۲۴۲	[illegible]	۳۱۴
۲۴۳	[illegible]	۳۱۵
۲۴۴	[illegible]	۳۱۸
۲۴۵	[illegible]	۳۱۹
۲۴۶	[illegible]	۳۲۰

باب مصارف الزكاة

(زکوۃ کے مصارف کا بیان)

۲۴۷	[illegible]	۳۲۲

۲۴۸	زکوۃ فنڈ میں قرضہ مستحق کا ادا	۳۲۴
۲۴۹	فنی کا زکوۃ تعلیم	۳۲۵
۲۵۰	زکوۃ سے تنخواہ دینا	۳۲۶
۲۵	زکوۃ کا روپیہ مقدمہ میں لگانا	۳۲۷
۲۵۲	سود اور زکوۃ کے پیسے سے غل للہ دینا	۳۲۸
۲۵۳	زکوۃ کا کسی فقیر کو دے کر واپس لینا	۳۲۹
۲۵۴	بھائی کو زکوۃ دینا	۳۳۰
۲۵۵	سسرال کا اپنی مال کو زکوۃ دینا	۳۳۱
۲۵۶	جس بچہ کی مال سید ہو اس کو زکوۃ دینا	۳۳۲
۲۵۷	علمائے ربانی کی تنقیص کرنے والے کو زکوۃ دینا	۳۳۳
۲۵۸	بریلوی مکتب فکر کے مدارس میں زکوۃ دینا؟	۳۳۴
۲۵۹	شیعہ کو زکوۃ فطرہ دینا	۳۳۵

فصل في صرف الزكاة في المدارس

(مدارس میں زکوۃ دینے کا بیان)

۲۶۰	زکوۃ و مشروعیہ کو مدرسہ میں دینا	۳۳۷
۲۶۱	فصل سے نکالا ہوا مدرسہ مسجد میں لگانا	۳۳۹

باب صدقة الفطر ومصارفها

(صدقہ فطر اور اس کے مصارف کا بیان)

۲۶۲	صدقہ کی مقدار	۳۴۱
۲۶۳	صدقہ فطر کے مصارف	۳۴۲
۲۶۴	صدقہ فطر کی مقدار کے متعلق	۳۴۵

۲۶۵	صدقۂ فطر کن لوگوں سے لیا جائے؟	۳۴۷
۲۶۶	صدقۂ فطر ادا کرنے سے بعد عید سے روز قیمت بڑھنے پر کیا حکم ہے؟	۳۴۷
۲۶۷	صدقۂ فطر عید کی صبح ادا کرنا کیسا ہے یا رمضان میں؟	۳۴۸
۲۶۸	شہرت سے زائد مدرسین کی تنخواہ پر قربانی اور صدقۂ فطر کا حکم	۳۴۹
۲۶۹	صدقۂ فطر سے کتابیں خرید کر کسی مسجد کو دینا	۳۵۰

باب الصدقات النافلة

(صدقات نافلہ کا بیان)

۲۷۰	صدقۂ جاریہ	۳۵۲

كتاب الصوم

۲۷۱	بقر عید کی نماز عید تک پچھنہ لگانے پینے کا نام روزہ رکھنا	۳۵۳
۲۷۲	تحویل سن میں روزہ کس طرح رکھے؟	۳۵۵

باب رؤية الهلال

(رمضان کا چاند دیکھنے اور اختلاف مطالع کا بیان)

۲۷۳	اختلاف مطالع	۳۵۶
۲۷۴	رویت ہلال میں اہل حقیقت کا قول	۳۵۷
۲۷۵	ستاروں کی رفتار سے ثبوت حکم	۳۵۸
۲۷۶	کسی جہاز کے ذریعہ چاند کی تحقیق کرنا	۳۵۹
۲۷۷	ریڈیو کے اعلان کی حیثیت	۳۶۱
۲۷۸	ریڈیو کی خبر کا حکم	۳۶۳

۲۹۰ [illegible]

باب مایفسد الصوم ومالایفسد

[illegible]

۲۹۰ [illegible]

۲۹۱ [illegible]

۲۹۱ [illegible]

باب قضاء الصوم وکفارته وفدیته

[illegible]

۲۹۲ [illegible]

۲۹۲ [illegible]

۲۹۳ [illegible]

۲۹۳ [illegible]

۲۹۳ [illegible]

۲۹۳ [illegible]

۲۹۴ [illegible]

۲۹۴ [illegible]

۲۹۴ [illegible]

۲۹۵ [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۹۳ [illegible]

۲۹۳ [illegible]

۲۹۲	[illegible]	۳۰۱
۲۹۵	[illegible]	۳۰۹
۲۹۹	[illegible]	۳۰۵
۲۹۹	[illegible]	۳۱۰
۲۹۸	[illegible]	۳۱

باب الإعتكاف

(اعتکاف کا بیان)

۲۹۹	[illegible]	۳۱۲
۳۰۰	[illegible]	۳۱۳
۳۰۱	[illegible]	۳۱۵
۳۰۲	[illegible]	۳۱۵
۳۰۳	[illegible]	۳۱۱
۳۰۴	[illegible]	۳۱۹
۳۰۵	[illegible]	۳۲۰
۳۰۶	[illegible]	۳۲۱
۳۰۷	[illegible]	۳۲۲
۳۰۸	[illegible]	۳۲۳

كتاب الحج

باب فرضية الحج وشرائطه وأركانه

(حج کی فرضیت، شرائط اور ارکان کا بیان)

۳۰۹	[illegible]	۳۲۷

۳۰	نفلی حج کا احرام سے پہلے کھلنے کی وجہ سے معذور ہو جانا	۳۹۴
۳۱	عورت سے روپیہ لے کر حج کرانا	۳۹۵
۳۲	حج مقبول ہونے میں فرق	۳۹۷
۳۳	حج میں تشریق	۳۹۸
۳۴	بیماری سے حج فوت ہو جاتا ہے؟	۴۰۰
۳۵	قرض لے کر حج کرنا	۴۰۱
۳۶	بیوی سے والد سے جنت مانگنے کی حیثیت؟	۴۰۴
۳۷	عورت میں روکر حج کرنے والے اور ہنستے آنے والے میں سے کس کو ثواب زیادہ ہوگا؟	۴۰۵

باب اشتراط المحرم للمرأة

(عورت کے لئے محرم کا بیان)

۳۸	نامحرم کو سفر حج میں ساتھ لے جانا	۴۰۷
۳۹	رضاعی بیٹی کے شوہر کے ساتھ سفر حج	۴۰۹
۴۰	بہن اور بہنوئی کے ساتھ سفر حج	۴۱۰

باب في واجبات الحج وسننه

(واجبات وسنن حج کا بیان)

۴۱	بیت محرم کا دوسرے محرم کا رمضان	۴۱۰
۴۲	اپنے بال خود کاٹنا	۴۱۱
۴۳	سعی بوقت تعیین احرام میں رکھنا	۴۱۲
۴۴	عورت کا رات کو کنکریاں مارنا	۴۱۲
۴۵	حج اور عمرہ میں زبان سے نیت کرنا	۴۱۳

۳۲۶	[illegible]	[illegible]
۳۲۷	[illegible]	۴۱۶

باب في أحكام الحج

(حج کے احکام کا بیان)

۳۲۸	[illegible]	[illegible]
۳۲۹	[illegible]	[illegible]
۳۳۰	[illegible]	[illegible]
۳۳۱	[illegible]	[illegible]
۳۳۲	[illegible]	[illegible]
۳۳۳	[illegible]	[illegible]

باب المواقيت

(میقات کا بیان)

۳۳۴	[illegible]	[illegible]

باب الحج عن الغير

(حج بدل کا بیان)

۳۳۵	حج بدل کی تعریف	۴۲۶
۳۳۶	حج بدل حج کی دو قسم ہے	۴۲۶
۳۳۷	حج بدل کی شرائط	۴۲۷
۳۳۸	حج بدل کی تفصیلی کیفیت	۴۲۹
۳۳۹	کس سے حج کرنے کا حکم	۴۳۱
۳۴۰	حج بدل سے کیسے شخص کا حج ادا نہ ہوگا	۴۳۲

۳۴۱	کیا حج بدل کے لئے پہلے سے مفوضہ ہونا ضروری ہے؟	۴۳۵
۳۴۲	حج بدل میں کون سا حج کرے؟	۴۳۶
۳۴۳	حج بدل میں تمتع کرنے کا حکم	۴۳۸
۳۴۴	حج بدل والے کے لئے تمتع سے بچنے کا طریقہ	۴۳۹
۳۴۵	حج بدل کے بعد اگر استطاعت ہو جائے تو فریضہ ساقط نہیں ہوتا	۴۴۰
۳۴۶	عورت کا حج بدل کرانا	۴۴۱
۳۴۷	حج بدل میں عورتیں طواف کب کریں؟	۴۴۲
۳۴۸	خدمت کی طرف سے ملنے والا نقصان کا معاوضہ آمد کا ہے یا امور کا؟	۴۴۲

باب الجنایات

(دوران حج جنایات کا بیان)

۳۴۹	ترتیب واجب کے خلاف کرنے سے وجوب دم کا حکم	۴۴۴
۳۵۰	قارن عمرہ کے بعد احرام طول دے تو کیا حکم ہے؟	۴۴۵
۳۵۱	وقوف مزدلفہ رہ جائے تو دم واجب ہوگا یا نہیں؟	۴۴۵
۳۵۲	عمرہ کا احرام کھولنے میں چند بال کٹوائے تو دم لازم ہے یا نہیں؟	۴۴۷
۳۵۳	طواف وداع کا چھوٹ جانا	۴۴۸

باب المتفرقات

۳۵۴	حج کے لئے روپیہ دیا، اس میں سے کچھ بچ گیا، اس کو کیا کرے؟	۴۵۰
۳۵۵	حاجیوں کا سامان لانا اور لے جانا	۴۵۰
۳۵۶	حرم میں خرچ کرنے کے لئے دیئے گئے پیسوں کو کہیں میں خرچ کرنا	۴۵۱
۳۵۷	کیا مدینہ منورہ میں بھی عمرہ ہوتا ہے؟	۴۵۲
۳۵۸	حج سے آنے والوں کے ساتھ معانقہ اور دست بوسی	۴۵۲
۳۵۹	حج میں کیا تمنا کی جائے؟	۴۵۳

۳۶۰	جج کی درخواست میں اپنے آپ کو دوسرے صوبہ کا بتلانا	۴۵۴
۳۶۱	جج کی درخواست منظور کرانے کے لئے روپیہ دینا	۴۵۵
۳۶۲	قصبہ کے بجائے ضلع کے نام سے درخواست جج جمع کرانا	۴۵۶

کتاب النکاح

(نکاح کا بیان)

۳۶۳	نکاح پڑھانے کا طریقہ	۴۵۷
۳۶۴	خطبہ نکاح کے بعد پڑھنا	۴۵۸
۳۶۵	مرنے والے کا نکاح	۴۵۸
۳۶۶	ایضاً	۴۵۹
۳۶۷	والدین کا نکاح پڑھانا	۴۶۰
۳۶۸	نکاح کی اجازت نہ دے کر رخصت ہوجانا، پھر وہاں سے فرار ہوجانا	۴۶۰
۳۶۹	نکاح میں کھانے پڑھنے وغیرہ کا تذکرہ	۴۶۳
۳۷۰	مہر ہاتھ کے نیچے چھپا کر ایجاب وقبول کرنا	۴۶۴
۳۷	لونڈیوں اور باندیوں کے احکام	۴۶۵

باب مایتعلق بالرسوم عند الزواج

(شادی بیاہ کی رسومات کا بیان)

۳۷۲	دولہا کو پگڑی میں سے جانا	۴۶۷
۳۷۳	دولہا کو پھولوں کا ہار پہنانا	۴۶۷
۳۷۴	نکاح کے وقت کلمہ پڑھوانا	۴۶۸
۳۷۵	نکاح کے وقت نماز پڑھوانا	۴۶۸
۳۷۶	نکاح کے وقت کون سی نماز پڑھی جاتی ہے؟	۴۶۹

باب المحرمات

الفصل الأول في المحرمات من النسب

(نسب کی وجہ سے حرام ہونے کا بیان)

۳۷۷	[illegible]	[illegible]
۳۷۸	[illegible]	[illegible]
۳۷۹	[illegible]	[illegible]
۳۸۰	[illegible]	[illegible]

الفصل الثاني في المحرمات من الرضاع

(رضاعت کی وجہ سے حرام ہونے کا بیان)

۳۸۱	[illegible]	[illegible]

الفصل الثالث في نكاح منكوحة الغير

(منکوحہ غیر سے نکاح کا بیان)

۳۸۲	منکوحہ غیر سے نکاح سے بعد شوہر سے [illegible] کا حکم	[illegible]
۳۸۳	[illegible]	[illegible]

الفصل الرابع في المحرمات بالجمع

(محرمات کو ایک نکاح میں جمع کرنے کا بیان)

۳۸۴	[illegible]	۴۸۰

الفصل الخامس في المحرمات بالشرك

(غیر مسلموں سے نکاح کا بیان)

۳۸۵	[illegible]	۴۸۲

باب ولاية النكاح

(ولایت نکاح کا بیان)

۳۸۲	[illegible]	۴۸۳
۳۸۳	[illegible]	۴۸۴

فصل في التوكيل بالنكاح

(نکاح میں وکالت کا بیان)

۳۸۸	[illegible]	۴۸۵
۳۸۹	[illegible]	۴۸۵

فصل في الجهاز

(جہیز کا بیان)

۳۹۰	جہیز کس کی ملک ہے؟	۴۸۷

باب في العروس والوليمة

(بارات اور ولیمہ کا بیان)

۳۹۱	[illegible]	۴۸۹

كتاب الطلاق

باب الطلاق بألفاظ الكناية

(الفاظِ کنایہ سے طلاق دینے کا بیان)

۳۹۲	"میں تمہاری تڑی سے اب کچھ مطلب نہیں ہے" سے طلاق کا حکم	۴۹۰

باب الفسخ والتفريق

(فسخ اور تفریق نکاح کا بیان)

۳۹۳	[illegible]	۴۹۲

فصل في زوجة المجنون والعنين

(دیوانے اور نامرد کی بیوی کا بیان)

۳۹۴	زوجہ عنین کا حکم	۴۹۵

باب الخلع

(خلع کا بیان)

۳۹۵	طلاق بالمال دینے کی صورت میں بیوی کو دیئے ہوئے زیور وغیرہ واپس لینا	۴۹۸

باب العدة والحداد

(عدت اور سوگ کا بیان)

۳۹۶	عدت ختم ہونے سے متعلق چند سب اصل باتوں کا حکم	۵۰۰
۳۹۷	دو عدتوں کا تداخل	۵۰۱

باب النفقات

(نفقہ کا بیان)

۳۹۸	میکہ چلی جانے والی عورت کا نفقہ	۵۰۶
۳۹۹	میکہ میں رہ کر جھوٹی تحریر کے ذریعہ نفقہ طلب کرنا	۵۰۶
۴۰۰	باب [illegible] سے بھاگنے والی عورت کے نفقہ کا حکم	۵۰۹

۴۰۱	عورت ناشزہ کب شمار ہوگی؟	۵۱۰
۴۰۲	ناشزہ عورت کا نفقہ	۵۱۱
۴۰۳	نشوز میں میاں بیوی کا بیان مختلف ہونے کا حکم	۵۱۲
۴۰۴	طلاق دینے سے نشوز کو ثابت کرنا	۵۱۳

باب ثبوت النسب

(ثبوت نسب کا بیان)

۴۰۵	نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کا حکم	۵۱۴
۴۰۶	ارتکاب معصیت سے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب	۵۱۵

باب الحضانة

(پرورش کا بیان)

۴۰۷	شیر خوار بچہ کو چھوڑنے والی ماں کا حکم	۵۱۷

كتاب الأيمان والنذور

باب الأيمان

(قسم کھانے کا بیان)

۴۰۸	کیا لفظ "قسم کھاتا ہوں" سے یمین منعقد ہوتی ہے یا نہیں	۵۱۸
۴۰۹	کلام پاک کی قسم	۵۱۹
۴۱۰	قرآن شریف کی جھوٹی قسم کھانا	۵۲۰
۴۱۱	قرآن اٹھا کر جھوٹی قسم کھانا	۵۲۱
۴۱۲	قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانا	۵۲۲

۴۱۳		۵۲۳
۴۱۴		۵۲۴
۴۱۵		۵۲۵
۴۱۶		۵۲۵
۴۱۷		۵۲۶
۴۱۸		۵۲۷
۴۱۹		۵۲۸
۴۲۰		۵۳۰
۴۲۱		۵۳
۴۲۲		۵۳
۴۲۳		۵۳۲
۴۲۴		۵۳۳
۴۲۵		۵۳۴
۴۲۶		۵۳۵

فصل فی کفارۃ الیمین

(قسم کے کفارہ کا بیان)

۴۲۷		۵۳۷
۴۲۸		۵۳۸
۴۲۹		۵۳۹

باب النذور

(نذر کا بیان)

۴۳۰		۵۴۰

۴۳۱	[illegible]	۵۲۰
۴۳۲	[illegible]	۵۲۱
۴۳۳	[illegible]	۵۲۲
۴۳۴	[illegible]	۵۲۳
۴۳۵	[illegible]	۵۲۴
۴۳۶	[illegible]	۵۲۵
۴۳۷	[illegible]	۵۲۶
۴۳۸	[illegible]	۵۲۷
۴۳۹	[illegible]	۵۲۸
۴۴۰	[illegible]	۵۲۹

کتاب الحدود

باب حدّ الزنا

(بیان مسائل)

۴۴۱	[illegible]	۵۳۰
۴۴۲	زنا کا ثبوت اور تہمت [illegible]	۵۳۱
...	[illegible]	۵۳۲
۴۴۴	[illegible]	۵۳۳
۴۴۵	[illegible]	۵۳۴
۴۴۶	[illegible]	۵۳۵
۴۴۷	[illegible]	۵۳۶

۴۴۸ ..... ۵۵۹

باب حدّ القذف

(حدِ قذف کا بیان)

۴۴۹ ..... ۵۶۰
۴۵۰ ..... ۵۶۱
۴۵۱ ..... ۵۶۲

باب التعزير

(تعزیر کا بیان)

۴۵۲ ..... ۵۶۵
۴۵۳ ..... ۵۶۶
۴۵۴ ..... ۵۶۶

فصل في التعزير بأخذ المال

(مال سے تعزیر دینے کا بیان)

۴۵۵ ..... ۵۶۸
۴۵۶ ..... ۵۷۰

باب الشهادة

(گواہی دینے کا بیان)

۴۵۷ ..... ۵۷۳
۴۵۸ ..... ۵۷۵

۴۵۹	دنیوی عداوت کی تشریح	۵۔۶

کتاب اللقطة

(لقطہ کا بیان)

۴۶۰	دوسرے کا بوجھ اپنے گھر میں آجائے تو کیا کریں؟	۵۔۸
۴۶۱	سفر میں سامان بدل جائے تو کیا کرنا چاہئے؟	۵۔۹

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب الإمامة

الفصل الأول في ... الإمام

(امام کے اوصاف کا بیان)

دیوبندیوں کے پیچھے ...

...

الجواب حامداً ومصلیاً:

...

...

...

پوسٹر شائع کئے اور حکومت سعودیہ کے خلاف احتجاج کیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا

...

ہیں اور یہاں کی مسجد میں شروع سے اہل سنت والجماعت کے امام ہیں۔ اب وہ اپنی ضعف

[illegible] (جمعیۃ علماء دیوبند) [illegible] مذہب کا مسلمہ اصل سنت و جماعت [illegible]
ہیں [illegible] آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں [illegible] ہماری نمازیں ان کے پیچھے
نہیں ہوتی ایسی صورت میں امام کس کو بنایا جائے؟ اور یہ بھی لکھیں کہ ان کی نماز ہمارے پیچھے کیوں نہیں ہوتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] علماء دیوبند [illegible] ان کو [illegible] یا ان کی عبارتوں [illegible]
[illegible] سے عوام میں [illegible] غلط فہمیاں پیدا [illegible] اور
[illegible] علماء کرام [illegible] اپنی صفائی
[illegible] یا تاویل [illegible] کفر [illegible] دیوبند [illegible] اور
[illegible] مجددیہ [illegible] دیوبند [illegible] ۱۵ [illegible]
[illegible] کفریہ [illegible]

اس تکفیر کے تحت بریلی کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے ایک رسالہ "حسام الحرمین" لکھا جس میں [illegible] کو [illegible] علمائے دیوبند کی جس عبارت کا کفریہ مطلب بیان کیا ہے عوام کو یہ یقین دلایا کہ یہ عبارتوں کا صحیح مطلب علمائے دیوبند نے بیان کر کے کفریہ مطلب سے اپنی پوری برأت کر دی اور چھاپ کر شائع [illegible] اعلیٰ حضرت [illegible] علمائے دیوبند [illegible] سے پیچھے نماز درست نہیں ہے، ان کا ایسا سمجھنا اور کہنا غلط ہے، علمائے دیوبند کا مسلک بالکل قرآن کریم و حدیث [illegible] امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہے (۲)، ان کی امامت درست ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ، عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) [illegible] مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ العزیز، المیزان)

(۲) [illegible]

(۳) [illegible] (ثم الاحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة ثم الأورع) اي الاكثر اتقاء للشبهات. (ثم الأسن) أي: الأقدم =

امام کا جلدی جلدی نماز پڑھانا

سوال[۱۰۲۲۷]: امام کے لئے اتنی جلدی نماز پڑھنا کہ مقتدی رکوع وسجود میں تین تین مرتبہ بھی تسبیح نہ پڑھ سکتے ہوں، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام کو اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے، اتنی جلدی نہ پڑھیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۲/ ۱۴۰۱ھ۔

قرعہ اندازی سے امام مقرر کرنا اور قرعہ کی شرعی حیثیت

سوال[۱۰۲۲۸]: قرعہ شرعی کی عند الشرع کیا تعریف ہے؟ کیا حقیقت وہمیت ہے؟ قرعہ کے منکر کا شرعاً کیا حکم ہے؟

= إسلاماً". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۵۷، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۲/ ۱۰۷، رشيديه)

(وكذا في الهداية، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۱۲۱، ۱۲۳، مكتبه شركت علميه ملتان)

(۱) "وأقله ثلاثاً فلو تركه أو نقصه كره تنزيهاً

(قوله كره تنزيهاً) أي بناء على أن الأمر بالتسبيح للاستحباب ... والحاصل أن في تثليث التسبيح في الركوع والسجود ثلاثة أقوال عندنا، أرجحها من حيث الدليل الوجوب تحريجاً على القواعد المذهبية، فيبقى عناده كما اعتمده ابن الهمام ... وأما من حيث الرواية فالأرجح السنية، لأنه المصرح به في مشاهير الكتب وصرحوا بأنه يكره النقص عن الثلاث. (الدر المختار مع رد المحتار، باب صفة الصلاة، قبيل مطلب في إطالة الركوع للحائي: ۱/ ۴۹۴، سعيد)

بل هو في الركوع والسجود سنة مؤكدة، فلو تركه أو نقص عن التثليث كره، وهذا هو المصرح في المتون وعامة الشروح والفتاوى. وقال بعضهم: إنه واجب فلو تركه أو نقص عنه سهو، وجب سجود السهو. (نقله القهستاني بصيغة التضعيف. (السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، باب صفة الصلاة: ۲/ ۱۸۳، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في البحر الرائق، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۵۱، رشيديه)

۲... قرعہ سے نامزد امام (زید) اور قرعہ سے نامزد اس کے نائب امام (عمر) میں کس کو اپنا نائب بنانے کا اختیار شرعاً حاصل ہے؟

۳... عمر (نائب امام قرعی) کی موجودگی میں زید (امام قرعی) کو اپنا نائب بنانے کی اجازت ہے، عمر بکر کو اپنا خلیفہ بنادے، تو یہ عمر کی موجودگی میں بکر کی امامت شرعاً صحیح درست ہے؟

۴... زید امام قرعی کے انتقال پر عمر (نائب امام قرعی) اس کی جگہ کا حق دار و مستحق ہے یا بکر جس کو زید نے خود امام بنایا۔

۵... عمر کی موجودگی میں بکر یہ کہہ کر امامت کرے کہ قرعہ میں چونکہ میرا نام نکلا ہے، تو عمر کو مصلیٰ پر نہیں رہنے دے گا، یہ آڑ تھی، بکر کا قرعہ کا فیصلہ نہ ماننا اور امامت کرنا شرعاً درست و صحیح ہے؟

۶... عمر نے عید میں آنے سے بعد بکر کا قرعہ سے امام بنانا اور عمر کی موجودگی میں اس کی امامت کروانا سنا ہے، عمر نے قصبہ کی مسجد (موسومہ بڑی مسجد) میں چند سال سے نماز عیدین ادا کرنا شروع کی ہے، جس میں وہ تقریباً چار میل (چند فرلانگ) بعید عن الموجودگی، امام منجانب اللہ ہوتے ہیں، ثم تقریباً تین سال امام عید گاہ بھی رہے، کسی وجہ سے زید کو امامت عیدگاہ کا خیال ہوا، بعد سعی وجد وجہد بذریعہ قرعہ وہ امام عیدگاہ ہوئے، عمر نے بایں قدر وجد و مقال زید کے خلاف آواز نہیں اٹھائی اور خاموش رہا اور بحیثیت نائب امام عیدگاہ میں نماز ادا کرتا رہا، عمر کا مسجد میں نماز ادا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... قرعہ شرعی حجت مثبتہ ملزمہ نہیں، محض تسکین وتطییب خاطر کے لئے ہے، بعض امور میں کسی مبہم تشخیص یا کسی مشکل کی تعیین کے لئے ہے، جب کہ وہ جانب مشروع ہو(۱)۔

---

(۱) "قوله لتطييب القلوب قال في الجوهرة والقرعة ليست بواجبة وإنما هي لتطييب النفس وسكون القلب ولنفي تهمة الميل، حتى إن القاضي لو عين لكل واحد نصف من غير قرعة جاز لأنه في معنى القضاء فيملك الإلزام". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار كتاب القسمة ۴/ ۱۳۲ دار المعرفة بيروت)

"وأما طريقه نفي الظنون وتطييب النفوس كقراع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بين نسائه، وكقراع القاسم على السهام بعد تعديلها، فهي مستحبة غير مسنونة، وغير واجبة والله أعلم". =

۲ ... مجات شرعیہ کو پیش سامنے رکھا جائے کہ اصل معیار وہ ہے، تساوی کی صورت میں قرعہ کی [illegible] ہوتا ہے (۱)۔

۳ ... [illegible] ہیں ... [illegible]

۴ ... [illegible] نیت ... [illegible] گئی تھی، تو بکر کو رکھا جائے (۲)، اہلیت بہرحال ضروری ہے (۳)۔

- حكم نقرن السجود. تحقيق القرعة واحكامها ص ۲۳۲، ادارة القرآن كراچی وكذا في رد المحتار كتاب القسمة مطلب لكل من الشركاء السكنى في بعض الدار بقدر حصته ۲۶۲/۶، سعيد)

[illegible] "وفي الخلاصة: "وإن اجتمعت هذه الخصال في رجلين فإنه يقرع بينهما". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۶۰۹، رشيديه)

وكذا في فتاوى العلمكيرية كتاب الصلاة، الفصل الثاني في بيان من هو احق بالامامة ۱/ ۸۳، رشيديه

۲ [illegible] عيه الباني" (الدر المختار، كتاب الوقف، مطلب باع عقاراً ثم ادعى أنه وقف: ۴/ ۴۳۰، سعيد)

[illegible] والأقدم والأقدم بالامامة فإن كان الفضل لذلك، وإن لم يكن فالوالي له [illegible] في نصب الامام والسلطان مع هل المحلة فإن كل من اختاره هل المحلة فهو الذي اختاره السلطان فإن اختار هل المحلة أولى [illegible] وإن كان سواء فاختار السلطان أولى [illegible] لكسر حكم المساجد، مسائل متفرقه، ص: ۱۱۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

وكذا في البحر الرائق كتاب الوقف، الموضع الثالث في شرط المولى من القاضي ينصبه القاضي في مواضع: ۵/ ۳۸۹، رشيديه)

(۳) "والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة [illegible] والأسن [illegible]

دوسرا حق موجود ہو، ناپسند ہے اس سے پر

۲ . امام بننے کی خواہش اور اس کی فکر اور اس کے لئے تدابیر اختیار کرنا، سعی کرنا، جب کہ دوسرا اہل

(۳)۔

(الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۱، ۵۵۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۶۰۷، ۶۰۸، رشيديه)

۱۳ رشيديه

"قال الملا علي القاري رحمه الله تعالى قال النووي رحمه الله تعالى هذا الحديث أصل عظيم في

المفاتيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الاول، رقم الحديث ۳۶۸۲: ۷/ ۲۳۹، رشيديه)

(ومشكاة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، ص: ۳۲۱، قديمي)

۳ "ولو تشاوروا وهو [illegible] لا يعلم حق الإمامة منه كره وهو

أحق لا، والكراهة عليهم" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۶۰۹، رشيديه)

وكذا في الفتاوى [illegible] في من هو حق بالإمامة

۱/۶۰۳، ۶۰۴، إدارة القرآن كراچی)

۴ عن أبي مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "يؤم القوم

عمر و زید ہ وہ اپنے منصب کی رعایت رکھتے ہوئے اس اختلاف کو ختم کر دینا چاہیے، نہ قال وجدال کریں، نہ جماعت علیحدہ کریں، اگر دونوں کی قابل اعتماد کو ثالث کر کے اختلاف کو ختم کر دیں، تو بہتر تعیین ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۰/۹۲ھ۔

سنت پڑھے بغیر فرض پڑھانے والے کی امامت

سوال[۱۰۲۲۹] ظہر سے پہلے چار سنت ہیں، ان کے ادا کئے بغیر امامت کرنا کیسا ہے؟ کسی طرح کی کراہت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصل سنت تو یہی ہے کہ پہلے سنن ادا کرے، پھر نماز ظہر پڑھائے (۱)، اگر اتفاقیہ ایسا ہو جائے کہ بغیر سنت پڑھے نماز ظہر پڑھائے، تو بھی نماز صحیح ہو جائے گی (۲)، ابن ماجہ کی روایت سے ایسا ہی

= أقرأهم ولا يؤمن الرجل الرجل في سلطانه، ولا يقعد في بيته على تكرمته إلا بإذنه" (صحيح مسلم، كتاب المسجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة: ۲/۲۳۶، قديمي)

۱ "فلا يتقدم رجل على دي السلطنة، لاسيما في الأعياد، والجمعات، ولا على إمام الحي، ورب البيت الا بالأذن" (مرقاة المفاتيح، باب الإمامة، الفصل الأول، رقم الحديث ۱۱۱۷، ۳/۱۷۵، رشيديه)

"واعلم أن صاحب البيت، ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقاً، إلا أن يكون معه سلطان، أو قاض فيقدم عليه" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۹، سعيد)

"وسن، مؤكدا (أربع قبل الظهر)" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل ۲/۱۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۱/۸۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل ۱/۱۱۲، رشيديه)

۲ لحديث عائشة رضي الله تعالى عنها "أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر قضاهن بعده". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة: ۲/۵۸، سعيد)

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا فاتته الأربع قبل الظهر صلاها بعد الركعتين بعد الظهر (سنن ابن ماجة، كتاب الصلاة، باب من فاتته الأربع –

معلوم ہوتا ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۱/۸۸ھ۔

صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱۱/۸۸ھ۔

امام کا قومہ اور جلسہ کو لمبا کرنا

سوال[۱۰۲۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قومہ اور جلسہ میں اتنی دیر ٹھہرتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ بھول گئے، کیا آج کل امام بھی سنت کی پیروی میں ایسا کر سکتے ہیں؟ بشرطیکہ مقتدیوں کو اس سے تکلیف نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے تاکید ہے کہ نماز ہلکی پڑھائی جائے، کیونکہ نماز میں بیمار، ضعیف، حاجت مند (جس کو جلدی فارغ ہو کر جانا ہے) ہوتے ہیں، اگر تنہا پڑھتے ہو تو جس قدر چاہے طویل پڑھے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۳/۸۷ھ۔

جس سے مقتدی ناخوش ہوں اس کی امامت کا حکم

سوال[۱۰۲۷۱]: ایک امام صاحب سات سال سے امامت کر رہے ہیں، مضبوط قسم کے ہیں، اور نماز میں وقت بہت لگاتے ہیں، مقتدی سخت پریشان ہیں، امام سے تنگ آ چکے ہیں، کئی مرتبہ اگر یہ

= قبل الظهر، ص: ۸۰، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة: ۱۳۲/۲، رشيديه)

(۱) (سنن ابن ماجة، كتاب الصلاة، باب من فاتته الأربع قبل الظهر، ص: ۸۰، قديمي)

۲، "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا صلى أحدكم للناس فليخفف، فإن فيهم السقيم، والضعيف، والكبير، وإذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ماشاء". (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه فليطول ماشاء: ۹۷/۱، قديمي)

(وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة: ۱۸۸/۱، قديمي)

امامت کئے جارہے ہیں، وجہ امامت کی یہ ہے [illegible]

سب نمازی ناراض ہیں، اب شخص کی امامت [illegible]

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر امام میں کوئی ایسی وجہ موجود ہے جس سے اس کی امامت ناجائز ہوتی ہو، تو امام کو خود اپنی اصلاح لازم ہے اور جب تک وہ وجہ موجود ہے وہ امامت نہ کرے۔ [illegible] (۱) [illegible] ناراض ہوتے ہیں، جس کے پیچھے شرعی [illegible] موجود نہیں، بلکہ وہ صالح اور امامت کا اہل ہے، تو جو مقتدی اس کے پیچھے [illegible] ہیں۔ ان کو اپنی ضد سے باز آجانا چاہیے (۲)۔ [illegible]

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، [illegible]

الجواب صحیح: سید مہدی حسن، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۳/۸۶ھ۔

امام کے مصلے پر کسی کا نماز پڑھنا

سوال[۱۰۲۷۲]: کبھی جب کوئی دوسرا شخص امامت کرتا ہے تو نمازی امام کے مصلے چھوڑ دیتے ہیں، [illegible]

[illegible] وھم کارھون، ولو امرد وسفیہ وولد زنا وجاھل بسنن الصلاۃ وبمن یصح الاقتداء بہ ممن لا یصح وھم کارھون، وإن کرہ فسوق من لم یعلم أن لہ فسقا ولا یکرہ فسق من علم أن لہ ورع یمنعہ من الفسق وھم لہ کارھون فقد کان لابن عمر خلف الحجاج وکان لابن عباس خلف ابن عباس وکرہ فسوق من علم أن لہ ورع یمنعہ من الفسق وھم لہ کارھون [illegible] لابن عمر من کرھہ [illegible] جمع الرمل عن جامع الفتاوی [illegible] الصلاۃ، باب الإمامۃ، فصل فی الأحق بالإمامۃ وھم کارھون ۱۲۔

۱۲ منہ

ولو ھو فسق وھم کارھون إن لکراھۃ لفساد فیہ ولأنھم أحق بالإمامۃ منہ، کرہ لہ ذلک لحدیث لیؤمکم أقرؤکم إلی قولہ "لایقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوما وھم کارھون" وإن ھو أحق لا والکراھۃ علیھم". (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ: ۱/۵۵۸، سعید)

(وکذا في البحرالرائق، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ: ۱/۶۰۹، رشیدیہ)

(۲) راجع الحاشیۃ المتقدمۃ آنفاً

امام کے مصلے پر سنت وغیرہ پڑھنے میں کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جماعت سے بعد جب امام نے مصلے چھوڑ دیا اور اول وقت شخص وہاں سنت پڑھ چکے تو جائز ہے، اگر امام کو ناگوار نہ گزرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الفصل الثاني في إمامة الفاسق

(فاسق کی امامت)

امانت میں خیانت کرنے والے کی امامت

سے ۱۱ [۱۰۲۷۳]: ایک صاحب راشن کی دکان میں ملازم ہیں سے ۔۔۔ تے ہیں بعض
پیش ہیت سے یہ ۔۔۔ ت میں خیانت ۔۔۔ شخص کی امامت
قبل سے
محروم حرمان ومضایقہ
۔۔۔ میں خیانت ۔۔۔ گناہ ہے، بلکہ نفاق کی علامت ہے(۱)، جس شخص کا یہ حال ہو
اس کو امام بنانا مکروہ ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۵/ ۱۳۰۰ھ۔

عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "أربع من كن فيه كان منافقا خالصا، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر". (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق: ۱/ ۱۰، قديمي)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم: "وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم". ثم اتفقا: "إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان". (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق: ۱/ ۵۶، قديمي)

وسنن أبي داود، كتاب السنة، باب الدليل على الزيادة والنقصان: ۲/ ۲۹۹، رحمانيه)

(۲) "(ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى

(قوله: وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، وفي العرف: فعل كبيرة أو الإصرار على صغيرة

یکمشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت

سوال[۱۰۲۷۴]: اگرکوئی امام مشت سے کم مقد[illegible] پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جوامام ڈاڑھی ایک مشت نہیں رکھتا، پہلے ہی کٹا کرکم کر[illegible] بنانا مکروہ ہے(۱)، اس کے پیچھے نماز بکراہت ادا ہوگی، اگر دوسرا لائق امام نہ ہو تو[illegible] جائے[illegible] (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۱۱/۹۲ھ۔

لا يسعى ... المفسق ... الا في محله ... في الفتح وحلقه ... في المحيط ... الدرالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۵۵۹، ۵۶۰، سعيد)

"(وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى وولد الزنا) وفي الفتاوى: لو ... كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۲۱۰، رشيديه)

وكره ... شحمة ... (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص: ۳۰۲، ۳۰۳، قديمي)

(۱) "(ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى)

(قوله: وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد من يرتكب الكبائر ..."

(ردالمحتار مع الدرالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۵۶۰، سعيد)

وكذا في المحيط ... وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ... ص: ۳۰۳، قديمي

تارکِ فرض کو امام بنانا

سوال [۱۰۰۲] ایک شخص فرض نماز کا تارک ہے تو اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، جو فرض نماز ترک کرنے کا عادی ہے، اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جھوٹے شخص کو امام مقرر کرنا

سوال [۱۰۰۳] ہم نے ایک قاری صاحب کو مسجد میں امام و پیش نماز رکھا، اس نے اپنے آپ کو یتیم ظاہر کیا تھا، ہم نے اس کی ظاہر حالت سے کافی مدد کی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ یتیم نہیں تھا تو قاری صاحب کا کیا حکم ہے؟ اب ایسے شخص کو امام رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس نے اپنے آپ کو یتیم ظاہر کیا، وہ یتیم نہ ہونے کی وجہ سے امامت کے لائق نہیں، اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی (۲)، بالغ ہونے پر یتیم نہیں رہتا، اگر اس نے غلط بیانی سے کام لیا پھر اس کا جھوٹ ا

= عمل الكبائر، والصلاة واجبة على كل مسلم براً كان أو فاجراً من عمل الكبائر" (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور: ۲۶۶/۱، رحمانيه)

وتكره [illegible] وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق الخ) فالحاصل أنه يكره لهؤلاء التقدم، ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيه، فإن مكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل، ولا فالاقتداء بهم أولى من الانفراد". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۲۱۰/۱، ۲۱۱، رشيديه)

"وتجوز إمامة الأعرابي، والأعمى، والعبد، وولد الزنا، والفاسق إلا أنها تكره هكذا في المحيط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۸۵/۱، رشيديه)

(۱) تقدم تخريجه تحت عنوان [illegible] رقم الحاشية: ۱

(۲) "ولا يصح اقتداء رجل بامرأة، وخنثى، وصبي مطلقاً، ولو في نفل على المذهر" (الدر المختار، كتاب الصلاة،

[illegible](۱) [illegible]

[illegible]

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱۰/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱۰/۸۸ھ۔

نسبندی کروانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا

[illegible]

نہیں؟ لوگوں کی نماز ہوگی یا نہیں"

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

مستورات کو بے پردہ بیعت کرنے والے کی امامت

[illegible]

= باب الإمامة: ۱/۵۷۶، ۵۷۷، سعید)

"قوله (وفسد اقتداء رجل بامرأة أو صبي) أما الأول فلما قدمناه من الحديث، ونقل في [illegible] (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۶۲۸، رشيديه)

[illegible]

(۱) "(ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى)

"ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني، وآكل الربوا ونحو ذلك"

(ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۵۶۰، سعيد)

[illegible]

نحوست حامد ومصلی:

[illegible]

---

(۱) [illegible] ۳۰

[illegible] ۳۲۱۲ سعيد

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۳۲۱۲ سعيد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۳۲۱۲ سعيد

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۳۲۱۲ سعيد

شخص عالم دیانت عالم کو امامت کے لئے کہے مگر نماز اس صورت میں بھی ادا ہو جائے گی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۲/ ۹۱ھ۔

قوالی سننے والے کی امامت

سوال [۹۰۲۰]: زید ایک حافظ ہے اور مسجد میں امامت کا کام بھی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت بتاتے ہیں، یعنی علماء دیوبند کے پیرو ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور دوسرے کو بھی نصیحت کرتے ہیں، مگر ان میں یہ عادت ہے کہ وہ عرس کلیہ شریف میں جو قوالیاں سنتے ہیں، ان سے کہا گیا کہ آپ ان سے مرعوب قوالی وسننا ترک کر دیتے ہیں اور خود جا کر سنتے ہیں، تو جواب میں کہا کہ واقعی شریف نے قوالی سننا ہے اور میں اس کا وہ مجرم ہوں بلا طبیعت نہیں مانتی، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اس طرف سے میرا دل پھیر دیں، اس پر علماء نے کہا کہ آپ آئندہ سے توبہ کریں، امام صاحب نے توبہ کی، مگر وہ اگلے سال خفیہ طریقہ سے عرس میں جا کر پھر قوالیاں سنیں، ایسی حالت میں مقتدی کیا کریں؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ ایک بدعتی یہ کہتا ہے کہ یہ امام جائز نہیں ہے، علماء سے بریلوی قوالی وہ برا فرماتے ہیں، اس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔

بینوا توجروا مذمت میں ان کی حدیث وارد ہوئی ہے، عربی میں مع ترجمہ اردو تحریر فرمائیں۔

---

(۱) وعلم من صحح نسبه وصفته المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقا، إلا أن يكون معه سلطان أو قاضي، فيقدم عليه لعموم ولايتهما

(قوله: مطلقا) أي: وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه، وفي التاترخانية: جماعة اجتمعت في دار يريد أن يقدم أحدهم يسعى أن يتقدم المالك، فإن قدم واحدا منهم لعلمه وكره فهو فقيه ولم تقدم أحدهم جاز؛ لأن الظاهر أن المالك يأذن لصفة كونه [illegible] در المحتار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۵۹، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة: ۱/ ۸۳، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۶۰۹، رشيديه)

نحو ہو، حرام ہے وفسق

اہل سنت والجماعت علماء، اہل حق صوفی، چشتی قادری سہروردی منتدی سب کے یہ قوالی سننا اور یکی مخصوص میں شریک ہونا ناجائز ہے (۱) علامہ طحطاوی [illegible] کو نقل کیا ہے (۲)، علامہ دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ (۳) اور علامہ شامی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے (۴)۔ امام پہلی توبہ نہ کرے، تو اس کی امامت [illegible]

(۱) "وفي البزازية استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام، لقوله عليه الصلاة والسلام "استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر" (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، ۶ ۳۴۹، سعيد)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل السابع فيما يتعلق بالمناهي ۲ ۳۵۹، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات ۴ ۲۲۳، مكتبه عماريه كوئٹه)

(۲) "فأما ما ابتدعه الصوفية في الإدمان على سماع المعاني بالآلات المطربة من الشبابات، والطار، والمعزف، والاوتار فحرام [illegible] قال الطرسوسي: فقد اجمع علماء الامصار على كراهة الغناء والسماع منه" (الجامع لاحكام القرآن للقرطبي، لقمان ۱۴ ۵۰، ۵۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) "لا يحل لاحد يؤمن بالله واليوم الاخر ان يحتضر معهم، ولا يعينهم على باطلهم، هذا مذهب مالك والشافعي وأبي حنيفة وأحمد وغيرهم من أيمة المسلمين" (كتاب حلية الحيوان، تحت لفظ لعبي المهملة "العجل" ۲ ۱۵۴، دار الكتب العلمية بيروت)

(۴) "وإن كان سماع غناء فهو حرام بإجماع العلماء" (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة ۶ ۳۴۹، سعيد)

(۵) "ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى"

قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وسد في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعا [illegible] على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱ ۵۵۹، ۵۶۰، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالامامة، ص ۳۰۲، ۳۰۳، قديمي)

[illegible]

[illegible]

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ہر زنا کار کی مغفرت فرمائیں گے ہاں باجہ والی کی مغفرت نہیں فرمائیں گے۔

[illegible]

میری امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو زنا و ریشم و شراب کو اور باجہ کو حلال قرار دیں گے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

لڑکی کو نامحرم سے تعلیم دلانے والے کی امامت

سوال[۱۰۲۸۰]: زید کی سولہ سالہ لڑکی قرآن [illegible] شام کو قمر النساء اور اس کے [illegible] زید کی بہت تعریف کی اور زید سے [illegible] آپ مجھ پر شبہ نہ کریں تو آپ کی لڑکی کو شام کو [illegible] زید نے کہا کہ [illegible] بعد میں زید نے [illegible] بعد جب معلوم ہوگیا، تو معین سے شام کی [illegible] معین نے جواب دیا چند روز بعد شام کو [illegible] چند روز بعد معین نہیں آیا اور اس نے [illegible] بعد [illegible] معین شام کو [illegible] بعد قمر النساء [illegible] معین نے کافی روپیہ [illegible] قمر النساء

= (وكذا في مجمع الانهر، كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة: ۱۰۸/۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) (النهاية في غريب الحديث والاثر لابن الاثير، باب العين مع الراء: ۱۸۹/۲، دار المعرفة بيروت)

(وكذا في غريب الحديث لابن الجوزي: ۸۷/۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الفائق في غريب الحديث والأثر ۴۱۲/۲، دار المعرفة بيروت)

(۲) (صحيح البخاري، كتاب الاشربة، باب ماجاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه: ۸۳۷/۲، قديمي)

(وسنن أبي داود، كتاب اللباس، باب ماجاء في الحر: ۲۰۴/۲، رحمانيه لاهور)

عمل کرو دیوبندی نہ ہو اور اس کی

نجواب حامداً ومصلیاً

شریعت نے پردہ لازم قرار دیا ہے(۱)، اس

ت تاکید کی ہے، اس میں بہت سے مصالح ہیں اور اس میں بہت سے منافع ہیں، احکام شریعت پر عمل نہ کرنے

میں جو خرابیاں دین کی ہیں جو کہ وارصورت پیش آچکی ہے، وہ نہایت مذموم

ہیں، سب گناہ گار ہیں، سب کو توبہ اور اپنی

حاجت کے ساتھ معافی نہیں اور آئندہ

---

(۱) قال الله تعالى ﴿يا أيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ (الأحزاب: ۵۹)

"عن الحسن، قال: كن إماء بالمدينة فقال لهن: كذا وكذا يخرجن، فتعرض لهن الشهداء فيؤذونهن، وكانت المرأة الحرة تخرج فيحسبون أنها أمة فيخرضون لها، فيؤذونها، فأمر الله المؤمنات أن: ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾، ذلك أدنى أن يعرفن أنهن حرائر فلا يؤذين اهـ" (أحكام القرآن للجصاص ۳: ۵۴۲، قديمي)

"عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان" (جامع الترمذي، أبواب الرضاع، باب ماجاء في كراهية أن تسافر المرأة وحدها ۲۲۰، سعيد)

"لايجوز النظر إلى المرأة، لما فيه من خوف الفتنة، ولهذا قال عليه الصلاة والسلام: "المرأة عورة مستورة". (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل في النظر واللمس: ۶/ ۳۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) قال الله تعالى ﴿يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا عسى ربكم أن يكفر عنكم سيئاتكم﴾ (التحريم: ۸)

"قال النووي: التوبة ما استجمعت ثلاثة أمور: أن يقلع عن المعصية، وأن يندم على فعلها، وأن يعزم عزماً جازماً على أن لايعود إلى مثلها أبداً، وركنها الأعظم الندم". (روح المعاني، التحريم: ۸: —

[illegible] نصوح کرے اور یہ اندازہ ہوجائے کہ [illegible] نہیں (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] دیوبند، ۱۸/ ۵/ ۸۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۵/ ۸۶ھ۔

گدھے کے بولنے کو اذان کہنے والے کی امامت

سوال[۱۰۲۸۱]: میں اذان کے وقت مؤذن اذان دے رہا تھا، مسجد کے [illegible] لگا، تو امام صاحب نے فرمایا: "لو اذان ہوگئی، اذان کی کیا ضرورت" لوگوں کے اعتراض [illegible] مذاق کیا تھا، امام صاحب نے دانستہ عدالت میں جھوٹی شہادت دی، جس امام میں یہ صفات پائی جائیں [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس امام کے یہ حالات ہوں، وہ امامت سے الگ کئے جانے کا مستحق ہے، [illegible]

= ۲۸ ۱۵۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب التوبة ۲ ۳۵۲، قديمي)

(۱) قال الله تعالى: ﴿وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدى﴾ (طه ۸۲)

"عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لاذنب له". (سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص: ۳۱۳، قديمي)

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن العبد إذا عرف ثم تاب تاب الله عليه" صحيح البخاري كتاب الشهادات باب حديث الإفك ۲ ۵۹۲، قديمي

"(إن العبد إذا اعترف) أي: أقر بكونه مذنبا وعرف ذنبه (ثم تاب) أتى بأركان التوبة من الندم والعزم [illegible] وهذا لدى نفس التوبة عن عباده﴾ قال الطيبي وحقيقته أن الله يرجع عليه برحمته". (مرقاة المفاتيح، كتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، رقم الحديث: ۲۳۳۰: ۵/ ۱۶۲، رشيديه)

ے(۱)، کہ جتنے کی آمد زیادہ ہے کہ ان ہوتی ہے نہایت خطرناک ہے، یہ ان کی سخت توہین ہے، اس سے ایمان کا بڑا خطرہ ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۱۰۰ھ۔

تاڑی فروخت کرنے والے کی امامت

سوال[۱۰۲۸۲] : زید حافظ قاری ہیں، بیوی کا انتقال ہوگیا ہے، عقد ثانی نہیں کیا ہے، چونکہ چین مشکوک ہونے کی شہرت ہے، تاڑی صاف دوانگل رکھتے ہیں، جس کی ہمیشہ تراش خراش کرتے رہتے ہیں، کھجور کا باغ ان کی ملکیت میں ہے، جس سے تاڑی (۳) نکالی جاتی ہے، تاڑی والوں کو یہ باغ فروخت کرتے رہتے ہیں، زید کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

۲ : زید حافظ ہیں، معلم ہیں، شرعی داڑھی ہے، صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں، مسائل سے بخوبی واقف

---

(۱) "ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى

(قوله وفاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، وبعض من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزنى، وآكل الربا، ونحو ذلك". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، سعيد)

وكذا في مجمع الانهر، كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة ۱/ ۱۰۰، دار احياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الهداية، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۱۲۲، مكتبه شركت علميه ملتان)

۲ "ويكفر بالاستهزاء بالدين، كالسجود للصنم والمحراب". (الدرالمختار، كتاب السير، باب احكام المرتدين ۵/ ۲۰۲، رشيديه)

"وفي شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري رحمه الله تعالى: والاستهزاء بحكم من احكام الشرع كفر". (قبيل فصل في الكفر صريحا وكناية، ص ۴۰۱، قديمي

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالاذكار ۵/ ۵۰۰، إدارة القرآن كراچي)

(۳) [illegible] (فيه [illegible] ۳۹۱ فيروز [illegible])

الجواب حامداً ومصلیاً:

کٹانا درست نہیں (۲) بتاڑی والوں کو کھجور فروخت کرنا مکروہ ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "(والأعلم أحق بالإمامة) أي أولى بها ولم يقل للمعلوم (ثم الأورع) أي الأكثر إحتياطا للشبهات" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱: ۲۰۷، ۲۰۹، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱: ۸۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، في بيان من هو أحق بالإمامة ۱: ۴۳۲، رشيديه)

(۲) "(لا) يكره (دهن شارب و) لا (كحل) إذا لم يقصد الزينة أو تطويل اللحية إذا كانت بقدر مسنون وهو القبضة وأن الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة، ومحنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود ومجوس الاعاجم" (الدرالمختار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ولايفسده: ۲: ۴۱۷، ۴۱۸، سعيد)

"والقص سنه فيها وهو أن ينقص الرجل لحيته فإن زاد منها على قبضته قطعه" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع في الختان والخصاء الخ ۵: ۳۵۸، رشيديه)

(وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل ۸: ۲۸۵، رشيديه)

۳ [illegible] ثم لكل محترف [illegible] وهو مع ذلك سبب قوي بحيث لا يجوز في قوله تعالى [illegible] لدخول كثير من الناس في عقد يسير لعسر ضبط يتحدد حسر فكذلك [illegible] لا حرج في ذلك بالتصريح به بالنص (جواهر الفقه، تفصيل الكلام في مسئلة الاعانة على الحرام، عنوان أقسام السبب وأحكامه: ۲: ۳۵۲، مكتبه [illegible] كراچی)

"(ويجوز بيع العصير ممن يتخذه خمراً) أي: من ذمي، فلو من مسلم، كره بالاتفاق؛ لأنه إعانة على معصية [illegible] مستثنى على هذا مجتبى" (الدرالمختار، كتاب الكراهية، فصل في البيع ۶: ۳۱۲، مكتبه عثمانيه كوئيه

ساحراور عامل کی امامت

سوال[۵۲۸۳] عامل کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ساحر کو امام بنانا درست نہیں(۱)، عامل قرآن وحدیث کی امامت درست ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/ ۱/ ۹۴ھ۔

= ولم كن من المحظور، فهو محظور (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ۶/ ۳۵۰، سعيد)

(۱) "ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق (الدرالمختار) (قوله فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، والمراد به من يرتكب الكبائر، كشرب الخمر والزنا وأكل الربوا، ونحو ذلك (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰، سعيد)

"قوله: (وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى وولد الزنا) ومن لتنتفي الصحة والكراهة". (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۶۱۰، رشيديه)

(وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص: ۵۱۴، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) "وأما ماكان من الآيات القرآنية والأسماء والصفات الربانية والدعوات المأثورة النبوية، فلا بأس، بل يستحب سواء كان تعويذا أو رقيه أو نشرة". (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقى، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۴۵۵۳: ۸/ ۳۲۱، رشيديه)

"جوزوا الرقية بالأجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحاوي". (ردالمحتار، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستيجار على التلاوة والتهليل ونحوه ۶/ ۵۵، سعيد)

وكذا في سرح معاني الآثار، كتاب الإجارات، باب الاستيجار على تعليم القرآن ۴/ ۲۹۰، سعيد

الفصل الثالث في إمامة المبتدع

(بدعتی کی امامت کا بیان)

مبتدع کی امامت

سوال[۱۰۲۸۲] زید بدعتی کاؤں میں رہتا ہے، اس موضع میں بدعتی رہتے ہیں، مگر بکر بدعتی نہیں ہے اور امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی سمجھتا ہے، اب زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر زید بدعتی نہیں ہے، تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے اور اگر زید بھی بدعتی ہے اور دوسری مسجد نہیں ہے تو مجبوراً اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو گوارہ کرے، جماعت ترک نہ کرے(۱)۔ اور آہستہ آہستہ نرمی وہمدردی سے ہر مسئلہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کی ترغیب دیتا رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۲/۹۴ھ۔

---

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برا كان او فاجرا، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم برا كان أو فاجرا وإن عمل الكبائر، والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان او فاجرا وإن عمل الكبائر" (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع ايمة الجور: ۱/۳۶۲، رحمانيه)

"ويكره امامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولد الزنا، هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة

(قوله نال فضل الجماعة) افاد ان الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع". (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، ۵۶۲، سعيد)

(وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل الأولى بالإمامة، ص ۵۱۲، سهيل اكيدمي لاهور)

رضاخانی کے پیچھے نماز

سوال[۱۰۲۸۵]: ہندوستان میں جو فرقہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتا ہے اور احمد رضا خان بریلوی کو اپنا مقتدا مانتا ہے، اس فرقہ سے متعلق یا اس فرقہ کا عقیدہ رکھنے والا شخص اگر کسی مسجد کا امام ہو تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ نماز صحیح ہے یا نہیں؟ یا تنہا پڑھنا بہتر ہے؟ جو بھی ہو، کتاب وسنت کی روشنی میں مع دلیل لکھئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہر بدعتی کا حال یکساں نہیں، بعض بدعتی بہت غالی ہیں، جو کفر وشرک میں مبتلا ہیں، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں (۱)، بدعتی کی وجہ سے اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھی، تو اس کا اعادہ لازم نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۹/۱۱/۹۲ھ۔

---

(۱) (ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة وإن أنكر بعض ماعلم من الدين ضرورة كفرها كقوله ان الله تعالى جسم كالأجساد فلا يصح الاقتداء به أصلاً (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۶۲، سعيد)

"وقيده في المحيط والخلاصة والمجتبى وغيرها بأن لاتكون بدعته تكفره، فإن كانت تكفره فالصلاة خلفه لاتجوز". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۶۱۱، رشيديه)

"ويكره تقديم المبتدع ايضاً لانه فاسق من حيث الاعتقاد أما لو كان موجباً للكفر فلا يجوز أصلاً كالعلاة من الروافض الذين يدعون الألوهية لعلي رضي الله تعالى عنه، أو أن النبوة كانت لله فغلط جبريل، ونحو ذلك مما هو كفر". (الحلبي الكبير، فصل في الإمامة، الأولى بالإمامة، ص ۵۱۴، ۵۱۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) "رجل أم قوما شهرا ثم قال كنت محدثا فانه يحمل على الاسلام ولا يقبل قوله، وصلاة القوم جائزة، ويضرب ضرباً شديدا، وكذا لو قال صليت بكم المدة على غير وضوء وهو صحيح لاتقبل قوله، وإن لم يكن كذلك، واحتمل أنه قال على وجه التورع والاحتياط أعادوا صلوتهم، وكذا لو قال في ثوبي قذر". (خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر: ۱/۱۴۵، ۱۴۶، رشيديه)

رضاخانی امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال[۱۰۲۸۶]: فرقہ رضاخانی جنہوں نے طرح طرح کی بدعات دین میں ایجاد کیں، اکابر علماء حق اور ان کے متبعین کی تکفیر اور تفسیق کو اپنا شیوہ بنایا اور مسلمانوں میں افتراق اور انتشار ان کا خاص مقصد ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، بڑے پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو عالم میں تصرف کرنے والا اور ہر ایک کی فریاد سننے والا اور مدد کرنے والا سمجھتے ہیں، اسی لئے یا غوث المددان کا خاص نعرہ ہے، اس فرقہ کے بانی نے رسول کی شہادت کا انکار کرکے قرآن کی نص صریح کا انکار کیا، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں روافض سے بڑھ کر گستاخی کا ارتکاب کیا۔

حضرت عبدالرحمن انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بالاتفاق صحابی رسول ہیں، اس جماعت کے بانی نے ان کو کافر اور خوک(۱) سے بدتر قرار دیا ہے۔ ان حالات میں سوال یہ ہے کہ کیا رضاخانی اور اس کا بانی اسلام میں داخل ہے یا عقائد مذکورہ کی بناء پر اسلام سے خارج ہیں؟ اور کیا ایسے لوگوں کے پیچھے اہل حق کو نماز پڑھنا درست ہے؟ رضاخانی یہ کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند اور ان کے متبعین مرتد ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز نہیں اور علمائے دیوبند اور ان کے ماننے والوں کی نماز ہمارے پیچھے ہوجاتی ہے اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کا حوالہ دیتے ہیں، ان کے اس قول کی حقیقت کیا ہے اور کیا واقعہ یہی ہے کہ رضاخانی جیسا کہتے ہیں؟ وضاحت اور تفصیل سے جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

امور مذکورہ سوال بعض کفر ہیں، بعض شرک، بعض حرام اور سخت معصیت ہیں، ان کے تحقق وثبوت کے

= (وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث: ۱/۸۵، رشيديه)

(وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيريه، كتاب الصلاة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لايصح: ۱/۸۸، رشيديه)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۹۱، ۵۹۲، سعيد)

(۱) ''خوک سور بخنزیر''۔ (فیروز اللغات، ص ۶۳۷، فیروز سنز لاہور)

بعد امامت کا حق باقی نہیں رہتا (۱)۔ دارالعلوم سے جس فتوی کا حوالہ دیا جاتا ہے، یہ ان امور کو دیکھ کر ہے یا نہیں؟ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے، اس وقت تک اس پر تعمیل نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/ ۱/ ۹۲ھ۔

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد ... ومبتدع، أی صاحب بدعة، وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا لعناد بل لشبهة ... وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها، كقوله إن الله تعالى جسم كالأجسام، وإنكاره صحبة الصديق فلا يصح الاقتداء به أصلا (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۶۱، ۵۶۲، سعيد)

ويكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع، وفي الفتاوى: لو صلى خلف فاسق أو مبتدع يبتغي فضل الجماعة لكل لابأس كما ينال خلف تقي ورع ... وفيده في المحيط والخلاصة والسراجية وغيرها: إن لا يكون بدعته تكفره، فإن كانت تكفره فالصلاة خلفه لا تجوز (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۲/ ۲۱۰، ۲۱۱، رشيديه)

وقال الدردير: يجوز الاقتداء بالمخالف، وكل بر وفاجر ما لم يكن مبتدعا ببدعة يكفر بها، وهو ما يتحقق من إمامه مفسدا لصلاته في اعتقاده هو وإذا لم يعتقد غير المخالف فلا كراهة في الاقتداء به، والاقتداء به ولي من الاستواء على أن الكراهة لا تنافي الثواب أفاده العلامة نوح (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، ص ۳۰۶ قديمي

الفصل الرابع في إمامة المعذور

(معذور کی امامت کا بیان)

لنگڑے کی امامت

سوال[۱۰۲۸۱] ایک شخص لنگڑا ہے اور وہ وجہ لنگڑا ہونے کے حافظ وقاری بھی ہے، بہت اچھا قرآن پڑھتا ہے، تو جب وہ نماز پڑھاتا ہے، تو عوام الناس اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ لنگڑے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، لہٰذا ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا لنگڑے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؟ مدار کراہت ہے، تو تحریمی ہے یا تنزیہی؟ اور عوام الناس کا یہ اعتراض کرنا بجا ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، تو یہ لوگ اس معاملہ میں کیسے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

لنگڑے امام کی اقتداء تنزیہی ہے تحریمی نہیں، اس کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، وہ ناواقف ہیں۔

"كذا تكره خلف مفلوج، وأبرص شاع برصه، وكذا أعرج يقوم بعض قدمه، فالاقتداء بغيره أولى تاترخانية. وكذا أجزم. برجندى. (شامى: ۱/۳۷۸)(۱). فقط والله تعالىٰ اعلم.

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۶۲، سعيد)

"ولو كان يقدمه لإمام عوج فقد على بعضه بحور، وغيره أولى" (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۳۶۵، دارالكتب العلمية بيروت)

وكذا في فتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من

کانے کی امامت

سوال[۱۰۲۹۱]: اگر کانا آدمی نماز پڑھائے، تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

درست ہے(۱)۔ فقط۔

حررہ عبدمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۱۲/ ۹۱ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= يصلح إماما لغيره (۱/ ۹۵، رشيديه)

(۱) دونوں آنکھوں سے معذور شخص اگر شرائط امامت سے متصف ہو، تو اس کو امام بنانا بنسبت دوسروں کے افضل ہے، لہٰذا جس شخص کی صرف ایک آنکھ بینائی سے محروم ہو، اگر وہ شرائط امامت سے متصف ہو، تو وہ بطریق اولی امامت کا حق دار ہے۔

"(ويكره إمامة عبد وأعمى)

قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: قيد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم، فإن كان أفضلهم فهو أولى اهـ. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۵۶۰، سعيد)

وذكر في المحيط: لا بأس بأن يؤم الأعمى والبصير ولي. وفي البدائع ذكر الإمام المعروف شمس الأئمة السرخسي في مبسوطه: إنما يكره تقديم الأعمى إذا كان غيره أفضل منه، وقد ثبت أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم استخلف ابن أم مكتوم يؤم الناس وهو أعمى. رواه أبو داود". (الحيلة الكبير، فصل الإمامة، الأولى بالإمامة ص: ۵۱۴، سهيل اكيڈمی لاهور)

قال رحمه الله تعالى: "(والأعمى) لأنه لا تتوقى النجاسة، ولا يهتدي إلى القبلة بنفسه، ولا يقدر على استيعاب الوضوء غالبا، وفي البدائع: إذا كان لا يؤاتيه غيره في الفضيلة في مسجده فهو أولى". (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۳۴۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۶۱۰، رشيديه)

الفصل الخامس في عزل الإمام وتحقيره

(امام کو برطرف کرنے اور حقیر سمجھنے کا بیان)

امام کے ساتھ گالی گلوچ اور اس پر تہمت لگانے کے باوجود اس کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال[۱۰۲۸۹]: کوئی مقتدی اپنے امام کے ساتھ گالی گلوچ کر کے اغلام(۱) کی تہمت لگائے اور پھر اس کے پیچھے نماز پڑھے، تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟

الجواب حامداً ومصلياً:

گالی گلوچ تو سب کے ہی ساتھ منع ہے(۲)، پھر امام کا احترام وتوقیر وضروری ہے اور بلا ثبوت شرعی ایسی بڑی بات کہنا بہت بڑا جرم ہے، سخت گناہ ہے(۳)، معافی مانگنا واجب ہے، تاہم جس امام پر ایسی بڑی تہمت لگائی اور اس سے معافی نہیں مانگی اور نماز اس کے پیچھے پڑھی، فرض اس کا بھی ادا ہوگیا، نماز

---

(۱) "اللواط: وطء ذكر بدخول حشفة، أو قدرها، في دبر ذكر أو أنثى". (فتح القدير، ۱۰۲/۵، فيصل، بيروت)

۲) "عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: سباب المسلم فسوق، وقتاله كفر". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ۸۹۳/۲، قديمي)

وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم "سباب المسلم فسوق وقتاله كفر": ۵۸/۱، قديمي)

۳) "ويحكم بالكفر إذا شتم عالماً أو فقيهاً من غير سبب"، (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۷/۵، رشيديه)

وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب حكم المرتدين، فصل في الحكم والعلم والأمور والصحبة، الخ: ۳۴۵/۵، قديمي)

صحیح ہوگئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، ۱۷/۱۱/۸۸ھ۔

بدتمیز مقتدی کی نماز کا حکم

سوال[۱۰۲۹۰]: جو امام مسجد سے بدتمیزی سے پیش آئے، خواہ حاجی ہو یا نمازی، وہ کیسا ہے؟ آیا اس کی نماز بھی ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام کا احترام واجب ہے، اس سے بدتمیزی سے پیش آنا بڑی غلطی ہے (۲) کہ جس کی اقتداء میں سب

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "الجهاد واجب عليكم مع كل أمير بر كان أو فاجر، وإن عمل الكبائر، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم بر كان أو فاجر، وإن عمل الكبائر" (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور: ۱/۳۲۶، رحمانيه)

وهذا يدل على جواز الصلاة خلف الفاسق، وكذا المبتدع، إذا لم يكن مايقوله كفرا" (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثاني، رقم الحديث ۱۱۲۵: ۳/۱۸۱، رشيديه)

"وأما بيان من يصلح للإمامة في الجملة، فهو كل عاقل مسلم، حتى تجوز إمامة العبد والأعرابي والأعمى، وولد الزنا والفاسق وهذا قول عامة العلماء" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من يصلح للإمامة: ۱/۲۶۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) قال الله تعالى: ﴿إني جاعلك للناس إماما﴾ (البقرة: ۱۲۴)

"وإذا ثبت أن اسم الإمامة يتناول ما ذكرناه، فالأنبياء عليهم السلام في أعلى رتبة الإمامة، ثم الخلفاء الراشدون بعد ذلك ثم العلماء والقصد العدول، ومن الزمه الله تعالى الاقتداء بهم، ثم الإمامة في الصلاة ونحوها" (أحكام القرآن للجصاص: ۹۱/۹، قديمي)

سے افضل عبادت ادا کرتا ہے، اس کا اعادہ کرنا انتہائی ضروری ہے، تاہم نماز اس کی بھی ہوجاتی ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برا كان أو فاجرا، وان عمل الكبائر، والصلاة واجبة عليكم على كل مسلم برا كان أو فاجرا وإن عمل الكبائر، وإن عمل الكبائر، والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان أو فاجرا وإن عمل الكبائر" (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور، رقم الحديث: ۲۵۳۳، رحمانيه)

وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۱۱۲۳، (رشيديه)

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من يصلح للإمامة: ۱/۲۶۶، دار الكتب العلمية بيروت)

فتاوی محمودیہ جلد بیسم ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ذیل رہتے ہیں، ان کو توبہ کرنا ہرمعنی ماننا خلاف ہے(۱) متولی صاحب کو کسی شخص کو کسی وقت امامت سے ہٹانے کا اختیار نہیں، ان قیود میں کوئی مضائقہ نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۱۰/ ۱۱ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

= الاقتداء بهم، ثم الإمامة في الصلاة ونحوها". (أحكام القرآن للجصاص: ۱/ ۹۷، ۹۸، قديمی)

) "ولم يخلف اهل السنة وغيرهم في وجوب التوبة على أرباب الكبائر واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة. وأنها واجبة على الفور". (روح المعاني ۲۸/ ۱۵۹، لتحرير ۸، منحت في قول ﴿يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا﴾، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"واتفقت الامة على ان التوبة فرض على المؤمنين، لقوله تعالى ﴿وتوبوا الى الله جميعا ايه المؤمنون﴾ (نور ۳۱)". (الجامع لاحكام القرآن للقرطبي، النساء ۱۷، ۵/ ۶۸، دار احياء التراث العربي بيروت)

۲. (رجل بنى مسجدا وجعله لله فهو احق بعمرته وعمارته وبسط حواري وان تنازع الذي في نصب الامام والمؤذن مع اهل المحلة، فان كان من اختاره اهل المحلة اولى من الذي اختاره الذي فاختيار أهل المحلة أولى؛ لأن ضرره ونفعه عائد إليهم، وإن كانا سواء فاختيار الباني أولى". (الحلبي الكبير، فصل في أحكام المساجد، ص: ۶۱۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

"وللباني حق بالإمامة والأذان وفي المحرر عن ابي حنيفة رحمه الله تعالى أن الباني اولى بجميع مصالح المسجد، ونصب الامام والمؤذن اذا تأهل للإمامة". (البحر الرائق، كتاب الوقف ۵/ ۴۱۸، رشيديه)

وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجدا: ۳/ ۲۹۷، رشيديه)

الفصل السابع في إمامة اللحان

(غلط خواں کی امامت)

غلط خواں امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال [۵۲۵۲] آں شخص جو سورۂ فاتحہ شریف نماز کی حالت میں غلط پڑھتا ہے، مثلاً ... اور بھی دوسرے حروف کی ... حرف کی جگہ ... حسب ... ندوال ہی میں شمار ہوسکتا ہے، نہ ضاد میں۔

... پڑھنے پر ... صورت اختیار کی جائے، مع ... مستفاد ہوں کہ وقت میں ...

الجواب حامداً ومصلیاً

... تاویل کرے نماز ... پڑھے۔

... (۱)

---

(۱) "قال: إن كان عند تبديل الحروف يصير كلاماً آخر من كلام الناس فلا ينبغي أن يقرأ، فإن قرأ في الصلاة تفسد صلاته وهذا بناء على مختار المقدسي ... ينبغي أن يصير بحيث ينبغي أن لا تفسد بذلك الحروف فإن كان فاحشاً تفسد، وإن لم يصر بحيث ينبغي أن لا تفسد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"مستقیم" کو "مستخیم" پڑھنے والے کی امامت

سوال [۱۰۲۹۳]: ۱ ایک امام صاحب "مستقیم" کی جگہ "مستخیم" پڑھتے ہیں، تو نماز ان کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

۲ وہ کہتے ہیں کہ "ق" اور "خ" میں کوئی فرق نہیں۔

۳ اور بچوں کو بھی "مستخیم" ہی پڑھاتے ہیں، تو ان کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ امام کا "مستقیم" کی جگہ قصداً "مستخیم" پڑھنا غلط اور ناجائز ہے(۱)۔

۲ "ق" اور "خ" دو جداگانہ حروف ہیں، دونوں کا مخرج الگ الگ ہے(۲)، صفات میں بھی

---

(۱) "(قوله أو بدله بآخر) هذا إن أن يكون عجزاً كالألثغ وقدما حكمه في باب الإمامة، وإما أن يكون خطأ، وحينئذ فإذا لم يغير المعنى، فإن كان مثله في القرآن بحوز كالمسلمون لا يفسد وإن غير فسدت عندهما، وعند أبي يوسف إن لم يكن مثله في القرآن، فلو قرأ أصحاب الشعير بالشين لمعجمة فسدت اتفق وتمامه في الفتح" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مسائل زلة القاري: ۱/۲۳۳، سعيد)

"قال بن كان عند تبديل الحروف يصير كلاماً آخر من كلام الناس فلا ينبغي أن يقرأ، فإن قرأ في لصلاة تفسد صلاته وهذا بناء على مختار المتقدمين وهو المختار فينبغي أن ينظر إلى تغير المعنى بسبب ذلك الحروف فإن كان فاحشا تفسد، وإن صح معناه ولم يبعد كثيراً من لمعنى المراد لاتفسد" (لحلبي الكبير، مفسدات الصلاة، زلة القارئ، ۹۳، سهيل اكيدمي لاهور)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ ۱/۷۹، رشيديه)

۲) "لمخرج الربع أدنى الحلق إلى الفم وهو للغين والخاء المخرج الخمس أقصى اللسان مما يلي الحلق وما فوقه من الحنك، وهوللقاف" (النشر في القراءات العشر لمحرري، مخارج الحروف: ۱/۱۹۹، دارالباز للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

تیسرا مخرج اونی حلق اس سے (غ، خ) نکلتے ہیں۔ چوتھا مخرج اقصی لسان اوراوپر کا تالو سے (ق) نکلتا ہے۔

(فوائد مکیہ، دوسری فصل مخارج کے بیان میں، ص ۱۰، اسلامی کتب خانہ)

(وكذا في جمال القران، ص: ۷، رحمانيه لاهور)

نمایں فرق ہے۔ش ق میں ش ق میں قلقلہ ہے، "خ" میں نہیں، "ق" میں شدید ہے، "خ" میں رخوہے(۱)۔

۳ بیان وخط ن ق ہے باتعدیل و "خ" پڑھتا ہے، اس کو امام نہ بنایا جائے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہ ہے یا نہیں، بینوا توجروا

ہ ہے یا نہیں، بینوا توجروا

---

(۱) ف صفت مجهورة ف ضعف كس ف صفت مهموسة ف قوة ف ضعف كذلك ف حث شخص بح وهم مجهورة لرخوة، وضدها الشديدة والمتوسطة التي بين الرخوة والشديدة اجتماع الصوت أن يجري في الحروف وهو من صفات القوة، والمتوسطة بين الشدة والرخاوة خمسة يجمعها قولك لن عمر وحروف اللين خمسة يجمعها قولك قض حد وصل هذه الحروف اللين لأنها تجري بلا كلفة الاسم من صفات الشدة سبعة اللين في القراءات العشر للحزري، صفات الحروف، حروف القلقة: ۲۰۲، ۲۰۳، دار الباز مكة)

جہر کے معنی شدت اور زور سے پڑھنے کے ہیں، اس کی ضد ہمس ہے یعنی نرمی کے ساتھ پڑھنا اور اس کے دس حروف ہیں فحه شخص سكت

تدیدہ ہے حروف ہیں ان کو جمع کرنے کے لئے قطب جد ہے باقی حروف متوسط ہیں جن کو جمع کرنے کے لئے لن عمر ہے ان میں باقی حروف متوسط ہیں اور باقی حروف قلقلہ ہیں جن کو جمع کرنے کے لئے قطب جد ہے باقی حروف ہیں

(وحمال القرآن، صفات حروف، ص: ۱۱-۱۲، رحمانیہ لاہور)

(۲) راجع الحاشية المقتدمة انفاً

باب الجماعة

الفصل الأول في اهتمام الجماعة

(جماعت کے اہتمام کا بیان)

نماز باجماعت کی فضیلت

سوال[۱۰۲۹۴]: باجماعت نماز پڑھنے والے کے لئے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جماعت سے نماز پڑھنے کی بڑی ترغیب اور فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے(۱)، جماعت میں شریک نہ ہونا منافق کی نشانی تھی، ارشاد فرمایا کہ معذورین بچوں وغیرہ کا خیال نہ ہوتا تو ان کے مکان میں آگ لگادیتا جو جماعت میں نہیں آتے، حدیث پاک میں یہ مضمون ہے(۲)، آج بھی ترغیب پر ہی کفایت کی جائے،

---

(۱) "عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة" (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة: ۱/ ۸۹، قديمي)

"عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه يقول قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم صلاة مع الامام تفضل من خمس وعشرين صلاة يصليها وحده" (صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها: ۱/ ۲۳۱، قديمي)

(وسنن النسائي، كتاب الإمامة، فضل الجماعة: ۲/ ۱۳۴، قديمي)

۲) عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال "والذي نفسي بيده، لقد هممت أن آمر بحطب ليحطب، ثم آمر بالصلاة فيؤذن لها، ثم آمر رجلاً فيؤم الناس، ثم =

کی سے مکان میں آگ نہ لگائی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

نماز کے وقت کو ٹال دینا

سوال[۱۰۲۹۵]: نماز سے وقت وبغیر عذر شرعی کے ٹال دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

برا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جماعتِ فرض کے وقت سنت پڑھنا

سوال[۱۰۲۹۶]: اگر کوئی شخص اگلی صف میں سنت یا نفل پڑھ رہا ہو اور فرضوں کی جماعت کھڑی ہو جاوے تو کیا سنت یا نفل پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی؟ جیسا کہ مشہور ہے۔

= أحالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم. والذي نفسي بيده! لو يعلم أحدهم أنه يجد عرقا سمينا، أو مرماتين حسنتين لشهد العشاء". (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب وجوب صلاة الجماعة ۸۹، قديمي، وصحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها: ۱/۲۳۲، قديمي)

(وجامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن يسمع النداء فلا يجيب: ۱/۵۲، سعيد)

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من سمع المنادي، فلم يمنعه من اتباعه عذر. قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض، لم تقبل منه الصلاة التي صلى". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة ۸۸، امداديه ملتان)

"والجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدي: أرادوا بالتأكيد الوجوب، وقيل: واجبة، وعليه عامة شراح السنة والأحكام تدل على الوجوب من أن تركها بلا عذر يعزر، وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۶۰۳، رشيديه)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في الإمامة، ص: ۵۰۹، سهيل اكيڈمي لاهور)

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز تو فاسد نہیں ہوگی، لیکن اس کو [illegible] خفیف کے ساتھ اپنی سنت ونفل کو پوری کرکے جماعت میں شریک ہوجائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۵/ ۸۹ھ۔

بصورت مجبوری خارج مسجد [illegible]

[illegible] اداہوجائے، تو کسی دوسری جگہ یا مکان میں [illegible]

[illegible]

[illegible] میں بھی جگہ نہیں، تو پھر مجبوری کی حالت میں بجائے مسجد کے جس جگہ بھی جماعت کی جائے، انشاء اللہ مسجد کا ثواب ملے گا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة: ۱۲۵/۲، رشيديه)

وكذا في [illegible]

[illegible] جعلت لي الأرض مسجدا وطهورا أيما أدرك رجل من أمتي الصلاة صلى" (سنن النسائي، كتاب الصلاة، باب الرخصة في ذلك، ۱۲۰/۱، قديمي)

"حدثنا جابر بن عبدالله (رضي الله تعالى عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "أعطيت [illegible] وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا [illegible] وفضل [illegible] صحيح البخاري [illegible] صلى الله تعالى عليه وسلم جعلت لي الأرض مسجدا ۶۲، قديمي)

(وسنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء أن الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام ۱/ ۷۲، سعيد)

الفصل الثاني في ترک الجماعة

(ترکِ جماعت کا بیان)

بلاعذر جماعت ترک کرکے علیحدہ نماز پڑھنا

سوال[۱۰۲۹۸]: جماعت ہونے میں پانچ سات منٹ باقی رہ جاتے ہیں زید بلا عذر جماعت ترک کرکے علیحدہ نماز پڑھ لیتا ہے اور جب تک وہ وقت رہتا ہے جماعت تاخیر سے پڑھتا ہے اب کیا وہ کبھی آدھ گھنٹہ، پون گھنٹہ بعد بھی نماز پڑھتا ہے یا یہ جماعت خاص [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) مفتی صاحب رحمہ اللہ کا یہ جواب اس صورت (یعنی اذان دینے والی جماعت سے نماز پڑھنے) پر مبنی ہے۔ اب پہلی صورت میں زید کا جماعت نماز پڑھنے [illegible] سے نماز پڑھنا ممنوع ہوتا ہے۔

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من سمع المنادي، فلم يمنعه من اتباعه عذر. قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض، لم تقبل منه الصلاة التي صلى". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة: ۸۸/۱، إمداديه)

"الجماعة سنة مؤكدة للرجال، وقيل واجبة، وعليه العامة فتسن أو تجب، تسقط بتركها أهل ناحية لا بتركها مرة، على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة ولو متنفلين". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۲/۱، ۵۵۳، سعيد)

"الأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر يعزر، وترد شهادته، ويأثم الحيران بالسكوت عنه". (الحسامي الكبير، فصل في الإمامة وشيء من أحكامها، الأول: ص ۵۰۹، سهيل أكيدمي، لاهور)

عذر کی وجہ سے نماز گھر پر پڑھنا

سوال[۱۰۲۹۹]: کیا ساٹھ سال کی عمر کے بعد آدمی نمازیں گھر ادا کرسکتا ہے؟ ملاحظہ ہو، حضرت علی رضی اللہ وجہہ، نہج البلاغہ کتاب شیعہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص مسجد جانے سے معذور ہو، اپنے گھر پر نماز پڑھ لے، عمر ساٹھ سال سے کم ہو یا زائد ہو، اس کا عذر عذر ہے، اس پر نہیں (۱) نہج البلاغہ مجموعہ خطبات اور بیانات کا پلندہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف رافضیوں نے بے شمار غلط باتیں منسوب کررکھی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) الجماعة سنة مؤكدة على الرجال العاقل البالغ الصحيح القادر على الصلاة بالجماعة من غير حرج فلا تجب على مريض ومقعد وزمن ومقطوع يد ورجل من خلاف ومفلوج وشيخ كبير عاجز وأعمى" (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۲، ۵۵۵، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، ۱/۸۲، ۸۳، رشيديه)

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب الامامة ۱/۶۰۵ رشيديه)

(۲) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من سمع —

مجبوری کی صورت میں عشاء کی نماز گھر پر پڑھنا

سوال[۱۰۳۰۱]: ایک شخص پابند صوم وصلوۃ ہے، محض ماہ رمضان المبارک میں اپنے گھر پر نماز تراویح [illegible] جماعت سے [illegible] یہ [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث پاک کہ جس میں [illegible] لئے ان کے گھروں میں آگ لگانے کو [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] جماعت کا اہتمام نہیں [illegible] تھے(۱)، صورت مسئولہ میں اگر کوئی مجبوری ایسی ہے جس کی وجہ سے شریعت نے ترک جماعت کی اجازت دی

صلى". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة ۱/ ۸۸، إمداديه)

"الجماعة سنة مؤكدة للرجال، وقيل: واجبة، وعليه العامة فتسن أو تجب وثمرته تظهر في [illegible] مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۵۵۲، ۵۵۳، سعيد)

[illegible] عنه". (الحلبي الكبير، فصل في الإمامة وفيها مباحث، الأول، ص: ۵۰۹، سهيل اكيڈمی لاهور)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم [illegible] لاصلاة [illegible] لايشهدون الصلاة، فأحرق عليهم بيوتهم بالنار" متفق عليه. وفي رواية لمسلم: "ليس صلاة أثقل على المنافقين من الفجر والعشاء ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبوا". وفي رواية لأبي داود: "لقد هممت أن آمر بالصلاة فتقام ثم آمر رجلا فيصلي بالناس ثم أنطلق معي برجال معهم حزم من حطب إلى قوم لايشهدون الصلاة، فأحرق عليهم بيوتهم بالنار". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة ۱/ ۹۱، رحمانيه لاهور)

"(إلى قوم لا يشهدون الصلاة) أي: صلاة الجماعة من غير عذر. (فأحرق عليهم بيوتهم بالنار) فيه دليل على أن ترك [illegible] في ترك الجماعة. ۱/ ۳۱۰، قاسميه ملتان)

الفصل الثالث في الجماعة الثانية

(جماعتِ ثانیہ کا بیان)

جماعت ثانیہ

سوال[۱۰۳۰۲]: یہاں کے ایک عالم نے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا

مسجد میں ایک دفعہ جماعت مع اذان واقامت ہوچکی ہو، تو

الجواب حامداً ومصلیاً

جماعت بلاکراہت درست ہے (عالمگیری شامی)(۱)۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر مسجد میں امام، مؤذن، نمازی معین ہوں تو وہاں بعض حضرات نے جماعت ثانیہ کو بلاکراہت

مؤذن". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۲، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة: ۱/۸۳، رشيديه)

بعض حضرات نے فرمایا [illegible] کی جدید جماعت کی جاسکتی ہے، وہ بھی بیت اللہ کی پڑھی ہوئی (۱)۔

(۱) علامہ شامی نے (فتاویٰ شامی ۱/۳۵۰-۳۶۰) میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۲/۳۱۰

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد میں جماعت ثانیہ بہر صورت مکروہ ہے، خواہ بیت اللہ کی پڑھی ہوئی ہو یا نہ ہو، یہی ظاہر روایہ ہے، البتہ کراہت بیت اللہ کی پڑھی ہوئی ہو تو شدید ہے ورنہ خفیف ہے، اس مسئلہ پر علماء نے مستقل رسائل بھی تصنیف کئے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۵/ ۱۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۵/ ۸۶ھ۔

تبلیغی جماعت والوں کا جماعت ثانیہ کروانا

سوال [۳۰۳] | [illegible] تبلیغی جماعت والوں کا [illegible] (خصوصاً تبلیغی جماعت والوں) نے کہ [illegible] تبلیغی جماعت والوں کا [illegible]

---

(۱) الصحيح" رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۳، سعيد

وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الخامس عشر في الإمامة والاقتداء، النوع الثامن فيما يكره وما لا يكره ۴/۵۲، رشيديه

وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۲، سعيد

(۱) والمفتون على خلاف المختار كما في البحر" رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۳، سعيد

وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية الخامس عشر في الإمامة والاقتداء، النوع الثامن فيما يكره وما لا يكره ۴/۵۲، رشيديه

وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۳، سعيد

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۳، سعيد

وبعد هذه النقول كلها يكون المختار أن يقال إن [illegible] وبعد النقول في المسألة وجه [illegible] بروايتهم مشهورون وجماعة [illegible] صحة الخلاف على هامش البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۲/۲۰۵، سعيد

کرتے ہیں کہ جماعت ثانی ہورہی ہو تو اس میں ایسا شخص جس نے ابھی تک جماعت سے نماز نہیں پڑھی ہو، شرکت کرے یا تنہا نماز پڑھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص نماز کے منتظر ہو خواہ مستحب ہو یا فرض مستحب اور وہ اس وقت تک جماعت کا مستحق معلوم ہوتا ہو اب جماعت حسب معلوم ہونے کے بعد جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے، اور فرض ادا ہوجاتا ہے۔ کتاب الفتاوی (۱) میں اس کی نظیر دیکھ لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/ ۳/ ۹۳ھ۔

کیا بلاوجہ جماعت ثانیہ درست ہے؟

سوال [۳۰۰۶]: جماعت اولیٰ میں شرکت نہ کرنا بلاوجہ ثانی جماعت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلاعذر امام سے پہلے نماز پڑھنا اور اس سے مقابلہ پر اپنی جماعت جداگانہ قائم کرنا مکروہ ہے (۲) اور تفریق بین المسلمین ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۱۰/ ۱۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ملفوظ المسئلة في تحقيق الجماعة الثانية للشيخ رشيد احمد الكنكوهي، دار الاشاعة

(۲) تقدم تخريجه تحت عنوان جماعت ثانيه

(۳) قال الله تعالى: ﴿واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

"قوله تعالى: وأطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم، أمر الله تعالى في هذه الآية بطاعته وطاعة رسوله، ونهى فيها عن الاختلاف والنزاع، والجبن لاختلاف والتنازع يؤدي إلى الفشل، وهو ضعف القلب من فزع يلحقه". (أحكام القرآن للجصاص، الأنفال، باب قسمة الخمس: ۲/ ۱۰۰، قديمي)

"عن معاذ بن جبل رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "إن الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاة القاصية والناحية، فإياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة والمسجد". مسند الامام احمد، رقم الحديث ۲۲۰۳۰، دار احياء التراث العربي بيروت

الفصل الرابع في جماعة النساء

(عورتوں کی جماعت کا بیان)

عورتوں کا نماز کے لئے مسجد جانا

۱-مسند امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ میں موجود ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو عیدگاہ میں آنے کا حکم دیا ہے(۱)، پھر حنفیہ پیغمبر کی بات اور اپنے امام کی بات سے کیوں منحرف ہوجاتے ہیں؟

۲-جس چیز کی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے، اس کو روکنے اور منع کرنے کا حق

۴-خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکنا نہیں۔

۵-عورتیں تعلیم میں اور تعقل میں ناقص ہیں، کم از کم جمعہ اور عیدین میں جانے کا حکم دینا چاہئے کہ کم از کم تعلیم سے ہر ہفتہ آشنا ہوجائیں۔

---

(۱) "أبوحنيفة عن عبدالكريم، عن أبي عطية رضي الله تعالى عنه، قالت كان يرخص للنساء وفي رواية قالت. أمرنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أن نخرج يوم الحر ويوم القطر" (مسند الإمام الأعظم، كتاب الصلاة، صلاة العيدين، ص ۸۵، نور محمد كتب خانه كراچی)

لجواب حامداً ومصلياً:

[illegible] وصلوتك في دارك خير من صلوتك في مسجد قومك، وصلوتك في مسجد قومك خير من صلوتك في مسجدي"، قلت: فأمرت فبني لها مسجد [illegible] (٢) [illegible] (٣) [illegible] (٤)

لأوسط بإسناد جيد (الترغيب والترهيب ١: ٢١٤)

٣ عن عائشة رضي الله تعالى عنها: لو أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رأى

---

(١) (الترغيب والترهيب، كتاب الصلاة، ترغيب النساء في الصلاة في بيوتهن الخ ١/ ٩١٢، رقم الحديث: ٥١٢، دار الكتب العلمية بيروت)

(٢) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الصلاة، الباب: ٨٢، رقم الحديث: ٢١٠٦، ٢/ ١٥٣، دار الفكر بيروت)

(٣) (فتح الباري لابن حجر، كتاب الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم: ٢/ ٤٤٥، قديمي)

(٤) (الترغيب والترهيب، كتاب الصلاة، ترغيب النساء في الصلاة في بيوتهن الخ ١/ ٩١٢، رقم الحديث: ٥١٢، دار الكتب العلمية بيروت)

ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني إسرائيل. رواه مسلم(

صحیح (المجمع ۲)

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی جماعت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بند فرمادی تھی، اس سے امر تعبدی اور صاف ہوا، اس کے تبدیل کا کسی کو اختیار نہیں، ان کی علت کے رفع ہوجانے پر اور مصلحت کے فوت ہوجانے سے یا مصلحت کے تبدیل ہوسکتے ہیں، خاص [illegible] وغیرہ ہے؟!!! اجد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنی عورتوں کو منع کرنا بھی ثابت ہے، یہ منع کرنا درحقیقت منشاء نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عین موافق ہے، اس کو مخالفت پر محمول [illegible] بے بصری ہے، عقیدہ کا انتظام مستقل مکان [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۳/ ۹۶ھ۔

عورتوں کا مردوں کی جماعت میں شریک ہونا

[illegible] عورتیں مستورات بھی جماعت میں ایک خاص جگہ مردوں سے دور میں شامل ہوتی ہیں، درمیان فاصلہ کم سے کم بارہ [illegible] کا ہوتا ہے، جمعہ کی نماز میں درمیان فاصلہ کا نمازیوں سے پر ہو ناممکن ہے، کم روزمرہ کی نمازوں میں [illegible] ہذا عورتوں کا شامل نماز [illegible]

---

(۱) (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد [illegible] الخ: ۱۸۳، قديمي)

(۲) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الصلاة، الباب: ۸۲، رقم الحديث ۲۱۱۹: ۲/ ۱۵۷، دار الفكر بيروت)

(۳) (سنن الترمذي، كتاب الرضاع، باب ۱۹ ۲ ۲۳۰، رقم الحديث ۱۱۷۳، دار الكتب العلمية بيروت

صورت میں [illegible] مقتدیوں سے [illegible] الگ تھلگ کھڑی ہوں گی، کیا ان [illegible] معمول خواتین [illegible] سے [illegible] صورت مسئولہ میں ان کی اقتداء [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] عورت کو [illegible] مسجد میں آنے سے روکنا چاہیے اور اگر [illegible] فی الجملہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۱۱/۹۱ھ۔

عورتوں کے لئے حرم شریف میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟

سوال [۱۰۳۰] [illegible] سے اپنے [illegible] میں فرمایا کہ عورتوں کے لئے مسجد میں پانچوں وقت جماعت کے لئے جانا جائز نہیں ہے کہ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بھی عورت کے لئے مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ میں ان دونوں مسجدوں میں بھی جانے کی اجازت نہیں ہے، ان کے لئے نماز تو گھر پر پڑھنا افضل ہے، ہاں طواف کے لئے اور زیارت قبر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے حرم شریف میں اور مسجد نبوی میں احتیاط کے ساتھ جانے

---

(۱) (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، ۱/۶۲۷، ۶۲۸، رشیدیه)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح فصل في بيان الأحق بالإمامة ص ۳۰۲، قديمي)

ومجمع الأنهر كتاب الصلاة، فصل في بيان المحدث في الصلاة ۱/۱۶۲، مكتبه عمارية كوئته)

ن جرت کے اوران کے اصحاب نے ابوداؤد شریف کی احادیث پیش کی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مولانا صاحب نے فرمایا کہ "مسجد" میں مسجد نبوی مراد ہے، اور اس کی حدیث میں مساجد کا لفظ جو قائم مقام مسجد ہیں مسجد حرام بھی داخل ہے، شامل ہے، اب اس سے ثابت ہوا کہ یہ طلب ہے کہ اور علماء دیوبند نے مختلف [illegible] اس بارے میں لکھا ہے، مفصل اور مدلل تحریر فرمائیں،

---

(۱) (سنن ابي داود، كتاب الصلاة، باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد، رقم الحديث ۵۶۲، ۱: ۲۳۵، دار إحياء التراث العربي بيروت

۲ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد، رقم الحديث ۵۶۱، ۱: ۲۳۵، دار إحياء التراث العربي بيروت

۳ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك، رقم الحديث: ۵۶۹، ۱: ۲۳۵، دار إحياء التراث العربي بيروت

۴ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك، رقم الحديث: ۵۷۰، ۱: ۲۳۵، دار إحياء التراث العربي بيروت

کیونکہ دنیا کی عورتیں حرمین میں جاتی ہیں اور مردوں کے لئے وبال جان بن جاتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب حامداً ومصلیاً:

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۴/۱۲ھ۔

عورت کا اپنے شوہر کی اقتداء میں نماز پڑھنا

سوال[۱۰۳۰۸]: زید امام ہے، تنہا اس کی بیوی اس کے اقتداء میں نماز پڑھ سکتی ہے، تو وہ کہاں

الجواب حامداً ومصلیاً:

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۱/۸۹ھ۔

المفتى به لفساد الزمان". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۶۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۲۵۰، إمداديه ملتان)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۱۳۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "قال: المرأة إذا صلت مع زوجها في البيت، إن كان قدمها بحذاء قدمه الزوج، لا تجوز صلاتها بالجماعة، وإن كان قدمها خلف قدمه [illegible] جازت صلاتهما، لأن العبرة للقدم". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۷۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۶۲۱، رشيديه)

[illegible] لقرآن كراچی)

باب تسوية الصفوف وترتيبها

(صفوں کی ترتیب اور برابری کا بیان)

مسجد کے در میں امام کا کھڑا ہونا

سوال[۱۰۳۰۹]: امام مسجد کے دو دروں (۱) کے درمیانی دروازہ میں اندر کھڑے ہوئے اور مقتدی باہر رہے، ایسی شکل میں نماز میں کوئی خرابی تو نہیں ہوئی، اگر امام صاحب کے دو دروازوں سے باہر کھڑا ہونا ضروری ہے، تو اس کی کیا مقدار ہے ایک صاحب نے "فتاوی رشیدیہ" کے حوالہ سے بتایا کہ اگر دو دروازوں سے زیادہ چوڑا ہے، تو نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔

الجواب حامداً ومصلياً:

فتاوی رشیدیہ (مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۱) میں یہ عبارت ہے "باہر کے دروں کا بھی محراب کا ہی حکم ہے، اس میں بھی یہ تفصیل مذکور ہے" (۲)۔ فقط۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) [illegible] (فیروز اللغات، ص ۲۵۵، فیروز سنز، دہلی)

(۲) (فتاوی رشیدیہ، ان صورتوں میں نماز میں رہبت آتی ہے اور نہیں، ص ۳۰۲، سعید)

"ويكره قيام الإمام بحملته في المحراب لاقيامه خارجه وسجوده فيه والكراهة لاشتباه الحال على القوم، وإذا ضاق المكان فلا كراهة فوله(لاشتباه الحال على القوم) وذهب الاكثر الى ان سعته لسهة باهل الكتاب، لانهم يحضون إمامهم بمكان وحده و لشبهة بهم مكروه" (مراقي الفلاح مع حاشيه الطحطاوي، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص: ۳۶۱، قديمي)

وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة (۱/ ۶۵۲، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، (۲/ ۶۵۲، رشيديه)

امام کا وسطِ محراب میں کھڑا ہونا

سوال[۱۰۳۱۰]: ھل یصح الإمام فی محراب مجتمع بحیث یکون أول المسجد وأعمدہ وعتبھا، أم یقف من محراب وما یحتمل؟ فیصف الناس بحیث یکون المسجد والمحراب فی مسجد، فھل یصح الصف متوسطا فالأفضل للإمام أن یقف فی المحراب أم لا فی محلہ المعتاد؟ أجیبوا لہ جواباً شافیاً کافیاً علی مذھب الإمام الشافعی رحمہ اللہ تعالی مع أدلتہ المعتمدۃ عندھم فی المذھب لأن بعضھم أفتی بالصحۃ من غیر تکلم أن یقف فی المحراب کفی الصف لا یقطع ولا یمنع عدہ حدیث المسجد مع عدم وجود الإمام

ترجمہ: ”امام جب محراب میں نماز پڑھاتا ہے، تو ممبر، ستون وغیرہ کی وجہ سے پہلی صف میں خلل آتا ہے، اگر وہ محراب سے باہر کھڑا ہو جائے، تو کسی چیز کی وجہ سے خلل نہیں آتا، پس دائیں اور بائیں طرف منتقل ہونے کی صرف مجبور ہو جاتا ہے اور اگر وہ دائیں یا بائیں جانب منتقل ہو جائے، تو امام کا قیام صف کے درمیان میں نہیں رہتا، لہذا مذکورہ حالت میں امام کے لئے محراب کے اندر کھڑا ہونا افضل ہے یا محراب سے باہر؟ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے مذہب کے مطابق ان کے معتمد دلائل کے ساتھ ایسا جواب عنایت فرمادیں جو شافی اور کافی ہو۔ ان علاقوں میں اس مسئلہ میں مختلف آراء ہیں۔ لہذا آپ حضرات سے مطلوب ہے کہ اللہ تعالی (جو کہ احسان کرنے والے ہیں) کی رضا کے لئے اور مسلمان بھائیوں کی رعایت کے ساتھ ساتھ جواب میں ایسی تشریح فرمادیں، جو کافی اور شافی ہو اور اس کے بعد کسی قسم کے اعتراض اور کمزوری باقی نہ رہے“۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یسعی للإمام أن یقف عند محراب سواء کان فی عین المسجد أو فی عین مسجد وفی عین شیء من ممبر أو أعمدۃ فی نصف الأول لا یلتفت إلیہ ولا یتأخر لأحد عن مکانہ، فإن ھذا المسجد لأجل الصف ولا یمنع عن الاقتداء لوجب إعادۃ وھو موجودہ عند الشافعیۃ کذا فی إعانۃ الطالبین فقط واللہ تعالی أعلم

املاہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

ترجمہ ''امام وخراب کے پاس ایسی جگہ کھڑا ہونا چاہیے جہاں سے اس کے دائیں اور بائیں جانب کا فاصلہ برابر ہو، اگر پہلی صف میں ممبر اور ستونوں کی وجہ سے خلل آجائے، تو اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے اور امام کی بھی وجہ سے اپنی جگہ سے پیچھے نہ ہو، اس لئے کہ ممبر اور ستونوں کے صفوف کے درمیان میں آنے سے صفیں بنانے میں کوئی خلل نہیں پڑتا اور نہ ہی یہ اقتداء سے مانع ہے۔ اور نہ ہی اس سے کراہت لازم آتی ہے اور یہی شوافع حضرات کے یہاں معمول بہ ہے، احناف کی کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے''(۱)۔

امام کے قریب اہلِ علم وفہم کا کھڑا ہونا

سوال[۱۰۳۱۱]: امام کے پیچھے سم دار بینا کھڑا ہونا چاہیے یا نابینا جاہل؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سب مقتدی امام کے پیچھے ہی کھڑے ہوتے ہیں، البتہ امام کے قریب تو بینا لوگ کھڑے ہوں، جو علم رکھتے ہوں، تاکہ اگر مقتدیوں کی اور اصلاح نماز کی ضرورت پیش آئے، تو سہولت رہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱۱/۸۸ھ۔

---

(۱) السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف، ألا ترى أن المحاريب ما نصبت إلا وسط المسجد، وهي قد غيبت لمقام الإمام، وفي التاتارخانية ويكره أن يقوم في غير المحراب إلا لضرورة" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، مكروهات الصلاة: ۱/۶۴۶، سعيد)

"ويسعى للإمام أن يقف بإزاء الوسط فإن وقف في ميمنة الوسط أو في ميسرته، فقد أساء لمخالفة السنة" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم ۱/۸۹، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب في كراهة قيام الإمام في غير المحراب ۱/۵۲۹، سعيد)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۳۵۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) عن أبي مسعود الأنصاري رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم –

امام مقتدیوں سے کتنی اونچائی پر کھڑا ہوسکتا ہے؟

سوال[۱۰۳۱۲]: مسجد کے اندرونی حصہ کے علاوہ ایک برآمدہ ہے، اس کے بعد صحن ہے، برآمدہ سے صحن تھوڑا نشیب میں ہے، چھ سات انچ نیچے فرش مسجد ہے، برآمدہ میں کھڑے ہوکر امام امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ برآمدہ میں محراب نہیں ہے، صرف لوہے کے دو کھمبے ہیں، اس کے بیچ میں امام کھڑا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱) کے درمیان امامت درست ہے یا نہیں؟ امام کتنے اونچے پر ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اتنی اونچائی امامت یا صحت نماز سے مانع نہیں (۲)، محراب میں امام کھڑا ہوکر نماز پڑھائے تو فقہاء نے

- يمسح مناكبنا في الصلاة ويقول "استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم ليليني منكم أولو الأحلام والنهى، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم" (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصف ۲/۱۸۱، قديمي)

"(والنهى) بضم النون جمع نهية، وهو العقل الناهي عن القبائح، أي ليدن مني البالغون العقلاء شرفهم، ومزيد تفطنهم وتيقظهم وضبطهم لصلاته، وإن حدث به عارض يحلفوه في الإمامة" (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب تسوية الصف، الفصل الأول، رقم الحديث ۱۰۸۱ ۳/۱۵۴۳، رشيديه)

(وكذا في بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف وكراهة التأخر، رقم الحديث: ۶۷۵: ۱/۳۶۳، إمداديه ملتان)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في مقام الإمام والمأموم ۱/۸۹، رشيديه)

(۱) "در: دروازہ، پھاٹک، چوکٹ، دہلیز"۔ (فیروز اللغات، ص ۶۵۵، فیروز سنز لاہور)

(۲) "وتعدد الإمام على الدكان لنبي، وقدر الارتفاع بذراع، ولا بأس بما دونه، وقيل ما يقع به الامتياز وهو الأوجه ذكره الكمال وغيره" (الدر المختار، كتاب الصلاة، مكروهات الصلاة ۱/۶۶۲، سعيد)

"قوله (وتعدد الإمام على الدكان وعكسه) وحده الطحاوي بقدر القامة وبني الكراهة فيما دونه، وقال قاضي خان في شرح الجامع الصغير: إنه مقدر بذراع اعتبارا بالستره وعليه الاعتماد، وفي عامة الكتب وهو الصحيح، وفي فتح القدير وهو المختار" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۴۶، ۴۷، رشيديه)

=

مکروہ ہے(۱)۔ وہ حضرات جو صفوں سے دور ہیں پڑھتے ہیں تو بعض حضرات نے اس سے بھی منع کیا ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲ / ۵ / ۱۴۰۱ھ۔

امام کا نماز کے لئے کچھ اونچا کھڑا ہونا

سوال [۱۰۳۱۳] ایک امام صاحب ایک فٹ اونچے جگہ پر کھڑے رہتے ہیں اور تمام مقتدی نیچے

- ويكره قيام الامام على مكان بقدر ذراع على المعتمد، وروى عن ابي يوسف قامة الرجل الوسط، واختاره شمس الأئمة الحلواني

قوله (بقدر ذراع) اعتبارا بالسجدة وقيل مايقع به الامتياز كذا في الشرح (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل في المكروهات، ص: ۳۲۱، قديمي)

"ويكره قيام الامام بحيث في المحراب لا قيامه خارجه وسجوده فيه، سمي محرابا؛ لأنه يحارب نفس، و لشيطان بفتحه لبه، و بكراهة لاشتباه الحال على القوم، واذا ضاق المكان فلا كراهة

قوله (لاشتباه الحال على القوم) وذهب الاكثر الى أن العلة التشبه باهل الكتاب لانهم يخصون إمامهم بمكان وحده والتشبه بهم مكروه". (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، فصل في المكروهات، ص: ۳۲۱، قديمي)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/ ۶۴۵، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ۴۵، رشيديه)

۲ عن عبد الحميد بن محمود قال صلينا خلف امير من الامراء فاضطرنا الناس، فصففت بين الرجلين فلما صلينا قال انس بن مالك رضي الله تعالى عنه كنا ننهى هذا على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وقد كره قوم من اهل العلم ان يصف بين السواري وقد رخص قوم من اهل العلم في ذلك" (سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري: ۱/ ۵۳، سعيد)

"اكره ان يقوم بين السريتين و في زاويه او في ناحية المسجد او الى ساريه، لأنه خلاف عمل الامة، قال عليه الصلاة والسلام "توسطوا الإمام وسدوا الخلل" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۶۸، سعيد)

کھڑے رہتے ہیں، تو نماز ہوتی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایک ذراع سے کم اونچا ہو یا کوئی مجبوری ہو تو درست ہے، ورنہ مکروہ ہے، اعلیٰ بات یہ ہے کہ امام ومقتدی سب ایک ہی چٹائی پر برابر کھڑے ہوں۔ فقط (۱)۔

امام کے پیچھے کیسا آدمی کھڑا ہو؟

سوال [۱۰۳۱۴]: امام صاحب سے بار بار کہا گیا ہے کہ آپ سے پیچھے پہلی صف میں کوئی شخص ہو جو شخص امامت کے قابل ہو، وقت آنے پر بآسانی امامت کر سکے، امام صاحب کا کہنا ہے کہ میرے پیچھے والی صف میں اَن پڑھ جاہل کوئی بھی کھڑا ہو سکتا ہے، ثانی امام کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور میرا وضو کسی بھی صورت میں ٹوٹتا نہیں۔ شرعی حکم سے مطلع کیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث پاک میں موجود ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عقل مند میرے قریب نماز میں (صف اول میں) کھڑے ہوا کریں (۲)، جیسوں جیسوں سب سے تعلق ہوتا

"واستراد الإمام على الدكان لنبي، وقدر الارتفاع ذراع، ولا بأس بمادونه، وقيل ما يقع به الامتياز وهو الأوجه ذكره الكمال وغيره

(قوله للنهي) وهو ما أخرجه الحاكم «أنه صلى الله تعالى عليه وسلم نهى أن يقوم الإمام فوق وسطى الناس حلقة» وعلله بأنه تشبه بأهل الكتاب، فإنهم يجعلون إمامهم وكذا (قوله وقيل لا) هو ظاهر الرواية كما في البدائع قال في البحر والحاصل أن الصحيح قد اختلف، ولا بأس للعمل بظاهر الرواية وإطلاق الحديث الذي وكذا رجحه في الحلية (قوله بقدر الركبة) في البحر مع الدابة، (كتاب الصلاة، مكروهات الصلاة: ۱/۶۴۲، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۲/۶۲، رشيديه

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل في المكروهات، ص ۳۲۰، قديمي

(۲) عن أبي مسعود الأنصاري، قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يمسح مناكبنا في الصلاة، ويقول "استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم ليليني منكم أولو الأحلام والنهى، ثم الذين

ے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ہوا ہے جس پر سجدۂ سہو کیا گیا(۱)۔ یہ بھی ایک وجہ پیش آسکتی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۲/۱۴۰۰ھ

صف اول میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا

سوال[۱۰۳۱۵]: نماز میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ پہلی صف میں ایک آدمی کی جگہ خالی تھی اور دوسری صف میں کھڑا ہوگیا، جب اس سے وجہ دریافت کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ میں دوسری صف میں اس لئے کھڑا ہوا کہ اس دوسری صف میں صرف ایک آدمی تھا اور ایک آدمی کو صف میں کھڑا نہیں ہونا چاہئے، اس وجہ سے میں ان کے ساتھ دوسری صف میں کھڑا ہوگیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی صف میں جگہ خالی ہے ایک آدمی کی اور دوسری صف میں ایک آدمی کھڑا ہے، تو ایسے صورت میں بعد میں آنے والا کیا کرے؟ کیا دوسری صف میں کھڑے ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

غلطی پہلی شخص کی ہے کہ صف اول میں جگہ باقی رہتے ہوئے بھی صف ثانی میں کھڑا ہوا(۲)، پھر دوسرے

= يسوونهم، ثم الذين يسوونهم" (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف ۱/۱۸۱، قديمي)

(سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف وكراهة التأخر ۱/۹۰، رحمانيه لاهور)

(۱) "عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لظهر خمسا فقيل له أزيد في الصلاة أم نسيت؟ فسجد سجدتين بعد ما سلم قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح" جامع الترمذي، أبواب السهو، باب ماجاء في سجدتي السهو بعد السلام والكلام ۱/۹۰، سعيد)

(وصحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب إذا صلى خمسا: ۱/۱۶۳، قديمي)

(وصحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب السهو والسجود له: ۱/۲۱۱، قديمي)

(۲) "عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "سووا الصفوف، وحاذوا بين المناكب، وسدوا الخلل، وليوا بأيدي إخوانكم، لم يقل عيسى بأيدي إخوانكم ولا تذروا فرجات الشيطان، ومن وصل صفا وصله الله، ومن قطع صفا قطعه الله". (سنن أبي داود، كتاب -

شخص جب اس کے برابر اس نیت سے کھڑا ہوگیا کہ اس کے پیچھے کھڑے رہنے سے جو کراہت ہے وہ ختم ہوجائے، تو اس کی یہ نیت غلط نہیں، تاہم یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اس میں نزاع کیا جائے، نماز سب کی ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۱/ ۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱/۸۹ھ۔

ایک نمازی کو صف اول سے پیچھے کھینچنے کی صورت میں خالی جگہ کا پُر کرنا

سوال [۱۰۳۱۶]: زید جب مسجد میں پہونچا تو نماز جماعت شروع ہوچکی تھی، مسجد کی پہلی صف پوری ہوچکی تھی، اس پر زید نے پہلی صف میں سے ایک نمازی کو جو امام کے دائیں طرف تھا، پیچھے کھینچ دیا، اب جو جگہ پہلی صف میں خالی ہوئی اس کو کس طرح پُر کیا جائے؟ یا اس طرح خالی چھوڑ دینا جائز ہے یا اور کوئی صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کے آس پاس دائیں بائیں جو لوگ موجود ہیں وہ فوراً کوشش کریں دونوں طرف سے اس جگہ کو پُر کرلیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= الصلاة، باب تسوية الصفوف: ۱/۱۰۷، رحمانيه لاهور)

ولو صلى على رؤوس المسجد، ان وحد في صحنه مكروه، كقيامه في صف خلف صف فيه فرجة "(قوله كقيامه في صف الخ) هل الكراهة فيه تنزيهية او تحريمية ويرشد إلى الثاني، قوله عليه الصلاة والسلام "ومن قطعه قطعه الله" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول: ۱/۵۷۰، سعيد)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۲۶۱، دار المعرفة بيروت)

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "أقيموا الصفوف، وحاذوا بين المناكب، وسدوا الخلل، ولينوا بأيدي اخوانكم، ولا تذروا فرجات للشيطان، ومن وصل صفا وصله الله، ومن قطع صفا قطعه الله" (مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب تسوية الصف، الفصل الثالث، ص: ۹۸، قديمي)

"ويسعى لتقوم الا قدموا إلى الصلاة أن يتراصوا، ويسدوا الخلل، ويسووا بين مناكبهم في -

جگہ کی تنگی کی وجہ سے صف میں کھڑے نمازیوں کو حرکت دے کر جگہ بنانے کا حکم

سوال [۱۰۴۳]: امام صاحب نے نیت باندھ کر قرأت شروع کردی، ایک شخص آیا اس نے کئی مقتدی کے پیچھے چھ جگہ دیکھی، اس نے اپنی نیت باندھنے سے پہلے قریب چھ آدمیوں کو حرکت دی، یعنی ان کو ہٹایا، یونکہ بیچ میں ایک شخص کے برابر میں چھ جگہ خالی تھی، محض اس شخص کی ناواقفیت یا عجلت سے آنے والے شخص نے جگہ خالی دیکھ کر چھ یا پانچ نمازیوں کو حرکت دی، اس کے بعد خود نیت باندھی، ان چھ آدمیوں میں سے ایک شخص نے یہ کہا کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا تھا، یونکہ میری نماز کا تمام خشوع وخضوع جاتا رہا، اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آنے والے شخص نے صحیح فرمایا؟ جواب تحریر فرماویں کہ نماز میں اس طرح نیت باندھنے کے بعد حرکت دینا جائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر تھوڑی جگہ تھی، جس میں کھڑے ہونے کی گنجائش نہیں تھی، تو پانچ چھ آدمیوں کو حرکت نہیں دینی چاہئے تھی، جس سے ان سب کی نماز کے خشوع میں فرق آیا اور ان کو تکلیف بھی ہوئی (۱) یہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہ۔

جواب صحیح: بندہ نظام الدین، مفتی دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) الصفوف من المحراب الی الباب کالصف الواحد، کذا فی البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ۱/ ۶۱۹، رشیدیہ)

وکذا فی الفتاوی العالمکیریہ، کتاب الصلاۃ، الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والمأموم، ۱/ ۸۹، رشیدیہ

وإن کان الصف منتصف یسقط فحیٰ آخر وقال الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ: الواحد والاثنان سواء کان الصف منتصف یسقط فحیٰ آخر وقال الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ: الواحد والاثنان سواء والصف ملآن یحدث واحد منہم لیکون معہ صف آخر (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، فصل فی بیان الأحق بالامامۃ، ص ۳۰۰، قدیمی

وقال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ: وفی استوی حانباہ یقوم عن یمین الامام ان أمکنہ، وإن وجد فی الصف فرجۃ سدہا ولا ینتظر حتی یجیء آخر فیقف خلفہ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، قبیل مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب، ۱/ ۵۲۱، سعید

وکذا یکرہ کل ما یشغل قلبہ عن أفعالہا ویخل بخشوعہا (الدرالمختار، کتاب الصلاۃ،

ایک نابالغ بچہ کس صف میں کھڑا ہو

سوال[۱۰۳۰۱]: جماعت کی نماز کے موقع پر چھوٹے بچوں کا کیا حکم ہے؟ ان کو جماعت میں کہاں کھڑا کیا جائے، اگر صرف ایک ہی بچہ ہے اور باقی تمام مقتدی بڑے ہیں اور بچہ تقریباً بارہ تیرہ سال کا ہے، اگر اس بچہ کو مقتدیوں کے بائیں جانب ملا کر کھڑا کر دیا جائے، تو اس صورت میں مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بائیں جانب کھڑا کرنے کے بعد مسبوق وقت آنے پر اس کے بائیں جانب کھڑے ہو جائیں، یا اس صورت میں ان کی نماز درست ہوگی یا فاسد ہو جاتی ہے؟ یا تنہا بچہ جو کہ بارہ تیرہ سال کا ہے، پیچھے کھڑا کیا جائے، جب کہ پیچھے نہ کوئی دوسرا بچہ ہے اور نہ کوئی بڑا نماز کی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب بچے کئی ہوں، تو ان کی صف مردوں کی صف سے پیچھے مستقل بنائی جائے، اگر بچہ ایک ہی ہو تو اس کو مردوں کی صف ہی میں کھڑا کر لیا جائے، چاہے اس کے بائیں جانب کوئی اور جگہ ہو، تنہا صف کے پیچھے کھڑا نہ کیا جائے(۱)۔ فقط۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۶/ ۱۴۰۲ھ

= باب مايفسد الصلاة: ۱/۳۷۸، سعيد)

(۱) "ويصف أي يصفهم الإمام بأن يأمرهم بذلك ثم الصبيان ظهرا بعدهم، فلو واحد دخل في الصف اهـ". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۶۸، ۵۷۱، سعيد)

"إن لم يكن جمع من الصبيان يقوم الصبي بين الرجال اهـ" (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، ص: ۳۰۸، قديمي)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۶۱۸، رشيديه)

(وكذا في النهرالفائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۲۶۹، مكتبه غفاريه كوئته

فتاوی محمودیہ جلد ششم ورقہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ن سے دلیل پکڑتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام سے پیچھے والوں سے صف چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں، حدیث وفقہ کی کتابوں میں صف چھوڑنے کے لئے ہیں نہیں لکھا(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) بہ کتب حدیث میں اتصال صفوف کے بارے میں بہت تاکید آئی ہے۔

"عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "رصوا صفوفكم وقاربوا بينها، وحاذوا بالأعناق فوالذي نفسي بيده إني لأرى الشيطان يدخل من خلل الصف كأنها الحذف". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف: ۱/۱۰۸، رحمانيه لاهور)

"(وقاربوا بينها) أي: بين الصفوف، بحيث لايسع بين صفين صف آخر، فيصير تقارب أشباحكم سبباً لتقارب أرواحكم، ولا يقدر الشيطان أن يسوي بينكم، والظاهر أن محله حيث لاعذر كحر وبرد شديد". (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب تسوية الصف، الفصل الثاني: ۳/۱۵۷، رشيديه)

وقاربوا بينها أي لا تفصلوا بين الصفوف فصلاً كثيراً وقد صرح بعضهم بشرطية تحدد إمكان الجواز للصلاة حتى إنه كان بينهما طريق عده بعضهم لايضر، وبغيره عظم لا يصح الاقتداء، وعنه مروي عن عمر رضي الله تعالى عنه موقوفاً ومرفوعاً: من كان بينه وبين الإمام نهر، أو طريق، أو صف من النساء فلا صلاة له". (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف: ۱/۳۶۱، إمداديه)

(ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب تسوية الصف، الفصل الثاني، ص: ۹۸، قديمي)

باب المسبوق واللاحق والمدرک

(مسبوق، لاحق اور مدرک کا بیان)

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیر دینا

سوال[۱۰۳۲۱]: مسبوق اپنے [illegible] سلام پھیر دیتا [illegible] یا اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا مکروہ [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] (۱) [illegible]

سجدہ سہو کے بعد امام کے ساتھ شریک ہونا

سوال[۱۰۳۲۲]: [illegible] اقتداء امام کے ساتھ درست ہے یا نہیں [illegible]

---

(۱) "(قوله: والمسبوق يسجد مع إمامه) قيد بالسجود؛ لأنه لا يتبعه في السلام، بل يسجد معه ويتشهد، فإذا سلم الإمام، قام إلى القضاء، فإن سلم قبل أن عامدا، فسدت، وإلا لا، ولا سجود عليه إن سلم سهوا قبل الإمام، معه". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو ۲/ ۸۲، سعيد)

وكذا في البحر [illegible]

وكذا في بدائع الصنائع [illegible] دار الكتب العلمية بيروت)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ فقہ اصحیح ہے۔۔۔۔۔ امام کے بعد۔۔۔۔۔ کی ضرورت نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲ / ۸۵ھ۔

مسبوق لاحق کی نماز

سوال [۱۰۳۲۳]: ۔۔۔۔۔ نے فجر کی نماز۔۔۔۔۔ آں حالیکہ اس کی تین رکعت چھوٹ گئیں۔۔۔۔۔ مقتدی نے۔۔۔۔۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس میں فقہاء کی عبارات سے مختلف صورتیں معلوم ہوتی ہیں۔ بعض حضرات نے اسی شخص کو مسبوق مانا ہے۔ بعض مسبوق لاحق کہتے ہیں۔۔۔۔۔ نے (۲) اور شامی نے (۳) بھی تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده

(قوله: سواء كان السهو قبل الاقتداء أو بعده) بيان للإطلاق، وشمل أيضا ما إذا سجد الإمام وحده، ثم اقتدى به قبل أن يسجد هو بعده في الأخرى ولا يعتبر اقتداؤه في كل منهما بعدما سجدهما". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲ / ۹۳، سعيد)

ولو دركه الامام بعد ما سلم للسهو، فقد لاحقه في وقت لا يسجد فيه، وهو ما لو دركه في السجود، وفي حال سجوده، وبعد ما فرغ من السجود صح اقتداؤه، وليس عليه السهو بعد فراغه من صلاة نفسه. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، وأما بيان من يجب عليه السهو: ۱ / ۴۲۱، ۴۲۲، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ۴۵۱، قديمي)

۲) "واللاحق من فاته الركعات كلها أو بعضها لكل بعد اقتدائه بعذر كغفلة ونوم وزحمة وسبق حدث، وصلاة خوف، ومقيم تم بمسافر، قوله ومقيم تم بمسافر أي فيه لاحق بالنظر للأخير من، وفي كل مسبوق بعض كما قاله أول صلاة إمامه المسافر". (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱ / ۵۹۴، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدرالمختار، باب الإمامة: ۱ / ۲۵۴، دارالمعرفة بيروت)

۳) "واللاحق هو من دخل معه وفاته كلها أو بعضها، لمن عرض له نوم أو غفلة، أو زحمة أو سبق حدث،

مدرک کا پانچ رکعت پڑھنا

سوال [۰۳۲۴]: مدرک جس نے امام کے ساتھ از اول تا آخر نماز کی اقتدا کی ہو، قعدۂ اخیرہ میں یہ خیال ہوا کہ تیسری ابھی ایک یا دو رکعت باقی ہے، اس لئے سلام پھیرنے کے بعد بغیر سلام پھیرے کھڑا ہوا، ایک رکعت پوری کرلی، پھر خیال ہوا کہ تیسری چار رکعت پوری ہوگئی، تو نے اتباع امام کے خلاف یہ رکعت پڑھی ہے، پھر سجدۂ سہو کیا، آیا اس شخص کی نماز ہوئی یا نہیں؟ جب کہ سلام پھیرنے میں امام کا تتبع نہیں رہا، یا اس کو نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کی نماز ہوگئی، سلام میں اتباع امام نہ کرنے سے اور اس میں ایک رکعت زیادہ پڑھنے کی مکافات سجدۂ سہو سے ہوگئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب درست ہے: سید مہدی حسن غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۲/۸۶ھ۔

مقتدی کا بغیر تسبیح پڑھے رکوع میں شرکت سے رکعت کا حکم

سوال [۰۳۲۵]: ایک آدمی جماعت میں اس وقت شریک ہوا کہ امام رکوع میں تھا، رکوع میں امام

= او كان مقيما خلف مسافر، وحكمه كموتم حقيقة فلا يأتي فيما يقضي بقراءة ولا سهو الخ" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل فيما يفعله المقتدي بعد فراغ إمامه من واجب وغيره، ص: ۳۰۹، قديمي)

رجل صلى الظهر خمسا وقعد في الرابعة قدر التشهد إن تذكر قبل أن يقيد الخامسة بالسجدة انضم الخامسة عاد إلى القعدة وسلم كذا في المحيط ويسجد للسهو" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل سهو الإمام يوجب عليه وعلى من خلفه السجود: ۱/۱۲۹، رشيديه)

وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل السابع في عشر في سجود السهو ۲ ۲۳، المكتبة العفارية)

وكذا في الفتاوى السراجية، كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر في سجود السهو ۱ ۵۲۵، قديمي

رکعت مل گئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مقتدی کو یہ رکعت مل گئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۵/۱۳۹۲ھ

تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلے جانے سے رکعت کا علم

سوال[۱۰۳۲۶]: کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا، جب اس شخص نے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہی تو امام رکوع میں چلا گیا، اب اس شخص نے ہاتھ نیچے لٹکا دیئے، بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوا ہے، لیکن اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر رکوع میں شامل ہونا تو یہ ہوا کہ اس کی رکعت کا بدلہ ثانیہ

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تکبیر تحریمہ کہہ کر یہ شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوا، قیام ہوگیا، وہ ہاتھ نیچے لٹکا دینے سے مدرک نہیں (۲) بلکہ تکبیر تحریمہ کے بعد وہ قائم نہیں، بلکہ

لرکعة ولا فلا، حاسبه لتحقق الوعيد في الخبر، وإن أدرك الفريضة. ص ۵۵۲ قديمي

"ذكر الحلاني في صلاته إذا أدرك الإمام في الركوع وكبر قائما ثم شرع في الانحطاط، وشرع الإمام في الرفع الأصح أن يعتد به وجدت المشاركة قبل أن يستقيم قائما وإن قال هكذا في معراج الدراية" فتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة ۱/۷۰، رشيديه

(وكذا في البحر الرائق، باب إدراك الفريضة، ۲/۱۳۶، رشيديه)

(۲) "أدرك الإمام في الركوع فكبر قائما ثم شرع في الانحطاط وشرع الإمام في الرفع، الأصح أن يعتد بها إذا وجدت المشاركة قبل أن يستقيم قائماً وإن قال هكذا في معراج الدراية" فتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة ۱/۷۰، رشيديه

بھی رہے(۱)، پھر موخر ہوجانے کی وجہ سے جدا ہو بھی گیا، ایسا نہیں یا قائم نہیں ہوتی، ہر رکن کا یہی حال ہے کہ اس کے ترک سے نماز نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۴/۹۲ھ۔

رکوع میں کتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے سے مدرکِ رکوع شمار ہوگا؟

سوال [۱۰۳۲]: کوئی شخص اگر امام کو رکوع کی حالت میں پائے تو کتنی مرتبہ "سبحان ربی العظیم" پڑھنے سے اس رکعت کا مدرک شمار کیا جائے گا؟ کیا ایک مرتبہ پڑھا، پھر امام کھڑا ہوگیا، تو اس رکعت کا

---

(۱) "إذا أدرك الإمام في الركوع وهو يعلم أنه لو اشتغل بالثناء لايفوته الركعة يثني؛ لأنه أمكنه الجمع بين الأمرين، وإن كان يعلم أنه يفوته قال بعضهم يثني؛ لأن الركوع إلى حنف وهو القضاء وثناء يفوت أصلا، وقال بعضهم لا يثني؛ لأنه وإن كان فسنة الجماعة فيها يفوته وفضيلة الجماعة كثر من فضيلة الثناء" (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة، ص ۴۵۳، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في حاشيه لطحطاوي على مراقي الفلاح، باب ادراك الفريضه، ص ۴۵۵، قديمي)

(۱) "(سجدة السهو واجبة، أنه لايجب إلا بترك الواجب) ... ولا بترك الفرائض؛ لأن تركها لا يتجبر بسجود السهو، بل هو مفسد، إن لم يتدارك فعاد" (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في سجود السهو، ص: ۴۵۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

"(قوله بترك واجب) فمنه: لأنه لايجب بترك السنة كالثناء والتعوذ والتسمية، وإن كان المتروك فرضا فسدت الصلاة اهـ" (حاشيه الطحطاوي على الدرالمحتار، باب سجود السهو ۱/ ۳۱۰، دارالمعرفة بيروت)

"وما للفرض فمنوب يفوته الأصل لا الوصف فلا يجبر بعيره" (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص ۴۲۰، قديمی)

(۲) "فلو ترك سجدة من ركعة فذكرها في آخر صلاة سجدها، وسجد للسهو لترك الترتيب فيه، وليس عليه إعادة ماقبلها" (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/ ۱۲۷، رشيديه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱/ ۱۲۷، (رشيديه)

(وكذا في درالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱/ ۴۶۲، سعيد)

ہے ہوگا"

نجوب حامداً ومصلیاً:

اس صورت میں جتنی مدت امام سے بعد میں ملی اتنی ہی مدت امام رہنے میں اس سے پہلے پڑھ لیا ہے

امام رہنے سے مراد ہے جب تک وہ مدت رہے(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۹/ ۹۲ھ۔

---

(۱) وبخلاف ما إذا وصل إلى حد الركوع قبل أن يرفع الإمام من حد الركوع، فقد أدرك معه الركعة ولا فلا. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح باب إدراك الفريضة، ص ۲۵۵. قديمي

أدرك المقتدي في صلاته الإمام في الركوع فكبر قائماً ثم ركع في الحال وشرع في الخفض والإمام في الرفع، لا يصير مدركاً لهذه الركعة فلا يعتد بها المسبوق كذا في التبيين وهكذا في معراج الدراية. فتاوى الهندية كتاب الصلاة الباب العاشر في إدراك الفريضة ۱/ ۱۲۰ رشيديه

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب إدراك الفريضة ۲/ ۳۶۲ رشيديه.

باب الحدث في الصلاة

(نماز میں حدث لاحق ہونے کا بیان)

نماز میں امام کو حدث لاحق ہونا

سوال[۱۰۳۲۸]: اگر امام کا حدث رکوع میں وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟ اور کس طرح سجدہ اور قعدہ اخیرہ میں ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام کو چاہیے کہ اپنے قریب سے کسی مقتدی کو جو کہ نماز پوری پڑھتا ہو اپنی جگہ کھڑے کردے، وہ بحیثیت خلیفہ اس رکوع یا سجدہ یا قعدہ کو ادا کرے اور بقیہ نماز ختم تک پہونچادے۔ امام وضو کرے اور آکر اتنی دیر میں جتنی نماز خلیفہ نے پڑھی ہو پہلے اس کو پڑھے اور اس میں قرأت نہ کرے، پھر خلیفہ کی نماز میں شریک ہوجائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰ ۹ ۱۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "من سبقه حدث في الصلاة توضأ وبنى و لاستئناف افضل، وإن كان إماماً جر آخر إلى مكانه فإذا توضأ عاد وأتم في مكانه حتماً إن كان لم يفرغ والا فهو مخير بين العود وبين الإتمام حيث يوصل كالمنفرد

فإذا توضأ) الإمام (عاد وأتم في مكانه حتماً إن كان امامه، أي الذي استخلفه فإنه امام له، والمقوم لم يفرغ) عن الصلاة. وكذا المقتدي اذا سبقه حدث حتى لو صلى في مكان جر لم يصح اقتداء ه فسدت صلاته، لان الاقتداء واجب عليه، وقد بنى في موضع لا يصح اقتداء ه فيه، ولا يجوز انفراده، لان الانفراد في موضع الاقتداء مفسد، وفي شرح الطحطاوي يستحسن أولا بقضاء ما سبقه الإمام بعد قراءة، لانه لاحق، ثم يقضي آخر صلاته" (مجمع الانهر مع ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، باب

امام پر غشی کی صورت میں بناواستخلاف کا حکم

سوال[۱۰۳۲۹]: امام کو غشی آگئی، لوگ چند منٹ متردد تھے کہ کون خلیفہ بنے اور بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقت گزرنے پر ایک شخص خلیفہ ہوگیا، تو کیا اس زمانہ تردد کی تاخیر سبب وجوب سجدہ سہو ہوگی یا نہیں؟ اگر نہ ہوتی تو کیوں؟ اور جب امام کو ہوش آیا تو وہ ضرور دوسرے امام یعنی خلیفہ کی اقتدا کرسکتا ہے یا نہیں؟

کس طرح وہ امام مجرّد حدث ہوگیا ہو تو کتنی دور وضو کے لئے جاسکتا ہے اور کیسے جائے؟ پیچھے پاؤں جاوے کہ انحراف صدر عن القبلہ نہ ہو یا منحرف ہوکر اور صورت ثانیہ میں بنا کرسکتا ہے یا نہیں؟ کیا انحراف صدر عن القبلہ مفسدات صلوۃ سے ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس صورت میں امام کو بنا کرنا درست نہیں، لہٰذا استخلاف بھی درست نہیں۔

"[illegible]

[illegible]

[illegible]

= (و كذا في البحار، باب الحدث في الصلاة، كتاب الصلاة، ١٢٨/١، ٣٦٨، ٣٦٩، دار الكتب العلمية بيروت)

باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیہا

الفصل الأول فیما یفسد الصلاۃ

(مفسدات نماز کا بیان)

امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد مقتدی کا نماز میں شامل ہونا

[illegible] رکوع سے اٹھ گیا، اس شخص کو معلوم نہیں ہوا، تو آیا اس شخص کو نماز ملی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد کوئی شخص شامل نماز ہوا، تو اس کو وہ رکعت نہیں ملی، اگر اس نے بعد میں نہیں پڑھی، تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۲/۶۰ھ۔

صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) [illegible] الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ: ۲/ ۲۰، سعید)

"ومن أدرک إمامه راکعا فکبر ووقف حتی رفع الإمام رأسه من الرکوع أو لم یقف، بل انحط [illegible] القیام، وهو الرکوع

قوله: (کما ورد عن ابن عمر رضي الله تعالیٰ عنه) ولفظه: إذا أدرکت الإمام راکعاً فرکعت =

دوسری رکعت پڑھ کر قیام کرنے کے بعد پھر قعدہ کی طرف آنے کا حکم

سوال [۵۳۳۱]: چار رکعت والی نماز میں اگر امام صاحب قعدہ اولیٰ نہ کرے بالکل کھڑا ہوجائے اور پھر قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور بعد میں سجدۂ سہو بھی ادا کرے، تو یہ نماز صحیح ہوجائے گی یا نہیں؟ اگر صحیح ہوجائے تو کتب فقہ کی یہ تصریح کہ "فسدت صلوتہ علی الصحیح کما فی الحسن بالصحیح" (۱) کنز الدقائق(۲) وغیرہ اور بعض کتابوں کے اندر "فسدت صلوتہ کما فی الہدایۃ" (۳) اس کی یا صورت ہے اور کیا جواب ہے؟ اور اگر صحیح نہ ہو، تو بعض کتب فقہ کے اندر بااعادت نماز جائز ہونے کی یہ وجہ ہے؟ کما فی قاضی حسن

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

[illegible]

= قبل أن يرفع رأسه فقد أدركت الركعة، وإن رفع قبل أن تركع فقد فاتتك الركعة هو المختار كذا في كنز الدقائق وورد بمعناه في [illegible] مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ص ۵۵۳، ۵۵۴ قديمي

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة: ۱۳۵/۲، رشيديه)

[illegible] كتاب الصلاة، باب سجود السهو، رقم الحاشية [illegible]، ص ۹۰ قديمي

(۲) (كنز الدقائق، باب سجود السهو، رقم الحاشية: للعه، ص: ۳۸، قديمي)

(۳) (مختصر القدوري، بين السطور، باب سجود السهو، ص: ۴۹، قديمي)

(۴) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ۵۲۷، قديمي)=

عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ عدم فساد کا قول راجح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۴/۱۴۰۱ھ۔

احتلام کی حالت میں دو روز تک نماز پڑھنے کی صورت میں مقتدیوں کو خبر کرنا

سوال [۱۰۳۳۲]: امام کو رات میں احتلام ہوا اور خبر نہ ہوئی، دو دن تک اسی حالت میں نماز پڑھاتا رہا، بعد کو اطلاع ہوئی، تو اب وہ ان کی نماز کا اعادہ کرے یا نہیں؟ اور مقتدیوں کو اعادہ کی اطلاع دے یا نہیں؟ کیونکہ اطلاع کرنے میں امام پر سے اعتبار اٹھ جانے کا اندیشہ ہے، ویسے تو امام محتاط آدمی ہے، اسی طرح کسی نے ناپاک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھی اور بعد میں اطلاع ہوئی تو پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس کو یقین ہے کہ دو روز پہلے احتلام ہوا تھا (مثلاً اسی حساب کہ جس کپڑے میں اس کا اثر ہے، وہ دو روز سے سوتے وقت استعمال نہیں کیا) تو دو روز کی نمازوں کا اعادہ لازم ہوگا (۱)، اس کے ذمہ واجب ہے کہ سب

---

(۱) (السهو) عن القعود الأول من الفرض ثم تذكره حال انتصابه ولم يستتم قائما ولا) أي ولن استقام قائما لا يعود لاشتغاله بفرض القيام (ويسجد للسهو لترك واجب القعود) أي القعود بعد ذلك (فقط صالحا) لرفض الفرض لما ليس بفرض، وصححه الزيلعي وقيل لا تفسد لكنه يكون مسيئا، ويسجد لتأخير الواجب (وهو الأشبه) كما حققه الكمال، وهو الحق. بحر

قوله كما حققه الكمال) أي من حاصله أن ذلك وإن كان لا يحل لكنه بالصحة لا يحل. لما عرف في البحر بعينه. اهـ. زاد المحشي نوح في الدر المنتقى كتاب الصلاة، باب سجود السهو ۲ ۸۳، ۸۴، سعيد)

وكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، باب سجود السهو ۱ ۵۰۹ مصطفى البابي الحلبي مصر)

ولو توضأ من بئر وصلى أياما، ثم وجد فيها فأرة في عدم وقت وقوعها، أعاد الصلاة من ذلك الوقت، لأنه تبين أنه توضأ بماء نجس" بدائع الصنائع كتاب الطهارة، فصل في بيان المقدار الذي يصير به المحل نجساً: ۱/۴۲۴، دارالكتب العلمية بيروت)

"وإن عدم وقت الوقوع حكم بنجاسة من وقته وإلا فمن يوم وليلة الخ". (ملتقى الأبحر، كتاب الطهارة، فصل ۱ ۵۳ مكتبه عثمانيه كوئته)

مقتدیوں کی خبر ہے ... نماز ہوں اس پر ہے(۱) ... مقتدیوں سے ... قبل ... بعد ... ہمراہ ... (۲) ... مقتدیوں سے ... ہے ... عادت قدیمی ... ہے ... فقط واللہ تعالیٰ اعلم

... ۲۳ ... ۱۱ ...

قوله وقلا على وقت بعيد، وهو الصحيح. لأن عليه وهو على الظهر؛ فسد مطلقا لأن الوقت يسكت وهو الصحيح ... وقيد بعدم الصحة لأنه لو قرأ في الجمعة أو العيد في الركعة الثانية بعد ما صلى الإمام صلاة الجمعة أو العيد في الوقت لم تفسد صلاته كما في البحر ... عن السراج.

قوله ضحك حتى قهقه، قيد بالضحك لأنه لو قرأ الإمام أو سمع صوت المؤذن أو قهقه من غير ضحك، أو تكلم، أو بكى على الأصح، لم يفسد ولا لا ينقض الوضوء (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۹۱، سعيد)

وكذا في البحر عن كتاب الصلاة ... سعيد.

وكذا في مراقي الفلاح عن ... الصحيح ... ص ۲۶۰ قديمي

۲ ... حدث حدثا ... وقيل يسبح من خروج ... لأنه لا ينوب ... لذا يستحب رفع ... البحر عن كتاب الطهارة. فتش في ... حتى يتوضأ ويبني ... البحر ... ۲۱۹ سعيد

... في ... عن ... حتى لا يعيد ولا ... يعيد من خروج ... حتى ... ظاهر الرواية ... يعيد وجوده من وقت وجوده ... خروجه، حتى لو توضأ ... وغيره ... حكم بوجوده ... وفي ... لو ... من خروجه ... وفي المحيط ... خروج ... البحر عن كتاب الطهارة ... ۲۲۵. دار الكتب العلمية بيروت

وكذا في البحر عن كتاب الطهارة ... ۲۲۰. سعيد

وكذا في ... عن المحيط ... ۵۳ ... دار الكتب العلمية بيروت

بھول کر بلاوضو نماز پڑھانا

سوال[۱۰۳۳۳] ایک روز میں نے عصر کی نماز پڑھائی، مغرب تک میں رہا، اب مغرب کی نماز میں مسجد میں یا وہاں نماز پڑھانے والا کوئی نہ تھا، میں نے ہی کچھ روز تک وہاں نماز پڑھائی، ان لوگوں نے مجھ کو نماز پڑھانے کی اجازت دی۔ ایک دن مجھ کو وضو کا خیال نہیں تھا، جب تکبیر ہوچکی اور میں نے نیت باندھ لی تو تب میں نے نماز پڑھانی شروع کی، سلام پھیرنے کے بعد بہت دیر بیٹھا رہا، پھر یاد آیا کہ میں بلا وضو نماز پڑھا رہا ہوں، اس لیے پھر آدمی نماز پڑھتے تھے اور وہی چلے گئے۔

نحوت حامداً ومصلیاً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱) "وكذا إذا صلى بغير طهارة، وصلى مع ثوب النجس، ولو صلى بغير وضوء متعمدا يكفر في الصحيح كما في الخلاصة، وفي الخانية على واحد، وفي العالمكيرية: كتاب السير، الباب الحكاية والتعليق وهو ما يتعلق بالكفر والشرك ٢٦٢ رشيدية.

وفي الخلاصة: لو صلى بغير طهارة متعمدا، وفي ثوبه نجس، او بغير وضوء عمدا والمأخوذ به الكفر في الأخير فقط، وقيل: لا في الكل". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين ٥ ٢٠٢، رشيديه)

وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، التاسع فيما يقال في القرآن والاذكار والصلاة ٦ ٣٠، رشيديه

٢ [illegible]

محاذاۃ کی ایک صورت کا حکم

سوال [۱۰۳۳۴] ۱۰ ۱ھ امام اپنے حجرہ میں جماعت سے اور اس سے پیچھے مأمومین اقتداء کریں اور جب وہ سجدہ میں جائیں، تو ان میں کسی ایک کا سر مردے پاؤں سے ملے جائے تو ان دونوں میں سے کسی کی نماز فاسد ہو جائے گی؟

۲ [illegible] جماعت میں بیوی بھی شریک ہو، اور وقت بیوی کا سر مرد کے پاؤں سے (بقدر رکن) ملے جائے تو بیوی کی نماز فاسد ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/ ۸۶/ ۶ھ۔

[illegible] وصورته: [illegible] لتحرير الراشق كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۲۴۱، (رشيديه)

(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص: ۲۹۷، قديمي)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۵۹۱، سعيد)

(۱) (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۶۷۳، سعيد)

"سجد [illegible] في سهو مع إمامه حيث كانت قدماها حلف قدم الرأس، إلا أنها طويلة يقع رأسها في السجود قبل رأس الإمام حازت صلاتيهما؛ لأن العبرة للقدم اهـ". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة [illegible]

وكذا في فتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الفصل السابع في بيان مقام الإمام والمأموم [illegible]، قديمي

جواب صحیح ہے حنا اقاتے مفسد ہونے میں اجنبیہ مشتہاۃ غیر محرمہ ہی شرط ہے۔ پس نہ میں کوئی اجنبیہ غیر محرمہ نہیں ہے اس لئے اس میں حنا قاتے صحیح بھی مفسد نہیں ہوئی (۱)۔

بندہ محمد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۶/۱۲ھ۔

نماز شروع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وضو نہیں تھا، تو کیا حکم ہے؟

سوال[۱۰۳۳۵]: ایک آدمی اپنے آپ کو باوضو سمجھ کر یقین کے ساتھ نماز شروع کر دیتا ہے، ابھی وضو بھی نہیں کیا تھا، نہ کچھ پڑھا تھا یا فاتحہ پڑھ لی تھی اور بعد میں یاد آجائے کہ اس کا وضو نماز سے پہلی ہی وقت چلا گیا تھا، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور اس طرح نماز کے دوران یاد آجائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

(دوران نماز یاد آجائے تو فوراً نماز ختم کرے (۲) وضو کرکے پھر نماز پڑھے، جو نوافل کی قضا لازم

---

(۱) یہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے ہے، لیکن جب فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ مشتہاۃ غیر محرمہ اور غیر محرمہ میں کوئی فرق نہیں۔

(قوله ولو لمحة وحسى وسواء كانت زوجته أو محرمه واحسنه لان الفساد في المحدود من حيث ترك فرض القدم. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، أحمد الطحطاوي على هامش البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۲۴۷، دار المعرفة بيروت)

"والمرأة تتناول الأجنبية، والمحرمة، والحليلة، والصغيرة المشتهاة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم، ۱/۸۹، رشيديه)

(عبارات میں بھی اجنبیہ کا اعتبار ہے جس میں محرمہ اور غیر محرمہ ہونا فرق نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۳، ص ۲۲۰، طبع جدید، العلوم الاسلامیہ ولاہور)

۲) "هي (أي: شروط الصلاة) ستة: طهارة بدنه من حدث بوعيه، وقدمه، لأنه أغلظ، وحيث مانع كذلك". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/۵۰۱، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/۳۲۳، زكريا)

(وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، شروط الصلاة، ص ۱۳۰، سهيل اكيدمي لاهور)

نہیں (۱) اور فرض کو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲ ۹ ۸۹ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

مسہ کا اتار چڑھاو علامت قے ہے یا نہیں؟

سوال [۱۰۳۳۶]: ۱ . . بواسیر سے نماز کی حالت اثناء صلوۃ میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسہ اوپر کو چڑھا

قرار دیا جائے یا محل کا بخار۔ ریح متولدہ کی اثناء صلوۃ میں کیا علامت ہے، اس میں گرمی ہوتی ہے یا نہیں؟

۲ معذور کے سلسلہ میں جو فقہائے کرام تین درجے قائم فرماتے ہیں ابتدائے عذر، بقائے عذر،

آمراجابت کے بعد مسوں کو خشک کرلیا جائے کہ پانی باقی نہ رہے، پھر وہ چڑھ جائیں تو روزہ فاسد

لا يدرمه الفصاء" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في الوتر والنوافل ۱ ۱۱۴، رشيديه)

"ولو شرع فيه بتكبيرة الإحرام أو بقيام الثالثة شروعا صحيحا قصدا

(قوله شروعا صحيحا) محترزه ما سيأتي من قول الشارح، أو أمي، أو امرأة، أو محدث"

(حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل ۱ ۲۸۹، دار المعرفة بيروت)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل العاشر في التطوع ۱ ۳۲۲، قديمي)

(۲) "مبتلا بخارج نجس

(۳) "ولو أدخل إصبعه في إسته، أو المرأة في فرجها لا تفسد، وهو المختار إلا إذا كانت متنة بالماء، أو

ہوتی ہو تو پڑھ جانے سے [illegible] یعنی چڑھانے سے استنجا ست ہاتھ یا [illegible] ہیں۔ اترنے سے استنجا ست کپڑے پر لگ جائے، تو [illegible] کے تلوے میں گرمی محسوس ہونا خروج [illegible] رتح کی دلیل قرار دیا گیا ہے(۲)۔

۲ مرد یہ ہے کہ مثلاً ظہر کا وقت چار گھنٹے ہے، تو اتنے وقت میں ایک دو مرتبہ عذر کا ظہور ہو جائے۔

= الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء، أو الدهن هكذا في الظهيرية" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد ومالا يفسد ۱: ۲۰۳، رشيديه)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد ۲: ۳۹۷، سعيد)

(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصوم، ص: ۲۷۶، قديمي)

(۱) "ماء سوري خرج دمه، إن ادخله بيده انتقض وضوءه، وإن دخل نفسه لا (قوله: بيده) أو بحرفة، بحر. (قوله انتقض) لانه يلتزق بيده شيء من النجاسة، بحر أي: فيتحقق خروجها (قوله لا) اي لا ينقض لعدم تحقق الخروج" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة، قبيل مطلب في آبار الغسل ۱: ۱۵۰، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدرالمختار، كتاب الطهارة ۱: ۸۲، دارالمعرفة بيروت)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الطهارة ۱: ۲۱، رشيديه)

(۲) "عن عباد بن تميم عن عمه رضي الله تعالى عنه أنه شكي إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الذي يخيل إليه انه يجد الشيء في الصلاة فقال: "لا ينفتل او لاينصرف حتى يسمع صوتا او يجد ريحا". (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن ۱: ۲۵، قديمي)

"(فقال: لا ينفتل) أي. لا ينصرف عن الصلاة على احتمال نقض الوضوء. (حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا) أي. حتى يعلم وجودهما بالعلم اليقيني ولا يشترط السماع والشم للإجماع، فإن الاصم لايسمع صوته والاخشم الذي زالت حاسة شمه لايشم أصلا" (بذل المجهود، كتاب الطهارة، باب إذا شك في الحدث: ۱: ۱۰۲، قديمي ملتان)

(وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الطهارة، باب مايوجب الوضوء، الفصل الأول، رقم الحديث: ۳۰۲: ۲: ۳۰، رشيديه)

بقاءِ عذر سے اتنا کافی ہے(۱)، پس ابتداءِ عذر کا تحقق ہوجائے، تو پھر ایک وقت کی نماز کے لئے ایک ہی وضو کافی ہے، اس سے مسجد میں جماعت سے متعدد نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۵/ ۱۳۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۵/ ۸۵ھ۔

اگر بتی کا دھواں ناک میں جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

سوال [۱۰۳۳]: اگر کوئی شخص کستوری (مشک) جلا کر نماز پڑھے، تو نماز میں کوئی نقصان ہوگا یا نہیں؟ جیسے رمضان مبارک میں کوئی قصداً کستوری جلائے، تو اس سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے، کیونکہ دھواں منہ اور ناک میں چڑھ کر پیٹ اور دماغ میں پہنچتا ہے۔

---

۱ وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه امساكه، او استطلاق بطن، او انفلات ريح، او استحاضة، و نحوه، او عمش، او عرج ونحوه كل منهم يتوضأ لوقت، ولو من اذان وتدي، وسوة، ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لا يجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ، ويصلي فيه خاليا عن الحدث (ولو حكما)؛ لأن لانقطاع مستحق بالعذر وهذا شرط العذر (في حق الابتداء، وفي) حق (البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت) (الدر المختار، باب الحيض، مطلب في احكام المعذور ۱/ ۳۰۵، سعيد)

"والمعذور من لا يمضي عليه وقت صلاة الا والذي اتى به يوجد قبله" (ملتقى الابحر من مجمع الانهر، كتاب الطهارة، باب الحيض، فصل ۱/ ۱۵، مكتبه عثمانيه كوئته)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الفصل الرابع في احكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ومما يتصل بذلك احكام المعذور، ۱/ ۵۰، رشيديه)

۲ "وحكمه الوضوء لكل فرض، ثم يصلي به فيه فرضه ونفلا فدخل الواجب بالأولى، فقد خرج الوقت بطل ما لم يخرجه بسبق (الدر المختار، باب الحيض، مطلب في احكام المعذور ۱/ ۳۰۵، ۳۰۶، سعيد

"مستحاضة ومن به سلس بول، او استطلاق بطن، او انفلات ريح، او رعاف دائم، وجرح لا يرقأ يتوضؤن لوقت كل صلاة ويصلون به في الوقت ما شاءوا من فرض ونفل، وبطل بخروجه فقط" (ملتقى الابحر من مجمع الانهر، كتاب الطهارة، باب الحيض، فصل ۱/ ۱۵، مكتبه عثمانيه كوئته)

(وكذا في مراقي الفلاح، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ص: ۱۴۹، قديمي)

اب سوال یہ ہے کہ اگر بتی جلا کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، البتہ قصداً ایسا کرنا جائز نہیں، اس میں گنہگار ہوگا، تب نماز فاسد ہوگی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

عمل کثیر کی تعریف

سوال[۱۰۳۳۸]: کیا نماز کی حالت میں [illegible] آج کل بہت سے مصلی اپنے ہاتھوں میں گھڑیاں باندھتے ہیں، [illegible] نماز کی حالت میں گھڑی کا دیکھنا کیسا ہے؟ بعض مفتی صاحبان اس کو عمل کثیر کہتے ہیں، [illegible] بعض فقہاء کی تصریحات بھی ہیں، براہ مہربانی تحریر فرمائیں کہ کون سی فقہ کی تصریح صحیح ہے؟

بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اس لئے حکم لگانے میں احتیاط ضروری ہے۔ نماز کی جس قدر تاکید ہے، اس قدر شریعت نے رخصتیں بھی دی ہیں، ضرورت کے تحت گھڑی دیکھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ جب کہ

---

(۱) وقال البقالي الصحيح أن كل ما يفسد به الصوم يفسد به الصلاة هكذا في رد المحتار كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۶۳۲، سعيد)

"(قوله: أنه لو أدخل حلقه الدخان) أي: بأي صورة كان الإدخال، حتى لو تبخر بمجمور فوجد إلى نفسه واشتمه ذاكرا للصوم فقط لإمكان التحرز عنه وهذا مما يعتاد عند كثير من الناس، ولا يوهم أنه كتمر لورد ومسه وشمه لوضوح الفرق بين هذا وشم ريح المسك ونحوه، وبين جوهر دخل وصل إلى جوفه بفعله (رد المحتار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد ۲/۳۹۵، سعيد)

وكذا في تبيين الحقائق، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۱/۳۹۱ دار الكتب العلمية بيروت

(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب في بيان مالايفسد الصوم، ص: ۳۶۰، قديمي)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد ۱/۴۵۰، دار المعرفة بيروت)

[illegible]

لحمہ حامداً ومصلیاً:

[illegible]

[illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

۵ [illegible]

۶ [illegible]

حرکات (۲) کے اس قول کی تائید تین حرکتِ خفیفہ سے ہوتی ہے۔ ایک رکن میں تین دفعہ مستقل ہاتھ اٹھانے کو بیہقی میں مفسدِ صلوۃ لکھا ہے (۳)، اس سے حرکاتِ ثلاثہ خفیفہ کا مفسد ہونا معلوم ہوتا ہے، علمائے کرام صاحب نے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہوگا، اس جزئیہ کی بنیاد بھی غالباً یہی ہے۔ اس کی تشریح میں پانچ قول ہیں، راجح قول اور پسندیدہ ہونے کا فتویٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۳/۹۶ھ۔

کیا دونوں ہاتھ سے کپڑا ٹھیک کرنا عملِ کثیر ہے؟

سوال [۱۰۳۳۹]: اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں دونوں ہاتھ سے کپڑا ٹھیک کرے تو نماز کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس طرح دونوں ہاتھوں سے کپڑا ٹھیک کرنے کو دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے تو نماز درست نہیں ہوتی۔ یہ عمل کثیر ہے۔ عمل قلیل سے نماز درست ہو جاتی ہے (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

۱ فتاوی قاضي خان علی هامش الفتاوی العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة ۱/۱۳۰، رشيديه)

۲ خلاصة الفتاوی، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة وفيما لا يفسد، حكم الحركات في الأفعال مايفسد ومالا يفسد ۱/۱۳۰، رشيديه)

(۳) ولو حك المصلي جسده مرة أو مرتين متواليتين لا تفسد صلاته ولو فعل ذلك مرارا متواليات في ركن واحد تفسد صلاته لأنه كثير، هذا إذا رفع يده في كل مرة، وإذا لم يرفع يده في كل مرة فلا تفسد. الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ص ۶۴۱، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۶۴۰، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها، النوع الثاني في الأفعال المفسدة: ۱/۱۰۳، رشيديه)

۴) أو شرب لأكل والشرب اعلم أن كل عمل كثير فهو مفسد، والكثير ما فيه عمل أكثر مفسد، والقليل ما لا يمكن الاحتراز عن الكثير دون القليل ثم اختلفوا فيما يعد الكثرة والقلة على أقوال أحدها

نماز میں ڈاڑھی کو ہاتھ سے ہلاتے رہنا

سوال[۴۳۶۰]: اگر کوئی امام نماز کے دوران لگاتار داڑھی کو آگے پیچھے ہاتھ سے ہلاتا رہے، مقتدی دیکھتے رہے اور بعض اوقات نماز کے دوران ایسا محسوس ہو کہ یہ نماز کی حالت میں نہیں اور آگے دونوں ہاتھ سے پکڑ کر داڑھی کو ہلا رہا ہے، تو اس کے متعلق شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ امور خشوع وخضوع کے خلاف ہیں، ایک رکن میں اگر تین بار ہاتھ اٹھا کر داڑھی کو آگے پیچھے کیا تو بعض فقہاء نے اس کو عمل کثیر قرار دیا ہے، جو کہ مفسد صلوۃ ہے(۱)، اسی طرح کوئی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والے

- ما حكره العلماء كلهم في الخلاصة والخانية ان كل عمل لايشك الناظر انه ليس في الصلاة فهو كثير وكل عمل يشك على الناظر ان عامله في الصلاة فهو قليل قال في البدائع وهذا أصح وتبعه الشارح ولولوالجي، وقال في المحيط انه الأحسن وقال الصدر الشهيد انه الصواب" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ۱۹، ۲۰، رشيديه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها، النوع الثاني في الافعال المفسدة للصلاة: ۱/ ۱۰۱، ۱۰۲، رشيديه)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها (۱/ ۶۲۴، سعيد)

(قوله "ويفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها ولا لإصلاحها، وفيه أقوال خمسة (قوله وفيه أقوال خمسة) لثالث الحركات الثلاث المتوالية كثير وإلا فقليل" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/ ۶۲۴، ۶۲۵، سعيد)

"وإن حك ثلاثا في ركن واحد تفسد صلاته، هذا إذا رفع يده في كل مرة، أما إذا لم يرفع في كل مرة فلا تفسد، لانه حك واحد" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۲/ ۲۰۲، رشيديه)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ۱/ ۲۶۵ دار المعرفة بيروت)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة: ۱/ ۱۰۱، ۱۰۲، رشيديه)

سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں، یہ بھی عمل کثیر ہے(۱)۔امام صاحب کو چاہیے کہ پوری حتیاط رکعتیں اور سنت کے مطابق نماز پڑھایا کریں، ورنہ امکان ہے کہ مقتدی ان کو ایک کردیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عبدمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۶/ ۱۴۰۰ھ۔

بچہ کا حالتِ نماز میں ماں کا دودھ پینا

سوال[۱۰۳۴۱]: حالت نماز میں اگر بچہ دودھ پی لے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر بچہ نے خود بخود اگر دودھ پی لیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/ ۱۱/ ۹۶ھ۔

جواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/ ۱۱/ ۹۶ھ۔

---

(۱) راجع الحاشية المتقدمة آنفا

(۲) اس مسئلہ میں تفصیل ہے کہ یہ بچہ دودھ پینے سے [illegible] نماز فاسد ہوئی یا نہیں کما قال في البحر الرائق:

"وأما إذا ارتضع من ثديها وهي كارهة، ففي الظهيرية والخلاصة والحاوي إن مص ثلاثا فسدت وإن لم ينزل اللبن، فإن كان مصة أو مصتين فإن نزل لبن فسدت وإلا فلا". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ۲۱، رشيديه)

"أو مص ثديها ثلاثاً أو مرة ونزل لبنها أو مسها بشهوة أو قبلها بدونها فسدت

(قوله أو مص ثديها ثلاثا الخ) هذا التفصيل مذكور في الحاوية والخلاصة، وهو مبني على تفسير الكثير بما اشتمل على الثلاث المتواليات وليس الاعتماد عليه، وفي المحيط إن خرج اللبن فسدت، لانه يكون إرضاعا وإلا فلا، ولم يقيده بعدد وصححه في المعراج، حلبه وبحر" الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/ ۶۲۸، سعيد)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، فصل فيما يفسد الصلاة، ۱/ ۱۳۳، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، جنس آخر في الأفعال مايفسد ومالا يفسد، ۱/ ۱۴۲، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ۲/ ۲۱، رشيديه)

نماز میں بچہ نے اگر دودھ پی لیا، تو نماز جاتی رہی، البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔ (بهشتي زيور، كتاب الصلاة، باب، نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان، ۲/ ۲۳، مكتبه مدنيه اردو بازار لاهور

امام کا چوتھی رکعت میں قعدہ بھول جانا

سوال [۳۲۲۲] ایک مقتدی نے جمعہ کی چوتھی رکعت میں امام صاحب کو پانچویں رکعت کے لئے کھڑے ہوتے دیکھا تو اس مقتدی نے تسبیح کہی یا نہیں اور اس کو تسبیح کہنی چاہئے یا نہیں اور یہ پانچویں رکعت پوری کرکے [illegible] یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

سجدہ میں دونوں پیر کی سب انگلیاں اٹھ جانا

سوال [۳۲۲۳] [illegible]

[illegible] سهو عن القعود الاخير حتى سجد للسجدة سقط حكمه حروجا من الفرض لاصلاح صلاته، وصار قرضه نفلا ترفع به من سجود عندهما، وهو المختار للفتوى فوله صار فرضه نفلا عندهما ولم يصح صلاة الامام عنده لوصف لايسترد عنده لموصوف، وقال محمد تبطل اصلا ووصفا لان سجوده عندهما للفرض فصار وجود هذا السجود كعدمه فقد بطل الفرض بقي النفل، وبالفرض قد رفع به من سجود يصح صلاته صلاة ووصفا عند محمد، وهو ظاهر مذهبه (حاشيه الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب سجود السهو، ص: ۴۶۷، ۴۶۸، قديمی)

وإن صلى الظهر وسجد خمسا ان قيد الخامسة بالسجدة ولم يقعد على رأس الرابعة بطلت فرضيته اي فرضية صلاته لتركه الفرض على وجه لايمكن تداركه بركعة بسجدتيه سجود خامسة [illegible] لكسر كتاب الصلاة، لسدس من فرض القعدة الاخيرة، ص ۲۹۰ سهيل اكيڈمی لاهور)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ۱۲۹، (رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر تین تسبیح سے کم مقدار تک [illegible] تو بالکل زمین سے اٹھنے سے پہلے [illegible] ایک تسبیح کہہ لی تو نماز [illegible] اگر تین تسبیح کی مقدار [illegible] تو نماز [illegible] (۱) واللہ اعلم

[illegible] دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۷/۱۴۰۰ھ

ٹیپ ریکارڈ پر امام کی اقتداء کرنا

[illegible] | [illegible] جائے اور پھر امام کا ٹیپ کیا ہوا ریکارڈ لگایا جائے، تو کیا نماز جماعت ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بالکل ادا نہیں ہوگی، ٹیپ ریکارڈ کو الگ کر دیا جائے، امام صاحب خود اپنی زبان سے قرأت [illegible] (۲)

واللہ اعلم [illegible] ۲۳/۷/۱۴۰۰ھ

---

(۱) "ومنها السجود بجبهته وقدميه، ووضع إصبع واحدة منهما شرط (قوله وقدميه) وأفاد أنه لو لم يضع شيئا من قدميه لم يصح السجود [illegible] كتاب الصلاة باب صفة الصلاة: ۱/۴۴۷، سعيد)

"ومن شرط جواز السجود أن لا يرفع قدميه فيه، فإن رفعهما في حال سجوده، لا تجزيه السجدة". (الجوهرة النيرة على مختصر القدوري، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۶۳، امداديه)

"وفي مختصر الكرخي: سجد ورفع أصابع رجليه عن الأرض، لا تجزئه" (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، الخامس من الفرائض، السجدة، ص: ۲۸۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) نماز میں قرأت فرض ہے، ٹیپ ریکارڈ سے سنی گئی قرأت سے یہ فریضہ ادا نہیں ہوتا، بلکہ خود امام پر قرأت کرنا لازم ہے۔

"ومنها: القراءة لقادر عليها

(قوله: ومنها القراءة) أي: قراءة آية من القرآن، وهي فرض عملي في جميع ركعات النفل والوتر وفي ركعتين من الفرض". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، =

نماز کی حالت میں کوئی پکارے تو کیا کیا جائے؟

سوال[۱۰۳۳۵]: گھر کے اندر نماز پڑھنے والے کو کوئی باہر سے پکارے، تو پکارنے والے کو نماز کی حالت کا علم ہو سکتا ہے یا نہیں کہ میں نماز میں ہوں؟ اس وجہ سے جواب نہیں آسکتا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جواب اللہ یا اللہ کہہ یا قرأت کی آیت سے ذریعے سے ہو سکے تو اجازت ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

= مبحث القراءة: ۱/ ۴۴۲، سعید)

ومنها: القراءة عند عامة العلماء، لوجود حد الركن وعلامته، وهما ما بينا وقال الله تعالى ﴿فاقرءوا ما تيسر من القرآن﴾ والمراد منه في حال الصلاة. والكلام في القراءة في الأصل يقع في ثلاث مواضع أحدها في بيان فرضية أصل القراءة. أما الأول فالقراءة فرض في الصلاة عند عامة العلماء. (بدائع الصنائع، فصل في بيان أركان الصلاة: ۱/ ۵۱۲، دارالكتب العلمية بيروت)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية: كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل في فرائض الصلاة: ۲/ ۲۸، رشيديه

عن عبد الله بن يحيى قال: قال لي علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه: كانت لي ساعة من السحر أدخل على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فإن كان في صلاة سبح، فكان ذلك إذنه لي

قال أبو جعفر: فوقفنا بذلك على أن رواية المعنى الأول، وإن كان التسبيح المذكور فيه التسبيح في الصلاة، وكان ذلك هو الأولى عندنا، لأن الآثار التي رويناها عنه من هذا النمط فيها أن النبوت يدخل في الصلاة فما يستعملونه فيها هو التسبيح. فشرح مشكل الآثار: باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فيما كان يجوز في الصلاة من التسبيح، رقم الحديث ۵۲۷۰ - ۵۲۷۵، مؤسسة الرسالة)

وعن سهل بن سعد قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من نابه شيء في صلاته فليسبح، فإنه إذا سبح التفت إليه، وإنما التصفيق للنساء" متفق عليه

شيء، أي من يدعوه أحد أو يستأذنه أو في صلاته، وفي نسخة في الصلاة أي وهو يعلم

نماز میں لنگی کھل جائے تو کیا کرے؟

سوال[۱۰۳۴۹]: نماز کی حالت میں لنگی کھل گئی اور ایک ہاتھ سے باندھنا شروع کیا، تو کیا دونوں ہاتھ سے باندھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا پھر سے تکبیر تحریمہ باندھنا پڑے گا؟ نیز نماز کی حالت میں ازار بند ٹوٹ یا فوراً بیٹھ جائے اور بیٹھ کر ادا کر لینے سے نماز ہو جائے گی یا اپنے پاجامے کا ازار بند باندھ کر پھر سے نماز شروع کرے؟ یہ صورت فرض نماز کی تحریر کی گئی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایک ہاتھ سے سنبھال کر نماز پوری کر سکتا ہے، تو کر لے ورنہ دونوں ہاتھ سے درست کر کے از سرِ نو پڑھے(۱)، فعل میں اتنی گنجائش ہے کہ بیٹھ کر نماز پوری کرے(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۷/۹۶ھ۔

= أنه في الصلاة فلسبح، أي فليقل سبحان الله" (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب ما يجوز من العمل في الصلاة ومايباح منه، رقم الحديث: ۹۸۸، الفصل الأول: ۳/۲۴، رشيديه)

وكذا في سبل السلام شرح بلوغ المرام، باب شروط الصلاة، ما يجب على من به سلس بول وهو في الصلاة، رقم الحديث: ۲۰۹: ۱/۱۳۲، دارالحديث)

وكذا العمل الكثير يفسد الصلاة وقليل لا كذا في محيط السرخسي واختلفوا في القدر الذي يفسد على ثلاثة أقوال: الأول: أن ما يقع باليدين عادة كثير، وإن فعله بيد واحدة كالتعمم، ولبس القميص، وشد السراويل، والرمي عن القوس وما يقع بيد واحدة قليل وإن فعله بيدين كنزع القميص، وحل السراويل ولبس القلنسوة، ونزعها ونزع النعل هكذا في المحيط. وهو المختار للفتوى كذا في السراج الوهاج. كتاب الصلاة، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة. ۱/۱۰۲، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۶۲۵، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان حكم المنافي ۱/۲۰۲، والكثير يعتبره بفعل يفعله مع قدرته على الفساد قاعداً لا مضطجعاً لا يعتبر بفعله، وكذا بعد الشروع على ما ذكرنا في الأصح كعكسه". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/۳۶۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب الوتر والنوافل: ۲/۱۱۰، رشيديه)

(وكذا في مراقي الفلاح، فصل في صلاة النفل جالساً الخ، ص: ۴۰۲، ۴۰۳، قديمي)

قنوت نازلہ کے اخیر میں مقتدی کا ''بے شک'' کہنا

[۵۳۰۱] سوال: نمازمیں امام نے قنوت نازلہ پڑھی، مقتدی نے اخیر آمین تک [illegible]

[illegible] مقتدی نے ''بے شک'' کہا، ایسی صورت میں مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] (۱) تمام مقتدی دعا میں مشغول رہنا

چاہیے (۲) [illegible] (۳) [illegible]

[illegible]

[illegible] الخشوع". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة: ۱/۶۱۹، ۶۲۰، سعيد)

(وكذا في فتاوى السراجية، كتاب الصلاة، باب يفسد الصلاة، ص: ۱۲، المطبع العالي النكسو)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ص: ۳۲۵، قديمي

[illegible] (الاعراف: ۲۰۴)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إنما جعل الإمام [illegible] فكبروا ولا تكبروا حتى يكبر، وإذا قرأ فأنصتوا" (۱/۱۴۲، قديمي)

فيجب للمأموم عند [illegible] (الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، [illegible] وإذا قرئ في الفاتحة وخرج للصلاة: ۱/۲۲۵، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۶۰۰، سعيد

(۳) "فالحاصل أن من ترك واجباً واحداً أو ارتكب مكروهاً يجب عليه سجود السهو وجوباً في [illegible] الوقت، فإن خرج أثم، ولا يجب جبر النقصان، فلو فعل فيه فضل [illegible] (الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۱/۶۶۲، سعيد)

كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تعاد، أي: وجوباً في الوقت، وإلا بعده فندباً" (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ص: ۴۴۰، قديمي)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۲/۶۶۲، سعيد

الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة

(مکروہات نماز کا بیان)

نماز میں کھنکارنا

سوال[۱۰۳۶۹]: امام کے نماز میں بغیر ضرورت بار بار کا صاف کرنے کے لئے کھنکارنا جائز ہے یا مکروہ؟ یا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

نحواب حامداً ومصلیاً:

بلاضرورت کھنکارنا مکروہ ہے، اگر اس میں [illegible] ہیں [illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۲/ ۱۳۹۱ھ۔

نماز میں ڈکار لینا

سوال[۱۰۳۶۹]: نماز میں [illegible] ڈکار لینے سے [illegible]

(قوله والصحيح وهو ان يقول الخ) تصحيح والصحيح بحر (قوله بحرفين مكررة) ولا يضر حرف واحد بحر (قوله بلا عذر) لعذر وصف يظهر على المكلف بسببه فيمنعه من طلبه بان لا يكون يمكنه (قوله فلا فساد) اي: ولا كراهة شلبي عن الغاية". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب مايفسد الصلاة ۲۶۲، دار المعرفة بيروت)

يفسدها بكلمة والصحيح بحرفين بلا عذر، فلو من نشأ من طبعه فلا، أو بلا عرض صحيح فلو لتحسين صوته، أو ليقتدى امامه، أو للاعلام انه في الصلاة فلا فساد على الصحيح"

(بحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ۱/ ۹۶، سعيد

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ۱/ ۷، ۸، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۵/ ۱۴۰۱ھ۔

نماز میں کھانسنا

[illegible] پر نماز کی نیت باندھنے کے بعد کھانس [illegible]

۲ [illegible] یا چودہ سال ہوگئے ہیں اور میں نے جامعہ اسلامیہ [illegible] کتاب میں دیکھا ہے کہ بقدر ضرورت کھانس سکتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible] ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نماز پڑھانے کی حالت [illegible] (۳) [illegible]

---

(۱) "أما ما لا يمكن الامتناع عنه فلا يفسد عند الكل كالمريض إذا لم يملك نفسه من الأنين والتأوه؛ لأنه حينئذ كالعاطس "والحشاء" إذا حصل بهما حروف". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ۲/ ۷، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ۱/ ۶۱۹، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ۱/ ۲۶۲، دار المعرفه بيروت)

۲ [illegible] في تصحيح حتى ذكر [illegible] بين السورتين في ركعة، والقراءة بالخواتم، وبسورة قبل سورة، وبأول سورة، ۱/ ۱۰۲، قديمي)

۳ [illegible]

۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۹۶ھ۔

کہنی کھلی رکھ کر نماز پڑھنا

سوال[۱۰۳۵۱]: ہاف بنی اور نیم آستین اور ہاف قمیص جس سے پہنچے سے بنی رہتے ہیں یہ لباس پہن کر نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہمارے اطراف میں یہ لباس صحیح لباس نہیں، محض ہاف بنی یا نیم آستین قمیص پہن کر نماز پڑھنا خلاف احتیاط نماز ہے(۱)۔ اول میں کراہت قوی ہے، ثانی میں خفیف۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۴/ ۹۶ھ۔

- بالفسوق، ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك" صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ماينهى عن السباب واللعن: ۲/ ۸۹۳، قديمي)

وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر: ۱/ ۵۴، قديمي)

عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: أيما رجل قال لأخيه كافر، فقد باء بها أحدهما" (أحدهما) أما القائل إن عقد كفر المسلم بمجرد صدوره أو الآخر إن صدق القائل، كذا ذكره بعض الشراح من علمائنا، وقال الطيبي لأنه إذا قال القائل لصاحبه يا كافر مثلاً فإن صدق رجع إليه كلمة الكفر الصادرة منه مقتضاها، وإن كذب وعقد بضلال في الإسلام رجعت إليه هذه الكلمة" (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الأدب، باب حفظ اللسان، رقم الحديث: ۴۸۱۵: ۹/ ۵۵، رشيديه)

(۱) "ولو صلى رافعا كميه إلى المرفقين كره" (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة: ۲/ ۱۳۵، رشيديه)

وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في كراهة التحريمية والتنزيهية: ۱/ ۶۴۰، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ۴۲، رشيديه)

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا

سوال[۱۰۳۵۲]: کہنی کھول کر نماز پڑھنی کیسی ہے؟ یہاں ایک صاحب اس کو صحیح کہتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

آستین چڑھا کر کہ کہنی کھلی رہے، نماز پڑھنا مکروہ ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۴/۸۷ھ

اُلٹا کُرتا پہن کر نماز پڑھنا

سوال[۱۰۳۵۳]: الٹا کُرتا پہن کر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جیسے اُلٹی ٹوپی، اُلٹا کرتا اور الٹا پائجامہ پہن کر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور اُلٹے مصلی پر اُلٹی صف پر نماز ہوسکتی ہے

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز تو ادا ہوجائے گی، مگر اُلٹا پہن

---

(۱) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال "أمرت أن أسجد على سبعة أعضم، لا أكف شعرا ولا ثوبا" (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب لايكف ثوبه في الصلاة ۱/۱۱۳، قديمي)

ثوبه وكره [illegible] في فتح القدير وظاهره الإطلاق. وفي الخلاصة ومنية المصلي قيد الكر[illegible] بكون رافعا كمه إلى المرفق (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۲/۴۲، رشيديه)

"ويكره أيضا أن يرفع كمه أي: يشمره إلى المرفق وهذا إذا شمره خارج الصلاة وشرع في الصلاة وهو كذلك، أما لو شمره في الصلاة تفسد؛ لأنه عمل كثير" (الحلبي الكبير، كراهية الصلاة، ص ۳۵۷، سهيل اكيدمي لاهور)

"ولو صلى رافعا كميه إلى المرفقين، كره" (فتوى قاضي خان على هامش الفتوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة: ۱/۱۳۵، رشيديه)

(۲) "وكره صلاته في ثياب بذلة يلبسها في بيته ومهنة أي. خدمة (قوله: وصلاته في ثياب بذلة) —

رکوع میں جاتے وقت پائجامہ اوپر کرنا

سوال[۵۲۵۳]: ایک صاحب [illegible] یا کرتہ کا پائجامہ کپڑوں سے [illegible] صاحب موصوف [illegible] اکثر بڑھا کر سوائے جاتے [illegible] اوپر کرلیا جائے، تو آیا اس سے نماز فاسد اور باطل ہوجاتی ہے؟

ایک صاحب پابندِ صوم وصلوۃ نے اس مذکورہ فعل سے فتنہ کی صورت پیدا کر [illegible]

۱... امام صاحب کا مندرجہ بالا فعل ایسا ہے کہ اس سے نماز فاسد اور باطل [illegible]

۲. نیز شخص مذکور کا اعتراض اور باجماعت [illegible]

۳. شخص مذکور بظاہر فتنہ کا دروازہ کھول [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... جب کہ امام صاحب [illegible]

[illegible] سكره في سجود وشعره في سجوده [illegible] سكره هو سريته [illegible] التحريمية والتنزيهية: ۱/۶۴۰، ۶۴۱، سعيد)

"وكره للصلاة في ثياب سدله [illegible] سكره وزي عمر رضي الله تعالى عنه [illegible] سدل أكثر سدر في شبك هذا الفعل لا فعل عمر رضي الله تعالى عنه [illegible] هو في الفلاح كذا في شرح المنية. فتنبه في سكروهات، ص ۳۵۹ قديمي

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح [illegible] المعرفة بيروت

درست نہیں۔ حرارت غریزیہ سے اگر پائجامہ اوپر کر لیا جائے، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی (۱)۔

۲ جب کہ حرارت کی وجہ نہیں ہے تو بلا حاجت ترک کرکے ایک نماز پڑھنا غلط طریقہ ہے (۲)۔

۳ یہ غلطی نہیں ہے کی اور دوسری غلطی اور کرلیں کہ ان سے اس فعل قبیح سے زیادہ بدتر ہو جائیں، دونوں غلطیوں میں اپنے فعل کی اصلاح لازم ہے اور دوسرے لوگوں کو اپنی زبان بند رکھنا ضروری ہے۔ ایسے امور کو نہ تو کفر سے زیادہ سخت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/ ۲/ ۱۳۰۰ھ۔

خانہ کعبہ کی تصویر والے مصلّی پر نماز پڑھنا

سوال [۱۰۳۵۱]: اگر خانہ کعبہ اور روضہ اقدس کی تصویر وہاں سے لی گئی، جہاں مسجد سے امام اور مقتدیوں کے مصلّوں پر خانہ کعبہ کی اور روضہ اقدس کی تصویر بنائی گئی ہے ان مصلّوں اور مصلّوں پر امام اور مقتدی کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ومنه العمل الكثير الذي ليس من اعمال الصلاة في الصلاة من غير ضرورة وهو القليل فغير مفسد (الدر مع الرد، كتاب الصلاة، فصل في حكم الاستخلاف ۲/ ۴۴۰، دار الكتب العلمية بيروت)

"ويفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها ولا لإصلاحها، وفيه قول خمسة أصحها ما لا يشك بسببه الناظر من بعد في فاعله أنه فيها، وإن شك أنه فيها أو لا فقليل

القول الثاني أن يعمل عادة باليدين كثير، وإن عمل بواحدة كالعمة، وشد السراويل، وما عمل بواحدة فقليل، وإن عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة، ونزعه إلا أن تكرر ثلاثا فكثير"

(در المختار مع رد المحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۲/ ۴۴۰، ۴۴۵، سهيل اكيدمى لاهور)

وكذا في الحلبي الكبير، فصل فيما يفسد الصلاة، ص ۵۰۰، سهيل اكيدمى لاهور

۲ "والجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدي الواجب والتأكيد الوجوب، وفي واجبة، وعنه لعامة مشايخنا سنة مؤكدة، وبالثانية أخذ الفقيه أبو الليث في شرح الجامع الصغير، والأحكام تدل على الوجوب من تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته، وبالأول أخذ الكرخي والطحاوي وبعض الحنفية، وبالثاني أخذ السرخسي وشمس الأئمة الحلواني وصاحب الهداية وغيرهم، وهو الصحيح، وعليه الفتوى" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۲/ ۵۲۲، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۶۰۳، رشيديه)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في الإمامة، ص: ۵۰۹، سهيل اكيدمى لاهور)

الجواب حامداً ومصلیاً:

مصلّی پر آج کل خانۂ [illegible] کی بھی تصویر ہوتی ہے، [illegible] حقیقت نہ تو [illegible] اصل تصویر ہے، بلکہ ایک صنعت کاری ہے، جو [illegible] پر [illegible] جاتی ہے [illegible] پر نماز پڑھنے سے [illegible] اقدس کا تصور بھی [illegible] جاتا ہے اور یہ خیال بھی پیدا ہوجاتا ہے [illegible] اقدس پر نماز پڑھ رہا ہوں، ان عوارض کی وجہ سے اس پر نماز پڑھنے سے [illegible] نماز مکروہ ہوتی ہے نہ فاسد ہوتی ہے نہ واجب الاعادہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

قبریں سامنے ہونے کی صورت میں نماز [illegible] کا حکم

سوال[۱۰۳۵۲]: ایک قبرستان ہے، اس کے پورب (۲) جانب بیت [illegible] بشمول بیت [illegible] قبریں [illegible] قبریں [illegible] [illegible]

---

(۱) "(ولا بأس بنقشه خلا محرابه) فإنه يكره؛ لأنه يلهي المصلي

(قوله: لأنه يلهي المصلي) أي فيخل بخشوعه من النظر إلى موضع سجوده ونحوه، وقد صرح في البدائع في مستحبات الصلاة بتغميض العينين لأنه أخشع فيكون مبنيا على أن الخشوع في السجود ونحوه، وكذا صرح في الاختيار بأن الخشوع في الصلاة مستحب والمكروه من هذا ما يكره فيها وفيما

(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۱/۶۵۸، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۲/۶۵، رشيديه)

وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلاة فصل: يكره تنقش المصلي وتزويقه ۱/۲۲۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) یہ [illegible] ہے"۔ (فیروز اللغات، ص ۳۲۷، فیروز سنز لاہور)

[illegible] نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں؟ نیز وہ شرعی حد کتنا ہونا چاہیے؟ اور جہاں تک ہونا چاہیے، اس کے ساتھ قبرستان کی دوسری سمت کافی اور وافی جگہ موجود ہے۔ جہاں نمازیں ادا کی جا سکتی ہیں۔ اس جگہ پر کراہت نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

راستہ میں کچھ حصہ قبرستان کا بھی آگیا ہے جس میں پرانی قبریں ہیں، جن کے اب نشانات بھی خاص نہیں ہیں، اور راستہ تنگ ہونے کے باوجود بیس فٹ کے بیچ میں کوئی بیل گاڑی آ اور جا سکتی ہے، تو اس سڑک سے متصل نماز پنجگانہ وعیدین ادا کرنا اس طرح کہ نمازی اور قبرستان کے درمیان سڑک حائل رہے، درست ہے(۱)۔ حالت خشوع یہ ہے کہ نظر سجدہ کی پڑے، پھر راستہ میں دوسری جانب کی قبریں کس طرح نظر آئیں گی، جب تک قصداً نظر بہ دیوار قبور کی طرف نہ دیکھے اور یہ خلاف خشوع ہے۔ اگر کسی دوسری سمت میں یہی جگہ ہو کہ وہاں قبریں نہ ہوں، نہ نظر آئیں تو وہاں نماز پڑھنا زیادہ اطمینان وسکون سے ہوگا، اور وافی گنجائش نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۶/۹۲ھ۔

تیز گرمی میں مسجد کی چھت پر نماز

سوال [۱۰۳۵۵]: بانده میں ایک پرانی مسجد از سر نو تعمیر کی گئی ہے، مگر نیچے کے حصہ میں ہوا کا گزر کم ہوتا ہے، اس لئے مسجد کی چھت پر جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ کیا اس کے لئے کچھ شرائط ہیں؟

---

(۱) لا تکره الصلاة في جهة قبر الا اذا كان بين يديه بحيث لو صلى صلاة الخاشعين، وقع بصره عليه. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۶۵۳، سعيد)

وفي الاداب: نظره إلى موضع سجوده حال قيامه، وإلى ظهر قدميه حال ركوعه ... ليحصل الخشوع. (در المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في آداب الصلاة: ۱/۵۱۰، سعيد)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها: ۲/۱۰۳، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

گرمی کی شدت کی وجہ سے مسجد کی چھت پر چڑھنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے(۱)، الا یہ کہ مسجد دومنزلہ ہو اور دونوں جگہ نماز کا انتظام کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۱۱/۸۶ھ۔

نماز میں ادھر ادھر دیکھنا

سوال[۱۰۳۵۸]: اگر کوئی نماز میں دوسری طرف نگاہ کرے اس طرح کہ گردن نہ ہلی ہو، یعنی سر نہ پھیرا ہو تو کیا اس کی نماز جاتی رہی یا باقی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، ہاں! خلاف استحباب ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۹/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد، ويلزمه كراهة الصلاة بصف فوقه، فيتأمل" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في احكام المسجد: ۱/۶۵۶، سعيد)

"الصلاة على الرفوف في المسجد الجامع من غير ضرورة مكروهة، وعند الضرورة بأن امتلأ المسجد، ولم يجد موضعاً يصلي فيه، فلا بأس به" (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، مايكره للمصلي ومالايكره: ۱/۵۲۹، إدارة القرآن كراچی)

"ولو صلى على رفوف المسجد إن وجد في صحنه مكاناً كره، كتقدمه في صف خلف صف فيه فرجة". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۷۰، سعيد)

(۲) "وكره الالتفات بوجهه كله أو بعضه للتهي، وببصره يكره تنزيها (قوله وببصره يكره تنزيها) اي من غير تحويل لوجه أصلا" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة اولى: ۱/۶۴۳، سعيد)

تکثیر جماعت کی خاطر تسبیح میں اضافہ کرنا

سوال[۱۰۳۵۹] نماز میں امام رکوع وسجود کی تسبیحوں ومقتدیوں کی زیادہ تعداد کی شرکت کی غرض سے سات سات بار پڑھتے ہیں جو اس سے امام ومقتدیوں کی نماز فوت جانے کی یا نہیں بار کی اور قصہ کا تنقص پیدا ہوجانے کا اور بھی سات بار سے زائد امام کے ساتھ تسبیحات پڑھنے جو کہ یا فساد لازم آنے کا؟ بسوا وحرہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو مقتدی امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوسکے اس کو امام کی موافقت رکوع وسجود کی تسبیح کی اول مقدار (تین دفعہ پر) کفایت کی جائے اس مقدار سے زیادہ آدمی شریک ہوجائیں سات دفعہ رکوع اور سجود کی تسبیح نہ پڑھے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خروجِ ریح کا تقاضا ہونے کی صورت میں نماز پڑھنا

سوال[۱۰۳۶۰] [illegible] خروج ریح کا شبہ یا تقاضا ہو، کر قصد ترک

---

۱ وقد صرحوا بأن الثلاث المسنونة والمرة من غير تحويل الوجه أصلا غير مكروه مطلقا، والأولى تركه لغير حاجة". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۳۷، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة: ۱/۲۴۱، دار المعرفة بيروت)

(قوله وسبح فيه ثلاثا) أي في ركوعه بأن يقول سبحان ربي العظيم ثلاثا لحديث إذا صلى أحدكم فركع فليقل سبحان ربي العظيم ثلاثا وذلك أدناه ولا ينبغي للإمام أن يطيل على وجه يمل القوم، لأنه سنة للصغير والكبير مكروه. وبهذا قال الاسبيجابي ولو كان إمام يقولها ثلاثا على قول بعضهم. وقال بعضهم يقولها أربعا حتى يتمكن المقتدي من الثلاث، ولو طال الركوع لإدراك الجائي لا تغتروا الله تعالى فهو مكروه الخ". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۵۵۲، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي: ۱/۴۹۴، ۴۹۵، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن الصلاة: ۲/۵۴، دار الكتب العلمية بيروت)

خارج نہ ہوئی، پھر ریح جسم کے اندر سرایت کرگئی، جس سے دماغ پر بھاری پن ظاہر ہوگیا، بعدہ یہ خیال کرے کہ اب تقاضا نہیں رہا، نماز پڑھنی یا پڑھانی شروع کردی، پھر درمیان نماز خروج ریح کا تقاضا ہوا، تو اب نماز مکمل کرے یا سلام پھیر دے؟ وضوء کے بعد جو صورت اختیار کی گئی، اس سے نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب تقاضا ریح ختم ہوگیا، خواہ کسی وجہ سے ہوا ہو، اس کو نماز پڑھنا اور پڑھانا بلا کراہت درست ہوگیا، پھر درمیان نماز اگر تقاضہ شدید ہونے تدافع کی صورت پیدا ہوجائے تو نماز کو قطع کردے، اخراج ریح اور تجدید وضو کے بعد پھر پڑھے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب درست ہے سید مہدی حسن غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/ ۲/ ۶۲ھ۔

غیر موقوفہ مسجد میں نماز کا حکم

سوال[۱۰۳۲۱]: اگر مسجد کی جگہ وقف نہ ہو تو اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) "وصلاته مع مدافعة الأخبثين او احدهما أو الريح للهي" (الدرالمختار) "(وصلاته مع مدافعة الأخبثين الخ) اي البول والغائط قال في الحواشي: سواء كان بعد شروعه أو قبله، فإن شعله قطعها وإن أتمها أثم لما رواه أبوداود "لايحل لأحد يؤمن بالله واليوم الآخر أن يصلي وهو حاقن حتى يتخفف" وما ذكره من الإثم صرح به في شرح المنية وقال لأدائها مع الكراهة التحريمية" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في الخشوع ۱/ ۶۴۱، سعيد)

"ويكره التمطي وتعميض عينيه وأن يدخل في الصلاة وهو يدافع الأخبثين وإن شعله قطعها وكذا الريح وإن مضى عليها أجزاه وقد أساء" (الفتاوى العالمكيريه، كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة ومالا يكره: ۱/ ۱۰۵، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص ۳۵۸، قديمي)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر مالک زمین کی رضامندی ہو تو وہاں نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی، ورنہ مکروہ ہوگی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۴/۸۶ھ۔

نماز میں کپڑا کتنا نیچے ہو؟

سوال [۱۰۳۲۲]: اگر کپڑا اچکن وغیرہ نماز کے لئے تو وہ پاؤں سے نیچے ہونا چاہیے، یعنی جس پر نماز کی نماز پڑھتا ہو، تو وہ اتنا بڑا کپڑا نہیں کہ پاؤں سے سر تک آجائے، اگر پاؤں نیچے کرتے ہیں، تو سر کپڑے سے نیچے ہو جاتا ہے، آپ فرمادیں کہ کپڑا نیچے ہو یا پاؤں تک؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر یہ کپڑا سردی یا گرمی سے حفاظت کے لئے ہے، تو جس عضو کو زیادہ حفاظت کی ضرورت ہو، تو اس کے نیچے کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/ ۲/ ۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۲/ ۸۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "تكره في أرض الغير لو مزروعه أو مكروبة إلا اذا كانت بينهما صداقه، أو رضى صاحبها لايكره، فلا بأس". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب في الصلاة في الأرض المغصوبة : ۱/ ۳۸۱، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المحتار، كتاب الصلاة: ۱/ ۱۸۳، دارالمعرفه بيروت)

باب السترة

(سترہ کا بیان)

سترہ کا زمین سے متصل ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال[۱۰۲۶۳]: آج کل عموماً مساجد ومکانات میں جو چوکھٹ کے دروازے لگے جاتے ہیں وہ پنے زمین سے متصل نہیں ہوتے، بلکہ زمین سے بقدر ایک انگشت یا کم وبیش اوپر رہتے ہیں اور وہ پنے بند رہنے کی حالت میں آگے سے گزر جاتے ہیں اور اس کو سترہ سمجھتے ہیں۔ اور شرح وقایہ میں یہ عبارت ہے کہ "[illegible] سترہ بشرط [illegible]" (۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہ کا زمین سے متصل ہونا شرط ہے، تو اب یہ مساجد ومکانات کے پنے سترہ ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"فحاصل المذاهب على الصحيح: أن الموضع الذي يكره المرور فيه هو أمام المصلي في مسجد صغير، وموضع سجوده في مسجد كبير، أو في الصحراء، أو أسفل من ذلك كان أمام المصلي لو كان يصلي عليها بشرط محاذاة أعضاء المار أعضاءه، قال في النهاية: إنما شرط هذا فإنه لو صلى على [illegible] يأثم المار، وكذا سطح، والسرير، وكل مرتفع" البحر: ۲/۱۷ (۲).

"قوله: بشرط محاذاة أعضاء المار أعضاءه) أي: أعضاء المصلي

شرح الوقاية، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، غرر السترة مما في الصحراء ۱/۱۹۵، مكتبه إمداديه ملتان)

(۲) (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۲۹، ۳۰، رشيديه)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منحہ الخالق(۱)

عبارت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں مرور مکروہ نہیں، کیونکہ نصف اعضاء گزرنے والے کے نصف اعضاء مصلی سے محاذی نہیں ہوتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱۱/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱۱/۸۷ھ۔

سترہ کی مقدار

سوال [۳۶۴۰]: اگر پلوں کو بذریعہ چٹخنی (۲) بند کردیا جائے، تو اب ان پلوں کا زمین سے متصل ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟ اور یہ پلے شرعاً ستر ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"حتى تكون في مقدار غلظها، ففي الهداية: ويسعى أن تكون في غلظ أصبع؛ لأن ما دونه لا يبدو للناظر، وكأن مستنده ماروى الحاكم مرفوعا: "استتروا في صلاتكم ولو بسهم" وبشكل عليه ما رواه الحاكم أيضا عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه "يجزئ من السترة قدر مؤخرة الرحل وهو بدقة شعرة"، وبهذا جعل بعض المتقدمين في المذهب قولا ضعيفا، ولكن لا عبرة بالعرض وظاهره، أنه المذهب اهـ". بحر: ۲/۱۷(۳).

---

(۱) (منحة الخالق على بحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۲/۳۰۲، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۱/۶۳۵، سعيد

(۲) "چٹخنی دروازے وبند دروازے کی چیز" (فیروز اللغات ص ۵۴۲، فیروز سنز لاہور)

(۳) (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۳۱، رشيديه) =

اس سے معلوم ہوا کہ بیت انگشت سے برابر موٹا ہونا لازم نہیں، بلکہ یہ قول ضعیف ہے اور اس قول کی جو علت [illegible] بھی صورت مسئولہ میں معدوم ہے اور اصل مذہب بظاہر یہ ہے کہ عرض کا اعتبار نہیں، لہٰذا ان اشیاء کے مسنون ہونے میں کوئی تامل وتردد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱۱/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱۱/۸۷ھ۔

نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال [۱۰۲۶۵]: نمازی کے سامنے سے کتنا قریب ہو تب نہیں گزر سکتے؟ یا نمازی کے منتہائے نظر سے نہیں گزر سکتے ہیں یا جہاں پہ نمازی نماز پڑھ رہا ہے وہاں سے سامنے کی طرف جہاں منتہائے تک نہیں گزر سکتے یا اس میں کچھ گز وغیرہ کا حساب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً.

اگر نمازی نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے سامنے سے بالکل نہ گزرے، خواہ کتنی ہی فاصلہ ہو، اگر مسجد بڑی ہے یا میدان میں ہے، تو سجدہ کی جگہ پر نظر رکھتے ہوئے جتنی دور تک آدمی کو نظر آتا ہو، اتنی دور سے نہ گزرے(۱) جس کی مقدار تین صف کے قریب ہے، یعنی چار پانچ گز، اگر تین گز کا فاصلہ پر مشتمل اسکیشن سے پیٹ

وسط قدر دته بمدرج طولا دون اعتبار العرض". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل فيما يستحب ويكره فيها: ۸۴/۲، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۶۳۰/۱ سعيد)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة: ۲۲۹/۱، دارالمعرفة بيروت)

(۱) "إنما يكره المرور بين يديه عند عدم الحائل إذا كان في موضع سجوده. الأصح أنه إن كان بحيث لو صلى صلاة الخاشعين بأن يكون نظره حال قيامه إلى موضع سجوده لا يقع نظره على المار لا يكره، وإن كان يقع نظره عليه إذا كان يصلي في الصحراء، أما إذا كان يصلي في المسجد، ولم يكن حائل، فإن كان المسجد صغيرا كره المرور مطلقا، وإن كان كبيرا فقيل كالصغير لا يسعه، وبين حائط قبله وقيل كالصحراء يسعه فيما وراء موضع سجوده". (المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، كراهية =

فرض پڑھے تو سجدہ کی حد میں نہ گزرے(۱)۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ، عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸ ـ ۹۶ھ۔

مسجد صغیر وکبیر کی حد اور نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال[۱۰۳۶۲]: مسجد صغیر اور کبیر کی کیا مقدار ہے؟ کیا تعریف ہے؟

نیز یہ بھی بتائیے کہ مسجد کبیر میں مصلی کے آگے سے گزرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسجد کبیر کی تحدید میں دو قول ہیں

۱- چالیس ذراع طویل، چالیس ذراع عریض ہو۔

۲- یا پچاس ذراع طویل، پچاس ذراع عریض ہو(۲)۔

= الصلاة، فروع في الخلاصة، ص ۳۶۷، سهيل كيدمي لاهور)

"وذكر قاضي خان في شرحه: أن المسجد إذا كان كبيرا فحكمه حكم الصحراء، وفي الذخيرة من الفصل التاسع إن كان صغيراً يكره في أيّ موضع يمر، وإليه أشار محمد في الأصل الخ". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ۲۸، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها، ۱/ ۹۰، رشيديه)

(۱) "الثالث في الموضع الذي يكره المرور فيه وفيه اختلاف، واختار المصنف أنه موضع سجوده، وصححه في الكافي؛ لأن هذا القدر من المكان خصه وفي تحريمه مرور ما تتصل عليه المرء، وهو يمتد من مسجد موضع سجوده موضع صلاته، وهو من قدميه إلى موضع سجوده كما صرح به الشراح". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ۲/ ۲۶، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب السابع في ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، ۱/ ۹۰، رشيديه)

وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، كراهة الصلاة، فروع في الخلاصة، ص ۳۶۷، سهيل كيدمي لاهور)

۲ (قوله ومسجد صغير) هو قدر من خمس وثلاثين ذراعا، وقيل من أربعين، وهو المختار كما اختاره في

مسجد میں مصلی کے آگے سامنے سے گزرنے کی اجازت نہ دے، مصلی کو نماز پڑھنے میں اس کی نظر جدھر جاوے پڑے اور گزرنے والے کو دیکھنے پائے اور یہ تین صف کی مقدار ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰ ۲۰۰ھ

۱- الجوهرة النيرة (الدر المختار) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ص ۲۳۰، سعيد

قوله في المسجد الكبير، هو الذي يكون لعامة أهل البلد، وقيل ستون ذراعا، والصغير بعكسه قاله الفقيه أبو الليث، وحده بعض المحدثين بما لا يسع أكثر من ألف رجل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة، فصل فيما لايفسد الصلاة، ص ۳۴۲، قديمي

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۲۹۱ دار المعرفة بيروت،

(۱) وذكر الفقيه أبو الليث أن الأصح أنه إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره على المار، فلا يكره المرور بين يديه، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۲۹۲، رشيديه

قوله ولا يمر أحد بين يدي مصل في موضع سجوده، وهيهنا (من قدره) بمقدار صفين أو ثلاثة وفي سهوه الأصح أنه إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره في قدمه في موضع سجوده، وفي موضع قدمه في ركوعه، وإلى أرنبة أنفه في سجوده في حجره في قعوده، وإلى منكبه في سلامه لا يقع بصره على المار لا يكره، فتح القدير، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۲۹۲، رشيديه

وكذا في مراقي الفلاح كتاب الصلاة، باب المسجد، الفصل الأول ۲۹۲، رشيديه

باب القراءۃ

(قراءت کا بیان)

الفصل الأول في كيفية الجهر والسر بالقراءة

(جہری اور سری قراءت کے احکام کا بیان)

نماز میں قرأت کتنے زور سے کی جائے؟

سوال [۱۰۳۲۶] بہت سے پڑھے لکھے لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے والے کو اپنی نماز پر خشی چاہیے جو کہ خود ہی سنتا ہے یا فرشتے سنتے ہیں، جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلياً

فرض قرأت کو نماز میں اتنا زور سے پڑھنا کہ خود سنے یا پاس کے آدمی سنیں واجب ہے اور یہی احتیاط ہے(۱)۔ امام کی رکوع جدہ سے قبل کی آواز اور قرأت کے متعلق سے بھی قرأت سنے اور یہی احتیاط ہے(۱)۔ امام کی رکوع جدہ سے قبل کی آواز اور قرأت کے متعلق

---

(۱) "اعلم أنهم اختلفوا في حد وجود القراءة على ثلاثة أقوال، فشرط الهندواني: سماعه بحيث يصح بوجوده حروف بصوت يصل إلى سمعه وشرط الشافعي: وجوده بحيث يصح الإسماع وقدر في حق الصحيح بما فوق السر وأدناه أن يحدث نفسه، وشرط الحلواني قول الهندواني ... والذي مشى عليه الهندواني صحيح وراجح لاعتماد أكثر علمائنا عليه" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة: ۱/۵۳۴، سعيد)

"وأكثر المشايخ على أن الصحيح أن الجهر أن يسمع غيره، والمخافته أن يسمع نفسه وهو قول الهندواني". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ... الخ في القراءة: ۱/۵۸۸، رشيديه)

ی نماز میں خلل نہیں آیا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

اجواب صحیح نہیں الرحمن، جناب مفتی، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۲ ۱۳۹۲ھ۔

دل ہی دل میں قرأت کرنا

سوال[۱۰۳۶۸]: ایک صاحب نماز کے جواذکار ہیں، سب دل ہی دل میں پڑھتے ہیں، ہونٹوں کو بالکل حرکت نہیں دیتے، کیا ایسی صورت میں نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ صاحب امام بن کر یا منفرد ہوکر اس طرح پڑھتے ہیں تو ان کی نماز نہیں ہوئی، کیونکہ فریضہ قرأت ادا نہیں ہوا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۲/ ۹۱ھ۔

اجواب صحیح عبد لطیف، عبد المتین، دارالعلوم دیوبند۔

= وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل اذا اراد الدخول في الصلاة ۱/ ۳۲۸، دارالكتب العلمية بيروت)

(۱) عن عبدالله بن ابي قتادة عن ابيه رضي الله تعالى عنه، ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقرأ في الظهر في الاوليين بام الكتاب وسورتين، وفي الركعتين الاخريين بام الكتاب، ويسمعنا الآية، ويطول في الركعة الأولى مالا يطيل في الركعة الثانية، وهكذا في العصر وهكذا في الصبح صحيح البخاري، باب يقرأ في الأخريين بفاتحة الكتاب: ۱/ ۱۰۷، قديمي)

لامه اذا قرأ في صلاة المخافتة بحيث سمع رجل او رجلان لايكون جهرا، والجهر أن يسمع كلهم" (خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل الحادي عشر في القراءة ۱/ ۹۵، رشيديه)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل اذا اراد الدخول ۱/ ۵۱۱، رشيديه

(۲) "وما تعذر القراءة، فقبول الصحيح من الحروف امر لا بد منه، فإن صحح الحروف كلها، ولم يسمع نفسه لا يجوز، وبه اخذ عامة المشايخ هكذا في المحيط وهو الصحيح هكذا في البدائع" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة: ۱/ ۷۴، رشيديه) =

سری نماز میں قرأت کی آواز چار آدمی تک پہنچنا

سوال[۱۰۳۶۹] [illegible] پڑھے کہ بعد والے چار آدمی تک آواز نہ پہنچ جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible] یا(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۱۴۰۰ھ۔

السلام کا ''الف لام'' اور اللہ اکبر کی ''را'' کو صاف ظاہر نہ کرنا

سوال[۱۰۳۷۰]: [illegible] سلام اس طرح ادا کرنا کہ السلام کے بعد سے چوتھی [illegible] یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۴/ ۱۴۰۱ھ۔

= "ولو قرأ بقلبه، ولم يحرك لسانه، فإنه لايجوز". (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱/ ۵۸۸، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱/ ۵۸۸، ۵۸۹، رشيديه)

(۱) " وأدنى الجهر إسماع غيره ممن ليس بقربه كأهل الصف الأول، وأعلاه لاحد له" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، فصل في القراءة ۱/ ۵۳۴، ۵۳۵، سعيد)

"الإمام إذا قرأ في صلاة المخافة بحيث سمع رجل أو رجلان لايكون جهراً والجهر أن يسمع الكل". (خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل الحادي عشر في [illegible] ۹۵، رشيديه)

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب صفة الصلاة فصل في القراءة ۱/ ۵۱۱، رشيديه

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

سوال[۱۰۳۷۱]: مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مسجد میں [illegible] میں تو ساری جماعت متفق ہے، کیونکہ اس سے زیادہ سے زیادہ اعلان ہوتا ہے اور اعلان کا حکم یہی مقتضی ہے، اختلاف اس میں ہے کہ اس سے پانچ وقت نماز ہی پڑھی جاتی ہے یا نہیں؟ ہماری نماز میں لوگوں کا کہنا ہے کہ مسجد میں زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ یا ۱۵۰ آدمی ہوتے ہیں جن میں اکثر نماز کا وقت [illegible] صورت میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بالکل اسراف ہے اور [illegible] جاتی ہے اور مسجد سے باہر ہر مشغول اور غیر مشغول آدمی سے [illegible] قرآن کا سننا واجب ہے [illegible] پہنچتی ہے اور [illegible] ہوتے ہیں [illegible] اس سے آپ حضرات کو [illegible] اسپیکر کے استعمال کی [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز [illegible] آواز نہ پہنچتی ہو تو مقتدیوں کا اقتداء [illegible] امام کی آواز کا سب تک پہنچنا ضروری نہیں (۱)، مقتدی امام سے

---

۱) وفي الخلاصة الامام إذا جهر في صلاة المخافتة بحيث سمع رجل أو رجلان لايكون جهراً، والجهر أن يسمع الكل

قوله والجهر أن يسمع الكل في الجهر هذا مشكل [illegible] وعلى هذا فلسر د بقول الخلاصة بحيث سمع رجل أو رجلان قصر نظره وبقوله والجهر أن يسمع الكل أي من شأنه وليس بسر د كل فرد، لانه قد يكون بعيداً أو معسر السمع الخ راجع حاشية منحة الخالق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۵۸۸/۱، (رشيديه)

قریب ہو یا دور ہو، سب کی ہر تکبیر کے ساتھ خواہ فرض نماز ہو یا نفل، جمعہ کی نماز ہو یا تراویح یا جنازہ کی نماز ہو، سب کا یہی حکم ہے۔ بایں ہمہ اگر وہ اسپیکر پر نماز پڑھائی جائے تو اس وقت بھی جائز نہیں کیا جائے گا(۱)، یہ حاجت ہے کہ وہ اسپیکر پر قرآن کریم کی آواز سے لوگوں تک پہنچائی جائے جو اس وقت مصروف میں مشغول ہوتے ہیں اور قرآن سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اس آواز کا التزام نہیں کرتے(۲)، بعض دفعہ کی قرأت مسجد تک پہنچتی

- وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، فصل في القراءة ۱ ۵۳۰، ۵۳۵، سعيد)

وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل الحادي عشر في القراءة ۱ ۹۵، رشيديه)

(۱) اس مسئلہ کو مفتی شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جدید تحقیقات کے نتیجے میں یہ حاجت ہونے کا دعویٰ [illegible] میں آواز براہ راست صحیح آرہی ہے، اس لئے اسپیکر کی حاجت نہیں رہی (آلات جدید کا شرعی حکم ۳۲، ۳۳ معارف کراچی)

وكذا في صمسة مداد الفتاوى، باب مسئله مكبر الصوت ۲۰۰، دار العلوم كراچى

وكذا في كفاية المفتي، [illegible] ۲ ۲۶۹، دار الاشاعت

۲ يجب على القارئ احترامه بان لا يقرأ في الأسواق ومواضع الاشتغال، فاذا قرأ فيها كان هو المضيع لحرمته، فيكون الاثم عليه دون اهل الاشتغال (الدر المختار، كتاب الصلاة، قبيل باب الامامة مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية ۱ ۵۲۱، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة والمسجد وقراءة القرآن ۵ ۳۱۲، رشيديه)

ولا يكره الدعاء ورفع الصوت عند قراءة القرآن ۵ ۳۱۲، رشيديه)

وفي المحيط يكره رفع الصوت لقراءة القرآن عند المشتغلين بالاعمال (مجموعه الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية ۴ ۳۳۰، رشيديه)

"اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الله تعالى جماعة في المساجد وغيرها من غير نكير، الا ان يشوش جهرهم بالذكر على نائم او مصل او قارئ، كما هو مقرر في كتب الفقه" شرح لامية الطرطوشي للحموي، القول في احكام القرآن، رقم المادة ۲۹ ۲، دار العلوم كراچى)

وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثاني ۲ ۲۱۲، رشيديه)

وكذا في اوجز المسالك جمع الصلاة رفع الصوت بالمسجد ولو بالذكر ۲ ۲۲۰، مدنيه ملتان)

ہے، جہاں جماعت ہو رہی ہو وہاں سے امام کی آواز سے متصل ہوتی ہے، اس سے اس کا لحاظ بھی نہ ہو سکے

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: نظام الدین دارالعلوم دیوبند۔

جمعہ وعیدین میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible]

[illegible] کی جماعت کی وجہ سے

[illegible] یہیں شرکت کا موقع [illegible] جماعت [illegible] جاتی ہے، تو نماز کو فی صد نہیں کہا جا سکتا

[illegible]

فی الصلوٰۃ فی صد فی ۱۵ اور فی صد [illegible] سے نکلی ہوئی آواز سے [illegible] آوازِ امام [illegible] ہونے پر موقوف ہے، پس ماہرین سائنس سے رابطہ و رائے طلب کرنے پر معلوم ہوا کہ بعض تو مکبر الصوت کی آواز کو عین آوازِ امام [illegible] بعض فیہ کہتے ہیں، اگر عین آوازِ امام نہیں بلکہ [illegible] ہونے میں کسی قسم کا شبہ اور شک نہیں رہتا ہے، عین فیہ ماننے میں [illegible] پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔

چونکہ یہ آلہ عہد نبوی میں نہیں تھا اور نہ صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں تھا، لہٰذا اس کی صحت و جزئیات مسئلہ کتب فقہ میں نہیں ملتیں، لہٰذا اصول و قواعد فقہیہ فقہاء کی دوسری جزئیات پر قیاس کیا جائے گا، چنانچہ [illegible] بیع کی شرح منیہ میں ہے کہ [illegible] سے سلام کا جواب اپنے سر سے اشارہ دینے کسی نے کوئی چیز طلب کی، اس سر سے اشارہ کر دیا، تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اسی طرح اگر ایک منفرد نماز پڑھ رہا تھا اور دوسرا آیا اور اس کو کہا

کرتے گئے بڑھ جاتا کہ امام بنا ہے اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھتے، تو اگر مصلی آگے بڑھ گیا یا صف میں جگہ خالی تھی اور جب وہ امام مصلی آیا تو قریب کے صف میں کھڑے ہوئے مصلی نے جگہ سے ہٹ گیا، تو اس صورت میں اقتداء امر فیہ نہ ہونے پر مصلی ثانی کی نماز فاسد نہ ہوئی، جس کی شرح علامہ طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "شرح منیہ" کی عبارت نقل کرنے کے بعد کی ہے کہ یہ اقتداء امر فیہ نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی ہے، نیز شرح منیہ ہی میں بھی اقتداء امر فیہ ہونے پر تصریح کی ہے۔

[illegible]

[illegible] (۱)

[illegible]

[illegible] (۲)

[illegible]

[illegible] (۳)

علامہ شامی نے بھی اس جگہ مذکورہ قول منیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے

[illegible] (۴)

---

۱ الحنفی لکنوی، مفسدات الصلاۃ، ص ۲۰۵، ۲۰۶، سہیل اکیڈمی لاہور

۲ رسائل ابن عابدین، رسم ذوی الافہام علی احکام تتبع خلف الامام، ص ۱۰۵، مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ)

۳ حاشیۃ الطحطاوی علی نور الایضاح کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ ۲۰۶، ۲۰۷، دار المعرفۃ بیروت)

۴ الدر المختار کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فی الکلام علی الصف الاول [illegible] سعید

"والصحيح في شرح مسئلة مسئلة المصنف، لأنه المعروف حو"

(شامی ۱: ۶۲۰، کراچی)(۱)

البحر الرائق میں بھی اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے "والصحيح المسئلة المصنف"

(البحر الرائق ۱: ۳۷۲، ۲۰)(۲)

مذکورہ صدر جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اقتداء امر غیبی کی نیت ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے، ورنہ نہیں۔ پس مکبر الصوت کی آواز کو غیبی آواز، مقتدی نے جب بھی اس میں اقتداء امر غیبی یعنی جس کی اقتداء کرتا ہے، اس کے علاوہ کی تابعداری کی نماز میں لازم نہیں آتی، کیونکہ مکبر الصوت کو وہ امپلیفائر کی آواز پر نقل وحرکت کرتے رکوع سجدہ کرنا کسی غیبی کی فرمانبرداری علاوہ امام کے غیبی کا اقتداء امر نہیں ہے، بلکہ امام کی آواز کا انتظار تھا، جب وہ امپلیفائر کے ذریعہ امام کے سجدہ و رکوع میں جانے کی خبر دیتی، رکوع سجدہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے، جو لوگ امام کو دیکھ کر یا مقتدیوں کو دیکھ کر رکوع سجدہ غیبی دانتظارات کرتے ہیں جو کہ امام کو دیکھ کر کرتے ہیں، ان کی نماز کے فساد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے، کیونکہ مکبر الصوت پر ان کا مدار نہیں، جب یہ معلوم ہوا کہ مکبر الصوت پر پڑھی ہوئی نماز فاسد نہیں ہے، جس میں اقتداء امر غیبی کا شبہ تھا، تو خطبہ جمعہ اور عیدین غیبی اذان میں تو فساد کا شائبہ بھی نہیں ہے، بلکہ خطبہ میں ایک پہلو وعظ ونصیحت بھی ہے، جس میں مکبر الصوت کی امداد سے آواز دور تک پہنچانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لہٰذا خطبہ اور اذان میں بلا کراہت مکبر الصوت کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/ ۱۱/ ۱۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

(۱) (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، مطلب المواضع التي لايحنث فيها رد المحتار ۱: ۶۲۰ سعيد)

(۲) (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۳۷۲، رشيديه)

الفصل الثاني في القراءة خلف الإمام

(امام کے پیچھے قراءت کرنے کا بیان)

فاتحہ خلف الامام کا حکم

سوال[۴۳۰۳] | امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے، حالانکہ ابوداؤد شریف ۱ ۲۶ ، پر ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھ رہے تھے آپ پر قرأت پڑھنا مشکل ہوگیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو، ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھو، کیونکہ جو شخص اس کو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی" (۱)۔ یہ فجر کی نماز ہے، امام جہر سے قرأت کرتا ہے، اس وقت بھی سورہ فاتحہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضروری قرار دیتے ہیں، جزء القرأت ص ۴، پر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ حدیث متواتر آئی ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز نہیں ہوتی" غیب الغمام ص ۱۴ (۲)۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد امام حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "صحابہ کرام جہری

وعن عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال كنا خلف رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في صلاة الفجر، فجهر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فثقلت عليه القراءة، فلما فرغ قال لعلكم تقرءون خلف امامكم؟ قلنا نعم هذا يا رسول الله! قال لا تفعلوا إلا بفاتحة الكتاب، فإنه لا صلاة لمن لم يقرأ بها. (سنن ابي داود، باب من ترك القراءة في صلاته ۱ ۱۹۱، دار الحديث ملتان)

۲ حدثنا محمود، قال حدثنا البخاري، قال حدثنا سفيان، قال حدثنا الزهري، عن محمود بن الربيع، عن عبادة بن الصامت، ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال "لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" جزء القراءة للبخاري رحمه الله تعالى ص رحمه، خير الكلام في القراءة خلف الامام ص ۲۳، مكتبه حمديه ملتان

اور سری دونوں طرح کی نمازوں میں مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے"۔ یہ ان کا تفصیلی بیان ہے، کیونکہ انہوں نے دوسو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا تھا۔ رہی وہ حدیث جس کا ترجمہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، اس کے امام کی قرأت اس کی قرأت ہے(۱)۔ اس حدیث کی بابت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جزء قرأت میں لکھتے ہیں کہ ثابت نہیں(۲)۔

دوسرے محدثین قریب قریب ایسا ہی حکم لگاتے ہیں۔ ہدایہ کی تخریج(۳)، حافظ زیلعی، ابن حجر عسقلانی(۴) نے بھی اس کی تصحیح نہیں کی، نیز اس حدیث [illegible] کا یہ راوی معنعن

---

۱) عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من كان له امام فقراءة الامام له قراءة (موطأ الامام مالك، باب القراءة في الصلاة خلف الامام، ص: ۹۴، ميرمحمد كتب خانه كراچي)

۲) "فقد ثبت عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: من كان له امام فقراءة الامام له قراءة، فضعف به هذا الحديث لم يثبت عند أهل العلم من أهل الحجاز، وأهل العراق، وغيرهم لإرساله وانقطاعه، رواه ابن شداد عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

قال البخاري رحمه الله تعالى: وروى الحسن بن صالح، عن جابر، عن أبي الزبير، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ولا يدرى اسمع جابر من أبي الزبير أم لا، القراءة مرجوح. باب وجوب القراءة للإمام والمأموم، وادنى ما يجزأ من القراءة، ص: ۳۶، ۳۷، مكتبه امداديه ملتان

۳) "قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "من كان له امام، فقراءة الامام له قراءة" وقد روى من حديث جابر بن عبدالله، ومن حديث ابن عمر، ومن حديث الخدري، ومن حديث ابي هريرة، ومن حديث ابن عباس

فحديث جابر أخرجه ابن ماجة في سننه عن جابر الجعفي، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وجابر الجعفي مجروح ولا يوجد من رواية احد من الإثبات، انتهى". (نصب الراية لاحاديث الهداية، فصل في القراءة، الحديث السابع والخمسون ۲/ ۲۰۶-۲۱۱، دار الكتب العلمية بيروت)

۴) "واستدل من اسقطها عن المأموم مطلقا كالحنفية بحديث من صلى خلف امام فقراءة الإمام له قراءة لكنه حديث ضعيف عند الحفاظ، وقد اضطرب في رفعه ووقفه وعنعنه المدلس وعنونه" (فتح الباري، كتاب الاذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها الخ: ۲/ ۳۰۸، قديمي)

ابن ابی عائشہ ہے، وہ پانچویں طبقہ کا ہے اور وہ عبداللہ بن شداد سے روایت کرتے ہیں، جن کا انتقال ۸۱ھ میں ہوا۔

خلاصہ یہ کہ "پانچویں طبقہ والوں کی ملاقات ان سے ہوئی نہیں ہے، جو ۸۰ھ میں وفات پاچکے ہیں" یہ روایت منقطع ہے، جو کسی بھی حال میں صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱/۹۲ھ

الجواب صحیح حامداً ومصلیاً:

سوال میں نقل کردہ جواب اور وہی روایت اگر متواتر ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے تو پھر تعجب کی بات ہے کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی صحیح میں لینا کیوں پسند نہیں فرمایا، حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بعد وفات دریافت فرمانا خود قرینہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ معمول نہیں تھا، نیز جس نے پڑھا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے پڑھنے کا حکم سن کر نہیں پڑھا، جو چیز حکم سے پڑھی جاتی تھی، اس کے متعلق کبھی استفسار نہیں فرمایا، مثلاً تشہد، تسبیح، رکوع، سجود، ثناء کے متعلق کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے پیچھے پڑھتے ہوئے، نیز اگر پڑھنے کا عام معمول تھا، تو سب کہہ دیتے، جی ہاں! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سب پڑھتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱/۹۲ھ

الجواب صحیح حسین موطا امام مالک ص ۲۹(۱) میں ہے

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انصرف من صلاة جهر فيها بالقراءة فقال هل قرأ معي منكم أحد آنفا فقال رجل نعم يا رسول الله أنا فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إني أقول مالي أنازع القرآن فانتهى الناس عن القراءة مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فيما جهر فيه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بالقراءة حين سمعوا ذلك من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم"

) (موطأ الإمام مالك كتاب الصلاة، باب ترك القراءة خلف الإمام فيما جهر فيه، ص: ٢٨، قديمي)

یہ روایت ابوداود(۱)، ترمذی(۲)، نسائی(۳)، ابن ماجہ(۴)، احمد(۵) نے بھی بیان کی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ اگر بھی وہ امام کے پیچھے قرأت کرلیتا تھا تو اس ارشاد کے بعد وہ ختم کردیا۔ حنفیہ کی دلیل اور آیت قرآنی ہے [illegible] (۶) نیز حدیث "[illegible]" (۷) امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں [illegible] میں اس کو صحیح کہا ہے۔

امام موطا ابن ابی ربیاح کا ارشاد جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اس کے معارض ہیں، جو اوپر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح بحوالہ موطا ابوداود وترمذی ونسائی وابن ماجہ واحمد نقل کیا گیا ہے، جس میں صاف صاف موجود ہے "[illegible]"

رہی وہ روایت کہ جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی (۸)، تو یہ امام ومنفرد کے حق میں ہے، مقتدی کے حق میں نہیں، کیونکہ اس روایت کو تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی میں تو "[illegible]" ہے، کسی میں اس کے بعد "[illegible]" ہے، کسی میں "[illegible]" ہے، کسی میں "[illegible]" ہے، کسی میں "[illegible]" ہے، کسی میں "[illegible]" ہے، کسی میں "[illegible]"

---

(۱) (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة بفاتحة الكتاب: ۱/۱۲۷، ۱۲۸، رحمانيه)

(۲) (جامع الترمذي، أبواب الصلوات، باب ماجاء في ترك القراءة خلف الإمام إذا جهر بالقراءة: ۱/۷۱، سعيد)

(۳) (سنن النسائي، كتاب الافتتاح، باب ترك القراءة خلف الإمام فيما جهر به: ۱/۱۴۶، قديمي)

(۴) (سنن ابن ماجة، كتاب الصلاة، أبواب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا: ص ۶، قديمي)

(۵) (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: ۲/۳۰۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۶) (الاعراف: ۲۰۴)

(۷) (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة: ۱/۱۷۴، قديمي)

(۸) (عن عبادة الصامت رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها في الحضر والسفر: ۱/۱۰۴، قديمي)

میں "باب القراءۃ بعد الفاتحۃ" ہے وہ یہاں امام مخاطب کا باب مقتدی کا نہیں، اگر سب کے لئے یہ حکم ہے کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ پڑھے تو پھر "فصاعدا" اور "فصاعدا" کس نے فرمایا؟ "یہ تو سب فاتحہ کے علاوہ ہے" اس چیز کے پڑھنے سے روکنے کے حنفیہ دلیل بہت ہیں

۳ "عن [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] فصاعدا [illegible]
[illegible] فصاعدا [illegible] صحیح"(۱)

۴ "عن [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] فصاعدا [illegible]
فصاعدا [illegible] صحیح"(۲)

۵ "عن [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] فصاعدا" رواہ [illegible]
مع فی مسندہ [illegible] فی [illegible] والطحاوی وإسنادہ صحیح"(۳).

۶ "عن [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
[illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] صحیح سمع
[illegible] فی [illegible] فصاعدا" [illegible]

[illegible] احمد بن حنبل، حدیث أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه ۴۱۵/۴ در حدیث
طرب تعریف سزاب

وصحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ ۱۷۲ قدیمی

۲ سنن أبي داود، باب من قال لا یقرأ فی أکثر من ۱۹۱ مکتبہ دار الحدیث ملتان،
وسنن النسائی، باب وجوب القراءۃ للمأموم ۱۴۶ قدیمی،
وسنن ابن ماجہ، باب [illegible] ۶ میر محمد کتب خانہ کراچی

۳ شرح الآثار محمد، باب القراءۃ فی الصلاۃ خلف الإمام، ص ۹۲ میر محمد کتب خانہ کراچی
وکذا فی شرح معانی الآثار للطحاوی، باب القراءۃ خلف الإمام، ص ۱۴۹ سعید،

فقل محمد حسن عفا عنه الحنفية" ۱۲ منه(۱)

۲) "عن ابن عباس رضي الله عنهما قال إذا قرأ الإمام فأنصتوا

حنفي إمامه فحسنه و إذا قرأ فأنصتوا و إذا قرأ فأنصتوا

نفر حنفي إمامه" ۱۲ منه عن أبي خالد عن عبد الله بن شداد في معناه وإسناده صحيح"(۲)

۳) "عن وهب بن كيسان سمع جابر بن عبد الله يقول من

صلى ركعة لم يقرأ فيها بأم القرآن فلم يصل إلا وراء الإمام ۱۲ منه

وإسناده صحيح(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۲/ ۱۳۹۱ھ۔

اہلِ حدیث کا چیلنج قرأت فاتحہ کے متعلق

سوال[۴۰۳۰] اہل حدیث نے ایک رسالہ اس کا نام ہے فیصلہ محکمہ فی بطلان صلوٰۃ من لم یقرأ بالفاتحہ خلف الامام" اس میں ان لوگوں نے اس حدیث پر بحث کی ہے، بحث کرنے کے بعد ان لوگوں نے یہ بحث چیلنج دیا ہے کہ "ہم تمام علماء احناف ہند، خراسان، سندھ، پنجاب، عربستان، چین، جاپان، افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا، یورپ وغیرہ کو بذریعہ چیلنج و اشتہار ہذا سے دعوت دیتے ہیں کہ ان رسائل مندرجہ ذیل کو کسی آیت یا حدیث مرفوع متصل سے اور وہ حدیث جس مسئلہ کے ثبوت میں پیش کریں، نص صریح ہو صحیح سند سے ثابت فرمادیں، تو یہ ان کو ہر آیت و حدیث کے بدلہ میں چودہ روپیہ انعام میں دیں گے۔

بجواب حامداً ومصلیاً:

اہل حدیث حضرات کا چیلنج کوئی نیا چیلنج نہیں، ان کا یہ دعویٰ نیا دعویٰ نہیں اور حق مزاجیات سے حق کی راہ میں خدمت کرنے کا جذبہ ان سے زیادہ چودہ روپیہ انعام سے "اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم حق قبول کریں گے تو بات دوسری ہوتی، مسائل مسئولہ کے متعلق رسالے لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیں، ہم چودہ روپیہ پیش

---

(۱) (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب نهي المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه، ۱/ ۱۷۲، قديمي)

(۲) (موطأ الإمام مالك، كتاب الصلاة، باب ترك القراءة خلف الإمام فيما جهر فيه، ص: ۶۹، قديمي)

(۳) (موطأ الإمام مالك، كتاب الصلاة، باب ماجاء في أم القرآن، ص: ۶۶، قديمي)

روی گئی مگر یہ لوگ ان مسائل کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ گویا ان پر کبھی کلام ہی نہیں ہوا، آج کے پیدا شدہ مسائل ہیں، کارڈ میں اتنی تفصیل نہیں سکتی، جو آپ نے دریافت کی ہے، تاہم جو کارڈ میں آسکتا ہے عرض ہے۔ صحیح مسلم میں ۴۔ اپنے "وإذا قرأ فأنصتوا" امام مسلم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: عبدالمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

نماز میں "پاس انفاس" کا حکم

سوال[۱۰۳۷۵]: میں نے ہر سانس میں سے لا إله إلا الله کے نکلنے کی عادت ڈالی ہے، اگر میں جماعت سے نماز ادا کر رہا ہوں اور امام کی قرأت سنتے وقت یہ کلمہ نماز ادا کرتے وقت، ہر سانس سے نکلے تو میری نماز صحیح طور پر ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز کی حالت میں اس سے پرہیز چاہیے، قرأت امامؒ کی طرف متوجہ رہیں(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/ ۵/ ۹۲ھ۔

---

(۱) "وإذا قرأ فانصتوا فقال هو عندي صحيح فقال لم لم تصفه ههنا؟ قال ليس كل شيء عندي صحيح وضعته ههنا، إنما وضعت هاهنا ما أجمعوا عليه" (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة: ۱/ ۱۷۴، قديمي)

قال الله تعالىٰ: ﴿وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا﴾ (الأعراف: ۲۰۴)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إنما جعل الإمام ليؤتم به فإذا كبر فكبروا وإذا قرأ فأنصتوا". (سنن أبي داود، باب الإمام من قعود: ۱/ ۸۹، مكتبه دارالحديث ملتان)

(وسنن النسائي، باب وإذا قرئ القرآن فاستمعوا: ۱/ ۱۴۲، قديمي)

۲ قال الله تعالىٰ: ﴿وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون﴾ (الأعراف: ۲۰۴)

عن جابر قال: صلى ابن مسعود فسمع ناساً يقرؤون مع الإمام، فلما انصرف قال: أما آن لكم أن تفقهوا، أما آن لكم أن تعقلوا ﴿وإذا قرئ القرآن فاستمعوا﴾ كما أمركم الله (تفسير ابن كثير، الأعراف: ۲۰۴: ۳/ ۳۷۲، دارالسلام)

قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "إذا صليتم فأقيموا صفوفكم ثم ليؤمكم أحدكم فإذا كبر فكبروا وإذا قرأ فأنصتوا الخ". (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة: ۱/ ۱۷۴، قديمي)

الفصل الثالث في القراءة المسنونة في الصلاة

(نماز میں قراءت کی مسنون مقدار کا بیان)

امام کا مسنون قرأت کے علاوہ پڑھنے سے نماز کا حکم

سوال[۶۷۰۱۰۳]: قرآن پاک پڑھنے میں اکثر لوگ ہوا کرتے ہیں، پارہ تبیس، سورہ حجرات سے والسماء ذات البروج تک، پھر والسماء والطارق سے سورہ زلزال تک عشاء میں پڑھنا چاہیے، لیکن آج کل امام کہتے گئے کہ پچاس فیصد سورہ بقرہ سے، تیس فیصد سورہ یوسف سے اور بیس فیصد باقی قرآن سے پڑھتے ہیں۔ اب ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سورہ حجرات سے اخیر تک کی ترتیب کی رعایت رکھنا اعلیٰ ثواب کی بات ہے، جو امام اس کی رعایت رکھتا ہے، وہ ثواب کا مستحق ہے(۱)، جو رعایت نہیں کرتا، نماز اس کی بھی فاسد نہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۷/ ۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) "(ويسن في الحضر الامام ومنفرد. ذكره الحلبي، والناس عنه غافلون طوال المفصل من الحجرات إلى اخر البروج (في الفجر والظهر و) سبع الى آخر -لم يكن- اوساطه في العصر والعشاء الخ". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة ۵۲۰، سعيد)

وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان سننها، ص ۲۶۲، ۲۶۳، قديمي

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/۵۹۳، ۵۹۴، رشيديه)

(۲) "وقال ابن عابدين: قوله واحذر في الجمع عدد المقدر والظاهر ان المراد عدد المقدر بمقدار، بان مراده يقصر على الذي هو ورد كقصر سورة من طوال المفصل في الفجر، او قصر سورة من قصار عند ضيق وقت، او نحو ذلك من الاعذار لانه عليه الصلاة والسلام قرأ في الفجر بالمعوذتين لما سمع بكاء صبي خشية ان يشق على امه ونحو قصر اكثر من ورد اذا لم يعتد ذلك في الورد المقدر كان -

فجر کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں؟

سوال [۴۰۳۰]: امام صاحب نماز فجر پڑھا رہے ہیں، وقت مکروہ ہونے میں دیر ہے، قرأت میں سورۂ نبا، سورۂ بروج یا اسی کے مقدار کی دوسری سورۃ قرأت فرماتے ہیں، تسبیحات پانچ بار ادا کرتے ہیں، لیکن پیچھے مقتدی کہتے ہیں کہ نماز میں دیر ہو جاتی ہے، کچھ لوگ حاجت پیش آنے کا عذر کرتے ہیں، آپ اپنی نماز پڑھیں، ہم اب دیر تک کھڑے رہ سکتے ہیں، لہٰذا مقتدی تندرست ہیں، کوئی عذر نہیں ہے، محض نفس کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں، اب کہ پیچھے مقتدی کہتے ہیں دیر نہیں ہوتی۔

اب یہ تحریر فرمائیے کہ مقتدی کی رعایت کرکے نماز مختصر پڑھی جاوے یا نماز میں خشوع وخضوع کیا جاوے، کیونکہ شریعت نے مقتدی کی رعایت کرنا بھی ضرورت بتایا ہے اور نماز میں خشوع وخضوع نے تسبیحات، قیام، قعود کو لمبا کرنے کا حکم آیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) مقتدیوں کی رعایت سے تخفیف کی فقہاء نے تصریح کی ہے کہ نماز فجر میں طوال مفصل کا پڑھنا مستحب ہے، پس سورۂ نبأ اور سورۂ بروج کا پڑھنا خلاف رعایت اور خلاف مستحب نہیں، خاص کر جب کہ مقتدی تندرست اور قوی ہوں۔ (کذا فی تصحیح ما ذکرہ [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

= الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة [illegible] سعيد)

"وهذا كله ليس بتقدير لازم، بل يختلف باختلاف الوقت والزمان، وحال الامام والقوم"

(بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سنن الصلاة [illegible] دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان سننها، ص: ۲۶۴، قديمي)

"ويسن ان تكون السورة المضمومة للفاتحة من طوال المفصل ... وهذا في صلاة الفجر والظهر

قوله وهذا في صلاة الفجر الخ ... وحينئذ لا تتقدر في قدر ما يقرأ في كل صلاة، وفي مجمع الصغير انه يقرأ في الفجر في ركعتين ستين او اربعين او خمسين او ستين الا سورة الفاتحة، وروى الحسن ما بين ستين الى مائة، فالسنة كثرة ما يقرأ فيهما، والأربعون أقل فيوزع الأربعين مثلاً على الركعتين بأن يقرأ في الاولى خمساً وعشرين مثلاً، وفي الثانية مابقي إلى تمام الأربعين فيعمل بالجميع بقدر الإمكان" (حاشيه [illegible]

تحریر: عبدالمومن غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

۱- الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان سننہ ص ۲۶۳ قدیمی

أو یسن في الحضر الامام ومنفرد ذکرہ الحلبي و سن عند عامتہم طول المفصل من الحجرات إلی حز لروح في الفجر والظہر۔ الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل في القرأۃ ۱/۵۰۰، سعید

وکذا في البحر الرائق کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ ۱/۵۹۳، ۵۹۴، رشیدیہ

الفصل الرابع في تكرار السورة والآية وتعددها وترتيبها

(رکعت میں ایک سورت وآیت کا تکرار وتعدد اور ترتیب کا بیان)

خلافِ ترتیب پڑھنا

سوال[۸۰۳۱] امام نے نماز میں خلاف ترتیب قرأت کی اور سلام پھیرنے تک اس کو یاد نہیں تھا، بعد سلام مقتدیوں نے بتلایا، تو اس صورت میں کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اگر جھوٹے سے خلاف ترتیب سورۃ نماز میں پڑھی تھی، تو اس سے سجدہ لازم نہیں، نماز ہوگئی (۱)۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۴/۶۲ھ۔

نماز میں خلافِ ترتیب پڑھنا

سوال[۸۰۳۹] قرآن کریم نماز میں ترتیب کے خلاف اگر بھولے سے پڑھ لیا تو کیا سجدہ سہو واجب ہے؟ مثلاً پہلی رکعت میں "قل یا ایہا الکافرون" اور دوسری رکعت میں "قل ہو اللہ احد" پڑھ لیا تو ترتیب فوت

---

(۱) "ويجب (سجدتان بتشهد وتسليم لترك واجب)

قوله: (لترك واجب) أي: من واجبات الصلاة الأصلية، فخرج واجب ترتيب الصلاة"

حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب سجود السهو، ص: ۴۲۰، قديمي)

"لو قرأ سورة ثم قرأ في الثانية سورة قبلها ساهيا لايجب عليه السجود، لان مراعاة ترتيب السور من واجبات نظم القرآن، لا من واجبات الصلاة فتركها لا يوجب سجود السهو" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۱۲۷، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، باب سجود السهو: ۱/۳۲۳، رشيديه)

ہوگئی، کیا ترتیب واجب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ترتیب تلاوت واجب ہے، مگر واجبات نماز سے نہیں کہ اس سے ہو ترک سے سجدہ سہو واجب ہو، بلکہ واجبات تلاوت سے ہے، سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا، شامی میں یہ مسئلہ ایسا ہی ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۵/۱۴۰۱ھ۔

نماز میں قرأت معکوس

سوال[۱۰۳۸۰]: اگر نماز میں قرأت میں ہو قرآن کو الٹا پڑھ دیا جائے، تو کیا حکم ہے؟ مثلاً پہلی رکعت میں سورۂ فلق، دوسری میں سورۂ اخلاص؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے سجدہ سہو لازم نہیں ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۹/۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

مغرب کی نماز میں سورہ کافرون وسورہ لہب پڑھنا

سوال[۱۰۳۸۱]: امام نے مغرب کی نماز میں ﴿قل یا ایھا الکافرون﴾ الخ کو پڑھا اور دوسری میں

---

(۱) "ويجب (سجدتان بتشهد وتسليم لترك واجب)

قوله (لترك واجب) اي من واجبات الصلاة الاصلية فخرج واجب تلاوة الصلاة حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص ۴۶۰، قديمي)

"لو قرأ سورة ثم قرأ في الثانية سورة قبلها ساهيا لا يجب عليه السجود؛ لأن مراعاة ترتيب السور من واجبات نظم القرآن لا من واجبات الصلاة، فتركها لا يوجب سجود السهو". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۲۷/۲، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۳۲۳/۱، رشيديه)

(۲) تقدم تخريجه تحت العنوان السابق

٥ ... ٥ ... ٥ ...

چھوٹی سورت کا چھوڑ دینا

سوال[۱۰۳۱۳]: اگر بحالت نماز میں سورۂ یونس چھوڑ دی جائے، پہلے اور بعد کی سورت پڑھی جائے، تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز ادا ہوجائے گی، مگر فوت نماز میں قصد ایسا کرنا مکروہ وتنزیہی ہے( )۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب درست ہے۔ سید مہدی حسن غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۳/ ۹۱ھ۔

درمیان سے ایک آیت کا چھوٹ جانا

سوال[۱۰۳۱۴]: زید نے مغرب کی نماز میں سورۂ [illegible] میں سے ایک آیت میں بجائے "حسنہ" کے "[illegible]"

(قوله تعدل ثلاثا قصارا) أي: نحو ألم نشرح الخ وهي ثلاثون حرفا، فلو قرأ ما طوله قدر ثلاث حروف يكون قدر ثنتي عشرة قدر ثلاث آيات (قوله ذكره الحلبي) أي: في شرحه الكبير على المنية، وعبارته: وإن قرأ ثلاث آيات قصار أو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاث آيات قصار خرج عن حد الكراهة المذكورة يعني كراهة التحريم. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۱/ ۴۵۸، سعيد)

"وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار، أو آية طويلة في الأوليين بعد الفاتحة. كذا في البحر الفائق". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة: ۱/ ۷۱، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/ ۵۱۶، رشيديه)

"ويكره لفصل بسورة قصيرة". (الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في القراءة: ۱/ ۵۶۶، سعيد)

"وهذا إذا كان بين السورتين سورتان أو أكثر، فإن كان بينهما سورة واحدة يكره لما في صلوة الكسر". (كتاب الصلاة، تتمات فيما يكره في القراءة وما لا يكره: ص ۶۹۳، سهيل أكيدمي لاهور)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع في القراءة: ۱/ ۷۴، رشيديه

پڑھا اور تیسری رکعت چھوڑ کر چوتھی آیت پڑھی، تو اس سے تین آیتوں کا وجوب ترک ہوگیا یا نہیں؟ نماز لوٹانی ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس صورت میں نماز ہوجانے کی تین آیتوں کا مسلسل ہونا ضروری نہیں، مجموعہ تین آیت سے بھی نماز درست ہوجاتی ہے(۱) قرات ایسی نہ ہونی چاہیے جس سے نماز میں خرابی لازم آئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۶/ ۱۴۰۰ھ۔

دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے طویل کرنا

سوال[۱۰۳۱۵]: اگر پہلی رکعت سے دوسری رکعت میں قرأت طویل ہوجائے، تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے ایسا طویل کردینا کہ طول فاحش ہوجائے مکروہ ہے(۲)۔ جہاں ثابت

---

(۱) "(وصم) أقصر (سورة) كالكوثر أو مقام مقامها، وهو ثلاث آيات قصار، نحو ﴿ثم نظر ثم عبس وبسر ثم أدبر واستكبر﴾ وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثاً قصارا

(قوله تعدل ثلاثا قصارا) أي مثل ﴿ثم نظر﴾ الخ وهي ثلاثون حرفا، فلو قرأ آية طويلة قدر ثلاثين حرفاً يكون قد أتى بقدر ثلاث آيات". (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۱/ ۴۵۸، سعيد)

"(ثم يضم) إلى الفاتحة (سورة أو ثلث آيات) قصار قدر أقصر سورة، وتقدم أن ذلك واجب كالفاتحة (قبل قرا) مع الفاتحة (آية) قصيرة (أو اثنين) قصيرتين (لم يخرج عن حد الكراهة) أي كراهة التحريم لاخلاله بالواجب (وإن قرأ ثلث آيات قصار) أو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلث آيات قصار خرج عن حد الكراهة المذكورة". (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، صفة الصلاة، ص: ۳۰۹، سهيل أكيدمي لاهور)

وكذا في تقريرات الرافعي المسمى بالمحرر للمحشي (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها: ۱/ ۴۵۷، سعيد)

(۲) وصرح الفقهاء بأن الأولى تكره تنزيها اتفاقا على ثلاث آيات، وإن بأقل لايكره، لأنه عليه الصلاة =

سب وہب مرحومین (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰ ۹ ۱۹ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

= والسلام صلی بالسعودتین" (الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في القراءة: ۱/۵۴۳، ۵۴۴، سعيد)

"ويكره تطويل الركعة الثانية على الركعة الأولى بثلاث آيات فأكثر

قوله (بثلاث آيات) أما قدر بهما، لأنه لا كراهة فيما دونها لما ورد أنه صلى الله تعالى عليه وسلم صلى الفجر بالسعودتين والثانية أطول من الأولى بديه، وكراهة الإطالة بالثلاث فأكثر في غير ما وردت به السنة تنزيهية" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات الصلاة، ص: ۳۵۱، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۵۹۷، رشيديه)

(۱) "عن سمعان بن بشير رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقرأ في العيدين ويوم الجمعة بسبح اسم ربك الأعلى وهل أتاك حديث الغاشية، قال وربما اجتمعا في يوم واحد فقرأ بهما" (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب مايقرأ في الجمعة: ۱/۱۶۷، رحمانيه لاهور)

"وقد يجاب بأن هذه الكراهة في غير ما وردت به السنة، وأما ماورد عنه عليه الصلاة والسلام في شيء من الصلوات فلا" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۵۹۷، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، فصل في القراءة: ۱/۵۴۳، سعيد)

باب في مسائل زلة القارئ

(قراءت میں غلطی کرنے کا بیان)

نماز میں "وسيق الذين كفروا" کے بعد "فتحت أبوابها" پڑھنا

سوال[۵۳۱۲]: جمعہ کی نماز میں دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿وسيق الذين كفروا إلى جهنم زمرا حتى إذا جاءوها﴾(۱) اب اس سے آگے یہ گڑبڑ یعنی غلطی ہوتی ہے، پڑھنا چاہیے تھا ﴿فتحت أبوابها وقال لهم خزنتها ألم يأتكم رسل منكم﴾(۲) اور پڑھ گئے، جنت والی آیت، یعنی ﴿وسيق الذين اتقوا ربهم إلى الجنة زمرا حتى إذا جاءوها وفتحت أبوابها وقال لهم خزنتها سلام عليكم طبتم فادخلوها خلدين﴾(۳) آگے سے یہ پڑھا ﴿وفتحت أبوابها﴾ سے آگے وقال لهم خزنتها سلام عليكم طبتم فادخلوها خلدين جو آیت سورہ ختم تک باقی تھی، وہ بالکل ٹھیک پڑھی، جو اتنی آیت ہے، اگر صرف یہی آیتیں پڑھی جائیں، جو غلطی سے بعد پڑھی گئیں، تو نماز درست ہوگئی یا نہیں؟ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں؟ یعنی نماز لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اس طرح پڑھنے سے معنی بگڑ گئے نماز فاسد ہوگئی، اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری تھا، اب اس کی جگہ اپنی پنج وقتہ نماز پڑھ لیں (۴)، جتنی قرأت پڑھی گئی ہے، وہ سب فرض کے درجہ میں آگئی، اس میں غلطی کرنا فرض

---

(۱) الزمر (۷۱)

(۲) الزمر (۷۱)

(۳) الزمر (۷۳)

(۴) "والقاعدة عند المتقدمين أن ما غير المعنى تغيراً يكون اعتقاده كفراً يفسد في جميع ذلك، سواء كان في القرآن ولا فالأولى الأخذ فيه بقول المتقدمين لانضباط قواعدهم وكون قولهم أحوط" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب في مسائل زلة القارئ: ۱/ ۶۳۱، سعيد)

ہی میں غلطی کرتا ہے، تین آیت سے پہلے ہو یا بعد میں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/ ۴/ ۱۴۰۱ھ۔

آیت کا کچھ حصہ حذف کردینے سے نماز کا حکم

سوال[۱۰۳۸۷]: سورہ حشر کا آخری رکوع ھُوَ اللّٰہُ سے شروع کیا اور ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک پڑھا، لیکن لفظ ھُوَ المصور عمداً بھول گئے، بعد ختم نماز ایک مولوی صاحب نے کہا کہ نماز نہیں ہوئی، دوبارہ پڑھائی جائے، امام صاحب نے کہا کہ نماز ہوگئی، اس لئے کہ چھوٹی یا بڑی تین آیت کے مطابق پڑھ چکا ہوں، لیکن چند لوگوں نے نہیں مانا، امام صاحب کا انکار اور چند لوگوں کا بزور جماعت دوبارہ پڑھوانا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلاشبہ نماز درست ہوگئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۲/۲۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۲/۲۵ھ۔

ایک آیت کے چھوٹ جانے سے نماز کا حکم

سوال[۱۰۳۸۸]: ایک امام نے جمعہ کی فرض نماز میں ۵ سے سورہ ۵ رکوع تک ۵ ن

= (وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ، ومنها ذكر كلمة مكان كلمة: ۱/ ۸۰، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، تكميل زلة القارئ من أهم مسائل، ص: ۳۴۰، قديمي)

(۱) "وإن لم يكن (الحذف) على وجه الإبجاز والترجيع، فإن كان لايغير المعنى، لا تفسد صلاته" (فتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ، ومنها حذف حرف ۱/ ۷۵، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في حذف حرف عن كلمة ۱/ ۹۱۲، إدارة القرآن كراچي)

(وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل في القراءة خطأ ۱/ ۱۵۱، رشيديه

[illegible] چھوٹ گیا، ایسی صورت میں کوئی خرابی پیدا ہوتی کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] چھوٹ جانے کے معنی ایسے نہیں ہیں کہ نماز فاسد ہوجائے (۱)، بلکہ تاویل ممکن ہے جو نماز کو فساد سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

"واو" چھوٹ جانے کی صورت میں نماز کا حکم

سوال [۱۰۳۸۹] [illegible] ایک شخص کا کہنا ہے کہ [illegible] مسئلہ (۲) میں [illegible] یا ہے اور اس وجہ سے وہ امام کو مردود، شیطان اور وہابزدہ [illegible] اور نماز بھی جماعت سے نہیں پڑھتے ہیں، اس کے لئے کیا حکم آتا ہے؟ تاکہ جماعت کو بھی معلوم ہوجائے صحیح کون ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ [illegible] امام پر بھیجے رہنے میں بیوی فوٹو کھینچ رہے ہیں اور دعائے ثانی اور روندے ہوئے پڑھ رہے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آیت ۵ [illegible] کے شروع میں واو ہے، اگر وہ نماز میں پڑھتے ہوئے چھوٹ

---

(۱) "لو ذكر آية مكان آية، إن وقف وقفاً تاماً، ثم ابتدأ بآية أخرى و بعض ما لا تفسد أما إذا لم يقف ووصل بعض ما يغير المعنى نحو أن يقرأ ﴿إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات، فلهم جزاء الحسنى﴾ مكان قوله: ﴿كانت لهم جنات الفردوس نزلاً﴾ لا تفسد". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ، ومما ذكر آية مكان آية: ۱/۸۰، رشيديه)

(وكذا في قنوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل في القراءة خطأ: ۱/۱۵۳، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر في زلة القارئ: ۱/۱۱۷، رشيديه)

(۲) (البقرة: ۲۸۴)

سے چھوٹ گیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی، سجدہ واجب ہوا(۱)۔ اس پر امام صاحب وہم ہوا کہ شیطان وغیرہ وہم جائز نہیں بخت گناہ ہے(۲)۔ جس نے ایسا کہا ہے اس سے امام صاحب سے موافق مؤاخذہ ہوگا اور قیامت میں مواخذہ ہوگا۔

بالجہری محض شقاوت وتمرد ہے جائز نہیں معصیت ہے(۳)۔ کونڈے کرنا رجب کی مخصوص تاریخ میں

---

(۱) ولو لم يسكت (الحدف) على وجه الانحدار والترجيع فإن كان لا يعد لتعلم لا تفسد صلاته بحرف بقرأ ولقد جاءهم رسما يلتبس بترك التأمل حتى [illegible] الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ: ۱/۷۹، رشيدية)

وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل في شرائط الصلاة: ۱/۱۵۱، رشيديه)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في الحدف عن كلمة ۲/۹۱۲، دار القرآن كراچی)

(۲) قال الله تعالى: "يا أيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرا منهم ولا نساء من نساء عسى أن يكن خيرا منهن ولا تلمزوا أنفسكم ولا تنابزوا بالألقاب بئس الاسم الفسوق بعد الإيمان ومن لم يتب فأولئك هم الظالمون".

"وقال القرطبي: "السخرية الاستحقار، والاستهانة، والتنبيه على العيوب، والنقائص على وجه يضحك منه وقد يكون بالمحاكاة بالفعل والقول أو الإشارة، أو بالمحاكاة، أو بالضحك على كلام المسخور منه وجوز أن يكون المعنى، لا يحتقر بعض بعضاء عسى أن يصير المحتقر. (بصيغة المجهول) عزيزاً ويصير المحتقر ذليلاً فيقدم منه". (روح المعاني، ۲۶/۱۵۲، الحجرات: ۱۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالما أو فقيها من غير سبب". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۷، رشيديه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في حكم المرتدين ۲/۲۶۰، رشيديه

(۳) "عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول اشد الناس عذابا عبدالله المصورون

"عن عبدالرحمن بن القاسم، عن أبيه أنه سمع عائشة رضي الله تعالى عنها تقول: دخل علي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وقد سترت سهوة لي بقرام فيه تماثيل فلما رآه هتكه وتلون وجهه

رہ فعل کا طریقہ ہے، جو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں کرتے ہیں ورنہ ہم دیتے ہیں حضرت زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی فاتحہ کا، اس رسم کو ترک کرنا ضروری ہے، مروجہ دعائے ختم کا التزام بھی ثابت نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹ / ۹۲ھ۔

وفي "يا عائشة! أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله تعالى. قالت عائشة فقطعته فجعلت منه وسادة أو وسادتين" (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ۲ / ۲۰۲، قديمي)

وصرح كلام النووي في شرح مسلم، الاجماع على تحريم تصوير الحيوان. وفي "سواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعه حرام بكل حال لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى. وسواء كان في ثوب، أو بساط، أو درهم، أو دينار، أو حائط، وغيرها" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومكروه فيها، مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ۱ / ۶۶۲، سعيد)

وكذا في بحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها ۲ / ۴۸، رشيديه)

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "من أحدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو رد ۱ / ۳۷۰، قديمي)

"(ليس من السنة) ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما لنفسه" (بحر، كتاب الصلاة، باب الامامة ۱ / ۵۲۰، ۵۲۱، سعيد)

ورحم الله طائفة من المبتدعة في بعض الأقطار النهند، حيث واظبوا على أن الإمام ومن معه يقومون بعد السكوت بعد قراءتهم "اللهم أنت السلام ومنك السلام الخ"، ثم إذا فرغوا من فعل السنن والنوافل يدعو الامام عقب فاتحته جهرا بدعاء مرة ثانية، والمقتدون يؤمنون على ذلك، وقد جرى العمل منهم بذلك على سبيل الالتزام والدوام، حتى إن بعض العوام اعتقدوا أن الدعاء بعد السنن والنوافل بالاجتماع والجهر من ضروري وواجب، ومن لم يرض بذلك يعارضونه عن الإمامة ويطعنونه، ولا يصلون خلف من لا يتبع هذه السنن صنيعهم، وإنا لله إن هذا أمر محدث في الدين". (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب الجهر بالقراءة بعد الصلاة ۳ / ۱۶۷، إدارة القرآن كراچی)

زیر، زبر، پیش کی غلطیاں کرنا

سوال[۱۰۳۹۰]: یہاں جامع مسجد کے امام صاحب اکثر زبر کی جگہ پیش اور پیش کی جگہ زبر اور زبر کی جگہ زیر پڑھتے رہتے ہیں، مثلاً: سورہ حشر میں ﴿لو أنزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته﴾ میں "ت" کے زبر کی جگہ پیش پڑھتے ہیں، جیسا کہ سورۂ زلزال میں ﴿أشتاتا ليروا أعمالهم﴾ میں "أعمالهم" کے اندر لام کے زبر کی جگہ پیش پڑھتے ہیں، سورہ مزمل میں ﴿يوم ترجف الأرض﴾ کے اندر میم کے پیش کی جگہ زبر پڑھتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جو نمازیں اس صریح غلطی کے ساتھ پڑھی گئی ہیں، ان کا کیا حکم ہوگا؟ اگر نمازیں فاسد یا باطل ہوگئیں تو ان کو قضاء پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کس اندازے سے قضاء پڑھی جائیں، علاوہ ازیں چونکہ یہ زبر زیر پیش کی غلطیاں بچپن میں پڑی ہوچکی ہیں، اس سے ان کی زبان سے ہوتی رہتی ہیں، یہاں تک کہ خطبہ میں یہ غلطیاں ہوتی ہیں، نیز ایسا شخص امامت کا مستحق ہو یا نہیں؟ برائے مہربانی مفصل جواب عنایت فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

ان چاروں غلطیوں کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ نہیں(۱)، ان کی توجیہ ہوسکتی ہے، نماز کو فساد سے بچانے کے لئے دور کی تاویل وتوجیہ ہی کی جاتی ہے، لیکن ان غلطیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاحب ایسی ہی غلطیاں کرتے ہوں گے جن کی توجیہ نہ ہوسکے، اس لئے ان کو چاہیے کہ کم از کم وہ چار سورتیں صحیح پڑھنے کی واقف کو سنادیں، پھر نماز میں وہی سورتیں پڑھا کریں(۲)۔ اور خطبہ بھی بہت مختصر صحیح یاد کریں یا کچھ جو شخص صحیح پڑھتا

---

(۱) "إذا لحن في الإعراب لحناً لا يغير المعنى بأن قرأ: لا ترفعوا أصواتكم" برفع التاء، لا تفسد صلاته بالإجماع" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، وصف اللحن في الإعراب: ۱/ ۸۱، رشيديه)

(وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة من يلحن خطأ الخ: ۱/ ۱۳۹، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانيه، كتاب الصلاة، الفصل العاشر في اللحن في الإعراب ۱/ ۵۹۳، ۵۹۴، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "(وحفظ فاتحة الكتاب وسورة واجب على كل مسلم) ويكره نقص شيء من الواجب".

ہو اور اس میں دوسری صفات امامت کی موجود ہوں، اس کو امام بنائیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۲/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

آیات پر وصل اور بغیر آیات کے فصل کرنا

سوال [۵۳۹۰] کیا امام کے لئے جائز ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت میں وصل اور فصل اپنے اختیار سے کرے، یعنی جہاں آیت ہے وہاں نہ ٹھہرے اور جہاں آیت نہیں وہاں ٹھہرے؟ اور یہ بات ان کی عادت میں داخل ہو اور اگر ان کو سمجھایا جائے تو وہ کہہ دیں کہ قرآن پڑھنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، کیا یہ جائز ہے؟ اور اس طرح پڑھنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بے موقع سانس ٹوٹ جانے کی وجہ سے اگر فصل کردے تو معذوری ہے، قصداً ایسا نہیں کرنا

= (الدرالمختار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة: ۱/ ۵۳۸، سعيد)

"ويحفظ قدر ما تجوز به الصلاة من القرآن فرض عين على المسلمين، لقوله تعالى ﴿فاقرؤوا ما تيسر من القرآن﴾ وحفظ جميع القرآن فرض كفاية، وحفظ فاتحة الكتاب وسورة واجبة على كل مسلم". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/ ۵۹۲، رشيديه)

"عن إسماعيل بن رجاء قال: سمعت أوس بن ضمعج يقول: سمعت أبا مسعود رضي الله تعالى عنه يقول: قال لنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله، وأقدمهم قراءة، فإن كنت قراءتهم سواء فليؤمهم أقدمهم هجرة، فإن كانوا في الهجرة فليؤمهم أكبرهم سناً، ولا يؤمن الرجل في أهله ولا في سلطانه، ولا يجلس على تكرمته في بيته إلا أن يأذن أو بإذنه". (صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب من أحق بالإمامة: ۱/ ۲۳۶، قديمي)

"والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة، ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة، ثم الأورع الخ". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۷، سعيد)

وكذا في جامع الفصولين، كتاب الصلاة، فصل في بيان من هو أحق بالإمامة: ۱/ ۲۶۹، دار الكتب العلمية بيروت

چاہیے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۴/۱۴۰۱ھ۔

چند آیات موقوفہ پر وقف ووصل کا حکم

سوال[۱۰۳۹۲]: سورۂ جمعہ میں [illegible] وسکون پڑھنا چاہیے یا اس پر زبر پڑھنی چاہیے؟ اسی طرح سورہ والسماء والطارق میں "[illegible] پڑھنا چاہیے یا "[illegible]" نیز سورۂ غاشیہ میں "لکنود" پڑھنا چاہیے یا "لکنودن" وغیرہ دونوں طرح پڑھنے سے کچھ فرق تو نہیں آئے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سورۂ جمعہ میں آیت کرمہ "[illegible]" یعنی میں وسکون پڑھنا بہتر ہے، سورۂ والطارق میں بھی "[illegible]" یعنی "[illegible]" وسکون کرنا بہتر ہے، اسی طرح سورۂ والعادیات میں "لکنود" کی واؤ کو ساکن کرنا بہتر ہے، ان جگہوں میں اگر ساکن نہ کیا جائے بلکہ بغیر آیت کے ملا کر پڑھ دیا، تب بھی معنی نہیں بگڑے گا، نماز درست ہے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۷/۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) "إذا وقف في غير موضع الوقف أو ابتدأ في غير موضع الابتداء، إن لم يتغير به المعنى تغيرا فاحشا نحو أن يقرأ إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات، ووقف ثم ابتدأ بقوله أولئك هم خير البرية لا تفسد بالاجماع بين علمائنا وكذا إن وصل في غير موضع الوصل كما لو لم يقف عند قوله أصحاب النار بل وصل بقوله الذين يحملون العرش لا تفسد لكنه قبيح" (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ [illegible] رشيديه)

وكذا في المحيط البرهاني، الفصل الثامن في الوصل والابتداء [illegible]، مكتبه عثمانيه كوئته

(وكذا في البزازية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر في زلة القارئ: ۴/۴۷، رشيديه)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، نوع آخر في زلة القارئ، الفصل الثامن في الوقف والوصل والابتداء: ۱/۳۵۷، ۳۵۸، قديمي)

۲ "إذا وقف في غير موضع الوقف أو ابتدأ في غير موضع الابتداء، إن لم يتغير به المعنى تغيرا فاحشا نحو أن يقرأ: إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات، ووقف ثم ابتدأ بقوله أولئك هم خير البرية لا تفسد -

"غیر المغضوب علیهم" کے بجائے "ضیر المغضوب" پڑھنا

سوال[۱۰۳۹۳] سورۂ فاتحہ میں اگر "غیر المغضوب" کے بجائے امام غلطی سے "ضیر المغضوب" پڑھ جائے، یعنی (غ) کے (ض) پڑھے اور یہ امام صاحب عادی ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں "غ" و "ض" پڑھتے ہیں، تو یہ نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ دوسری جگہوں میں "غ" و "ض" ہی پڑھتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قصداً ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اس سے نماز فاسد ہوجائے گی (۱)، لیکن امید ہے کہ سننے والے اس کو "ض" سمجھتے ہوں گے، وہ اس کو "غ" ہی پڑھتے ہوں گے، ورنہ قرآن پاک میں "غ" موجود ہونے اس کو قصداً "ض" پڑھنے کی جرأت وہ ہرگز نہیں کرسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/ ۳/ ۷۶ھ۔

= بالإجماع بين علمائنا هكذا في "المحيط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري: ۱/ ۸۱، رشيديه)

وكذا في "المحيط السرخسي"، كتاب الصلاة، الفصل الثامن في الوقف والوصل والابتداء: ۱/ ۱۰۷، مكتبه عثمانيه كوئته)

(وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر في زلة القاري: ۴/ ۲۷، رشيديه)

(۱) فإن لم يكن منه في القرآن والمعنى بعد متغير تغيرا فاحشا يفسد أيضا، كهذا الغار مكان هذا الغين، وكذا إذا لم يكن منه في القرآن ولا معنى له كالسراق بالقاف مكان السراط. (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب مسائل زلة القارئ: ۱/ ۶۳۱، سعيد)

ومنها ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل وإن لم تكن تلك الكلمة في القرآن، ولا تقرب من المعنى تفسد الصلاة بلا خلاف، إذا لم يكن تلك الكلمة تسبيح، ولا تحميد، ولا ذكر. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ: ۱/ ۸۰، رشيديه)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، تكميل زلة القارئ من أهم مسائل، ص: ۳۴۰، قديمي)

نماز میں "واللہ خیر الرازقین" کی جگہ "خیر الظالمین" پڑھنا

سوال[۱۰۳۹۴]: نماز عشاء کی قرأت میں امام نے "واللہ خیر الرازقین" کی جگہ "واللہ خیر الظالمین" پڑھا، میں نے کہا کفریہ معنی ہوگئے، نماز دوبارہ پڑھی جائے، مجمع میں ایک صاحب بغیر داڑھی والے نے کہا کہ نماز ہوگئی، ان صاحب کا یہ فعل کیسا ہے؟ نیز امامت کے لئے انہوں نے کہنے سے پہلے داڑھی رکھی ہے، کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے اور نماز عشاء جو دوبارہ نہیں پڑھی، اس کا کیا حکم ہے؟ میں نے اپنی نماز دوبارہ پڑھی تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھنے سے اگر معنی بگڑ جائے، تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری (۱)، قاضی خان (۲)، طحطاوی (۳)، شامی (۴) وغیرہ اکثر کتب میں اس کی

---

(۱) "ومنها ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل وإن كان في القرآن ولكن لا يتقاربان في المعنى نحو أن قرأ وعدنا عليه إنا كنا فاعلين مكان فاعلين، ونحو مما لو اعتقده يكفر تفسد عند عامة المشايخ، وهو الصحيح من مذهب أبي يوسف رحمه الله تعالى هكذا في الخلاصة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ، ۱/ ۷۰، رشيديه)

(۲) "وإن أخطأ بذكر كلمة مكان كلمة وإن كانت الكلمة الثانية في القرآن فهو على وجهين إن كانت موافقة للأولى في المعنى أو مخالفة وإن كانت مخالفة كما لو قرأ وعدنا عليه إنا كنا عاقلين مكان فاعلين، أو قرأ الشيطان على العرش استوى، أو ما أشبه ذلك، أو ختم آية الرحمة بآية العذاب، أو على العكس قال عامة المشايخ تفسد صلاته وهو قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى". (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ، ۱/ ۱۵۲، رشيديه)

(۳) "المسألة الثالثة وضع حرف موضع حرف آخر، فإن كانت الكلمة لا تخرج عن لفظ القرآن، ولم يتغير به المعنى المراد لا تفسد وإن خرجت به عن لفظ القرآن ولم يتغير به المعنى لا تفسد عندهما خلافا لأبي يوسف وإن لم تخرج به عن لفظ القرآن، وتغير به المعنى فالخلاف بالعكس كما لو قرأ، وأنتم حامدون مكان سامدون". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، تكميل: زلة القارئ من أم المسائل، ص: ۳۴۰، قديمي)

(۴) "(قوله كما بدل لح) هذا على أربعة أوجه، لأن الكلمة التي أتى بها إما أن تغير المعنى أولا، وعلى

تصریح موجود ہے۔ خداوند تعالیٰ کی وضع فرمودہ اس تعیین کے خلاف اور قرآن پاک کی اسلامی حقائد کے خلاف ہے(۱)، غلطی سے اس طرح پڑھا جانے کی وجہ سے نماز کا حکم نہیں دیا جائے گا، مگر نماز کا اعادہ ضروری ہوگا(۲)۔

آپ نے نماز کا اعادہ کیا یا نہیں؟ اعادہ سے نمازوں کی تحقیق ہوجائے کہ نماز نہیں ہوئی تھی، اس نماز کا اعادہ کریں، اس کے بعد جو نمازیں پڑھی ہیں اس کا اعادہ نہیں۔

واضح رہے کہ مقدار ایک قبضہ (ایک مٹھی) قرار دی گئی ہے(۳)، ایک قبضہ تک ہونے سے پہلے نماز کی ایک بھی مسنون نہیں، مختار، فتح القدیر وغیرہ میں ایسے شخص کے لئے بہت سخت الفاظ لکھے ہیں(۴)۔

کل قد کان یکون في نظر الراوي حین حرب قصدت لکن نقد في نحو شعبه لله علی لموحدین، وعلی الصحیح في متن لسراج لوحوده في القرآن ... والصحیح ... کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة مصب مسائل زلة القاری ۱: ۲۳۳، ۲۳۶، سعید

ومن سب الله تعالی لی نحو، فقد کفر ... الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر نوع وهو ما یتعلق بذات الله تعالی وصفاته ۲: ۲۵۹، رشیدیه

وکذا في المحیط السرخسي، کتاب السیر، فصل في مسائل المرتدین، نوع حر فیما یضاف إلی الله تعالی ۱۰: ۵۵۳، مکتبه عثمانیه کوئته

وکذا في الفتاوی التاتارخانیة، کتاب احکام المرتدین، فصل فیما یضاف إلی الله تعالی ۵: ۴۶۶، ادارة القرآن کراچی)

(۲) تقدم تخریجه في ابتداء هذه المسئلة

(۳) "وأخذ أطراف اللحیة، والسنة فیها القبضة

(قوله: والسنة فیها القبضة) وهو أن یقبض الرجل لحیته فما زاد منها علی قبضة قطعه، کذا ذکره محمد في کتاب الآثار عن الإمام قال: وبه نأخذ، محیط السرخسي". (ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع ۶: ۴۰۷، سعید)

وکذا في حاشیة الطحطاوي علی الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع ۴: ۲۰۳، دارالمعرفة بیروت)

وکذا في کتاب الآثار، کتاب الحظر والإباحة، باب حف الشعر من الوجه، ص: ۲۰۳، مکتبه إمدادیه ملتان)

... ولم یأخذ منها وهي دون ذلک کما یفعله بعض المعاربة، ومحنثة الرجال فلم یأخذ أخذ، واحد=

[illegible] یہ مشت شرعی حکم تصور کرتے ہوئے [illegible] موجب اجر وثواب ہے مرض سے [illegible] امت ۵ [illegible] فضیلت مل جائے اور مصلی پر آنے سے وہی نہیں رہے گا، بلکہ ہر نیا مصلی نئی فیس سے، اسی پاک قلوب ومرنیت [illegible] دیکھتے ہیں نیت کے صحیح کر لینے کا وقت ہر وقت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۵/۱۴۰۰ھ۔

= كلها فعل يهود الهند، ومحوس الأعاجم". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد، مطلب في الأخذ من اللحية. ۴۱۸/۲، سعيد)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة: ۳۵۲/۲، رشيديه)

(وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة، باب السواك، الفصل الأول، رقم الحديث: ۳۷۹: ۸۴/۲، رشيديه)

باب الوتر

(وتر کی نماز کا بیان)

بلا جماعت فرض پڑھنے کی صورت میں جماعتِ وتر میں شریک ہونا

سوال[۰۳۹۵] ۱۰: اگر کسی نے فرض جماعت سے نہیں پڑھی، وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

کچھ تراویح باقی ہونے کی صورت میں جماعتِ وتر میں شریک ہونا

سوال[۰۳۹۶] ۲۰: اور اگر فرض جماعت سے پڑھی، مگر تراویح کی چند رکعت چھوٹ گئی، تو وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۲۰ جب مسجد میں جماعت عشاء ختم ہو چکی اور کوئی شخص بعد میں پہونچا، تو اس کو چاہیے کہ اول عشاء کے فرض ادا کرے، پھر سنت، پھر تراویح میں شریک ہو، پھر وتر کی جماعت میں شرکت کرے، اس کے بعد بقیہ تراویح پڑھے۔

"[illegible]"

شامی (۱)۶/۷۶

"[illegible]"

---

(۱) (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح: ۴۸/۲، سعید)

من سر ویح، أو سلم قبل سنة منها، أو صلاها مع غير إمام يصلي العشاء ثم الوتر معه

هو الصحيح" عالمگیری ۱/۱۱۷ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

وتر کی تیسری رکعت کے رکوع میں شریک ہونے والے کے لئے قنوت کا حکم

سوال[۱۰۳۹۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، وتر کی نماز با جماعت ہو رہی تھی، ایک آدمی آیا اور آخری رکعت میں جب کہ امام نے رکوع کرلیا تھا، شامل ہوگیا۔ اب وہ آدمی اپنی نماز کیسے پوری کرے؟ یعنی اس کو آخری رکعت میں قنوت پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

ہم سے کہا گیا ہے کہ اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس نے آخری رکعت پائی، قنوت پڑھنے سے متعلق بھی اختلاف ہے، بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض سے نزدیک واجب ہے، جو لوگ قنوت کو واجب مانتے ہیں، ان کے نزدیک بھی اس صورت میں پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ وہ مسبوق ہے، لیکن فتاویٰ اسلامیہ امینیہ میں پڑھنے کو کہا گیا ہے۔

آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ نہ پڑھنے کی صورت میں کیا دلیل ہے اور پڑھنے کی صورت میں کہاں سے استدلال کرتے ہیں اور دونوں میں مفتی بہ قول کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

قنوت وتر کی تیسری رکعت میں پڑھنا واجب ہے(۲)۔ رمضان المبارک میں جب کہ امام تیسری

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح ۱/۱۱۷، رشيديه)

"إن فاتته مع الإمام ترويحة أو ترويحتان أو أكثر، هل يقضيها قبل الوتر، أو يوتر ثم يقضيها" ذكره في الذخيرة فقال اختلف مشايخ رمانا قال بعضهم يوتر مع الإمام ثم يقضي ما فاته من التراويح، وقال بعضهم يصلي التراويح المتروكة ثم يوتر" (الحلبي الكبير، ومن السنن المؤكدة التراويح، ص: ۴۰۴، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/۱۲۳، رشيديه)

(۲) "قوله (وقنوت الوتر) اى وقراءة القنوت في الوتر واجبة" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب

رکعت میں قنوت پڑھ رہے ہیں یا اس وقت وہ مسبوق آکر رکوع میں شامل ہوا ہو، تو اس وتیسری رکعت میں ی ب امام کے بعد یہ شخص دو رکعت پڑھے گا، قنوت نہیں پڑھے گا، کیونکہ قنوت نہ پہلی رکعت میں پڑھی جاتی ہے نہ دوسری میں، بلکہ وتیسری میں پڑھی جاتی ہے، جو اس کو امام کے ساتھ نہیں ملی۔

[illegible]

حکمہ (فی [illegible]) کما [illegible] مسبوق معہ فی [illegible]

[illegible] ہ" (مراقی الفلاح)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۲/ ۱۴۰۰ھ۔

۱- صفة الصلاة ۵۲۶، رشیدیه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب واجبات الصلاة ۱/ ۴۶۸، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱/ ۹۹، ۲۰۰، رشيديه)

مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ص: ۳۸۵، ۳۸۶، قديمي)

"وأما المسبوق فيقنت مع إمامه فقط، ويصير مدركا بإدراك ركوع الثالثة

قوله فيقنت مع إمامه فقط) ولا يأتي به ثانيا: لأنه مأمور بأن يقنت مع الإمام فصار ذلك موضعا له، فلو أتى به ثانيا كان ذلك تكرارا للقنوت اهـ قوله ويصير مدركا إلخ فلا يأتي به فيما يقضي؛ لأنه يقضي أول صلاته في الأقوال فلو أداه فيهما أي الركعتين لكان مؤديا له في غير موضعه (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۱/ ۳۸۳، دار المعرفة بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/ ۷۲، رشيديه)

باب السنن والنوافل

الفصل الأول في السنن المؤكدة

(سنن مؤکدہ کا بیان)

جماعتِ فجر کے وقت سنت پڑھنا

سوال[۱۰۳۹۸]: صبح کی سنتوں کے پڑھنے میں بہت اختلاف ہے، بعض یوں کہتے ہیں

الف جس جگہ جماعت ہو رہی ہے، اس جگہ قطعاً نہ پڑھو، بلکہ آڑ میں جہاں امام نماز پڑھا رہا ہے تو دوسرے حلقہ میں وہ سنت پڑھے۔

ب بعض یوں کہتے ہیں کہ جہاں امام دکھائی نہ دیتا ہو، اس جگہ سنت صبح پڑھنی چاہیے۔

ج بعض یوں کہتے ہیں کہ امام کی آواز جہاں نہ آوے، اس جگہ سنت صبح پڑھے۔

د نیز ایک مسجد میں خارج مسجد جو دو تین صف ہیں، اگر وہ بہ فرش پر نماز صبح ادا کریں اور خارج مسجد جو کئی صفوں کے بعد مسجد کے فرش سے ہے اور خارج مسجد بھی کئی صف جگہ ہے اس پر سنت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

و دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں گرمی کے موسم میں صبح کی نماز باہر فرش پر ہوتی ہے یا اندر ہی ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صبح کی سنتوں کے لئے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے مکان پر ہی پڑھ کر جائے، اگر اس کا موقع نہیں ملا اور مسجد میں ایسے وقت پہونچا کہ جماعت شروع ہو چکی ہے اور اس کو امید ہے کہ سنتیں پڑھ کر بھی جماعت میں شریک ہو سکے گا، تو مسجد سے علیحدہ وضو خانہ، سہ دری، حجرہ وغیرہ میں پڑھ لے، اندرونِ مسجد جماعت ہو رہی ہو تو بہ صحن میں ایک طرف کو پڑھ لے، صحن میں جماعت ہو رہی ہو اور اندر جانے کا وہ راستہ ہو کہ نمازیوں کے سامنے سے نہ گزرے تو

مذکورہ پڑھے(۱)، اور ایک جگہ نہ ہو یا اتنا وقت نہ ہو کہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہو سکے تو جماعت میں شریک ہو جائے، صفوف سے متصل سنتیں نہ پڑھے یہ مکروہ ہے(۲)، پھر طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھے(۳)، یہ

(وعن عبد الله بن شقيق قال: سألت عائشة رضي الله تعالى عنها، عن صلاة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن تطوعه فقالت: كان يصلي في بيتي قبل الظهر أربعا، وكان إذا طلع الفجر صلى ركعتين، ثم يخرج فيصلي بالناس صلاة الفجر) (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تفريع أبواب التطوع وركعات السنة: ۱/۱۷۱، رحمانيه لاهور)

"والحاصل أن السنة في سنة الفجر أن يأتي بها في بيته، وإلا فإن كان عند باب المسجد مكان صلاها فيه، وإلا صلاها في الشتوي أو الصيفي إن كان للمسجد موضعان، وإلا فخلف الصفوف عند سارية لكن فسد إن كان للمسجد موضعان وإلا أمّ في أحدهما" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش: ۲/۵۷، سعيد)

وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في النوافل، فروع، ص: ۴۹۲، سهيل اكيدمي لاهور

۲) "وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلا بأن رجا درك ركعة لا بتركها بل بفعلها عند باب المسجد إن وجد مكانا وإلا تركها، لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة

(قوله: عند باب المسجد) فإن لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد، وأشدها كراهة أن يصليها محالطا للصف محالفا للجماعة والذي يبدو لي ذلك خلف الصف من غير حائل اهـ (قوله وإلا تركها) وعلى هذا ينبغي على كراهة صلاتها في المسجد سعي أن لا يصلي فيه إذا لم يكن عند بابه مكان، لأن ترك المكروه مقدم على فعل سنته وقد يكون كراهة أن يصليها محالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة" (الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش: ۲/۵۷، سعيد)

وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في النوافل، فروع، ص: ۴۹۲، سهيل اكيدمي لاهور)

وكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة: ۱/۵۰۳، مصطفى البابي الحلبي مصر

۳) "وقال محمد: تقضى إذا ارتفعت الشمس قبل الزوال" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في قضاء السنن: ۲/۲۷۴، دارالكتب العلمية بيروت)

"قال محمد: أحب إلي أن أقضيها إذا فاتت وحدها بعد طلوع الشمس قبل الزوال". (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في النوافل، فروع، ص: ۴۹۷، سهيل اكيڈمي لاهور)

طریقہ غلط ہے کہ جماعت ہوتی رہی اور اسی جگہ دوسری تیسری صف میں سنتیں پڑھتے رہیں۔ یہ قید نہیں کہ اتنی دور پڑھے کہ امام کی آواز سنائی نہ دے یا امام یا کوئی مقتدی نظر نہ آئے۔ دارالعلوم دیوبند میں گرمی، سردی، برسات عموماً امام اندر ہی کھڑا ہوتا ہے، الا نادراً کہ گرمی میں بجلی موجود نہ ہو یا سردی میں ظہر کے وقت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۴/۹۴ھ۔

فریضۂ ظہر سے پہلے دو رکعت پڑھنا

سوال[۱۰۳۹۹]: فریضہ ظہر سے پہلے چار سنتیں ہیں، کیا دو بھی پڑھی جا سکتی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فریضہ ظہر سے پہلے دو نہیں، بلکہ چار سنت مؤکدہ ہیں۔

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنه كان يصلي قبل الظهر أربعا وبعدها ركعتين، وبعد المغرب ركعتين، وبعد العشاء ركعتين، وقبل الصبح ركعتين" رواه مسلم وأبو داود (تبيين الحقائق ۱/۱۷۲)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جمعہ کے بعد کتنی رکعت ہیں؟

سوال[۱۰۴۰۰]: جمعہ کے دن بعد جمعہ ۶/ رکعت مسنون ہیں یا چار رکعت؟ بعض محقق علماء مصنف

---

(۱) (صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما وقاعدا وفعل بعض الركعة قائما وبعضها قاعداً: ۱/۲۵۲، قديمي)

(وسن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تفريع أبواب التطوع وركعات السنة ۱/۱۸۲، رحمانيه لاهور)

"(وسن) مؤكدا (أربع قبل الظهر و) أربع قبل (الجمعة) وأربع (بعدها بتسمية)"

(الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/۱۲، سعيد)

وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل ۱/۴۲۸، دار الكتب العلمية بيروت)

چار رکعت پڑھتے ہیں مفتی بہ قول سے متعلق فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس مسئلہ میں مفصلہ ذیل سے بعد جمعہ چار رکعت کا ثبوت ہے، امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے، یعنی بعض روایات میں وہ فرماتے ہیں اور بعض روایات میں وہ فرماتے ہیں اور بعض فقہاء حنفیہ نے بھی اسی پر عمل کرنے کے لئے فرمایا ہے کہ اسی قول پر عمل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے(۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۴/۸۶ھ۔

---

(۱) "واما السنة قبل الجمعة وبعدها فقد ذكر في الأصل: وأربع قبل الجمعة، وأربع بعدها وكذا ذكر الكرخي وذكر الطحاوي عن أبي يوسف أنه قال يصلي بعدها ستا، وقال هو مذهب علي رضي الله تعالى عنه، وما ذكروا أنه كان يصلي بعد مذهب ابن مسعود ... أما الأربع قبل الجمعة، فلما روي عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يتنوع قبل الجمعة بأربع ركعات، ولأن الجمعة تظير الظهر ثم التطوع قبل الظهر أربع ركعات، كذا قبلها، وأما بعد الجمعة فوجه قول أبي يوسف أن فيما قبل الجمعة بين قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وبين فعله، فإنه روي أنه أمر بالأربع بعد الجمعة، وروي أنه صلى ركعتين بعد الجمعة، فجمعنا بين قوله وفعله، قال أبو يوسف ينبغي أن يصلي أربعا ثم ركعتين، ... ونحن لا نمنع من يصلي بعدها كم شاء، غير أنا نقول السنة بعدها أربع ركعات لا غير لما روينا" بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في الصلاة المسنونة ۲/۲۶۶، دارالكتب العلمية بيروت.

"والدليل على مسنون الأربع قبل الجمعة ما رواه مسلم مرفوعا "من كان مصليا قبل الجمعة فليصل أربعا" وما رواه ابن ماجة عن ابن عباس قال "كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يركع من قبل الجمعة أربعا لا يفصل في شيء منهن"، وعلى مسنون الأربع بعدها ما في صحيح مسلم عن أبي هريرة مرفوعا "إذا صلى أحدكم الجمعة فليصل بعدها أربعا" وفي رواية "إذا صليتم بعد الجمعة فصلوا أربعا" وذكر في البدائع أنه ظاهر الرواية، وعن أبي يوسف أنه ينبغي أن يصلي أربعا ثم ركعتين، وذكر محمد في كتاب الاعتكاف أن المعتكف إذا خرج من المسجد الجامع مقدار ما يصلي أربعا أو ستا ... وفي منية المصلي والأفضل عندنا أن يصلي أربعا ثم ركعتين". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/۸۷، رشيديه)

وكذا في الحسني الكبير فصل في النوافل، ص ۳۱۱/۳۱۹، سهيل اكيدمي لاهور

الفصل الثاني في النوافل

(نوافل کا بیان)

جمعہ کی سنتوں کے بعد فرض سے پہلے نوافل پڑھنا

سوال[۱۰۴۰۱]: ظہر یا جمعہ کی چار سنت مؤکدہ پڑھ کر فرض سے پہلے نوافل پڑھنا مکروہ تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مناسب نہیں ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مغرب کی اذان کے بعد نفل نماز پڑھنا

سوال[۱۰۴۰۲]: مغرب کی اذان ہوتی ہے، وقت کم ہوتا ہے، میں جناب امام ابوحنیفہ کا قول ہوں، کیا فرض کی نماز سے پہلے میں بھی دو نفل وضو کرکے پڑھ لوں؟ اگر پڑھ لوں تو اس نماز میں فرض پہلے کیوں دیئے گئے؟ اور مغرب کا تقریباً کتنا وقت ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"(وكره نفل) ..... (بعد صلاة فجر) ... و(عصر) ..... (وقبل) صلاة

---

(۱) "(إذا خرج الإمام فلا صلاة ولا كلام)

(قوله. فلا صلاة) شمل السنة وتحية المسجد، بحر. قال محشيه الرملي: فلا صلاة جائزة، وتقدم في شرح قوله ومنع عن الصلاة وسجدة التلاوة الخ. أن صلاة النفل صحيحه مكروهه حتى تحب قضاؤه إذ قطعه الخ". (الدرالمختار مع ردالمحتار، باب صلاة الجمعة: ۲ ۱۵۸، سعيد)

(قوله: فلا صلاة) سواء كانت قضاء فائتة، أو صلاة جنازة، أو سجدة تلاوة أو منذورة أو نفلا إلا إذا شرع فيه. حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۵۱۰، قديمي

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة: ۲/۲۷۰، ۲۷۱، رشيديه)

(١) «الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت ١ ٠ ٣، سعيد

(٢) «ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب يسترط العلم بدخول الوقت ١ ٠ ٣ سعيد

(وكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ١/٤٣٥، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(٣) «ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت ٥ ٠ ٣، سعيد

عبارات متقولہ بالا میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل اور بعد کے اکابر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کا عمل ومسلک بیان ہوا ہے۔ آپ کے راہ عمل یہ ہے کہ خود ان سے پرہیز کریں دوسروں کو اس عمل سے نہ روکیں، نہ اس سے بحث کریں، اگر آپ کبھی پڑھ لیں گے تب بھی گنہگار نہیں ہوں گے، مغرب کا وقت یہاں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۴/۱۴۰۱ھ۔

اشراق کی دو رکعات میں "عبادات متعددہ" کی نیت کرنا

سوال[۱۰۴۰۲]: حدیث پاک میں اشراق کی دو رکعت پڑھنے کا جو ثواب اور تین عمرہ کی طرف سے ۳۰ رکعت پر صدقہ ہو جاتا ہے اور دو رکعت کے پڑھنے پر ان تمام فضیلتوں کی خبر ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ یہ ان تمام فضائل کو حاصل کرنے کے لئے ایک دو رکعت پڑھنی پڑے گی یا صرف دو رکعت کافی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اشراق میں نیت کریں، تو یہی دو رکعت ان سب متعدد کے لئے ان شاء اللہ کافی ہوں گی (۱)۔ لکل امرء ما نوی. فقط واللہ تعالیٰ اعلم.

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۶/۸۵ھ۔

اشراق اور تہجد کی رکعات کی تعداد

سوال[۱۰۴۰۳]: چاشت کی کتنی رکعتیں پڑھنی چاہئیں؟ زیادہ سے زیادہ کتنی اور کم سے کم کتنی؟ نیز تہجد کی کتنی رکعت ہیں؟ تحریر فرمائیں۔

= وكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل ۱/۴۲۵، مصطفى البابي الحلبي مصر (وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۱/۴۳۹، رشيديه)

(۱) ثم إنه إن جمع بين عدد ت والوسائل في النية صح كما لو اغتسل لجمعة وعيد وجنابة انجمعت وسائل ثوب لكل وكذا يصح لو نوى بالفلس أو الكثر كما لو نوى بتحية مسجد وسنة وضحى وكسوف (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ص ۲۱۶، قديمي)

بجواب حامداً ومصلیاً:

شرق کی چار رکعت میں (۱) تجدید میں شرت سے کی کا ارت ہے، ہم زیادہ میں بھی مضائقہ نہیں ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰ ۶ ۱۵ھ۔

ا عن علي وهي ابن أبي طالب رضي الله تعالى عنهما يقول ذهبت إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عام الفتح فوجدته يغتسل وفاطمة بنته تستره قالت: فسلمت عليه فقال من هذه؟ فقلت أنا وهي بنت أبي طالب فقال مرحبا بهذه هي فقط فرغ من غسله، قام فصلى ثمان ركعات ملتحفا في ثوب واحد فلما انصرف قالت أم هانئ وذاك ضحى". (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد ملتحفا به: ۱ ۵۲، قديمي)

"عن معاذة، أنها سألت عائشة رضي الله تعالى عنها كم كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي صلاة الضحى؟ قالت أربع ركعات ويزيد ما شاء". (صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى الخ: ۱/ ۲۴۹، قديمي)

وسنن أربع فصاعدا في الضحى على الصحيح من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها كالعيد بعد ربع ساعة، وفي البدائع أكثرها ثنتي عشرة، وأوسطها ثمان، وهو فضيلة كما في البحر الأشرفية. (الدر المختار، كتاب الوتر والنوافل مطلب سنة الضحى ۲ ۲۲، ۲۳ سعيد)

وكذا في مراقي الفلاح، فصل في تحية المسجد وصلاة الضحى وإحياء الليالي، ص: ۳۹۵، ۳۹۲، قديمي)

۲) "ومن المندوبات ركعتا السفر وصلاة الليل وأقلها على ما في الجوهرة ثمان

قوله وفيه عملي ما في الجوهرة ثمان) قد يقوله على ما في الجوهرة لأنه في البحر بعد ما نقل عن المجتبى ما نصه وأقل ما يسمى به صلاة الليل ركعتان، وأقل ما يستحب ثمان ركعات بتسليمات وهذا يدل على أن أقل تهجده صلى الله تعالى عليه وسلم كان ركعتين وأن منتهاه كان ثمانية ركعات حد ما في مبسوط السرخسي". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة الليل ۲ ۲۵، ۲۶ سعيد)

وسنن صلاة الليل، خصوصا آخره كما ذكرناه، وأقل ما يسمى به تنفل الليل ثمان ركعات كما في الجوهرة

اشراق پڑھنے سے حج وعمرہ کا ثواب کب ملتا ہے؟

سوال [۱۰۲۰۵]: نماز اشراق کا وقت طلوع آفتاب سے بعد ہے مگر ہم لوگ اس کو بعد میں شروع کر دیتے ہیں، ایک حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جو شخص نماز فجر سے بعد اسی جگہ پر بیٹھا رہے اور طلوع آفتاب کے بعد اشراق پڑھے تو اس کو ایک حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے، تو جو شخص نہ بیٹھے اور صرف یہ وقت گزار کر چلا جائے، پھر نماز اشراق پڑھ لے تو جس حدیث سے متعلق اسے ثواب ملے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعد فجر سجادہ اور مصلیٰ پر رہنے کے بعد اشراق پڑھنے سے بھی بہت ثواب ملتا ہے اور باجماعت نماز پڑھنے کی جگہ سے کسی بیت پر جہاں نماز میں مشغول رہے آفتاب چڑھ جانے کے بعد اشراق پڑھنے کی جو فضیلت ہے، وہ اپنی نیت سے حاصل ہوگی (۱)۔ طلوع شمس سے تقریباً پندرہ منٹ گزرنے پر شعاع شمس صاف ہو جاتی ہے کہ

= قوله (أو فعل مسجدي أي نفل بالليل نحو ركعتا التهجد في التحرى بقدر ركعتين وكره تحريما لما روى الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان يصلي خمس ركعات منها الوتر ثلاث، وروى سبع، وروى تسع، وروى حدى عشرة، وثلاثة عشر ركعة، والوتر من التسع حسنة للحصوى على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في تحية المسجد وصلاة الضحى وحكم النفل ص ۳۹۶ قديمي (وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة الباب التاسع في النوافل، الفصل السادس صلاة الضحى ۱ ۱۱۲، رشيديه)

(۱) "عن معاذ بن انس رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال من قعد في مصلاه حين ينصرف من صلاة الصبح حتى يسبح ركعتي الضحى لا يقول الا خيرا غفرت خطاياه وان كانت اكثر من زبد البحر" (رواه ابوداود باب صلاة الضحى ۲ ۷۰ رقم الحديث ۱۲۸۱، دار احياء التراث العربي بيروت)

"عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من صلى الصبح في جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له كاجر حجة وعمرة، قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تامة تامة تامة" (رواه الترمذي باب ما ذكر من يستحب من الجلوس ۱ ۴۳، والكتب العلمية بيروت)

اس پر نظر نہ ٹھہر سکے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اوابین کی رکعات کی تعداد

سوال[۱۰۴۰۶]: اوابین کی چار رکعت ہیں یا اس سے زیادہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مغرب کے بعد ۶/نوافل ہیں ۲/بھی وارد ہیں،ترمذی شریف میں روایت موجود ہے(۲)۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۲/ ۱۵ھ

---

(۱) "عن ابي الدرداء رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال الله عز وجل يقول ابن آدم لا تعجزن من أربع ركعات من أول النهار أكفك آخره" (سنن ابي داؤد، باب من صلى الضحى أربعا، ۲/ ۲۷۳، إمداديه)

(۱) "وقت صلاة الاشراق وقت ضعوة الشمس وهي ارتفاع الشمس، وعلى المشهور صلاة الضحى عين صلاة الإشراق، قال القاري في شرح المشكوة: والتحقيق أن أول وقت الضحى إذا خرج وقت الكراهة وآخره قبيل الزوال وقد يقع في أول هذا يسمى صلاة الاشراق يضا وقد يقع آخره يسمى صلاة الزوال ايضا وقد يشتبه، فتحصل صلاة الضحى قد يخرج الشباك، كتاب الصلاة، باب صلاة الضحى: ۲/ ۸۷، إمداديه ملتان)

اى اوقت لمكروهه وهو عند طلوع الشمس الى ان ترتفع وتبيض قدر رمح او رمحين هو في الفلاح مع حاشية الطحطاوي، كتاب الصلاة، فصل في اوقات المكروهة ص ۱۲۰، قديمي، وكذا في جمع الوسائل في شرح الشمائل، باب صلاة الضحى ۲/ ۲۰۰، وفيه وبالجملة فوقته من ارتفاع الشمس الى قبيل الزوال

(۲) عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له عبادة ثنتي عشرة سنة (جامع الترمذي، باب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع ست ركعات بعد المغرب: ۱/ ۹۸، سعيد)

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال صليت مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ركعتين بعد المغرب في بيته" (جامع الترمذي، باب الصلاة، باب ماجاء في ركعتين بعد المغرب وبعد الجمعة ۱/ ۹۵

صلوۃ الحاجت میں استغفار کی نیت کرنا

سوال[۱۰۴۰۰]: کیا صلوۃ حاجت میں بھی نوافل کی طرح حاجت کے ساتھ استغفار وغیرہ کی نیت جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جائز ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۳/ ۱۹ھ۔

فجر کی سنت پڑھ کر جماعت سے پہلے لیٹنا

سوال[۱۰۴۰۱]: میں کبھی کبھی حاضر ہوا ہوں کبھی قبل فجر تھوڑی دیر جب جماعت میں دیر ہوتی ہے، بوجہ مزوری نیت جاتا ہوں، مسجد میں اعتکاف کی نیت سے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جماعت کے انتظار میں سنتیں پڑھ کر یا پہلے مسجد میں جب کہ مزوری کی وجہ سے بیٹھنا وشوار ہو، پڑھ کر لیٹ جانے میں مضائقہ نہیں، خاص کر اعتکاف کی نیت کرے(۲)۔

= فيهما ۱۹۸، سعيد

"(و) ندب ست (ركعات بعد المغرب لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم: من صلى بعد المغرب ست ركعات كتب من الأوابين ولما قوله تعالى: إنه كان للأوابين غفورا" مر في الفلاح شرح نور الإيضاح، فصل في بيان النوافل، ص: ۳۹۰، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل ۲/ ۱۹، زكريا)

۱ "ثم إنه يجمع بين عددات الوسائل في السنة صح كما لو اغتسل لجمعة، وعيد وجمعة جمعت، وصلى ثوات الكل وكذا يصح لو نوى بالفجر، او أكثر كما لو نوى تحية مسجد، وسنة وضوء، وضحى، وكسوف" حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب شروط الصلاة، ص ۲۰۲، قديمي

۲ "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا صلى ركعتي الفجر اضطجع على شقه الأيمن" صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب الضجعة على الشق الأيمن بعد

الفصل الثالث في التهجد

(تہجد کی نماز کا بیان)

رات کے اندھیرے میں نفل نماز پڑھنا

سوال[۱۰۶۰۹]: کیا نفل نماز اندھیرے میں پڑھنی درست ہے؟ مثلاً تہجد کی نماز مسجد میں یا گھر میں اندھیرے میں پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

حدیث شریف میں موجود ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رات کو دیکھا کہ بستر خالی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما نہیں ہیں تو تلاش کرتی ہوئی ہیں، اندھیرے میں مسجد میں آپ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد شریف کتب صحاح میں مذکور ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: فقدت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ليلة من الفراش فالتمسته فوقعت يدي على بطن قدميه وهو في المسجد وهما منصوبتان وهو يقول: اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك، وبمعافاتك من عقوبتك، وأعوذ بك منك لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك. (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود: ۱/۱۹۲، قديمي)

وسنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء في الركوع والسجود: ۱/۱۲۶، (رحمانيه)

وجامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب ماجاء في عقد التسبيح باليد: ۲/۱۸۰، سعيد)

الفصل الرابع في صلاة النفل بالجماعة

(نفل نماز کی جماعت کا بیان)

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جماعت کے ساتھ تہجد پڑھنا اور حضرت مجدد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس کو بدعت کہنا

سوال[۱۰۰۰۰] شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ، رمضان شریف میں تہجد و جمعۂ غیبہ کے ساتھ باجماعت ادا کرتے تھے۔ (اکابر کا رمضان)(۱)۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ تہجد کی جماعت کو بدعت کہہ کر سخت الفاظ سے اس کی تردید کرتے تھے۔ شاندار ماضی (۲)۔ مکتوبات ربانی (۳)۔

---

(۱) [illegible] عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں تہجد کے لئے تشریف لے جاتے جو وقت تہجد کی شروع ہونے سے دو ڈھائی گھنٹے پہلے ہوتا تھا سب حضرت نور اللہ مرقدہ کے پہنچنے سے پہلے، ورنہ پہلی رکعت میں شریک ہو جاتے۔ تہجد میں دو قرآن کا معمول تھا۔ ایک حضرت نور اللہ مرقدہ پڑھتے تھے اور دوسرے مولانا محمد جمیل صاحب۔ حضرت تہجد کے لئے تشریف لے جاتے وقت بہت اہتمام کرتے کہ آہٹ نہ ہو اور کسی کی آنکھ نہ کھلے، مگر اولوالعزم شاگرد ساتھ میں جا ہی جاتے۔ (اکابر کا رمضان، ملفوظات حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص ۵۴، مکتبہ الشیخ)

(۲) (علمائے ہند کا شاندار ماضی، حصہ اول، ص ۸۵، ۸۶، امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ، چند بدعتوں کی اصلاح قابل توجہ، ناشر مجلس تحفظ ختم نبوت پبلیکیشنز، گوجرانوالہ)

(۳) [illegible] نوافل کی جماعت [illegible] روایات سے ثابت ہے، [illegible] روایات سے ثابت ہے، [illegible] چنانچہ [illegible] مسجد میں نوافل کی جماعت جائز اور درست ہے، [illegible] اختلاف مشائخ ہے، [illegible] چہار [illegible] روایات [illegible] مکروہ [illegible] مکروہ [illegible] بدعت [illegible] مکروہ [illegible] ہے، [illegible] مکروہ [illegible] پسندیدہ [illegible] ہے، [illegible] مکروہ [illegible] ہے، [illegible] ہے، [illegible] ہے۔ (مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، دفتر اول، حصہ پنجم، ص ۳۷۰، ۳۷۱، باہتمام محمد خلیل صاحب، کارخانہ تجارت کتب)

تہجد کی جماعت کے بارے میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ

سوال[۱۰۴۱۱]: ۲... علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں رمضان شریف میں بھی صلوۃ تہجد و برائی جماعت سے [illegible] فرمایا ہے(۱)۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنی حدیث، فقہ میں گہری بصیرت کی بناء پر اگر تفرد اختیار فرمایا ہے تو اس کی وجہ سے ہمیں ان پر اعتراض کا حق نہیں، لیکن ان کے تفرد کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب نہیں بدلے گا، علاوہ ازیں بھی اس کے نظائر موجود ہیں کہ کسی دلیل سے انہوں نے کسی عمل کی گنجائش سمجھی۔

۲ یہی مذہب ہے(۲) اور حضرت مدنی [illegible] سے متعلق اوپر تحریر کیا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱ [illegible] ۱۴۰۰ھ

اوابین وتہجد کی نماز جماعت سے ادا کرنا

سوال[۱۰۴۱۲]: نوافل وبالخصوص رمضان شریف میں تہجد اور اوابین کو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے غیر رمضان نوافل کی جماعت علی التداعی مکروہ ہے، رمضان المبارک میں تراویح کی جماعت تداعی کے ساتھ، اور نفل (بعد مغرب یا آخر شب) وغیرہ سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/ ۲/ ۱۵ھ

---

(۱) [illegible] نوافل کی [illegible] سے ثابت ہیں مکروہ تحریمہ ہے۔ فتاویٰ میں لکھا ہے، اگر تداعی نہ ہو، تداعی سے چار آدمی مقتدی کا ہونا ہے، پس جماعت صلوۃ [illegible] مستثنیٰ ہے اور باقی سب مکروہ ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، باب امامت اور جماعت کا بیان، نوافل کی جماعت کا مسئلہ ص ۱۶۰ جدید)

(۲) سیأتي تخریجه تحت عنوان "اوابین وتہجد کی نماز جماعت سے [illegible]"

(۳) "والجماعة في النفل في غير التراويح مكروهة، فالاحتياط تركها في الوتر خارج رمضان، وعن

تہجد کی نماز باجماعت ادا کرنا

سوال[۱۰۷۳۳]: شریعت میں نماز تہجد کی اصل نوعیت کس پر ہے رمضان یا غیر رمضان میں؟ علی الاعلان یا بغیر اعلان تہجد کی جاوے؟ بہر حال سنت طریقہ یا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تہجد کی نماز سنت نہیں، البتہ یہ نفل ہے اس کی نہایت فضل کی جاوے(۱)، نفل نماز، رمضان غیر رمضان میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، علی الاعلان ہو یا بغیر اعلان کے(۲)، البتہ فقہاء نے اس کی تفصیل

= شمس الائمة: هذا فيما كان على سبيل التداعي، أما لو اقتدى واحد أو اثنان بواحد لايكره، وإذا اقتدى ثلاثة بواحد اختلف فيه، ولو اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقا ... هو في الفلاح، كتاب الصلاة باب الوتر والنوافل، ص ۳۱۲، قديمي)

ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدي أربعة بواحد كما في الدرر

قوله على سبيل التداعي) هو أن يدعو بعضهم بعضا كما في المغرب". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي ۲/ ۴۹۸، ۴۹۹، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۶۰۴، رشيديه)

وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، تتمات من النوافل، ص ۴۳۲، سهيل اكيدمي لاهور)

(ومن المندوبات ركعتا الفجر والقدوم منه، وصلاة الليل" (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/ ۴۴، سعيد)

"ومنها: قيام الليل، والأحسن فيه أكثر من أن تحصى (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، تتمات من النوافل، ص: ۴۳۲، سهيل اكيدمي لاهور)

وكذا في البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل ۲/ ۹۲، رشيديه)

(۲) "ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدي أربعة بواحد كما في الدرر

(قوله على سبيل التداعي) هو أن يدعو بعضهم بعضا كما في المغرب". (الدرالمختار مع =

ن ہے کہ رمضان میں اگر بغیر تراویح کے دو تین آدمی مل کر تہجد باجماعت پڑھیں تو اجازت ہے، ورنہ جماعت مکروہ ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

نوافل کی نماز باجماعت پڑھنا

سوال [۱۰۰۱۰]: صلوۃ سوف تراویح اور استسقاء کے علاوہ دیگر نوافل و تہجد کی باجماعت (اگر) مکروہ ہے، ابتدائی سے مراد چار آدمی مقتدی کا ہونا ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ میں مذکور ہے(۲)، یہ حکم رمضان اور غیر رمضان دونوں کے لئے ہے یا فقط غیر رمضان کے لئے؟ خصوصاً رمضان شریف میں تہجد واوابین کو باجماعت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اس تقدیر پر بدون اذان واقامت کے تہجد وغیرہ ونوافل کی جماعت مکروہ ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي: ۴۸/۲، ۴۹، سعيد)

"الجماعة في النفل في غير التراويح ومكروهة فالاحتياط تركها في الوتر خارج رمضان، وعن شمس الأئمة أن هذا فيما كان على سبيل التداعي. أما لو اقتدى واحد أو اثنان بواحد لايكره، واذا اقتدى ثلاثة بواحد اختلف فيه، وإن اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقا" (مراقي الفلاح، باب الوتر وأحكامه، ص: ۳۸۶، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۶۰۴/۱، رشيديه)

وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، تتمات من النوافل، ص ۴۳۲، سهيل اكيدمي لاهور)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۶۰۴/۱، رشيديه)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة التراويح، نوع آخر في المتفرقات ۶۷۰، ۵، زكريا القرآن كراچي)

(۱) راجع الحاشية المتقدمة آنفاً

(۲) والشروع على سبيل التداعي مكروهة (قوله على سبيل التداعي) بأن يقتدي أربعة فاكثر بواحد. (ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۲/۱، سعيد)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الامامة، ۲۶۰/۱، دار المعرفة بيروت)

لحواب حمداً ومصلياً:

ان في الجماعة بالتكرار مفاسد(١) منها تفويت تكبيرة الاحرام مع الامام وتفويت الصف الاول وتفويت القرب من الامام وتفويت سماع القراءة من الامام وتفويت الصف الاول من الجماعة الاولى وتفويت الجماعة الاولى من المسجد وتفويت الجماعة الاولى من المحلة وتفويت الجماعة الاولى من البلد وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الاعظم وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر وتفويت الجماعة الاولى من المسجد الذي تقام فيه الجمعة في اليوم الاول من الاسبوع في الشهر في السنة الاولى من العمر في القرن الاول من الهجرة في الدنيا في الكون في الزمان في المكان في الجهات في الاقطار في الاقاليم في الدول في القارات في العالم في الارض في السماء في الجنة في النار في الدرك الاسفل من النار في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى في الحطمة في الهاوية في الجحيم في السقر في لظى

جماعت بعض کے نزدیک بعض کے نزدیک واجب ہے بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے( )۔
دلائل سے نزدیک باجماعت ہے(۲)۔ دلائل میں اصل فرق واختلاف ہے، مضمون
مبارک میں تفصیل ہے(۳) محتاج مزید تفصیل ہے بغیر تفصیل(۴) جماعت کی خوش فہمی

رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ۱/۵۵۳، سعيد
وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۱۴۵، رشيدية

قال السعدي: وركعة مع الإمام كخمس في حق سقوط الفرض حتى لو صلى ذلك وكبر تكبيرة الإحرام قبل سلام الإمام ينال فضيلة الجماعة. تفسير كنز الدقائق، ۲/۲۹۳، دار البشائر الإسلامية

وهذه المسألة لا أولية في نفسها حتى تنبغي فيها مذهب الحنفية في أنها سنة مؤكدة قريبة من الواجب بحيث يكره تركها بلا عذر، وتسقط الفرضية بفعل البعض. بداية المجتهد ونهاية المقتصد، المقصد الأول في معرفة حكم صلاة الجماعة، المسألة الأولى في حكم صلاة الجماعة، ۲/۲۷۳، دار الكتب العلمية بيروت)

"(الجماعة سنة مؤكدة للرجال) قال الزاهدي: وهو الأصح لقوله ﷺ: من سمع المؤذن فقوله قال الزاهدي: يوهم أن القول بالسنية والقول بالوجوب لا أثر لهما في الحكم المترتب وليس كذلك، بل هما قولان في المسألة، وهو الصحيح، رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۵۵۲، سعيد

۲ وإن الحق ما يؤدي إليه الدليل بوصفه على ما شرع من الصلاة بالجماعة فما فعل المرء فقد فعله فقصور (كشف الأسرار على أصول البزدوي، باب يلقب ببيان صفة حكم الأمر: ۱/۳۲۶، ۳۲۷، قديمي)

"ثم الاداء نوعان أداء وقاصر، فالكامل مثل أداء الصلاة في وقتها بالجماعة". (أصول السرخسي، فصل الواجب بحكم الأمر، ص: ۴۱، قديمي)

وكذا في نور الأنوار، مبحث الأمر بحسب كون الأداء كاملا وقاصرا، ص: ۳۶، سعيد

۳ والجماعة فيها سنة على الكفاية في الأصح فلو تركها أهل مسجد سنوا لا لو تركه بعضهم (مراقي الفلاح، فصل في صلاة الجماعة، ص: ۲۰۲، قديمي)

۴ راجع رقم الحاشية ۲ ص ۲۰۲

ہے، دونوں میں یہ فرق ہے۔ گنجائش وگنجائش ہی کی حد تک رکھا جاتا ہے، اس کے اصل درجہ تک پہنچانے کی گنجائش نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۱ / ۷ / ۱۴۰۰ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب صلاة التراويح

(تراویح کی نماز کا بیان)

الفصل الأول في ختم القرآن في التراويح

(تراویح میں قرآن ختم کرنے کا بیان)

معوذتین کو وتر میں پڑھنے سے قرآن پاک تراویح میں ختم ہوگا یا نہیں؟

سوال[۱۰۴۱۵]: تراویح کی بیس رکعت کو سبوا الخ وہ خیں کرتے ہوئے ختم قرآن میں کر معوذتین چھوٹ جائے، تو ان کا نماز وتر اول دو رکعت میں ادا کرنا اور تیسری رکعت کے لئے "پارہ ۳۰" کا پڑھ شروع نیت مزید کلام اللہ ادا کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اس طرح قرآن کریم تو پورا ہو جائے گا، مگر تراویح میں پورا نہ ہوگا(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) وإذا فسد الشفع وقد قرأ فيه لا يعتد بما قرأ فيه، ويعيد القراءة ليحصل له الختم في الصلاة الصحيحة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ۱/ ۱۱۸، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، نوع آخر بيان القراءة في التراويح، ۱/ ۶۶۰، إدارة القرآن كراچی)

الفصل الثاني في الترويحة وتسبيحها

(ترویحہ اور اس کی تسبیح کا بیان)

ترویحہ سے متعلق ایک موضوع دعا

سوال [۔۔۔] بعض شیعہ مشہور اشتہاروں میں تراویح سے ترویحہ کو موضوع دعا کے عنوان سے

ملتمس ہے کہ حدیث صحیح یا ضعیف ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ خاموش بیٹھا رہے یا تنہا تنہا نفل پڑھتا رہے یا تسبیح پڑھتا رہے۔ حضرات صحابہ کا معمول تھا کہ وہ ہر چار رکعت کے بعد یا تو نفل پڑھتے تھے یا تسبیح پڑھتے تھے یا چار رکعت کے بعد کچھ دیر خاموش بیٹھتے تھے۔(۱)

وبحسن سنت سن کل بعد شدرها وكذا سن بحسنه وتوب ويحيون سن بتسبيح وقرءة وسكوت وصلاة فرادى

(قوله. وصلاة فرادى) وأهل مكة يطوفون وأهل المدينة يصلون أربعاً اهـ". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة باب الوتر والنوافل، مبحث صلاة التراويح ۲ ۴۶۲، سعيد)

وهذا نوا بهم محيون في حلة بحيوس سوا استحوا، وإن شاؤا قرؤا القرآن، وإن

علمات ذیل شامی میں منقول ہیں

"[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]"

شامی ج ۱ ص ۴۷۲ (۱)

جو طریقہ بہ تراویح کے بعد مسنون علمات اور اجتماعی دعا کا سوال میں تحریر ہے، وہ کتب شافعیہ مستندہ میں نہیں ہے، بعد خصوصی مقامات پر چند لوگوں نے غیر ثابت وغیرہ کی ترویدہ مخالفت کے ایجاد کیا ہے اور اس کو ثواب منتوں کی حیثیت سے ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰ / ۹۴ھ۔

تراویح میں ہر چار رکعت پر دعا

سوال [۱۰۴۰]: تراویح نماز میں چار رکعت کے بعد باجماعت کوئی دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

- [illegible] صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ، وان شاء قعد وسلم، وھی مکۃ تطوعون سبع وتصلون رکعتین، وھی المدینہ تصلون اربع رکعات فرادی (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ۲ / ۶۶، رشیدیہ)

وکذا فی تبیین الحقائق، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ۱ / ۲۰۲، دارالکتب العلمیہ بیروت)

وفی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح ۲ / ۶۶، سعید)

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ۲ / ۲۹۶، دار المعرفۃ بیروت)

۲ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحیٰ قط، وانی لأسبح سبحۃ الضحیٰ، وان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدع العمل وھو یحب أن یعمل خشیۃ أن یعمل بہ الناس فیفرض علیہم، وما سبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحۃ قط ولا قرأ القرآن فی لیلۃ ولا نام لیلۃ ولا مرض ولا اشتکی ولا رأیتہ قبلہ ولا بعدہ أتی ببدعۃ أحب إلیہ منہا أدام علیہا، وکان یصلی فی اللیلۃ أربع رکعات فلا تسأل عن حسنہن وطولہن، ثم یصلی أربعا فلا تسأل عن حسنہن وطولہن، ثم یصلی ثلاثا (صحیح

ہر ترویحہ کے بعد دعا

سوال [۱۰۹۱۸]: ہمارے یہاں بیس رکعت تراویح نماز میں پانچ مقام پر ختم قرآن ہوتا ہے یعنی چار رکعت نماز کے بعد ایک مقام ہوتا ہے اس کے بعد پھر آٹھ رکعت پڑھا جاتا ہے پھر ختم ہوتی ہے پھر باقی میں صرف بیس رکعت پر ختم ہوتی ہے اگر ہمارے یہاں بیس رکعت کے بعد دعا سے کہا جاتا ہے تو لوگ سے تیار ہو جاتے ہیں اگر ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ چار پر ختم کی مجھ دعا کرنا بدعت ہے یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے تو وہ لوگ جواب دیتے ہیں کہ بیس رکعت پر بھی حدیث سے ثابت نہیں ہے وہ بھی بدعت ہونی چاہیے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر چار پر بدعت ہے تو فرض سے بعد بدعت ہونی چاہیے یہ بھی حدیث سے ثابت نہیں ہے مگر ساری دنیا پر یہ دعا ہوتی ہے اگر چار پر ختم کی نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ہر ترویحہ کے بعد معلوم ہوتا ہے یہ بھی ختم کی نہیں سمجھتے تو بھی ترک دعا ہونی چاہیے بلکہ ہر ترویحہ کے بعد نہیں رہتے ہیں تراویح میں بیس رکعت نماز میں پانچ مقام دعا کرنا بدعت کیوں ہوگی؟ یہ بدقتی کے قائل ہے بینوا توجروا [اہل علم سے تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد باجماع دعا کرنے کا ثبوت اگرچہ حدیث سے نہیں ہے لیکن یہ بات اس پر صحابہ کا اور اس کا اتفاق (۱) اور بیس رکعت تراویح پوری پڑھنے میں جو [اس] عام [اور] پانچ ترویحوں

= البخاري، كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۳۵۰، قديمي

من احدث في الاسلام رايا لم يكن له من الكتاب ولا سنة صغير وحقير منقوض و مستصغر، فهو مردود عليه (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ۳۲۲ رقم الحديث ۱۰۰، رشيديه)

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۳۵۰، قديمي

من احدث في الاسلام رايا لم يكن له من الكتاب ولا سنة سند صغير وحقير، منقوض و مستصغر، فهو مردود عليه (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ۳۲۲ رقم الحديث ۱۰۰، رشيديه)

من صلى على ميت وجعد عرضا ولم يعلم بالرخصة فقد صلى منفردا من الاصل،

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible] صلی اللہ تعالیٰ [illegible] وسلم [illegible] انصرف من صلوٰۃ استغفر ثلاثا [illegible] اللھم انت السلام [illegible]

[illegible] (۱)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۱ ۔

- فكيف من أصر على بدعه أو منكر" [illegible] في صفة [illegible] صفة الصلاة، قبيل فصل في القراءة ۲ ۲۶۳، سهيل اكيدمى لاهور)

(۱) (صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته ۲۱۸، قديمى)

(وكذا في مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث ثوبان رضي الله تعالى [illegible] لعربي بيروت)

(۲) (مر في الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في صفة [illegible]

باب قضاء الفوائت

(قضاء نمازوں کا بیان)

اگر نماز قضاء ہوگئی تو قضا واجب ہے یا کفارہ؟

سوال [۱۰۰۱۵]: تکلیف کی وجہ سے چند سال کی نماز اور رمضان شریف کے چند روزے قضا ہوگئے، شرعاً ان دونوں کی قضا کا یا کفارہ ہونا چاہیے؟

سائل: عبد الستار کی

الجواب حامداً ومصلیاً:

کفارہ واجب نہیں، بلکہ قضا فرض ہے۔

"من فاتته صلاة فصلها [illegible] فصلها [illegible]

"ومن [illegible] في [illegible] ومن [illegible] فصلى" [illegible]

[illegible] (۲)

واللہ تعالیٰ اعلم، حررہ العبد محمود غفرلہ، ۲۶ / ۱۱ / ۱۴۰۱ھ

---

۱) ہندیہ، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ۱/۱۵۴، شرکت علمیہ ملتان)

"(ومن فاتته الصلاة) يعني عن غفلة أو نوم أو نسيان (قضاها كما فاتته) وكذا لو تركها عمدا [illegible] في سرح الكنز، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ۱/۹۶، فارسی

"كل صلاة فاتت عن الوقت بعذر وجوب فيه يلزمه قضاؤها سواء ترك عمداً أو سهواً أو بسبب نوم، وسواء كانت الفوائت كثيرة أو قليلة" الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ۱/۲ رشيديه

۲) ہندیہ، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء والکفارۃ، ۱/۲۲۰، شرکت علمیہ

کیا قضائے عمری میں وقت کی رعایت ضرورتاً ہے؟

محور حامداً ومصلیاً:

اشراق اور تہجد میں قضائے عمری کی نیت کرنا

سوال [۶۰۲۲] ایک صاحب کہتے ہیں کہ تہجد کے وقت تہجد کی نماز سے پہلے قضائے عمری پڑھیں تو قضائے عمری کے ساتھ تہجد کی نماز کا بھی ثواب ہے اور اسی طرح اشراق کی نماز سے پہلے قضائے عمری پڑھیں تو قضائے عمری کے ساتھ اشراق کی نماز کا بھی ثواب ہے کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے یا غلط قرآن و حدیث سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قضا شدہ وفرض نمازوں کا پڑھنا تہجد اشراق وغیرہ سے پہلے ادا کرنے سے تہجد واشراق کا بھی ثواب ہے(۱)۔ [تتمہ عبارت میں عبارت کا ثواب ہوتا ہے(۲)۔ فقط

لاستحق قضاء الفوائت ذی وقتها من الفوائت لان سنة الوقت [الدر المختار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت ۲/۶۶ سعيد

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت ص ۶۰۰ قديمي

وكذا في فتاوى الهنديه، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت ۱/۱۲۱ رشيديه

۲۔ عن عيسى رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ... ذكر الليلة من شعبان، فقوموا ليلها وصوموا يومها فان الله تعالى ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا، فيقول الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا مبتلى فاعافيه، الا كذا الا كذا، حتى يطلع الفجر ... ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في قيام شهر رمضان، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ص ۹۹، قديمي

"ويستحب احياء ليلة النصف من شعبان لانه يكفر ذنوب السنة

وعن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: سمعت رسول الله يقول ... يسح الله تعالى في ربع الليل سحاً" فذكر منها ليلة النصف من شعبان، ولا بها ليلة الاحاديث ... روى عن عمر رضي الله تعالى عنه قال: "حسن ليال لا يرد فيهن الدعاء ليلة الجمعة، وأول ليلة من رجب وليلة النصف من شعبان وليلة العيد ... الخ". (امداد الفتاح كتاب الصلاة، فصل في بحث المسجد وصلاة الضحى وتحية المسجد ص ۴۴۳، دار احياء التراث العربي بيروت

۱ سد قدس سرہ۔

حررہ عبدہ محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ومن المسنونات رکعتا السفر واجبۃ علی العدد والنصف من شعبان

قولہ والنصف من شعبان، عطف علی لیلۃ بتقدیر مضاف ای واحیاء لیلۃ النصف من شعبان

لمصنفہ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل ص۲۸۰

ز سعید

فصل في فدية الفوائت

(قضاء نمازوں کے فدیہ کا بیان)

مرض الوفات میں حواس باقی نہ رہنے سے فدیہ کا حکم

سوال[۱۰۴۲۲]: مرض الموت میں [illegible] فدیہ دلایا جائے گا یا نہیں، بیان فرمائیں؟

[illegible]

[illegible]

ایک دن رات میں چھ نمازوں کا فدیہ

سوال[۱۰۴۲۳]: دن رات میں کتنی نمازوں کا فدیہ دیا جائے گا؟ اور کس [illegible]

عن ابن عباس في [illegible] صلى الله عليه وسلم عن صلى صلاة بغير وضوء فليعد وضوءه وليعد صلاته. فلم يقض ما فاته واسقبل" كذا في نصب الراية". (إعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب السغمى عليه ۷ ۱۹۱، إدارة القرآن كراچی)

"قال العلامة الحصكفي. (ومن جن أو أغمي عليه) ولو بمرة من سبع أو آدمي (يوماً وليلةً، قضى الخمس ولو فوائت وقت صلاة) مؤداة (لا) للحرج ولو [illegible] (الدرالمختار، باب صلاة المريض ۲ ۰۰ سعيد

"(قوله. وعليه صلوات فائتة [illegible] لم يكن يقدر على أدائها ولو بالإيماء، فيلزمه الإيصاء بها، وإلا فلا يلزمه وإن قلت" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۲ ۷۲، سعيد)

محمود حامداً ومصلیاً:

(۱) فدیہ واجب ہونے کی نماز کا فدیہ دیا جائے گا (۲) مستقل نماز ہے (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حبیب محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

ولو صلى وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر

قوله وكذا حكم الوتر لأنه فرض عملي عنده خلافهما در المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في إسقاط الصلاة عن الميت ۲/ ۶۰۲، ۳ ش، سعيد

وصلى وعليه صلوات فائتة، وأوصى بأن يعطى كفارة صلاة، يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر، ولو نصف صاع من غير البر الواني، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت ۲/ ۶۰۲، سعيد

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت ۱/ ۱۲۵، رشيديه

باب سجود السہو

(سجدہ سہو کا بیان)

کیا سجدہ سہو کے لئے دو سجدوں کا ہونا ضروری ہے؟

سوال [۴۲۲۲] امام صاحب سے غلطی ہوئی، سجدہ سہو واجب ہوگیا، مثلاً: چار رکعت والی نماز میں امام صاحب نے غلطی سے دو رکعت پر ایک طرف سلام پھیر دیا، تو مقتدیوں نے ٹوک دیا اور پھر امام صاحب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے، قعدہ اخیرہ میں سجدہ سہو سے پہلے تشہد کے بعد التحیات اور درود شریف پڑھ کر امام صاحب نے ایک طرف سلام پھیر دیا، مقتدیوں نے بتلایا کہ امام صاحب! سجدہ سہو میں دو سجدے ہوتے ہیں، آپ نے صرف ایک سجدہ کیا، جواب میں امام صاحب نے سجدہ نہ کرنے کا عذر پیش کیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ امام صاحب کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی نماز میں دو بار سجدہ سہو نہیں کرنا چاہیے، ترک واجب کی وجہ سے جب سجدہ سہو واجب ہو تو اس میں دو سجدے کرنے سے یہ سجدہ ادا نہیں ہوتا۔

[illegible]

[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

---

(۱) البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو ۲/ ۹۲، ۹۳، (بتصرف)

"إذا سها المصلي بزيادة أو نقصان سجد للسهو سجدتين بعد التسليم" (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب سجود السهو ۱/ ۲۰۹، مكتبه عصريه كوئته.

سورۂ فاتحہ میں ایک دولفظ چھوٹنے سے سجدہ سہو کا حکم

سوال[۵۰۲۲]: امام سے نماز فرض پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ میں ایک لفظ چھوٹ گیا، تو سجدۂ سہو سے نماز ہوئی یا نہیں؟ شوہر نے تین آیت صحیح پڑھ لی، "[illegible]" چھوٹ گیا یا "صراط [illegible]" ایک چھوٹ گیا، قعدہ دینے سے نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ یا سورۂ فاتحہ نماز کی پہلی دو رکعت میں فرض ہے یا واجب ہے؟ سجدۂ سہو سے یا قعدہ دینے سے [illegible] کا قعدہ دینے سے نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سورۂ فاتحہ میں پہلی یا دوسری رکعت میں امام سے ایک دولفظ چھوٹ گیا، اور مقتدی نے قعدہ دیا، اور امام نے اس کو پڑھا دیا یا قعدہ نہیں دیا، امام نے سجدۂ سہو کر لیا، تو نماز ہوگئی (۱)۔ پہلی اور دوسری رکعت فرض نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۱۴۰۱ھ۔

---

۱ (وكذا في الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۷۷، ۸۰، سعيد)

۱ ولو ظن الإمام سهو فسجد له فتابعه، فبان لا سهو، فالاشبه الفساد لاقتدائه في موضع الانفراد (قوله: فالاشبه الفساد) وفي الفيض: وقيل لا تفسد وبه يفتى. وفي البحر عن الظهيرية قال لفقيه أبو الليث: في زماننا لا تفسد؛ لأن الجهل في القراء غالب". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، قبيل باب الاستخلاف: ۱/۵۹۹، سعيد)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في سجود السهو، ۴۶۵، ۴۶۶، سهيل اكيدمى لاهور)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر في سجود السهو، نوع آخر في المتفرقات ۲۳۰۔ ادارة القرآن كراچى)

۲ وهي على ما ذكره اربعة عشر (قراءة فاتحة الكتاب) فسجد للسهو بترك أكثرها لا أقلها (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۱/۵۱۲، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۵۱۲، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان واجب الصلاة، ص ۲۲۱ قديمى)

صرف ایک رکعت میں سورۃ پڑھنے کا حکم

سوال[۱۰۴۲۶]: مغرب کی دو سنتوں کے اندر میں نے پہلی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی اور ضم سورہ بھول کر رہ گیا، لیکن دوسری رکعت میں الحمد اور سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ دونوں قرأتیں کیں اور اس کے بعد سجدۂ سہو کرکے نماز ختم کی۔ اب بتلایئے میری نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز ہوگئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۲/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

قرأت میں کوئی لفظ چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کا حکم

سوال[۱۰۴۲۷]: امام نے نماز پڑھتے ہوئے کوئی لفظ چھوڑ دیا، مقتدی نے تنبیہ کی، امام صحیح پڑھنے لگا، کوئی لفظ چھوٹا نہیں، ایسی حالت میں امام کو سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "قال الإمام الكاساني رحمه الله تعالى: منها قراءة الفاتحة والسورة في صلاة ذات ركعتين، وفي الأوليين من ذوات الأربع والثلاث، حتى لو تركهما أو أحدهما، فإن كان عامدا كان مسيئا، وإن كان ساهيا يلزمه سجود السهو". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان الواجبات الأصلية في الصلاة ۱/۲۹۱، ط: الكتب العلمية بيروت)

"فلو لم يقرأ شيئا مع الفاتحة أو قرأ آية قصيرة لزمه السجود". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو ۲/۱۶۶، رشيديه)

ولو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهو، وكذا لو قرأ مع الفاتحة آية قصيرة كذا في التبيين". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱/۲۰۲، رشيديه)

(۲) "ولا يجب السهو إلا بترك واجب، أو تأخيره، أو تأخير ركن، أو تكراره، أو تغيير واجب من يجهر

حررہ عبدمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب درست ہے سید مہدی حسن غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین حنفی عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳ ۳ ۸۶ھ۔

تیسری چوتھی رکعت میں صرف بسم اللہ پڑھنا

سوال [۱۰۰۲۸]: اگر فرض نماز میں تیسری یا چوتھی رکعت میں صرف بسم اللہ یا پوری تسمیہ پڑھی، پھر یاد آیا کہ رکوع کرنے سے پہلے سورت یا رکعت میں رکوع کیا تو سجدہ سہو کرنا چاہیے یا نہیں؟

بجواب حامداً ومصلیاً:

فرض تیسری یا چوتھی رکعت میں فاتحہ سورت فاتحہ پڑھنے سے پہلے اگر بسم اللہ پڑھی ہے تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

بھول کر رکوع میں جانا اور پھر کھڑے ہوکر قنوت پڑھنا اور رکوع کرنا

سوال [۱۰۰۲۹]: جب کہ امام رمضان میں وتر پڑھا رہا ہے اور تیسری رکعت میں رکوع سے قنوت بھول کر یاد آیا اور رکوع سے اندر چلا گیا، یعنی خوب جھک گیا اور بہت مقتدیوں نے اللہ اکبر کا تکبیر کہا اور اب امام قنوت

= فيما يخافت، وفي الحقيقة وحوبه بشيء واحد، وهو ترك الواجب كذا في الكافي" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في سجود السهو، ۱: ۱۲۶، رشيديه)

وكذا في الجمع الكبير كتاب الصلاة، فصل في سجود السهو، ۴۵۵، سهيل اكيدمي لاهور)

وكذا في حاشيه الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص ۳۶۰، قديمي

(۱) "ولا يجب السهو الا بترك واجب، أو تأخيره، أو تأخير ركن، أو تكريره، أو تغيير واجب لم يجبر فيما يخافت، وفي الحقيقة وجوبه بشيء واحد، وهو ترك الواجب كذا في الكافي" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في سجود السهو: ۱ ۱۲۶، رشيديه)

وكذا في الجمع الكبير، فصل في سجود السهو، ۴۵۵، سهيل اكيدمي لاهور)

وكذا في حاشيه الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص ۳۶۰، قديمي

لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور تکبیر کہی اور دعائے قنوت پڑھی اور پھر رکوع میں چلا گیا، وہ وتر ہوئے ہیں یا نہیں؟ مفصل جواب دیجئے اور کتاب کا حوالہ دیجئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

دعائے قنوت بھول کر جب امام رکوع میں چلا گیا تھا تو اس کو لوٹنا نہیں چاہئے تھا، تاہم اب دوبارہ دعائے قنوت پڑھی، پھر دوبارہ رکوع کی ضرورت نہیں تھی، اگر رکوع دوبارہ کرلیا تب بھی نماز صحیح ہوتی، بشرطیکہ سجدہ سہو کر لیا ہو، اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو واجب ہے۔

[illegible]

یرتفض به الفرض، ويسجد للسهو على كل حال اه" صحصاوي، ص: ۲۵۰(۱). فقط والله تعالى اعلم.

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

دعائے قنوت کا بھول جانا

سوال[۱۰۶۳۰]: یا وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا بھول جانے پر رکوع میں یاد آجائے، تو پڑھ کر سجدہ سہو کر سکتے ہیں یا بغیر دعائے قنوت پڑھے ہی سجدہ سہو کر لینا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہی صورت میں بغیر دعائے قنوت پڑھے ہی سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۹/ ۸۹ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ۲۵۰، قديمي

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۹/۲، ۱۰، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۷۵/۲، رشيديه)

(۲) "لو تذكر القنوت في الركوع، فإنه لا يعود، ولا يقنت فيه لفوات محله . ويسجد للسهو على كل

قعدہ اولی ترک ہوا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

سوال[۱۰۴۳۱]: عشاء کی نماز میں امام نے قعدہ اولی سہو نہیں کیا اور اکثر مقتدیوں نے تشہد پڑھ لیا، جب امام رکوع میں گیا، تو کچھ رکوع میں جا ملے، بہر حال بعد میں امام نے سجدہ سہو کرکے نماز پوری کرائی، تو اس صورت میں امام کی نماز ہوئی یا نہیں؟ امام کہتا ہے کہ میرا اس پر یقین ہے کہ قعدہ اولی سہو فوت ہوا ہے اور اس لئے میں نے سجدہ سہو کیا ہے اور نماز پوری پڑھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سب کی نماز ہوگئی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۷/ ۸۵ھ۔

مقتدی کا قعدۂ اولیٰ سہواً ترک کرنا

سوال[۱۰۴۳۲] جماعت میں قعدۂ اولیٰ کے وقت ایک آدمی سہواً سجدہ سے کھڑا ہوگیا، جب تک

= حال، لترک الواجب أو تاخيره". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب سجود السهو، ص: ۴۲۰، قديمي)

"وسببها القنوت فإذا تركه يجب عليه سجود السهو، وتركه يتحقق برفع رأسه من الركوع". (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/ ۱۲۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في سجود السهو، ص: ۴۲۱، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۱) "عن عبدالله بن بحينة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قام من اثنتين من الظهر ولم يجلس بينهما، فلما قضى صلاته، سجد سجدتين، ثم سلم بعد ذلك". (صحيح البخاري، كتاب السهو، باب ما جاء في السهو إذا قام من ركعتي الفريضة: ۱/ ۱۶۳، قديمي)

"(سها عن القعود الأول من الفرض، ثم تذكره، عاد إليه، وتشهد، ولا سهو عليه في الأصح ما لم يستقم قائما في ظهر المذهب وهو الأصح، وإلا، أي وإن استقام قائما لا، وسجد للسهو

(قوله في ظهر المذهب إلخ) مقابله في الهداية إن كان إلى القعود أقرب، عاد ولا سهو عليه في الأصح، وإلى القيام أقرب فلا وعليه السهو، وهو مروي عن أبي يوسف رحمه الله تعالى، واختاره مشايخ بخارى وصححه قاضيخان". (البحر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/ ۱۳، ۱۴، سعيد

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/ ۱۰۱، رشيديه)

امام نے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھی، یہ شخص کھڑا رہا، پھر امام کے کھڑے ہونے پر رکوع بھی امام کے ساتھ کیا، وہ قعدۂ اولیٰ نہیں کیا، تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کی نماز درست ہوئی۔ قعدۂ اولیٰ ترک ہوا، مقتدی سے ہو ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم نہیں(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲-۱۰-۱۵ھ۔

دو رکعت والی نماز میں بجائے قعود کے قیام کرنا

سوال[۱۰۴۳۳]: نماز تراویح یا کوئی نماز جو دو رکعت والی ہو، اس میں اگر کوئی بجائے قعود کے کھڑا ہوجائے، پھر اس کو لوٹایا جائے، یا وہ خود لوٹ جائے، تراویح یا دیگر دو رکعت والی نماز میں یہ صورت پیش آئی ہو، اس صورت میں سہو لازم ہے یا نہیں؟ اور اگر لازم ہے اور نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب دو رکعت والی نماز میں دو رکعت پوری ہونے پر قعدہ نہیں کیا، بلکہ بھول کر کھڑا ہوگیا، پھر از خود یاد آگیا یا کسی مقتدی کے قہقہہ دینے سے یاد آیا اور بیٹھ گیا تو سجدۂ سہو کرکے نماز پوری کرے، ورنہ اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔

"وإن سها عن القعود الأخير حتى قام إلى ركعة سجد للسهو

وسهوه بتأخير القعود"، در مختار

"فإن عاد إلى القعود لأخير أو قعد في الرابعة وقبل أن يقيد الخامسة

---

(۱) "وإنما لم يلزم المأموم سهو نفسه، لأنه لو سجد وحده كان محلًا لإمامه، ولو سجد في آخر صلاة الإمام بعد سلام الإمام يخرج من الصلاة بسلام الإمام، لأنه سلام عمد ممن لا سهو عليه"

(البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۱۷۷، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۸۲، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، باب سجود السهو: ۱/۳۱۲، دار المعرفة بيروت)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۹/ ۱۹ھ۔

سجدہ سہو واجب نہ ہونے کی صورت میں سجدہ سہو کرنا

سوال[۱۰۴۳۴]: ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، قعدات میں جہل یا غلطی سے پہلے یا آخر میں سجدہ سہو بھی یا، جب کہ سجدہ سہو واجب ہی نہیں تھا، ایسی حالت میں یہ ایک فعل زائد ہوا، تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز درست ہوگی۔

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، باب سجود السهو ۲/ ۱۵۲ سعيد،

"وإن لم يقعد على رأس الرابعة حتى قام إلى الخامس إن تذكر قبل أن يسجد للخامسة عاد إلى القعدة هكذا في المحيط، وفي الخلاصة: ويتشهد ويسلم ويسجد للسهو كذا في الدر المختار"

الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، الفصل الثاني عشر في سجود السهو ۱/ ۱۲۹، رشيديه،

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو ۲/ ۱۰۰، رشيديه

۲ الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة ۱/ ۴۵۲، سعيد)

"وحكم الواجب استحقاق العقاب بتركه عمداً وعدم كفر جاحده وسجود السهو يجب بتركه وبزيادة سجود السهو يسقط الصلاة بتركه سهواً، والعدد بتركه عمداً وسقوط الفرض يقتضي أنه يسجد ولم يعد" هو في الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان واجب الصلاة، ص ۲۰۹، قديمي

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ۱/ ۵۱۰، رشيديه

"ولو صلى الإمام السهو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والله تعالى أعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۱/ ۹۶ھ۔

غلطی سے سجدہ سہو کرنے کی صورت میں نماز کا حکم

سوال[۵۰۳۵] | نماز میں اپنی غلطی ہوئی جس سے سجدہ واجب نہیں ہوتا، نماز میں ہوا مجھ کو سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ نماز نہیں ہوئی، نماز لوٹانی چاہئے، اس لئے اعادہ کیا یا ارکان صحیح سے پڑھے سے مطابق نماز نہیں ہوئی اور یہ بات نماز کے بعد معلوم ہوئی، تو کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں تھی، سب کی نماز ہوگئی ہے۔

[illegible] والله تعالى أعلم۔

[illegible] ۲۵/ ۶/ ۹۱ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۶/ ۹۱ھ۔

---

(۱) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۹۹، سعيد)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في سجود السهو، ص: ۴۶۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الفصل التاسع عشر في سجود السهو وفي غيره، النوع الرابع في المتفرقات: ۱/ ۴۳۳، إدارة القرآن كراچی)

(۲) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۹۹، سعيد)

سجدۂ سہو بھول سے رہ گیا

سوال [۱۰۹۳۶] ا۔ سجدۂ سہو بھولے سے رہ جائے تو نماز کے بعد معلوم ہوا تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ ۲۔ اور اعادہ ضروری ہے تو تمام نمازوں میں یا خاص ظہر وعشاء کی نمازوں میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ سجدۂ سہو بھولے سے رہ جائے اور وقت کی نماز کے خلاف نہ ہو، کچھ دیر بعد آئے تو سجدۂ سہو کرکے نماز پوری کرلے اور نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، اور وقت کی نماز میں سجدۂ سہو بھولنے کے اس مسئلہ میں ظہر وعشاء کی تخصیص نہیں، فجر، عصر، مغرب کا بھی یہی حکم ہے۔ کتب فقہ درمختار وغیرہ میں تفصیل مذکور ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

بغیر سلام پھیرے نماز کو ختم کرنا

سوال [۱۰۹۴۳] ا۔ کوئی امام کسی فرض نماز میں آخری قعدہ میں بغیر کسی طرف سلام پھیرے ہوئے

---

(۱) وكذا في الحبي الكبير، فصل في سجود السهو، ص ۲۶۵، سهيل اكيدمي لاهور

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر في سجود السهو نوع آخر في السهو وقت ۲۳۵، ادارة القرآن كراچي)

ومن عليه سجود السهو يخرجه من الصلاة خروجا موقوفا ان سجد عاد لتمام وإلا لا ولو نسي سجود السهو وسجدة صلبية او تلاوية يلزمه ذلك متى عاد في المسجد

(قوله: إن سجد عاد الخ) أفاد أن معنى التوقف أنه يخرجه منها من كل وجه على احتمال أن يعود إلى حرمتها بالسجود بعد خروجه منها، ولهم فيه تفسير آخر وهو أنه قبل السجود يتوقف على ظهور عاقبته، إن سجد تبين أنه لم يخرجه، وإن لم يسجد تبين أنه خرجه من وقت وجوده (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو ۲/۸۹-۹۱، سعيد)

وإن سلم سهوا لتقطع من وجب عليه السهو فيه في الصلاة بسجود السهو وإلا لا عندهما وهو الأصح وعند محمد وزفر رحمهما الله تعالى هو فيه وإن لم يسجد (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، فصل ۱، سهو الإمام يوجب عليه وعلى من خلفه السجود: ۱/۱۲۹، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۱۹۰، ۱۹۲، رشيديه)

مانع شروع کرے اور امام کے ختم پر مصلی نے اٹھ جانے متقدیوں نے جواب امام سے پوچھا آپ نے بغیر کسی صرف امام پیچھے سے مانگی دیا نماز ہوئی" امام صاحب نے جواب دیا نماز ہوئی۔ امام صاحب ایک عالم ہیں، اس لئے براہ کرم واضح جواب سے تحریر جواب ارسال فرمائیں، یا واقعی نماز بغیر امام پیچھے سے ہو جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز سے فارغ ہونے پر امام کا جب تک کہ قعدۂ اخیرہ میں مذکور ہے (۱) بقدر جب امام کو سہو ہوا ہو اور سجدۂ سہو کر لیا ہو اور سجدۂ سہو نہیں کیا یا جب مقتدی کو سہو ہوا ہو اور امام نے سجدۂ سہو کر لیا یا نہیں کیا (۲)۔

تنبیہ اگر فارغ نماز پر امام کو سہو ہوا ہو اور مقتدی کو نہ ہوا ہو تو مقتدی پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲ / ۱۱ / ۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) "وبلفظ السلام مرتبن، فالثاني واجب على الأصح يؤمر به كل مصل عليه

قوله وبلفظ السلام فيه إشارة إلى أن اللفظ حتى لا يفوته مقتد ولو كان مسبوقا حيث كان قدر عليه" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب واجبات الصلاة، ۱ / ۴۶۱، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱ / ۳۲۵، رشيديه

وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱ / ۱۳۳، مكتبه عقاريه كوئته

(۲) "وإن ترك واجبا لا تفسد بتركه وتعاد وجوبا في العمد والسهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها يكون فاسقا أثما" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۱ / ۴۵۶، سعيد)

"فلا تفسد الصلاة بتركه عمدا أو ساهيا بل يجب عليه سجود السهو في السهو حتى يسقط ليحصل بتركه سهوا، والإعادة في العمد والسهو إذا لم يسجد ليكون مؤديا على وجه لا يسقط عنه، فإذا لم يعدها كانت مؤداة إذا مكروها كراهة تحريم، وهذا هو الحكم في كل واجب تركه عمدا أو ساهيا" (بحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱ / ۵۰۲، رشيديه

وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان واجبات الصلاة، ص ۲۰۵، قديمي

(۳) "وفي قوله بلفظ السلام إشارة إلى أن لا يسلم به المسبوق ويسن أن يسلم به واجب وسنة على المختار" (بحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱ / ۵۲۵، رشيديه

وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱ / ۱۳۳، مكتبه عقاريه كوئته) —

سجدہ سہو کے بعد امام کے ساتھ شریک ہونا

سوال[۱۰۴۳۸]: ایک آدمی جو [illegible] کے ساتھ شریک ہوا، کیا اس کی یہ اقتدا [illegible] صحیح ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ اقتدا صحیح ہے، سلام امام کے بعد دوبارہ [illegible] (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۷/۸۵ھ۔

نماز میں غلطی پر متنبہ کرنا

سوال[۱۰۴۳۹]: [illegible] ہو، معلوم ہو جائے، جو خود اس کو معلوم ہوا، وہ [illegible] کہہ دیتا ہے، کیا اس کا یہ کہنا [illegible] ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

[illegible]

= (وكذا في البهر الفائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۱۹۹، رشيديه)

و [illegible] يسجد مع إمامه فيما يقضي [illegible] كل السهو قبل الاقتداء و بعده، ثم يقضي ما فاته

(قوله: والمسبوق يسجد مع إمامه) قيد بالسجود؛ لأنه لا يتابعه في السلام، بل يسجد معه و [illegible] فيما يقضي [illegible] كل السهو قبل الاقتداء و بعده؛ لأن [illegible] الصلاة ومن يقضي [illegible] لإمام و جد منه قبل بنائه في سجود [illegible] في الأخرى ولا [illegible] يقضي فيما يقضي كالأولى كما [illegible] و قبل بعده [illegible] مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۸۲، ۸۳، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۱۷۵، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱/۱۴۷، دار الكتب العلمية بيروت)

باب سجود التلاوة

(تجوید وتلاوت سے احکام وبیان)

نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ بھول جانے کا حکم

سوال[۱۰۰۰۰]: امام نے فرض نماز جماعت میں بحالت قرأت سجدہ تلاوت والی آیت پڑھی اور سجدہ تلاوت نہیں کیا اور نہ سجدہ یاد آیا، سلام پھیرا، سلام پھیرنے کے بعد [illegible] تو سجدہ کس طرح امام کو ادا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آیت سجدہ جب نماز میں پڑھی تو نماز ہی میں سجدہ تلاوت کرنا چاہیے(۱)، اگر بھول گیا تو نماز ختم کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے پر سجدہ کرے(۲)، [illegible] قضا کرنے کا وقت نہیں

قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالي رحمه الله تعالى: [illegible] وعلى التراخي إن كانت غير صلاتية

قال الشيخ السيد احمد الطحطاوي رحمه الله تعالى: [illegible] وظاهره أنه لو أخر إلى ركعة أخرى ثم تلاها [illegible] الطحطاوي مع نور في الفلاح باب سجود السهو، ص: ۴۷۹، قديمي)

"وإن سجد وهو في الصلاة فوقتها فورها للصلاة، للأمر بالركوع في الصلاة على الفور، وهو أن لا تطول المدة بين التلاوة وبين سجدة قدر ما لو كانت فعلت فيه ركعة في غير الفجر والجمعة وصار شارعا بعد الوقت" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في سجدة التلاوة، فصل في بيان وقت أدائها: ۱/۷۵۳، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/۲۱۱، رشيديه)

۲ "وتقضي إذا نسي سجدة التلاوة في موضعها ولم يذكرها في الركوع أو السجود أو في القعود، قدر ما

رنے کا استغفار [illegible] (۱) ... ریں نماز کا بھی اعادہ کیا جائے تاکہ نماز کامل ہو جائے، نقصان باقی نہ رہے۔

... مدقق علم۔

... عبدالمومن غفرلہ، ... علوم، دیوبند، ۲۱/ ۹۲ھ۔

... عبدالحق عبدالحق مدنی، ۱۸/ ۲/ ۹۲ھ۔

ایک آیت سجدہ کو بار بار پڑھنا

سوال [۱۰۰۰۰]: اس بارے میں حکم شرعی سے مطلع فرمادیں

الف: ... یہ معلم صاحب علم کو سجدہ کی آیت پڑھاتے ہیں، آیت کو خود بھی پڑھتا ہے اور صاحب علم سے سنتا بھی ہے، تو کیا معلم صاحب علم ہر دو کو دو دو سجدے کرنا ہوں گے، ایک پڑھنے کا، دوسرا سننے کا، یا صرف ایک ایک۔

ب: ... مدرسہ میں کسی صاحب علم کو سجدہ کی آیت بار بار پڑھائی، پھر دوسری تعلیمات میں مشغول ہوئی، پھر اس صاحب علم کو وہ آیت یاد آئی، اسی طرح متعدد وقتوں کے بعد متعدد اوقات میں آیت سجدہ کی تعلیم جاری

= يحرلها سجدة، ثم تعود إلى ما كان ويعيده استحساناً، ولو لم يعد جازت صلاته" (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة: ۱/ ۱۳۳، رشيديه)

"ولو أخر سجدة التلاوة عن موضعها أو السجدة الصلبية كان عليه السهو" (خلاصة الفتاوى، كتاب الصلاة، الفصل السادس عشر في السهو في الصلاة: ۱/ ۱۷۹، امجد اكيڈمی لاهور)

(وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/ ۱۶۷، رشيديه)

... وفي الدر: ولو لم يسجد ثم قرأ سورة

... قوله ولو لم يسجد إلخ، أفاد أنه لا يقضيها. قال في شرح المنية: وكل سجدة وجبت في الصلاة ولم تؤد فيها سقطت، أي لم يبق لوجوبها مشروعا لعوارض محنه (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة: ۲/ ۵۰۱، سعيد)

... قوله لأنه لم يؤد الواجب ولم يمكن قضاؤها، وفيه يقرر الإثم على المكلف والمحرج له عند الشيخين كما مر (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة: ۱/ ۳۲۵، دار المعرفة بيروت)

وكذا في الحلبي الكبير (الفروع حرج الصلاة، ص: ۵۰۱، سهيل اكيڈمی لاهور)

[illegible] کی حالت میں یا قنوں کی تعداد کے برابر سجدے کرنا ہوں گے؟

(۲) مسلسل ایک ہی آیت، آیت سجدہ کی تعلیم یا تلاوت کرتا رہا مقتدی ہو تو کتنے وقت تک کے لئے ایک ہی سجدہ (یا بصورت تعلیم کرنا ہوں گے) تو وہ سجدہ کب ثابت ہوگا بعد فراغت تعلیم یا مقتدی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) اگر ایک ہی مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص پر بار بار سجدہ کی آیت یا ایک آیت کے تکرار سے ایک ہی سجدہ تلاوت واجب ہوگا (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۱/۲۶ھ۔

---

(۱) "ولو كرره في مجلس تكررت وفي مجلس واحد لا تتكرر إن اتحد وإلا لا وهذا ظاهر لأن الظاهر أن الثاني لا يقصد استئناف سبب آخر بل تأكيد الأول فجعلناها على التداخل دفعا للحرج بشرط اتحاد المجلس". (الدرالمختار)

قوله إن اتحد وإلا لا بأن تكرر الخ الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كما يأتي قوله دفعا للحرج لأن في إيجاب السجدة لكل تلاوة حرجا خصوصا للمعلم والمستمع وهو مبني على الأخف. بحر. قوله بشرط اتحاد المجلس أي بأن يكون السكرر منه في مجلس واحد، فلو تلا بيت في مجلس واحد أو آية واحدة في مجلس فلا، بحر ولم يشترط اتحاد السامع لأنه لو كان المسموع فيهما واحدا لكن السامع متعددا فعلى الأول تتحد الآية والمجلس لا تتكرر الوجوب، وإن اجتمع التلاوة والسماع ولو من جماعة، فعلى الثاني لا تتكرر، ولو اجتمع سببا الوجوب وهما التلاوة والسماع من ثلاثة بعضهم سمع والبعض كرر تجب ثلاثة في الأولى سمع من كرر ومن كرر تجب اثنتان في الثانية، فعلى هذا لو قرأها جماعة وسمعها بعض من بعض كفتهم سجدة واحدة (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة: ۲/ ۱۱۴، ۱۱۵، سعيد)

وكذا في الحسي لكن تتحد فيما يكره من القرآن في الصلاة ولا تكرر وفي سجدة تلاوة، ص: ۵۰۲، ۵۰۳، سهيل اكيدمي لاهور)

(وكذا في حاشية الطحطاوي مع مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ص: ۴۹۳ قديمي

آیت سجدہ پڑھ کر کیا ناواقف کو بتانا چاہیے؟

سوال[۱۰۰۰۰] [illegible] آیت سجدہ سنتے ہیں [illegible] بتانا
[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] بتانا چاہیے(۱) [illegible]

[illegible] دارالعلوم دیوبند

[illegible] ۱۹ [illegible]

سجدہ تلاوت کے لئے رکوع میں نیت کرنا

سوال[۱۰۰۰۳] [illegible] جماعت پڑھی [illegible] سجدہ تلاوت نہیں
کیا نماز سے معلوم ہوا کہ آپ نے سجدہ تلاوت نہیں کیا تو نماز میں [illegible] نیت کرلی اور مقتدیوں نے
پہلے سے اطلاع نہیں کی، اس نے ولی اطلاع نہیں کی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب نے رکوع میں نیت کرلی اور مقتدیوں نے نہیں کی تو
سجدۂ تلاوت امام اور مقتدیوں کی طرف سے ادا ہوا یا نہیں؟ اور اگر نہیں ہوا تو اب [illegible] کیا
صورت ہے؟

[illegible] دارالعلوم دیوبند

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] سجدہ تلاوت کی نیت [illegible] اس کا سجدہ ہوجاتا ہے، اس مقتدی نے نیت
نہیں کی، [illegible] ہوجاتے، لیکن وقت نماز [illegible] ہوجاتا ہے۔

---

(۱) ولو سمع السجدة سجب على كل من سمعه ولم يقيمها من الفجر إذا أخر بها إجماعا، ولو تلت [illegible] سجد من سمعه ولم يصل [illegible] حتى لكن يسجد [illegible] وفي سجدة سلاوة [illegible] سجدة كذمي لاهد

[illegible]

[illegible] فتاوى قاضيخان [illegible]

[illegible] عبدالحفيظ [illegible] عالمگيري [illegible] ١٢ ٣ ١٠

[illegible] [illegible] [illegible] بدائع الصنائع [illegible] ١٢ ١٠ ١٥

في المعالم للخطابي: وفيه دليل على أن الركوع والسجود في الصلاة، والركوع صالح على الفور في قراءة الفور والسجود كذلك، وإن لم يقل بالاجتماع وفوره هو في الركوع وإن سوغ له السجود، والسجود له سنة لازمة، وبعد القعدة وفوره كفيه صالحة كذا في البذل للمحرر كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ٢ ١١١، ١١٢، سعيد)

وكذا في فتاوى عالمگيرية كتاب الصلاة الباب الثالث عشر في سجود التلاوة ١ ١٣٣، وكذا في فتاوى تاتارخانية كتاب الصلاة، سجود التلاوة نوع آخر ٢ ١٢٠، دار القرآن كراچي

باب صلاة المريض

(مریض کی نماز کا بیان)

اشارہ سے نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال[۰۰۰۰] [illegible]

تخلص سی طرح نماز پڑھے؟"

الجواب حامداً ومصلياً:

[illegible] اشارہ سے نماز پڑھے کہ بدن کا کوئی حصہ حرکت نہ کرے، صرف رکوع سجدہ کے [illegible] اشارہ کرے( )۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

[illegible] عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: يصلي المريض قائما إن [illegible] فإن به مشقة صلى جالسا، فإن به مشقة صلى بإيماء يومي برأسه، فإن به مشقة سجد

(إعلاء السنن، كتاب الصلاة، أبواب المريض، ۷/ ۱۷۴، إدارة القرآن كراچی)

وإن لم يستطع القعود، استلقى على ظهره وجعل رجليه إلى القبلة، وهو يركع

والسجود، لقوله عليه الصلاة والسلام: يصلي المريض قائما، فإن لم يستطع فقاعدا، فإن لم يستطع

فعلى قفاه يومي إيماء، فإن لم يستطع فالله تعالى أحق بقبول العذر منه

(الهداية، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض: ۱/ ۱۶۱، مكتبه شركت علميه)

وإن تعذر القعود أومأ بالركوع والسجود مستلقيا على ظهره، وجعل رجليه إلى القبلة

(الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض: ۱/ ۱۳۶، رشيديه)

ایضاً

سوال[۱۰۰۰۵] اگر مریض وکمزور بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو تو اس میں وہ نماز کیسے پڑھ سکتا ہے؟ یا نماز قضاء کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی حالت میں نماز پڑھے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

قیام پر قدرت نہ رکھنے والے حافظِ قرآن کا بیٹھ کر تراویح اور تہجد پڑھنا

سوال[۱۰۰۰۶] اگر کسی حافظ قرآن کا بیٹھنا ہو تو اس قدرت ہونے کی حالت میں حالت قیام پر حفظ کرنا ہو، تو ایسا مزور شخص بیٹھ کر تراویح اور تہجد پڑھتے یا کھڑے ہو کر صف مترتیل سے اور چھوٹی چھوٹی سورتوں سے تراویح اور تہجد پڑھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب تک کھڑا ہو کر پڑھ سکے کھڑا ہو کر پڑھے، بقیہ طویل قرأت رکعت میں یا زیادہ میں بیٹھ کر پوری کرے۔ تراویح اور تہجد دونوں میں ایسا ہی کرے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تحریرہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) یعنی سر کے اشارے سے نماز پڑھے جیسا کہ بعض فتاوی کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا بیان ہے۔

(۲) ولو قدر علی بعض القیام ولو مکث علی عصا او حائط قام لزوم القدر الممکن ولو قدر به و بکره علی المذهب لان البعض معتبر بالکل (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة المریض ۲ ۹۷، سعید)

قال الهندواني إذا قدر على بعض القيام يقوم ذلك ولو قدر آية أو تكبيرة، ثم يقعد وإن لم يفعل ذلك حفت أن تفسد صلاته (المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض: ۲ ۱۹۸، رشيديه)

"ولو كان قادرا على بعض القيام دون تمامه يؤمر بان يقوم قدر ما يقدر، حتى إذا كان قادر على أن يكبر قائما ولا يقدر على القيام للقراءة، أو كان قادرا لبعض القراءة دون تمامه يؤمر بان يكبر -

برسات میں جب زمین خشک نہ ملے تو نماز کس طرح پڑھے؟

سوال [۵۰۲۲] : [illegible] برسات کے موقع پر جب چلتی ہے اور کاشتکار [illegible] جب کام پر جاتا ہے تو صف پانی [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب زمین خشک نہ ملے پانی ہی پانی ہو، سجدہ نہ کر سکے تو اشارہ سے نماز پڑھ [illegible] سجدہ [illegible] پانی کے کچھ قریب تک سر جھکا کر [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۶/ ۹۱ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

= قائما ويقرأ قدر ما يقدر عليه قائما ثم يقعد إذا عجز. قال شمس الأئمة الحلواني رحمه الله تعالى هو المذهب الصحيح ولو ترك هذا حقت أن لا تجوز صلاته هكذا في الخلاصة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ۱/ ۱۳۶، رشيديه)

، ولدي لا بد له يصلي قائما في الطين والماء، كما في المحيط والبرهاني [illegible] المحيط، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۵۲۲، رشيديه.

باب صلاۃ المسافر

(مسافر کی نماز کا بیان)

ہمیشہ مسافر رہنے والے کی نماز

سوال[۱۰۴۴۸]: بہت سے سرکاری ملازمین [illegible] ہمیشہ مسافر ہوجائے گا اور نماز قصر [illegible] ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] قصر کرے گا، اگرچہ اسی حالت میں ساری عمر گزر جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

☆ ☆

[illegible]

(كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۲/ ۱۲۱-۱۲۴، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب المسافر: ۲/ ۲۲۶، رشيديه)

(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ص: ۴۲۱، ۴۲۲، قديمي)

باب صلاة الجمعة

الفصل الأول في خطبة الجمعة

(جمعہ کے خطبہ کا بیان)

منبر پر آ کر سلام کرنا اور "إن الله وملئكته" پڑھنا

سوال[۱۰۰۹۹] ایک شخص جب جمعہ کے خطاب کو پہنچ کر لوگوں کو سلام کرتا ہے (السلام علیکم) پھر الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سے پہلے خطاب تک یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط؟ مع حوالہ جواب تحریر فرمائیں، نیز کتنے وقت اور کب سے یہ طریقہ رائج ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

یہ تمام حدیث وفقہ سے ثابت نہیں ہے اس سے قبل ترک ہے(۱)۔ اب فقہاء کی عبارت نقل کرنے سے باب کا کسی قدر حکم معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/ ۳/ ۹۱ھ۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جاء في اثر هذا الكلام من غير فصل صحيح بخاری، کتاب الصبح، باب الاستماع علی الصبح حدیث مردود ۱۰۳۰، قدیمی

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال كنا نقول قبل ان يرفع رأسه من الركوع سمع الله لمن حمده فرفع رأسه فقال السلام على فلان وفلان فنهاه النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك رواه البخاري ومسلم وابو داود والنسائي وابن ماجة والدارمي وابو عوانة في صحيحه كذا في المشكوة، باب الركوع والسجود، وبرک الصلاة من كتاب الصلاة ص ۷۹ ۲، سعيد

خطبہ میں "قال اللہ تعالی فأعوذ باللہ" پڑھنا

سوال[۵۰۱۰]: زید تقریر سے وقت خطبہ مسنونہ کے بعد یوں بتاتے

[illegible]

دریافت طلب یہ امر ہے کہ [illegible] بعد باقی تقریر شروع کرنی درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] فقہاء متقدمین [illegible]

[illegible] ۱۲ ۳ ۲۲ [illegible]

[illegible] ۱۲ ۳ ۲۳ [illegible]

[illegible] الرحیم من عمل صالحاً [illegible] الخ، وفیہ إیہام أن أعوذ باللہ من مقول اللہ تعالی [illegible] الدر المختار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی قول الخطب قال اللہ تعالی ج ۱ ص ۱۰۱۲ سعید

الفصل الثاني في احتياط الظهر

(احتیاط الظہر کا بیان)

احتیاط الظہر

سوال [۵۲۱۰]: [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible]

جواب صحیح [illegible]

نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً الظہر پڑھنا

سوال [۵۲۱۱]: [illegible]

---

۱) "قال ابن عابدين رحمه الله تعالى. وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لاتجوز في المصر شيء من الجوامع ومصر وحظ كبير في مصر ولظهره إذا علم بكراهة ذلك لمن يصلي الجمعة لا يصلي في الجوامع لو صلوا في القرى لرميهم أداء الظهر" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة ۲: ۱۳۸، سعيد)

قوله [illegible] مصر حتى لا تصح في صغير مفازة". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة: ۲: ۲۴۵، رشيديه)

(وكذا في الهداية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة. ۱: ۱۰۱ [illegible]

[illegible] پر کہ حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

بحوالہ حامد ومصلی

[illegible]

---

(۱) "عن علي رضي الله تعالى عنه أنه قال: لا جمعة ولا تشريق إلا في مصر جامع". (إعلاء السنن، أبواب الجمعة، باب عدم جواز الجمعة في القرى ۸/۱۰۸، إدارة القرآن كراچی)

"لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر، ولا تجوز في القرى، لقوله عليه الصلاة والسلام: لا جمعة ولا تشريق ولا صلاة فطر ولا صلاة أضحى إلا في مصر جامع". (فتاوى عالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في صلاة الجمعة ۱/۱۴۹، مكتبه شركت علميه ملتان)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۵۰۴، ۵۰۵، قديمي)

[illegible]

[illegible] لتغير حال [illegible]

[illegible]

إذا اشتبه على الإنسان ذلك، يسعى أن يصلي أربعاً بعد الجمعة ينوي بها آخر فرض [illegible] فتح القدير كتاب الصلاة، باب الجمعة ۲/۵۳، مصطفى البابي الحلبي مصر) =

[illegible]

الجواب صحیح بندہ محمد [illegible]

الجواب صحیح بندہ سید مہدی حسن [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب صلاة العيدين

الفصل الأول في وجوب صلاة العيد على النساء

(عورتوں کے لئے نماز عید کا بیان)

کیا عورتوں پر نمازِ عید واجب ہے؟

سوال[۵۳۵۱] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

۴ کیا احادیث میں فقہ کا درجہ اونچا ہے؟ جب کہ متعدد احادیث اس باب میں ہیں کہ نماز عید عورتوں پر بھی واجب ہے، چاہے اکیلے ہی دو رکعت پڑھیں؟

۵ اکیلے ہی دو رکعت نماز گھر میں پڑھ لیں تو کیا حرج [illegible]

عیدگاہ میں [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد صرف اتنا ہے "هذا عيدنا أهل الإسلام" بقیہ والی لفظ بھی ارشاد نبوی نہیں لہٰذا اس سے عورتوں پر نماز عید کا وجوب [illegible]

۲ اگر حدیث شریف سے ثابت ہو تو کوئی حرج نہیں [illegible]

[illegible]

۳ واجب نہ ہونے کے لئے حدیث کی ضرورت نہیں، بلکہ واجب ہونے کے لئے ضرورت ہے، پہلے وہ پیش کریں، تب جواب پوچھیں۔

[illegible]

یہ حدیث ہے "وكذلك المسند [illegible]

اور کس لفظ کا ترجمہ یہ ہے کہ عورت پر اکیلے ہی دو رکعت مع چھ زائد تکبیروں کے بغیر خطبہ ہی پڑھنا واجب ہے؟

[illegible]

وسلم، أمر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم" جو بات رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں فرمائی، اس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کا حق نہیں (۱)۔

---

(۱) "عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: إنه ليمنعني أن أحدثكم حديثا كثيرا، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: من تعمد عليّ كذبا فليتبوأ مقعده من النار" (صحيح مسلم، مقدمة، باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ۱ / ۷، قديمي)

(وصحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ۱ / ۲۱، قديمي)

۵ ۔ نمبر۲ میں اس کا جواب [illegible] فقط آپ
[illegible] دلیل سے [illegible] جواب صحیح
[illegible] یا خود حضرت شیخ [illegible] قابل سلیم ہے یا براہ راست
[illegible] شیخ [illegible] مفتی [illegible] شیخ سے خلاف نہ
آتا ہے اس کی دلیل کا مطلب [illegible] کہ مفتی کی [illegible] ہوگا۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم [illegible]

الفصل الثاني في صلاة العيد في المسجد وغيره

(عیدین کی نماز مسجد میں ادا کرنے کا بیان)

عید کی نماز مسجد میں ہو یا میدان میں؟

سوال[۵۲۵۰] : زید بحیثیت متولی کہتا ہے کہ اوقات اور عیدین کی نمازیں مسجد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں، اللہ کی زمین بہت ہے، جہاں بھی پڑھ سکتے ہیں، جب کہ شہر کے دوسرے محلوں کی مسجدوں میں عید کی نمازیں ادا کی جاتی ہیں اور عید کا وعظ وغیرہ وہاں خواہ انتظام نہ ہو، ایسی صورت میں یہ شخص جہاں تک حق بجانب ہے؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

تو متولی کو مسجد ہی میں پڑھنا چاہیے، متولی کو اس سے منع کرنے کا حق نہیں(۱)، عیدین کی نماز کا عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے(۲)، اگر عیدگاہ نہ ہو اور بڑا میدان میں نماز عید ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو، تو پھر نماز کی

قال الله تعالى: ﴿ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها﴾. البقرة: ۱۱۴

واعلم من ذلك أنه لا عتب على شخص يمنع من دخول المسجد خصوصا في هذا الزمن الذي كثر فيه الفساد، وهذا كله حيث لم يكن له سبب شرعي يقتضي المنع، ولا سيما إن يكون كثيرا، فقد قال الله تعالى: ﴿ومن أظلم ممن منع مساجد الله﴾ الآية، فلا يجوز لأحد مطلقا أن يمنع من عبادة يأتي بها في المسجد، لأن المسجد مبني لا لغير الصلاة، والاعتكاف وذكر شرعي ونحو ذلك. البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل في ما يكره في الصلاة، ۲/۳۰، (رشيديه)

وذكر في شرح الحموي على الأشباه: لا يقوم في حكم المسجد ما ورد النص بكراهته كالحش

۲ عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يخرج يوم الفطر والأضحى إلى المصلى فأول شيء يبدأ به الصلاة، ثم ينصرف" (صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب الخروج إلى المصلى بغير منبر، ۱/۱۲۸، قديمي)

مسجدوں میں نماز عید ادا کریں ۔(۱) [illegible]

حررہ العبد محمود غفرلہ مدرسہ [illegible] ۲۶ ۱۲ ھ

جواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ [illegible] ۲ ۱۲ ھ

عیدگاہ چھوڑ کر میدان میں نماز عید

سوال[۱۰۴۵۵]: عیدگاہ یا جدھر میں نماز عید ہوتی ہے [illegible] میدان میں جو خصوصی عیدین کے وقت میں [illegible] پڑھتے ہیں اس جدید نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] میدان میں نماز عید [illegible] ہے(۲)۔ [illegible] ہیں(۳)۔ [illegible]

= "ذلک (أي الخروج إلى الصحراء لصلاة العيد) أفضل من صلاتها في المسجد بهذا قضى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على دلک مع فضل مسجده". (فتح الباري، كتاب العيدين، باب الخروج إلى المصلى: ۲ ۵۷۲، قديمي)

"والخروج إلى الصحراء في صلاة العيد سنة بهذا جرى التوارث". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب التاسع عشر في العيدين: ۱ ۱۵۰، رشيديه)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن الصحابة مطروا في يوم عيد فشكوا ذلك إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صلاة العيدين في المسجد". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر: ۱ ۱۷۱، رحمانيه لاهور)

"إذا كان يوم مطر فلا يخرج إلى المصلى فيصلي في المسجد يحور ذلک". (سنن المجتبى، كتاب الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر ۳/۲ ۲۱۲، قاسميه ملتان)

"وفيه الخروج إلى المصلى في العيدين وصلاتهم في المسجد لا تكون لأعذار ضرورة". (فتح الباري، كتاب العيدين، باب الخروج إلى المصلى الخ: ۲ ۵۷۲، قديمي)

(۲) تقدم تخريجه تحت عنوان: "[illegible]"

(۳) "هي (أي: شروط الصلاة) ستة: طهارة بدنه من حدث وخبث ومكانه، أي: موضع قدميه أو =

ملی تحریک بند ہونے کا قوی اندیشہ ہو یعنی ان کے صاف طور پر ایجی ٹیشن شروع ہونے میں کوئی تامل نہ رہے،

ان سے عید گاہ میں نماز عید ادا نہیں کی جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

اندیشۂ فساد کے وقت نماز عید محلوں کی مساجد میں

سوال[۵۵۱۰] | شہر الہ آباد میں ۱۳ اگست ۱۹۷۰ء کو نماز عید کے وقت ہندو مسلم فساد میں متعدد مسلمان پولیس اور پی اے سی کی بے محل اور بے ضرورت اور خلاف قانون اور خلاف انسانیت (متعدد گواہوں کے بیان موجود ہیں) فائرنگ سے شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے جن کا علاج ہو رہا ہے اور ابھی تک کرفیو نافذ ہے اور پورے ملک کے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا اور قدرتی طور پر انتقامی جذبات کو بھڑکایا جا رہا ہے اور ہندو مسلم فساد کا خطرہ ہے اور ہندو مسلم فساد کی صورت میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا قوی اندیشہ ہے ایسے خراب حالات میں جبکہ کرفیو نافذ ہو اور ہندو مسلم فساد کا خطرہ ہو عید گاہ میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

= إحداهما إن رفع للاحر وموضع سجوده اتفاقا في الأصح" (الدرالمختار، كتاب شروط الصلاة، ۱/ ۵۰۲، ۵۰۳، سعيد

"(يحب) أي: يفرض (على المصلي) أي: من يريد أن يصلي فعل الشروع في الصلاة (أن يزيل النجاسة) المانعة (عن بدنه وثوبه والمكان الذي يصلي فيه) أي عليه أو المراد المكان الذي يقع فعل الصلاة فيه". (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، الشرط الثاني الطهارة، ص: ۱۷۷، سهيل أكيدمي لاهور

"لا بد لصحة الصلاة من سبعة وعشرين شيئا ومنها طهارة الجسد والثوب والمكان عن النجاسة الحقيقية المرئية وغير المرئية" (الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، ص: ۲۰۷، ۲۰۸، قديمي)

ہے، شانتی (۱) وقیام امن کے لئے اپیلیں کی جارہی ہیں، لیکن قوم پرست طبقہ کے تعصب نہ جذبات ہنوز گرم رہے ہیں، آج بھی مسلمانوں کو چین نصیب ہونا تو درکنار! آنے والے کسی گھنٹہ ومنٹ کے لئے بے لحاظ حفاظت جان ومال، عزت وآبرو اپنے کو مامون نہیں سمجھ رہا ہے، عیدالاضحی کے موقع پر عید گاہ میں نماز عید پڑھ کر واپس آکر مسلمانوں کو تین یوم قربانی کا مذہبی فریضہ ادا کرنا ہوتا ہے، گزشتہ چھ ماہ کے مسلسل ناخوشگوار دل آزار، آبروریزی، افسوس ناک حالات، واقعات اور تجربات کی بناء پر اس موقعہ کے لئے بھی مسلمان اپنے کو غیر محفوظ یقین کررہا ہے، حالات پر غور فرماکر استفتاء سے متعلق سوالات پر فتوی صادر فرمائیں۔

۱ جو حالات اوپر مسطور ہیں، ان کے پیش نظر کیا مسلمان شہر اپنے اپنے محلوں کی مساجد میں نماز عیدالاضحی پڑھ سکتے ہیں؟

۲ یہ بھی اندیشہ ہے کہ حکومت انتظام وحفاظت کے نام سے محلوں کی مساجد پر بھی مسلح پولیس اور فوجی وغیرہ بٹھادے، مسلمان حکومت کے اس عمل سے بھی خطرہ محسوس کرتے ہیں، تو کیا نماز عیدالاضحی جو واجب ہے، ترک کی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... ان حالات میں محلوں کی مساجد میں نماز عید ادا کرلی جائے (۲)، یہی انسب ہے، اسی میں فتنوں سے تحفظ ہے، اللہ پاک حفاظت فرمائے۔

---

(۱) "شانتی" امن، چین، آرام، تسلی، اطمینان، دل جمعی"۔ (فیروز اللغات، ص ۱۸۲، فیروز سنز لاہور)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: أنه أصابهم مطر في يوم عيد فصلى بهم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صلاة العيد في المسجد" (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد، إذا كان يوم مطر: ۱/۱۷۱، رحمانيه لاهور)

"إذا كان يوم مطر فلا يخرج إلى المصلى فيصلي في المسجد يخور ذلك" (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب يصلي بالناس في المسجد إذا كان يوم مطر: ۲/۲۱۲، قاسميه ملتان)

(وسنن ابن ماجة، باب ماجاء في صلاة العيد في المسجد إذا كان مطر، ص: ۹۳، قديمي)

۲ جان جانے کا خطرہ ہو، تو نماز عید ادا نہ کی جائے، حفاظت جان اہم ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۱۱/ ۱۴۰۰ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "وشرط لافتراضها إقامة مصر وعدم حبس وعدم خوف

(قوله وعدم خوف) أي من سلطان أو لص، منح" (الدر المختار مع رد المحتار، باب صلاة الجمعة: ۲/ ۱۵۳، ۱۵۴، سعيد)

"والمطر الشديد والاختفاء من السلطان الظالم مسقط فلو قال المصنف "وشرط وجوبها لإقامة والدكورة وعدم الحبس والخوف والمطر الشديد" لكان أشمل" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ۲/ ۲۶۴، رشيديه)

"والخامس الأمن من ظالم فلا تجب على من اختفى من ظالم، ويلحق به المفلس الخائف من الحبس كما حرره التمرتاشي" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۵۰۵، قديمي)

الفصل الثالث في تكبيرات التشريق

(تکبیراتِ تشریق کا بیان)

نمازِ عید کے لئے جاتے ہوئے اور واپسی پر تکبیرِ تشریق پڑھنے کا حکم

سوال[۱۰۲۵۱]: نمازِ عیدین کے لئے آیا صرف عید کا دن جاتے وقت تکبیر پڑھتا چلے یا واپسی میں بھی؟

الجواب حامداً ومصلياً:

واپسی میں بھی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) حضرت مفتی صاحب کے اس جواب اور باب العیدین ۵۰۸ پر مذکور جواب میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ آثار صحابہ اور فقہی عبارات سے تکبیراتِ تشریق پڑھنے کا استحباب صرف عیدگاہ جاتے ہوئے عیدگاہ تک ثابت ہے اور ایک قول کے مطابق عیدگاہ میں پڑھنا بھی مستحب ہے جب تک امام نماز شروع نہ کرے، اس کے علاوہ نماز سے فراغت کے بعد واپسی میں مستحب یا مسنون نہیں، البتہ اس وقت نماز شروع ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

لہٰذا آٹھویں جلد میں سائل نے چونکہ "شرعی حکم" پوچھا ہے (جو کہ عیدگاہ جاتے ہوئے مسنون ومستحب ہے نہ کہ واپسی میں) اس لئے مفتی صاحب نے جواب میں شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "عیدگاہ جاتے وقت تکبیر پڑھی جاتی ہے اور واپسی میں نہیں پڑھی جاتی"۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واپسی پر پڑھنا جائز نہیں (اس لئے کہ مفتی صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ واپسی میں پڑھنا جائز نہیں، بلکہ فرمایا کہ واپسی میں نہیں پڑھی جاتی)۔

اور یہاں سائل نے شرعی حکم کی تحقیق نہیں کی، بلکہ یہ پوچھا ہے کہ "عیدگاہ جاتے وقت تکبیر پڑھتا چلے یا واپسی میں بھی؟" اور ظاہر ہے کہ واپسی میں پڑھنا بھی ذکر مشروع ہونے کی وجہ سے جائز ہے (اگرچہ مستحب یا مسنون نہیں) اس لئے مفتی صاحب نے جواب میں اسی "نفسِ جواز" کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "واپسی میں بھی"۔

لہٰذا اس اعتبار سے دونوں جوابوں میں تعارض نہیں رہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب صلاۃ الاستسقاء

(نمازاستسقاء کابیان)

صلوۃ استسقاء تین روز سے زائد نہیں

سوال[۱۰۴۵۸]: موسمی بارش عام طور پر ۱۷/ جون کو شروع ہوتا ہے، لیکن یہاں پر ایک ماہ سے زائد کا عرصہ ہوگیا ہے اور اب تک بارش کا نام ونشان نہیں ہے اور اس وجہ سے پہلی فصل میں محنتیں مشقتیں کی جاتی ہیں، یعنی کھیت میں بیج وغیرہ ڈال دیا جاتا ہے، وہ ابھی تک نہیں ڈالے گئے، لہٰذا اسی بناء پر تمام فراد پریشان ہیں اور اس اثناء میں یہ سوالات (۱) پیش آئے ہیں، جن کے جوابات آپ سے مطلوب ہے۔

بارش طلب کرنے کے لئے نماز استسقاء باجماعت پانچ روز متواتر ادا کرتے ہیں، اس میں یہ معلوم کرنا ہے کہ اس طرح عمل کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور نماز استسقاء تین دن سے زائد ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تین روز سے زائد نماز استسقاء منقول ومثبت نہیں۔

"ويخرجون ثلثة أيام متتابعات فقط، لأنه لم ينقل أكثر منها"

(مجمع الأنهر ۱/ ۱۴۰)(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۶/ ۹۱ھ۔

---

(۱) **نوٹ** اس سے ماقبل آخر باب تک کے تمام سوالات ہیں، جس سے کہ یہ سوالات ای مستفتی سے ہیں۔

(۲) (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، فصل في الاستسقاء: ۱/ ۲۰۸، مكتبه غفاريه كوئته)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء: ۲/ ۱۸۵، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب التاسع عشر في الاستسقاء: ۱/ ۱۵۳، رشيديه)

کیا صلاۃ استسقاء کے لئے یہ ضروری ہے کہ آسمان پر بادل نہ ہو

سوال[۱۰۴۵۹]: نماز استسقاء کی شرائط کیا کیا ہیں؟ آیا آسمان پر بادل کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ کیا بادل ہونے کی صورت میں نماز استسقاء ادا کریں؟ بادل ہو یا نہ ہو، ان دونوں صورتوں میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ لیکن یہاں جو مسئلہ پیش آیا ہے، وہ بادل نہیں کہرا(۱) آسمان پر چھایا ہوا تھا، اس صورت میں نماز ادا کرنے کو شبہ ہے ہوا کہ آیا اس طرح عمل درست ہوا یا نہیں؟ کیا بادل کا ہونا شرط ہے یا بادل ہو یا نہ ہو؟ کس صورت میں نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بادل ہونے نہ ہونے کو اس میں دخل نہیں، بلکہ حاجت پر مدار ہے۔

"وهو مسنون عند الحاجة إليه في موضع لايكون لأهله أودية، وأنهار، وابار يشربون منها، ويسقون مواشيهم، وزروعهم، أوكان لهم دلك لكن لايكفيهم، فإن كان كافياً لايستسقون اهـ" طحطاوي، ص: ٤٥٠(٢)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴ ۶ ۹۱ھ۔

صلوۃ استسقاء کے لئے اگربتی وغیرہ ساتھ لے جانا

سوال[۱۰۴۲۰]: نماز استسقاء کو جاتے وقت راستہ سے تمام افراد میں چند فراد باآواز بلند مناجات اور نعت اور اگربتیاں سلگا کر ساتھ لے گئے، بہر حال اس طرح سے عمل پیش آرہا ہے۔ کیا یہ عمل شریعت کے

---

(۱) "کہرا وہ بخارات جو سردی کے موسم میں صبح اور شام کو زمین پر پیدا ہوتے ہیں"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۱۰۷، فیروز سنز لاہور)

(۲) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب الاستسقاء، ص: ۵۴۸، قديمي)

"وشرعاً طلب إنزال المطر بكيفية مخصوصة عند شدة الحاجة بأن يحبس المطر، ولم يكن لهم أودية، وآبار، وأنهار يشربون منها، ويسقون مواشيهم، وزروعهم، أو كان ذلك لكنه لايكفي وقد كان كافيا لايستسقى كما في المحيط" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء ۲ ۱۸۴، سعيد)

وكذا في حاشيه للطحطاوي على الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء ۱ ۳۵۹، دارالمعرفه بيروت

موافق ہے یا نہیں؟ صحیح عمل کون سا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ غلط اختیار کیا گیا، نماز استسقاء کے بعد پرانے پتے پہنے ہوئے بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ گناہوں پر ندامت اور شرمندگی سے نظریں نیچی کرکے جانا چاہیے۔

"ثم يحولون في ثياب خلقة أو مرقعة حاشعين متذللين متواضعين كما في الكسوف" (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۱/۶/۴ھ۔

نماز استسقاء کے بعد ترنم سے دعا کرنا

سوال[۱۰۲۲۱]: نماز استسقاء وخطبہ ایک شخص نے پڑھایا ہے اور دوسرے شخص نے نماز وخطبہ ہوجانے کے بعد بیٹھ کر ترنم میں بآواز بلند دعا کی، سامعین کو ایسا محسوس ہوا کہ کوئی گا رہا ہے، بہرحال دعا میں جس طرح آہ وزاری وانکساری ہونی چاہیے، وہ نہیں ہو رہا تھا، بہرحال اس طرح دعا مانگنا صحیح ہے یا نہیں؟ صحیح صحیح عمل بتائیں کہ کس طرح کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ کام کبھی نہ ہونا چاہیے، دعا میں عاجزی چاہیے(۲)، گانا نہیں چاہیے، جو امام نماز پڑھا کر چلا

---

(۱) الدر المختار للحصكفي في شرح تنوير الأبصار المعروف بمنح الغفار، كتاب الصلاة، فصل في الاستسقاء (۱/۸۰۱، مكتبه عصريه كوئته)

(ويحولون بثيابهم متنكبات مشاة في ثياب خسيفة أو مرقعة متذللين متواضعين كما يفعل في الكسوف، ويقدمون الصدقة في كل يوم قبل خروجهم، ويجددون التوبة، ويستغفرون للمسلمين، ويستسقون بالضعفة، والشيوخ، والعجائز، والصبيان، ويعدون الأطفال على ميامنهم الخ)

(الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء: ۲/۱۸۵، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء: ۲/۲۹۴، رشيديه)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿ادعوا ربكم تضرعاً وخفية إنه لا يحب المعتدين﴾ (الأعراف ۵۵)

دعا کرائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۶ ۹۱ھ۔

نمازِ استسقاء کو جاتے ہوئے ناجائز اُمور سے نہ روکنا

سوال [۱۰۴۲۲] نمازِ استسقاء کو جاتے وقت جو بھی عمل ہو رہا تھا، اس میں ذی علم حضرات بھی موجود تھے، یعنی عالم، حافظ، مفتی بھی موجود تھے، ان حضرات نے ان میں کچھ بھی نہیں کہا، یعنی شرعی مسئلہ نہیں بتایا، تو ان کا خاموش رہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان علماء مفتی ہی سے دریافت کریں، ہوسکتا ہے کہ وہ خود خشوع وخضوع میں غرق ہوں، سر جھکا ہو آنکھیں نیچی ہوں، کسی چیز کی طرف التفات نہ ہو، یا عوام نے نہ مانا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۶/۹۱ھ۔

- عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أنه قال "خير الدعاء الخفي" عن علي رضي الله تعالى عنه مرفوعا "دعوة في السر تعدل سبعين دعوة في العلانية" (إعلاء السنن، أبواب الوتر، باب اخفاء القنوت في الوتر الخ: ۹۳/۶، إدارة القرآن كراچی)

وأما الادعية والأذكار فالخفية أولى. قلت ويحتهد في الدعاء والسنة أن يخفي صوته لقوله تعالى "ادعوا ربكم تضرعا وخفية" (رد المحتار، كتاب الحج، مطلب في شروط الجمع بين الصلاتين بعرفة: ۵۰۷/۲، سعيد)

(قوله فرغ لابد) من الخطبة جعل ظهره إلى الناس ووجهه إلى القبلة، ويشتغل بدعاء الاستسقاء، والناس قعود مستقبلون بوجوههم إلى القبلة في الخطبة والدعاء" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في صلاة الاستسقاء: ۲۶۲/۲، دار الكتب العلمية بيروت)

"(ويقوم الإمام مستقبل القبلة) حالة دعائه (رافعا يديه) لما روى عن عمر رضي الله تعالى عنه أنه رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يستسقي عند أحجار الزيت قريبا من الزوراء قائما رافعا يديه قبل وجهه لا يجاوز بهما رأسه (والناس قعود مستقبلي القبلة يؤمنون على دعائه) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ص ۵۵۵، قديمي)

نمازاستسقاء کے بعد کھانا کھلانا

سوال[۱۰۴۲۳]: بارش کے ضمن میں یہ معاملہ پیش آیا کہ چند افراد سے چندہ وصول کرکے کاؤں کے تمام بچوں کو کھانا پکڑ کر کھلوایا اور اس کے بعد دن میں گیارہ بجے بڑے بوڑھوں کو کھلوایا، تو یہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

غرباء کو صدقہ کردینا مستحب ہے، وہ بھی جہاں تک ہوسکے، اخفاء کے ساتھ افضل ہے، اس میں اپنی شان وشوکت کا اظہار خدائے پاک کو ناپسند ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۶/ ۹۱ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب التاسع عشر في الاستسقاء ۱/ ۱۵۴، رشيديه)

(۱) قال الله تعالى: ﴿فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا﴾ (الكهف: ۱۱۰)

"عن عكرمة رضي الله تعالى عنه عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم نهى عن طعام المتباريين أن يؤكل" (سنن أبي داود، كتاب الاطعمة، باب في طعام المتباريين ۲/ ۵۲۷، مكتبه دارالحديث)

"(أن يؤكل) وإنما كره ذلك لما فيه من المباهاة والرياء، وقد دعي بعض العلماء فلم يجب، فقيل له: إن السلف كانوا يدعون فتجيبون قال: كان ذلك منهم للموافاة والمواساة، وهذا منكم للمكافاة والمباهاة" (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الثاني ۶/ ۳۰۲، رشيديه)

باب الجنائز

الفصل الأول في تكفين الميت

(میت کے کفن کا بیان)

کفن کا کپڑا کس رنگ کا ہونا چاہیے؟

سوال[۱۰۴۲۴]: پارٹی کے شعار کی وجہ سے مردہ کو لال کپڑے میں رکھنا کیسا؟ لال جھنڈا کس کا شعار ہے؟ ''لال جھنڈے کی جے''(۱) کہنا کیسا؟

الجواب حامداً ومصلياً:

کفن کے لئے سفید کپڑا مستحب ومستحسن ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کفن سفید ہی تھا اور آپ نے سفید کفن کی ترغیب وتاکید بھی فرمائی ہے۔

"وكفن صلى الله تعالى عليه وسلم في ثلاثة أثواب بيض سحولية

ه" مراقي الفلاح، ص: ٤٧٥

"قوله صلى الله تعالى عليه وسلم: البسوا من ثيابكم البياض فإنها

من خير ثيابكم وكفنوا فيها موتاكم اه" صحطاوي، ص ٤٧٥(٢)

---

(۱) ''جے: فتح، نصرت، جیت، ظفرمندی، ترقی، عروج، اقبال''۔ (فیروز اللغات، ص ۵۳۰، فیروز سنز، لاہور)

(۲) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، ص ۵۷۲، ۵۷۳، قديمي)

"ولا بأس في الكفن بسرود وكتان وفي النساء لجوازه بكله مايجوز لبسه حال الحياة، وأحبه البياض". (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الجنائز: ۲، ۲۰۵، سعيد)

"وأما صفته الكفن، "فالأفضل أن يكون التكفين بالثياب البيض" (بدائع الصنائع، كتاب

کسی پارٹی کی خط بہ بیت [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ترک کرنا بہت غلط طریقہ ہے، لال جھنڈا بھی کسی خاص پارٹی کا شعار ہے، اگر وہ پارٹی [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو اس میں شامل ہونا بھی خطرناک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

☆

= الصلاة، صفة الكفن وكيفية التكوين ۲/ ۳۹، (رشيديه)

الفصل الثاني في الصلاة على الميت

(جنازہ کی نماز کا بیان)

خودکشی کرنے والے اور نشہ کی حالت میں مرنے والے کی نمازِ جنازہ

سوال[۱۰۲۲۵]: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا ہوتی یا نہیں؟ شراب یا دوسری نشہ کی حالت میں مرنے والے کی نماز جنازہ ہوتی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جس مسلمان نے خودکشی کرلی اس پر بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی (۱) اور جس مسلمان کا نشہ کی حالت میں انتقال ہوا، اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "ومن قتل نفسه ولو عمدا، يغسل ويصلى عليه، به يفتى، وإن كان أعظم وزرا من قتل غيره"
(الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الحائر: ۲/۲۱۱، سعيد)

"ومن قتل نفسه عمدا يصلى عليه عند أبي حنيفة ومحمد رحمه الله تعالى وهو الاصح كذا في التبيين" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الحائر، الفصل الخامس في الصلاة على الميت: ۱/۱۶۳، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الشهيد: ۱/۵۹۷، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الجهاد واجب مع كل مبر وفاجر والصلاة واجبة على كل مسلم بر كان أو فاجرا وإن عمل الكبائر"
(سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب الغزو مع أئمة الجور: ۱/۳۵۰، إمداديه)

"وهي فرض على كل مسلم مات حلالا وقطاع الطريق إذا قتلوا في الحرب" (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الحائر: ۲/۲۱۰، سعيد)

نمازِ جنازہ کے بعد دعا

سوال[۱۰۴۲۶] دعاء بعد جنازہ کے بارے میں کیا لکھتے ہیں؟ ہمارے اضلاع کے پروگرام میں بتایا کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔ "لم صح عنه صلى الله عليه وسلم فحفظه" (أبو داود شريف ۲/ ۴۵۶) والی روایت پیش کی، جب کہ ہم نے ہمیشہ اکابرین کا معمول یہ دیکھا کہ بعد جنازہ متصل کوئی دعا نہیں مانگی جاتی، براہ کرم اس حدیث کی تشریح بھی فرمائیں اور نوعیت مسئلہ بھی۔

الجواب حامداً ومصلياً:

فقہ حنفی کی مستند کتاب خلاصۃ الفتاویٰ میں بصراحت مذکور ہے کہ نماز جنازہ سے فارغ ہوکر وہاں دعا کے لئے نہ ٹھہریں، مرقات شرح مشکوۃ میں بھی ایسا ہی ہے، نماز جنازہ درحقیقت دعا ہی ہے، اس کے بعد مستقلاً دعا ثابت نہیں (۱)۔ اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ ہے جس پر ہندوستان کے بہت سے علماء کی تائیدات ہیں، جس کا نام ہے دلیل الخیرات (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۶/ ۱۴۰۰ھ۔

مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا

سوال[۱۰۴۲۷]: مسجد میں نماز جنازہ کے بارے شریعت مطہرہ اور علماء کا کیا فیصلہ ہے؟

= وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، احكام في الجنائز، فصل الصلاة عليه، ص: ۵۸۰، قديمي)

"ولا يدعو للميت بعد صلاة الجنازة، لانه ليس بزيادة في صلاة الجنازة" مرقاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، ۴/ ۱۷۰، رشيديه)

"ولا يقوم بالدعاء بعد صلاة الجنازة" (خلاصة الفتوى، الفصل الخمس و العشرون في الجنائز: ۱/ ۲۲۵، رشيديه)

وكذا في الفتوى البزازية على هامش الفتوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الخمس والعشرون في الجنازة: ۴/ ۸۰، رشيديه)

(۲) دليل الخيرات في ترك السكرات، للمفتي محمد كفايت الله رحمه الله تعالى، مكتبه نبويه كراچی

الجواب حامداً ومصلیاً:

مکروہ ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۱۰/ ۱۱ھ۔

☆.....☆.....☆

---

۱) "عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من صلى على جنازة في المسجد فلا شيء له". (سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد ۲/ ۹۸، إمداديه)

"وتكره الصلاة على الجنازة في مسجد عندنا". (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في الجنائز، الرابع في الصلاة عليه، ص: ۵۸۸، سهيل اكيدمي لاهور)

"وصلاة الجنازة في المسجد الذي تقام فيه الجماعة مكروهة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة عليه ۱/ ۱۶۵، رشيديه

الفصل الثالث فيما يتعلق بالقبر والدفن

(قبر اور دفن کا بیان)

عورت کی میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ

سوال[۱۰۳۶۹]: ہمارے یہاں دستور ہے کہ جب کسی عورت کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر کے چاروں طرف پردہ بھی کر دیا جاتا ہے (چادر وغیرہ کے ذریعہ) حالانکہ لوگ پھر بھی میت دیکھ لیتے ہیں، اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس پردہ کا ثبوت ہے یا نہیں؟ جب کہ میت کفن میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً:

میت کو چارپائی سے اٹھا کر لحد میں رکھتے وقت بعض مرتبہ ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے یا بے احتیاطی کی بناء پر کفن کھل جاتا ہے یا میت کے جسم کی ہیئت ظاہر ہونے لگتی ہے، اس وجہ سے چادر چاروں طرف سے تان لی جاتی ہے تاکہ اجنبی کی نظر اس پر نہ پڑے، یہ مسئلہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں مذکور ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۶/ ۱۴۰۰ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

(۱) حاشیه الطحطاوي علی مراقي الفلاح، کتاب الصلاة، باب أحکام الجنائز، فصل في حملها ودفنها، ص ۶۰۲، قدیمی)

"ویسجی أي یغطی قبرها". (قوله. ویسجی قبرها) أي: بثوب ونحوه استحبابا حال إدخالها لقبر حتی یسوی اللبن علی اللحد. کذا في سرح المنیة والإمداد" (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الجنائز: ۲/ ۲۳۶، سعید)

"ویسجی قبور المرأة بثوب حتی یسوی اللبن؛ لأن مسی حالهن علی الاستتار". (مجمع الانهر، کتاب الصلاة، باب الجنائز: ۱/ ۲۷۵، مکتبه غفاریه کوئٹه)

الفصل الرابع في البناء على القبور

(قبر پکی کرنے اوراس پر قبہ بنانے کا بیان)

روضۂ اقدس پر گنبد کیوں ہے؟

سوال[۱۰۴۲۹] زید یہ بتاتے کہ علماء دیوبند قبروں پر قبہ اور گنبد بنانے کو منع کرتے ہیں، کہ منع ہے تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر گنبد کیوں بنا ہوا ہے اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مثلاً حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت عبداللہ شطاری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین، حضرت نظام الدین رحمہم اللہ کی قبروں پر بھی گنبد بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ شہنشاہان اسلام کے زمانے میں بنائے گئے ہیں، منسلک تصاویر ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قبروں پر قبہ (روضہ اقدس پر اور مزارات انبیاء پر گنبد وغیرہ) کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی منع فرمایا ہے۔ اپنے مزار مبارک پر بھی بنانے کا حکم نہیں دیا، جس نے بنایا خلاف حدیث شریف بنایا، اس کا ذمہ دار وہ ہے جس نے حدیث پاک کے خلاف [illegible] اور اس عمل کی وجہ سے حدیث شریف کو ترک نہیں کیا جائے گا (بات بعض اکابر نے فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی) تبع تابع سے حدیث شریف ہے نہ کہ عمل۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی قبور پر گنبد بنانے کے لئے نہیں فرمایا اور فرماتے بھی کیسے؟! جب کہ حدیث پاک میں ممانعت ہے، بعد والوں نے جو کچھ کیا اس کی ذمہ داری اولیاء کرام پر نہیں۔

"عن جابر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نهى عن يجصص القبر، وأن يبنى عليه، أو يقعد عليه". الحديث

مسئلہ(۱) واضح ہو کہ (۲) جمع الفوائد ۱ ۲۰۶ ضیع مکہ مکرمہ(۳)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

(۱) (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، فصل في النهي عن تحصيص القبور والقعود والبناء عليها ۱ ۳۱۲، قديمی)

(۲) (سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب في البناء على القبر: ۲/ ۱۰۴، إمداديه)

(سنن النسائي، كتاب الجنائز، باب البناء على القبر: ۱/ ۲۸۵، قديمی)

(سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن البناء على القبور، ص: ۱۱۲، قديمی)

(۳) (جمع الفوائد، كتاب الجنائز، تشييع الجنازة وحملها ودفنها، رقم الحديث: ۲۶۱۲، ۱/ ۳۲۵، دار نشر ان كراچی

الفصل الخامس في إلقاء الرياحين وغيرها

(قبروں پر پھول، چادر وغیرہ ڈالنا)

مزار کی اگربتی کی بھسم

سوال [۱۰۰۴۰] : [illegible] مزاروں میں اگربتی کی راکھ [illegible] دیتے ہیں، دیا جانا درست ہے یا نہیں؟ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اگربتی قبر پر جلانا منع ہے(۱)، اس کی راکھ کو تبرک سمجھنا اور بھی زیادہ برا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۱۰/۹۹ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

(۱) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسراج". (سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، ۲/۱۰۵، إمداديه)

ومشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثاني، رقم الحديث ۷۳۰: ۱/۱۵۵، دارالكتب العلمية بيروت)

"والسراج للشموع التي توقد على القبور في الليالي الأولى بدعة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور الخ، ۵/۳۵۱، رشيديه)

باب إهداء الثواب للميت

(میت کے لئے ایصالِ ثواب کا بیان)

ایصالِ ثواب کا طریقہ

سوال[۵۰۰۳]: میں روزانہ اس طرح فاتحہ پڑھتا ہوں، کیا شریعت میں ایسا عمل جائز ہے، کیا میرے مرحوم کو اس کا فائدہ ہوگا؟ ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ قل ھو اللہ احد اور ایک مرتبہ درود ابراہیم پڑھ کر اس طرح کہتا ہوں، خداوند!! جو کچھ اس وقت پڑھا ہوں، اس کا ثواب جملہ پیغمبروں کو پہنچا کر، یا اللہ! ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچا کر اور ان کے جملہ صحابہ کی، اُن کی آل واولاد کی، ان کی ازواج مطہرات کی، جملہ اولیاء اللہ کی ارواح کو پہنچا کر، یا اللہ! مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک جس قدر مرد وعورت وفات پا چکے ہیں، یا اللہ! ان تمام کی روح کو پہنچا کر، میرے ماں باپ اور میرے جملہ رشتہ دار جو وفات پا چکے ہیں، ان تمام کی روح کو اس فاتحہ کا ثواب پہنچا کر، یا اللہ! تمام لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دے، ان تمام مرحومین کو جنت میں جگہ عطا کر دے، میں روزانہ اس طریقہ سے فاتحہ پڑھتا ہوں، شرعاً یہ طریقہ جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اس طرح بھی ایصالِ ثواب کرنے سے ثواب پہنچ جاتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹؛ ۵؛ ۱۴۰۰ھ۔

---

۱) "صرح علماء نا في باب الحج عن الغير بأن للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها، كذا في الهداية، بل في زكاة التاتارخانية عن المحيط الأفضل لمن يتصدق نفلاً أن ينوي لجميع المؤمنين والمؤمنات لأنها تصل إليهم ولا ينقص من أجره شيء، وهو مذهب أهل السنة والجماعة" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الحائر، مطلب في القراءة للميت وإهداء ثوابها له: ۲/۲۴۳، سعيد) =

ایصالِ ثواب کے لئے مجلس منعقد کرنا

سوال[۱۰۴۷۲]: مرنے پر بغیر تعین ایام لوگوں کو جمع کرکے جن میں غرباء کے ساتھ ائمہ، صاحب نصاب، علماء حضرات بھی ہوتے ہیں، ایصالِ ثواب کرایا جاتا ہے، پھر کھانا وغیرہ کھلایا جاتا ہے، یہ عمل شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ کھانا بظاہر ایصالِ ثواب کی اجرت بن جاتا ہے، جس سے ثواب نہیں ہوتا، نیز ثواب کے کھانے سے احتیاط کی حاجت ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۱۰/۸۷ھ۔

دفن کرنے سے پہلے ایصالِ ثواب کے ایک مخصوص صورت کا حکم

سوال[۱۰۴۷۳]: ماقولکم دام فضلکم في هذه المسئلة: التصدق بالرز وحبز ومور ومنح وفلوس على الفقراء في مسجد بعد دفن الميت بثلثة أيام هل يجوز، ويسمى ذلك

= "والأصل فيه أن للإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوم أو صدقة أو قراءة أو ذكرا أو طوافا أو حجا أو عمرة أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة" (البحر الرائق، كتاب الحج ۳ ۵ ۱، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الحج، شرائط الأركان والوقت ۲ ۴۵۴، رشيديه)

( ) "ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى القبر في الموسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن، وجمع الصلحاء، والقراءة للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص، والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن يكره وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها، لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى" (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت: ۲/۲۴۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل السادس والعشرون في أحكام المسجد: ۴/۸۱، رشيديه)

(وكذا في الحلبي الكبير، فصل في الجنائز، ص: ۲۰۹، سهيل اكيڈمی لاهور)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایصالِ ثواب کا طریقہ

سوال[۹۰۰۲] زید کا انتقال ہوگیا اور اس کے اقارب اب محض دیتہ للہ فقراء، مساکین، علماء، صلحاء اور رؤساء کو بہترین کھانا پکا کر کھلاتے ہیں اور صرف ایصالِ ثواب مقصود ہوتا ہے اور تلاوت قرآن بھی ہوتی ہے اور کچھ رقم بھی تقسیم کی جاتی ہے، مگر تعین تاریخ مثلاً چہارم و چہلم وغیرہ و بدعات کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے اور بسا اوقات چہارم و چہلم وغیرہ کا اہتمام بھی ہوتا ہے، اب ہر دونوں صورتوں کا حکم شرعی کیا ہے، شرعاً جواز کھانے کے مستحق کون لوگ ہیں؟ اور ایصالِ ثواب کا صحیح اور بہتر طریقہ کیا ہے؟ مفصل و مدلل مع حوالہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"وفي [illegible] بعد ما فرغ من دفنه بسكت ساعة وقدر ما ينحر جزور ويقسم لحمها ويستأنس بها القاعدون ويستحب أن يقعد عنده جماعة من أصحابه وجيرانه ويشتغلون بقراءة القرآن وبالدعاء للميت وهذا بعد ما يسوى عليه التراب وأما القعود قبله فلا يستحب بل يكره لأنه يشغلهم عما هو الأهم عليهم ويلحقهم الضجر وربما حملهم على ترك بعض ما يستحب لهم من الاجتماع للدفن وانتظار الناس للتعزية وغير ذلك"

وفي الدر المختار "ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهله ولو فقراء بجمعهم عليها وتستحب لجيرانه الأقربين والأباعد والأصدقاء من غير تعيين بل بما تيسر عليهم بلا تكلف ولا إسراف ولا بأس بالجلوس في المسجد لذلك إذا لم يتخذوا الطعام فيه ولا بالأكل منه إذا كان من أهل الصدقة وإلا فيكره لأنه حينئذ من أكل الأوساخ"

وفيه من كتاب الاستحسان "ولا بأس بالقعود للتعزية وهو أن يجتمع أهل الميت ويجلس طائفة منهم للتعزية"

"وأما في البيت فلا يجلس أهل الميت هناك لأن الوارد إنما هو في الخروج إلى المقابر"

- انہوں نے فرمایا کہ "اس کا کھانا بھی مکروہ ہے" اس سے یہ بات بڑی مدت سے ہمارے ذہن میں تھی کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ "اگر کسی چیز کو گھر میں پکنے سے صدقہ کر دیتے تو یہ ایک نیک عمل ہوتا، اگر اس مدت سے محفوظ ہوتا، یعنی اسے سنت اور عادت بنا لیے جانے سے حتی الامکان بچایا جاتا" اس سے اس فعل کی ناجائز نہیں، بلکہ (یقیناً) بھلائی سب کی سب ان (اسلاف) ہی کی اتباع میں ہے۔

نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ سوال میں ذکر کئے طریقہ سے اتخاذ زیادہ اولیٰ ہے۔

[illegible] فيحتاج عنها؛ لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى [illegible] ولا سيما إذا كان في [illegible] مع قطع نظر عما يحصل عند ذلك من المنكرات الكثيرة كما هو مشاهد ومتعارف في أكثر البلاد، كدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، واجتماع النساء، والمردان، وأخذ الأجرة على ذلك، وغير ذلك مما هو مشاهد في هذه الأزمنة، وقد كان كثير من العلماء في جميع هذه الأمور ولا يرضون بها ولا يقرون عليها"

"وصرح علماؤنا في باب الحج عن الغير أن للإنسان أن يجعل ثواب عمله صلاة أو صوما أو غيرهما لغيره من الأموات والأحياء في جميع العبادات المالية كالصدقة والإعتاق، وفي العبادات البدنية كالصلاة والصوم والقراءة، بل في جميع العبادات إلا ما خص بالمكلف كالإيمان، فإنه لا يقبل النيابة أصلا، وهذا هو الأصل في هذا الباب، وعليه فيجوز إهداء ثواب القراءة والصلاة والصوم وغيرها من العبادات البدنية إلى الأموات والأحياء، وينفعهم ذلك عند أهل السنة والجماعة كما في الدر المختار وغيره من كتب المذهب، وقد نص على ذلك أئمتنا المتقدمون كما في الهداية وشروحها وغيرها" شامي، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور، ٢/٢٤٠، ٢٤١، ٢٤٢، ٢٤٣، سعيد)(١)

---

(١) (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ٢/٢٤٠، ٢٤١، ٢٤٣، سعيد)

"ويكره اتخاذ الضيافة ثلاثة أيام ولكنها لأنها مشروعة للسرور ويكره اتخاذ الطعام في الأيام الأول والثالث وبعد الأسبوع. والاعتماد في الزيارة على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الخامس والعشرون في الجنائز: ١/٨١، رشيديه)

"ولا يباح اتخاذ الضيافة عند ثلاثة أيام كذا في الكرخية" الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز: ١/١٦٥، رشيديه)

حضرت مفتی صاحب سے آپ کے سوال کا تفصیلی جواب معلوم ہو گیا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

[illegible] مفتی محمود مظفر نگری عفی عنہ معلم مدرسہ شاہی مرادآباد، ۲۲ / ۲۰ ھ

ماں کے انتقال کے بعد ان کو خوش کرنے کی صورت

سوال [۱۰۴۰۱] تمہاری ماں کا انتقال ہو چکا ہے، جب وہ حیات تھیں تو تمہاری شادی سے بعد وہ تم سے ناراض رہتی تھیں، اس کی وجہ تمہاری بیوی تھی، شادی سے قبل تمہاری ماں تم سے کبھی ناراض نہ رہا کرتی تھیں اور تم نے ہمیشہ ان کو خوش رکھنے کی کوشش کی لیکن شادی کے بعد وہ تم سے ناراض رہتے تھیں اور تم ان کی ناراضگی دور نہ کر سکے، یہ سب کچھ تمہاری بیوی کی نازیبا حرکات کی وجہ سے ہوا، لیکن تم نے اس وقت اس پر توجہ نہیں دی، بعد میں تمہاری بیوی نے تمہیں تمہاری ماں سے علیحدہ کر دیا، انہوں نے تمہیں بیوی سے ناراض ہو جانے کی تلقین بھی کی، لیکن تمہاری مہربانی کہ تم نے اپنی بیوی کو اس وقت اپنی ماں پر فوقیت دی اور بیوی کے خلاف تم کچھ بھی نہیں سننا چاہتے تھے۔

تمہاری ماں بہت سی حسرتیں اپنے دل میں لئے ہوئے دنیا سے چلی گئیں، کیا ایسی صورت میں تمہاری مغفرت ہو سکتی ہے؟ کیا تم نے کوئی ایسا عمل کیا ہے جس سے تمہاری مغفرت بھی ہو جائے اور تمہاری ماں کی روح تم سے خوش اور مطمئن ہو جائے اور تمہاری ماں کی فریاد نہ بخشش ہو سکے۔

الجواب حامداً ومصلياً:

آپ اپنی مرحومہ والدہ کو زیادہ سے زیادہ ثواب پہنچائیے، جس حسن بھی موقع سے قرآن کریم کی تلاوت کر کے نوافل پڑھ کر صدقہ کر کے روزہ رکھ کر یا کوئی بھی ثواب پہنچ جاتا ہے ان سے ان کی مغفرت کی امید کرتے رہیں(۱)۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح خوش ہو جائے گی اور اپنی نافرمانی کی تلافی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] مفتی محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲ / ۳ / ۱۵ ھ

---

(۱) عن سعد بن عبيدة السلمي قال بينا نحن عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذ جاءه رجل من بني سلمة فقال: يا رسول الله! هل بقي من بر أبوي شيء أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم! الصلاة عليهما والاستغفار لهما وإنفاذ عهدهما من بعدهما، وصلة الرحم التي لا توصل إلا بهما، وإكرام صديقهما" —

کلمہ طیبہ کتنی مرتبہ پڑھنے سے مردوں کی مغفرت ہوتی ہے؟

سوال[۱۰۰۹۱]: کلمہ طیبہ کی کتنی مرتبہ پڑھنے سے مردوں کی مغفرت ہوتی ہے؟ اور بعد نماز کیا پڑھنا زیادہ بہتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

بعض کتابوں میں تسبیح کی تعداد بھی ہے کہ اتنی مرتبہ کسی میت کو ثواب پہنچایا جائے تو اس کی مغفرت ہوجاتی ہے، بعض جگہ سوا لاکھ ہے(۱)۔

= رواه أبوداود وابن ماجة" (مشكاة المصابيح، كتاب البر والصلة، الفصل الثاني، ص: ۴۲۰، قديمي)

"أي: الدعاء، ومنه صلاة الجنازة، (والاستغفار) أي: طلب المغفرة لهما ... إلى آخر الحديث". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب البر والصلة: ۹/ ۱۵۱، رشيديه)

(وسنن أبي داود، كتاب الآداب، باب في البر بالوالدين: ۲/ ۳۵۳، إمداديه)

"قال ابن عربي: أوصيك أن تحافظ على أن تشتري نفسك من الله يعتق رقبتك من النار، بين يقول لا إله إلا الله سبعين ألف مرة، فإن الله يعتق رقبتك، أو رقبة من شئت غيرك. ورد به خبر نبوي وأخبرني به الشيخ المقسطلاني بمصر أن العارف أبا الربيع المالقي كان على قيد. وقد ذكر هذا الذكر عليها صبي صغير من أهل الكشف، فلما مرّ يده للطعام بكى، فقيل له بسبب ذلك هذه جهنم رأيت وأنا فيها. فقال المالقي في نفسه اللهم إني قد جعلت هذه التهليلة عن أمه من النار، فضحك الصبي وقال الحمد لله الذي خرج أمي منها وما أدري بسبب خروجها. قال المالقي فظهر لي صحة الحديث. قال ابن عربي وقد علمت أنا على ذلك ورأيت بركته". (فيض القدير: ۶/ ۵۹۳۳، رقم الحديث: ۸۸۹۵، مكتبه نزار مصطفى الباز مكه)

"روي أن من قالها سبعين ألف مرة كانت فداءه من النار، وقد ذكر الشيخ أبو محمد الدافعي الشافعي رحمه الله تعالى في كتاب الإرشاد والتنوير في فضل ذكر الله تعالى وتلاوة كتابه العزيز، عن شيخ الإسلام الكبير أبي زيد القرطبي أنه قال: سمعت في بعض الأخبار أن من قال لا إله إلا الله سبعين ألف مرة كانت فداءه من النار، فعملت ذلك رجاء بركة الوعد بعملا ذكرتها للشيخ، وعلمت منها لاهي وكان قد ذاك شاب يبيت معنا يقال إنه يكاشف في بعض الأوقات بالجنة والنار، وكان في قلبي منه شيء فلما رأيت ذلك، قلت في نفسي اليوم أجرب صدق هذا الشاب فليفسي الله –

فرائض وواجبات کا ثواب بخشنا

سوال[۴۸۰۰]: سنن ومستحبات سے تو فرائض وواجبات کا ثواب بخشی ہوئی چیز پہنچ جاتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کا سبب خاص کیا ہے؟ کیونکہ یہ بھی نیکی کا ثواب اور دوسرے کو بخشنا تو بخشنے والے کو اس ثواب سے محرومی رہتی ہے، لہٰذا فرائض اور واجبات سے عظیم ثوابوں والے بھی ہوئے، بلکہ سنن ومستحبات سے ثوابوں والی بہت سی چیزیں بخشنے کے لئے اپنے مال میں سے زکوٰۃ وصدقات دیا کرتے ہیں، یہ بھی بخش دیا ہوا ثواب کرنے والے کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بخشنے والے اور قیامت کے روز حسنات ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایک قول یہ بھی ہے کہ فرائض وواجبات کا ثواب بھی بخشا جاسکتا ہے، مگر احتیاط یہی ہے کہ ان کا ثواب نہ بخشے(۱)، پس جس نیکی کا ثواب دوسرے کو دینا یا اس بخشے کا ثواب بھی پہنچنا ہمیں معلوم نہ ہو تو پھر تمام حسنات

= تعالى ، واجعل سعيي لك لا الله الا الله وحده ولم يطلع على ذلك الا الله تعالى، فقلت في نفسي اللهم ان كان هذا الاثر حقا والدين رده وسعيي صادقا، فاللهم اهد هذا السعي الفلاني هدية لمن ، د هذا السعاب من النار فما استتم هذا الخاطر في نفسي الا وقال الشاب يا عمي اهدائي اخرجت من النار ببركة سعيك لي فحمدت الله تعالى على ذلك ، وجعل لا يمر على عقبة من عقبات الا يستطاع على الذمة من كثير وقليل: ۱/۲۲۹، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۱) وظاهر اطلاقهم يقتضي انه لافرق بين الفرض والنفل ، في حصول الثواب، وجعل ثوابه لغيره وقد صح لكن لايعود الفرض في ذمته لأن عدم القبول لاستتوجه عليه السقوط عن ذمته، ولم ار ذلك مقولا

وفي منحة الخالق على البحر الرائق: وظاهر اطلاقهم يقتضي انه لافرق في الحج بين فرضه ونفله في ما مر حتى لو نوى جعل ثوابه في حج غيره نفلا فسبيله ان يحج عن نفسه فريضة ثم يحج عن غيره نفلا هكذا في الفتح وبه يسقط ما في شرح منسك قيده بالفرض حيث قال يصح ان يجعل الانسان ثواب عبادته الفاعلة لغيره صوم او صلاة وقراءة لقرآن او صدقة او الاذكار او غيرها من انواع البر اهـ البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳/۱۰۷، رشيديه)

وكذا في حاشية الشرنبلالي على الدرر المنتقى شرح كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۱/۵۲۵، دارالمعرفة بيروت)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲/۵۹۵، سعيد)

کا ثواب تمام اہل ایمان کو بخش دیا، تاکہ اللہ پاک کے دربار میں خالی ہاتھ حاضر ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

ہر قسم کی نیکیوں کا ثواب بخشنا

سوال[۱۰۷۸]: سڑک پر سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، پانی پلانا وغیرہ، بے شمار کام نیکی کے ہیں، بلکہ گناہ سے بچنا بھی نیکی ہے، تو کیا ہر قسم کی نیکی کا ثواب پہونچایا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

سب کا ثواب پہونچایا جا سکتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

کیا پرانے کپڑے اور نئے کپڑے کے صدقہ میں فرق ہے؟

سوال[۱۰۷۹]: میں پرانے کپڑے غریبوں و فقیروں کو دیتی ہوں تو کیا مجھ کو اس کا ثواب ملتا ہے؟ نئے کپڑے میں اور پرانے کپڑے میں فرق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

پرانے کپڑے اور نئے کپڑے میں جیسا فرق ہے، ایسا ہی دونوں کے ثواب میں فرق ہے، تاہم

---

(۱) "الاصل ان كل من أتى بعبادة ما له جعل ثوابها لغيره" (الدرالمختار) "(قوله بعبادة ما) ای سواء كانت صلاة اوصوما أوصدقة أوقراءة اوذكرا اوطوافا أوحجا اوعمرة اوغير ذلك من زيارة قبور الانبياء عليهم الصلاة والسلام والشهداء والاولياء والصالحين وتكفين الموتى وجميع أنواع البر"

(ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۵۹۵/۲، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير: ۲۵۷/۱، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۱۰۵/۳، رشيديه)

ضرورت مندکی ضرورت اس سے پوری ہوتی ہے اس کا بھی ثواب ملے گا(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدمحمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۱۰/ ۹۴ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون﴾ (آل عمران: ۹۲)

"لن تنالوا البر الذي هو في أعلى منازل القرب حتى تنفقوا مما تحبون على وجه المسارعة في سرعته، لأن الإنفاق مما يحب يدل على صدق بذله" (أحكام القرآن للجصاص، آل عمران ۲: ۲۴۲، دارالكتب العلمية بيروت)

فصل في أطعمة الاسبوع والأربعين وغيره

(میت کے سوئم، چہلم وغیرہ کے کھانوں کا حکم)

سوئم وچہلم وغیرہ کا حکم

سوال[۱۰۴۸۰]:"هل يجوز أن تصنع صنعة بقل و يسكن مع أقرباء في يوم ثالث أو أربعين من موت الميت فقط أو مع ذلك يتصدق بثواب ذلك، وهل تعمل أيضاً كل يجري بين الناس يسمى كما ذكر؟ أجيبوا بالدلائل القاطعة".

الجواب حامداً ومصلياً:

في [illegible] يصنع الطعام في [illegible] وبعد الأسبوع، وفي صنعه في شهر في سنة، وبعد سنة، وبعد سنين، وجمع تصنعه، وفي أنه يختص بوقت دون وقت، أو يجوز في كل وقت، وهل يكره الأكل من صنعه من أهل الميت، لأنه مشروع في نفسه، أو في نفسه ومن حيث هو مستحب، وهل الإطعام أفضل من الإطعام(۲)، وفي ما يفعل في المآتم(۳) بإسناد صحيح، عن جرير بن عبد الله البجلي كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت، وصنيعة الطعام من النياحة، وفي رواية هذا لفظ كنا نعد صنيعة الطعام بعد دفنه من النياحة، فتحرر عنهم أنهم لا يرون بهذا بأساً، وعد ذلك من الإحسان، كذا في [illegible]، كتب [illegible](۱).

---

(۱) رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت: ۲/۲۴۰، ۲۴۱، سعيد)

(۲) مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما، ۲/۵۲۰، رقم ۶۸۶۶، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) سنن ابن ماجة، أبواب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام

في صحيح لعرف بنة محدث بقيه، ومع هذا ذكر في ترجمة محمد بن علي
محمي بن كثير في ترجمة محمد بن فضيل بن غزوان في أمور منكرة عليه، كما
سبق من عبارته التي نقلت مفصلة، وهذه كثيرة، فمنها أنه يروي عن محمد
بن فضيل عن أبيه عن أبي هريرة مرفوعاً، ومنها أنه يروي عن محمد بن
فضيل عن رجل عن أبي هريرة مرفوعاً، ومنها أنه يروي عن محمد بن فضيل
عن رجل عن ابن عباس مرفوعاً، وكل هذه بدع منكرات والوقف والوصية باطل، وما
وجد منه حرام بلا خلاف، وهو عاص بالتلاوة
وبذكر لأجل ذلك"

وأما ما ذكره بعض من في النحو من حديث من دخل بيتي فصلى ركعتين
عند قبر رجع من ذنبه وقبله "وحي، بطعام" الخ

فقد أجاب عنه العلامة الشامي(۱) حيث قال بعد ذكره الحديث بعد ذكر أقوال
فيه لفظر فإنه واقعة حال لا عموم لها مع احتمال سبب خاص بخلاف ما في حديث جرير
بعد ذكره أنفا على أنه بحث في المنقول في مذهبنا، ومذهب غيرنا كالشافعية والحنابلة
استدلالا بحديث جرير بعد ذكره على ذكره هنا، ولا سيما إذا كان في أورثه صغير أو غائب مع
قطع النظر عما يحصل عند ذلك غالباً من المنكرات الكثيرة كإيقاد الشموع والقناديل التي
يوجد في الأفراح، وكدق الطبول، والغناء بالأصوات الحسان، وجمع النساء والرجال، وأخذ
الأجرة على ذكر وقراءة القرآن، وغير ذلك مما هو مشاهد في هذه الأمة، وما كان كذلك
فلا شك في حرمته وبطلان وصيته، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم وصلى الله تعالى
على خير خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين(۲)

---

۱ ۲ ۱. قديمي

۱ رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب في كراهة الصدقة عن
أهل الميت ۲۴. سعيد

(۲) **ترجمة سوال** [illegible]

ترجمۂ جواب [illegible]

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۶/ ۸۷ھ

باب أحكام الشهيد

(شہید کے احکام کا بیان)

شہادت کی ایک صورت اور قاتل کی مدد

سوال[۱۰۴۸۱]: زید وعمرو ہندی تھے، زید نابالغ اور عمر بالغ، عمر نے اپنے باپ کی مشترکہ زمین سے اپنا زمین وفروخت کرکے، لیکن زید کی نابالغی کی وجہ سے اس پر دستخط نہیں ہوئے، اب چند سال کے بعد ان بیع شدہ زمین میں سے حصہ میں نہیں آئی اور زید کے حصہ میں نہیں آئی اس لئے کہ دستخط نہیں ہے، عمر کا دعویٰ ہے کہ وہ زمین اسی کے حصہ میں آئی ہے، زید نے انکار کیا اس وجہ سے شدید جھگڑا ہوا، یہاں تک کہ عمر نے زید کے قتل کی ترکیب کی، چند دنوں بعد دونوں نے مل کر مصالحت چاہی، عمر نے زید کو مصالحت کے بہانے سے باہر قتل کردیا، جب زید کی عورت نے شور مچایا تو اس کو بھی ختم کردیا، اس صورت میں زید اور اس کی بیوی شہید ہوئی یا نہیں؟ اور عمر کی قید سے خلاصی کے بعد کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

زید اور اس کی عورت دونوں شہید ہیں(۱)۔ عمر نے اپنی حرکت پر نادم ہوکر توبہ کی تو اس پر

عن سعيد بن زيد أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: من قتل دون دينه فهو شهيد، ومن قتل دون دمه فهو شهيد، ومن قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دون أهله فهو شهيد. (سنن أبي داود، باب في قتال اللصوص ۲: ۳۱۴، رحمانيه)

وإن قتل الرجل في المعركة أو غيرها وهو يقاتل أهل الحرب، أو قتل مدافعاً عن نفسه أو ماله أو عن أحد من المسلمين أو أهل المدينة فهو شهيد، لدلالة قوله عليه الصلاة والسلام: "من قتل دون ماله فهو شهيد" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، من يكون شهيدا ومن لايكون: ۲: ۷۰، رشيديه)

وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الشهيد: ۲: ۲۴۸، سعيد)

اعتماد ووثوق کی مدار رکھنا بھی درست ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۲/۱۴۰۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا گاڑی کے حادثہ میں مرنے والا شہید ہے؟

سوال[۱۰۶۱۲] زید کی موت کا سبب موٹر، ٹرک، ریل کار کی یا ٹریکٹر کا حادثہ ہوا، حادثہ کے فوراً بعد روح پرواز کرگئی، مرحوم پر امراض معدیہ کی وجہ سے موت آئی تھی، اب زید کی غسل و کفن وغیرہ کا طریقہ کیا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس کو عام سنت کے موافق غسل دے کر کفن پہنایا جائے، وہ احکام آخرت کے اعتبار سے شہید ہے، دنیوی احکام کے اعتبار سے شہید نہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

۱) ولا يدخل أولوا الفضل منكم والسعة أن يؤتوا أولي القربى والمساكين والمهاجرين في سبيل الله وليعفوا وليصفحوا ألا تحبون أن يغفر الله لكم والله غفور رحيم" الآية

قوله تعالى: "ألا تحبون أن يغفر الله لكم" تمثيل وحجة، أي كما تحبون عفو الله عن ذنوبكم فكذلك اعفوا لمن دونكم، ويشير إلى هذا المعنى قوله عليه السلام "من لا يرحم لا يرحم" (أحكام القرآن للقرطبي: ۱۲/۱۳۱، ۱۳۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال

فهجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق" (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع والتدابر، الفصل الأول: ۹/۲۳۰، ۲۳۱، رشيديه)

وكذا في تكملة فتح الملهم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الهجر فوق ثلاث بلا عذر شرعي: ۵/۳۵۴، ۳۵۵، مكتبه دارالعلوم كراچی)

۲) هو من قتله أهل الحرب ونحوهم قيد بكونه مقتولا، لأنه لو مات حتف أنفه أو تردى من موضع

شہیدانِ وطن کون ہیں؟

سوال [۱۰۲۱۳]: شہیدانِ وطن سے کیا مراد ہے اور ان پر آیت پاک [illegible] صادق آتے ہیں یا نہیں؟

شہیدِ وطن کون ہے؟

سوال [۱۰۲۱۴]: ۲۰ کوئی مسلمان جو جنگ آزادی میں مارا گیا ہو اس پر شرعی شہید کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟ اور وہ آیت مذکورہ کا مصداق ہوسکتا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ یہ لڑائی نفسانی تھی، بلکہ دیش [illegible] تھی، اس لئے شرعی شہید نہیں کہا جاسکتا۔ اور آیت مذکورہ کا مصداق بھی وہ نہیں ہوسکتا۔ بکر کہتا ہے کہ اس وطنی شہید کہا جائے گا اور آیت مذکورہ کا وہ مصداق ہوسکتا ہے، اب فیصلہ حکم شرعی پر ٹھہرا ہے کہ اس کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟

واقعہ یہ ہے کہ یہاں پر جناب حکیم کا انتقال ہوا، جو اپنی زندگی میں سیاسی کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے، اس سے متعلق کہا گیا کہ وہ اب شہیدانِ وطن سے مل گئے، یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ کسی کے بعد کافروں سے [illegible] ہے، اختلاف واقع کی طرح ختم ہوتے [illegible]

- و حرق بالنار، او مات تحت هدم، او غرق، لا يكون شهيدا اي في حكم الدنيا، و لا فقد شهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم للغرق والحريق والمبطون والغريب بانهم شهداء، فلهم ثواب الشهداء". (البحر الرائق، كتاب الجنائز، باب صلاة الشهيد: ۳۴۳/۲، رشيديه)

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "الشهادة سبع سوى القتل في سبيل الله المطعون شهيد، و الغرق شهيد، وصاحب ذات الجنب شهيد والمبطون شهيد، وصاحب الحريق شهيد، و الذي يموت تحت الهدم شهيد، و المرأة تموت بجمع شهيد". (سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب في فضل من مات بالطاعون: ۸۷/۲، إمداديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الشهيد: ۲۵۲/۲، سعيد)

(۱) (البقرة: ۱۵۴)

الجواب حامداً ومصلياً:

جن لوگوں نے وطن کی حفاظت اور آزادی کے لئے جان دی، قتل ہوئے، ان کو عرفی شہید وطن کہتے ہیں، اور اسلام کے پیش نظر وہ غیر مقتول ہوئے تو ان پر آیت شریفہ صادق آئے گی اور ان کو شرعی شہید بھی کہا جائے گا(۱)۔

۲ وہ جنگ اسلام کے تحت تھی کہ انگریز کا تسلط ختم کرکے اسلام کو بلند کیا جائے تو اس میں مقتول ہونے والے شرعی شہید ہیں(۲)، غیر شہیدوں کو شہیدوں کے ساتھ نہ لیا جائے، جب وہ اسلام کے شہید نہیں تو یوں کہا جائے کہ وہ شہیدان وطن ہے، اور شہیدان وطن سے مراد غیر مسلم ہیں تو اس میں نام اسلام کے متعلق بات کرنا غلط ہے(۳)۔

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "من قتل دون مظلمة فهو شهيد". مسند الإمام أحمد بن حنبل مسند عبد الله بن عباس (رضي الله تعالى عنهما)، رقم الحديث: ۲۷۷۵، ۳/۱۰۵، دار الحديث القاهرة، بيروت

"هو في الشهيد، كل مكلف مسلم طاهر قبل طهر بعد جرحة (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الشهيد ۲/۲۰۸-۲۰۹، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، باب صلاة الشهيد: ۲/۳۴۳، رشيديه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز ۱/۱۶۲-۱۶۹، رشيديه)

۲ قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "ما تعدون الشهيد فيكم؟" قالوا: يا رسول الله! من قتل في سبيل الله فهو شهيد، قال: إن شهداء أمتي إذا لقليل" قالوا: فمن هم يا رسول الله؟ قال: من قتل في سبيل الله فهو شهيد، ومن مات في سبيل الله فهو شهيد، ومن مات في الطاعون فهو شهيد، ومن مات في البطن فهو شهيد (صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان الشهداء، ص: ۸۵۲، دار السلام)

"قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من قاتل لتكون كلمة الله أعلى فهو في سبيل الله" (صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، ص: ۸۵۲، دار السلام ومشكاة المصابيح، كتاب الجهاد، الفصل الأول: ۲/۲۷، دار الكتب العلمية بيروت)

۳ عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه، أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: لا يرمي رجل

مرتکب گناہ کبیرہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲ / ۱ / ۱۴۰۰ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(حلال للفساق ولا يرمه بالكفر الا ارتد عنه ان لم يكن صاحبه كذلك صحيح البخاري، كتاب الادب، باب ما ينهى عن السباب واللعن ۲ / ۹۰۳، قديمي)

(وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر ۱ / ۵۷، قديمي)

(ومشكاة المصابيح، كتاب الادب، باب حفظ اللسان، ص ۴۱۱، قديمي)

کتاب الزکاۃ

(زکوۃ کا بیان)

منکر زکوۃ وتارک زکوۃ کا حکم

سوال [۲۹۱۵]: [illegible] یہ ہے کہ [illegible] یعنی زکوۃ کی فرضیت کا قائل نہیں ہے، بلکہ زکوۃ دینے کو تبرع تصور کرتا ہے، اور بطور فرضیت ادا کرتا ہے، یعنی نصاب کے مطابق بیسواں، پچیسواں حصہ ادا نہیں کرتا، مسلمانوں والے فرائض کے بارے میں یہ رائے رکھتا ہے؟

ب .... ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حدیث شریف میں حقوق مثلاً جنازہ میں شرکت، بیمار کی عیادت وغیرہ ایک مسلمان زید وغیرہ مسلمان کیلئے یہ حقوق ادا کرتا ہے؟

ج .... زید وغیرہ اپنے بیٹے بیٹیوں کی شادی وغیرہ کی تقریبات بڑی دھوم دھام سے [illegible] ہیں اور مسلمانوں سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ شامل ہوں، ان کی دعوتوں میں [illegible] یعنی صورت میں یہ ان کی امید رکھنا اور ان دعوتوں میں شریک ہونا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

د .... زید وغیرہ قرضی حج (حج فرض) ادا کرنے کو اپنی حیثیت سے بالا سمجھتا ہے، اور عمدہ بات کہہ کر ٹال دیتا ہے، اس سے ناراضگی کے طور پر ان کی دعوتوں میں وہ بھی شامل نہیں ہوتے، تو یہ عمل دعوت سے کترانا ایسا کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

ہ .... زید وغیرہ سے عزیز جو زکوۃ کے قائل ہیں، ان کا حصہ لینے زید وغیرہ کے ہاتھ بھیجا ہے، [illegible] چاہیے؟

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

الف [illegible] جن چیزوں پر قرار دی گئی ہے، ان میں زکوۃ بھی ہے(۱)۔ اس کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے(۲)، اس کا انکار نص قطعی کا انکار ہے جس سے ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے(۳)، فرضیت کا عقیدہ رکھتے ہوئے اس کو پورا نہ کرنا معصیت کبیرہ ہے(۴)، جیسے نماز کا قائل ہوتے ہوئے بھی اس

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: بني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة، والحج، وصوم رمضان. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ... ، ص: ۷، قديمي)

(وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام ... : ۱/۳۲، قديمي)

(ومشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الأول، ص: ۱۲، قديمي)

(۲) قال الله تعالى: ﴿وأقيموا الصلوة وآتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين﴾ (البقرة: ۴۳)

وقال الله تعالى: ﴿وأقيموا الصلوة وآتوا الزكوة وما تقدموا لأنفسكم من خير تجدوه عند الله إن الله بما تعملون بصير﴾ (البقرة: ۱۱۰)

وقال الله تعالى: ﴿وأقيموا الصلوة وآتوا الزكوة وأقرضوا الله قرضا حسنا﴾ (المزمل: ۲۰)

(۳) وهي فريضة محكمة، يكفر جاحدها، وتقبل منه ... (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب الاول: ۱/۱۷۰، رشيديه)

وهي فريضة محكمة لاتسع تركها، ويكفر جاحدها ... (مجمع الانهر، كتاب الزكاة ۱/۲۸۴، المكتبة العصرية)

"وأجمع المسلمون في جميع الأعصار على وجوب الزكاة، واتفق الصحابة رضي الله تعالى عنهم على قتال مانعيها، فمن أنكر فرضيتها كفر وارتد إن كان مسلما ناشئا ببلاد الإسلام بين أهل العلم ...". (الفقه الإسلامي وأدلته، الباب الرابع، الفصل الأول، المبحث الاول، ثالثا: فرضية الزكاة، ۳/۱۷۹۲، رشيديه)

(۴) "منها: عد منع الزكاة كبيرة، هو ما أجمعوا عليه". (الزواجر عن اقتراف الكبائر، كتاب الزكاة، الكبيرة السابعة والثامنة والعشرون بعد المائة، ترك الزكاة وتأخيرها ... ۱/۲۸۷، دار الفكر بيروت)

"الكبيرة الخامسة منع الزكاة ... (تكملة فتح الملهم، ۲/۱۰ قديمي

والدہ کو سخت ضرورت ہے، تو زکوۃ نہیں ہے۔ وقت پر ادائیگی کی قوت ہو یا نہ ہو، ہر شخص کا مال دنیا میں بھی ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا(۱)۔

ب زید اپنے بخل کی وجہ سے زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرتا ہے، تاہم وقت نہ ہو تب اس کی حیثیت بھی ہی ہے اور اس کو نصیحت بھی کی جائے اور زکوۃ کی اہمیت بتائی جائے، یہ بعید ہے کہ ہدایت نہ ہو۔

ج دعوت میں شرکت سے تعلق کٹنے کا موقع ہے اور اصلاح کی توقع ہو تو شرکت کر لینا ٹھیک ہے۔

د شرکت سے اصلاح کی توقع نہ ہو تو شرکت نہ کرنا چاہئے، عدم شرکت اور ناراضگی کے اظہار سے اصلاح کی توقع ہو تو شرکت نہ کرنا اور ناراضگی کا اظہار کرنا ٹھیک ہے۔

واللہ تعالیٰ جل شانہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ مدرسہ ہذا ۵ ۶ ۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال: خرجنا مع عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما فقال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه: من كنوز الذهب والفضة؟ قال: فقال ابن عمر رضي الله تعالى عنهما: من كنزها فلم يؤد زكاتها، فويل له إنما كان هذا قبل أن تنزل الزكاة، فلما نزلت جعلها الله طهرا للأموال. (صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة ۱/ ۱۸۱، قديمي)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من آتاه الله مالا، فلم يؤد زكاته، مثل له ماله يوم القيامة شجاعا أقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيامة، ثم يأخذ بلهزمته يعني بشدقيه، ثم يقول: أنا مالك، أنا كنزك ... الخ". (سنن النسائي، كتاب الزكاة، باب مانع زكاة المال ۱/ ۳۰۳، قديمي)

والذي نفسي بيده ما من رجل يموت وترك غنما أو بقرا لم يؤد زكاتها إلا جاءته يوم القيامة أعظم ما تكون، وآسنه حتى تطؤه بأظلافها، وتنطحه بقرونها حتى يقضى بين الناس، كلما نفدت أخراها عاد عليه أولاها". (جامع الترمذي، كتاب الزكاة، باب ماجاء عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في منع الزكاة من التشديد ۱/ ۱۳۴، سعيد)

زکوۃ کوتاوان اور حج کو تجارت سمجھنا

سوال[۵۴۹۱۶] زکوۃ کو وہ (۱) اور حج و تجارت کے خیال سے کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگرچہ فریضہ اس طرح بھی ادا ہوجاتا ہے کہ حق تعالیٰ کے دربار میں مقبول نہیں (۲)، بلکہ یہ قریب قیامت کی علامت ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) "انما الجزاء بالنیات"۔ (فیض الباری علی صحیح البخاری، ص ۲۰، فیض الاسلام، لاہور)

(۲) "وقال العلامة النسفي رحمه الله تعالى في شرح المنار: "الاخلاص في الطاعات ترك الرياء ومعدنه القلب، وهذه النية لتحصيل الثواب لا لصحة العمل لان الصحة بمعنى سقوط القضاء ولا تكون وليه التي هي شرط صحة الصلاة صلاة من يعلم بقلبه في صلاة شتى ولو كان من نوى الحج والتجارة لا ثواب له" الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع ۶/۴۲۵، سعيد)

"لا يلزم من صحة العمل قبوله ووجود ثوابه لقوله تعالى: ﴿إنما يتقبل الله من المتقين﴾" (مرقاة المفاتيح، حديث النية المسمى بطليعة كتب الحديث: ۱/۱۰۰، رشيديه)

قال العلامة ظفر أحمد العثماني رحمه الله تعالى تحت حديث "إنما الأعمال بالنيات": قلت ولا يخفى أن جميع ما صح عن عمر رضي الله تعالى عنه فهو إنما يدل على عدم قبوله في نوع الاعمال وكمالها، لا على توقف صحتها عليها" (إعلاء السنن، كتاب الصيام، باب أن النية ليست واجبة في الوضوء ۱۰/۱۰۱، ادارة القرآن كراچی)

(۳) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لا تقوم الساعة حتى يقبض العلم، وتكثر الزلازل، ويتقارب الزمان، وتظهر الفتن، ويكثر الهرج، وهو القتل القتل، حتى يكثر فيكم المال فيفيض، حتى يهم رب المال من يقبل صدقة ماله، وحتى يعرضه فيقول الذي يعرضه عليه: لا أرب لي فيه، وحتى يتطاول الناس في البنيان، وحتى يمر الرجل بقبر الرجل فيقول: يا ليتني مكانك، وحتى تطلع الشمس من مغربها، فإذا طلعت ورآها الناس آمن من عليها أجمعون، فذلك حين لا ينفع نفسا إيمانها لم تكن آمنت من قبل، أو كسبت في إيمانها خيرا، ولتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يطويانه، ولتقومن الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه ولا يطعمه، ولتقومن الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقي فيه، ولتقومن الساعة وقد رفع أكلته إلى فيه فلا يطعمها" (مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، باب اشراط الساعة: ۲/۴۷۰، قديمی)

(وجامع الترمذي، أبواب الفتن، باب ماجاء في أشراط الساعة: ۲/۴۴، سعيد)

(وكذا في تحفة الاشراف، رقم الحديث: ۱۲۸۹۵: ۹/۳۵۲، دار العرب الإسلامي)

باب وجوب الزکاۃ

(وجوب زکوۃ کا بیان)

وجوب زکوۃ کے لئے قمری سال کا اعتبار ہے یا شمسی؟

سوال[۱۰۴۸۷]: سال ہجری کی معینہ تاریخ سے تقریباً اس روز کم سے زکوۃ واجب ہوتی ہے اس حساب سے واجب ہے؟ جس شخص کے پاس ۲۱ ستمبر کو مال نصاب آیا اس پر ۲۰ اگست کو اس مال پر زکوۃ واجب ہوگی یا اس تاریخ کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سال قمری پورا ہونے پر زکوۃ لازم ہوگی، ۲۰/ اگست کو جو قمری تاریخ ہوگی اس سے حساب ہے جب قمری سال پورا ہوجائے، وہ حساب کی رو سے ۲۰ تاریخ ہوگی(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۳/ ۹۱ھ۔

زکوۃ انگریزی سال سے ادا کرے یا قمری سے؟

سوال[۱۰۴۸۸]: میں اپنی زکوۃ انگریزی مہینوں سے حساب سے مارچ میں ادا کرتا ہوں، ادائیگی زیادہ تر رمضان المبارک میں ہوتی ہے، جو موسم میں شمار ہوتا ہے، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انگریزی

---

(۱) العبرة في الزكاة للحول القمري كذا في الصغير من الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب الأول: ۱/ ۱۷۵، رشيديه)

"وحول الزكاة قمري لا شمسي بالاتفاق كباقي أحكام الإسلام من صوم وحج". (الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الزكاة: ۳/ ۱۸۰۳، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة ۲/ ۳۵۱، رشيديه)

مہینوں سے قمری مہینہ معتبر ہوتا ہے اور زکوۃ پہلے ہی رہ جاتی ہے، میں ۱۹۶۷ء سے مارچ کا حساب لکھ رہا ہوں، مگر یہ صورت ناپسند ہے اور خلاف شرع نہ معتبر ہو تو ایسی صورت بتائی جائے کہ جس سے قمری مہینہ رمضان میں حساب ہو جایا کرے، جیسے ابھی مارچ ہے، رمضان المبارک میں حساب کرنے پر جو مہینوں کی مدت ہو جاتی ہے، تو ہم سے قمری مہینہ واپس لیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

انگریزی مہینوں کا حساب رکھنے سے ۳۶۵ دن میں ایک دن کا فرق ہو جاتا ہے، یعنی ایک سال کی زکوۃ میں باقی رہ جاتی ہے، اس سے قمری حساب سے سال کا اعتبار کرکے زکوۃ ادا کی جائے، جب کہ آپ ۳۱ مارچ میں حساب کرتے رہیں اور زکوۃ رمضان المبارک میں (کئی ماہ پیشتر) ادا کرتے ہیں، تو رمضان ہی سے حساب کریں، دشواری اس سے ہے کہ مارچ میں پورا حساب کرنا ضروری ہوتا ہے، اس کا اختیار ہے، لیکن زکوۃ سے رمضان المبارک ہی سے حساب رکھیں، یعنی دیکھیں کہ کس قدر مال ہے اور اس پر کتنی زکوۃ لازم ہے(۱)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۳/ ۹۲ھ۔

مشتبہ مال کی زکوۃ کا حکم

سوال[۱۰۲۱۹] مشتبہ مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ یا زکوۃ دینے سے مال حرام بھی پاک ہو جاتا ہے؟

وصف حولان الحول على المال المعرفة في الزكاة للحول القمري كما في نفسه الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الباب الاول الفصل الرابع وتسعون

شروط الزكاة منها: مضي عام او حولان حول قمري على ملك النصاب: لقوله عليه الصلاة والسلام لا زكاة في مال حتى يحول عليه الحول ولاجماع السلف والخلف، وحول الزكاة قمري لا شمسي بالاتفاق كذا في احكام الاسلام من صوم وحج، الفقه الاسلامي وادلته كتاب الزكاة ۳/ ۱۰۴۳ وتسعة

وكذا في سنن الترمذي، كتاب الزكاة ۲/ ۳۵۲، وتسعة

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو مال مشتبہ ہو اس کی مقدار میں یقینی زکوۃ (۱) اس پر یقینی زکوۃ واجب ہوگی (۲) جو مال پر جب تک ملک کی ثابت نہ ہو تو اس پر زکوۃ بھی واجب نہیں (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲ - ۹۵ھ۔

زکوۃ کی فرضیت سے بچنے کے لئے حیلہ کرنا

سوال[۱۰۴۹۰]: ایک شخص کے پاس دس تولہ سونا ہے جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے اب یہ چاہتا ہے کہ رمضان آنے سے پہلے اس سونا کو اپنی بیوی کی ملکیت میں دیدے تاکہ اپنے اس مال کی زکوۃ ادا نہ کرنا پڑے، اپنی بیوی کی ملکیت میں دینے کے بعد رمضان آنے سے پہلے اس سونا کو اپنی بیوی سے واپس لے لے گا، کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

"الشك لا يزول باليقين لأن اليقين لا يرتفع بالشك ويرتفع لا بمثله. ولا يحكم بزواله بمجرد الشك" (شرح المجلة، المقالة الثانية، المادة ۴: ۱، ۱۸، رشيديه)

(وكذا في شرح الحموي، الفن الأول، النوع الأول: ۱/۱۸۳، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في قواعد الفقه، قاعدة ۴۲۱، ص. ۱۴۳، الصدف پبلشرز)

(۲) "(وسببه) أي: سبب افتراضها (ملك نصاب حولي) نسبة للحول لحولانه عليه (تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد". (الدرالمختار، كتاب الزكاة ۲/۲۵۹، ۲۶۰، سعيد)

"والزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم، إذا ملك نصابا ملكا تاما، وحال عليه الحول" (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، ۲/۱۶۴، قديمی)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الزكاة ۲/۳۵۳، ۳۵۴، سعيد)

(۳) "في نقصه لو كان بحيث لو وهب منه لا تلزمه زكاة بل لكل واحد التصدق عليه فالنقص يحصل بتصدق بعضه، ومثله في البزازية". (ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ۲/۲۹۱، سعيد)

(وكذا في البزازية على هامش الهندية، كتاب الزكاة، الفصل الثاني في المصدق ۶/۹۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانيه، كتاب الزكاة، الفصل العاشر ۲/۲۱۶، قديمی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

محض زکوۃ سے بچنے کے لئے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے(۱)، اگرچہ ایسا کرنے سے زکوۃ لازم نہیں ہوں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

یاقوت وغیرہ پتھر پر زکوۃ

سوال[۷۰۹۱]: غیر قیمتی پتھر یعنی فیروزہ، یاقوت وغیرہ اگر زیور میں جڑے ہوں، تو ان کی زکوۃ

---

(۱) ولو قوم فعله حيلة لدفع الوجوب، كما لو باع السائمة بجنسها أو أخرجها عن ملكه، ثم دخلها فيه قال أبو يوسف لا يكره لأنه امتناع عن الوجوب لا إسقاط حق الفقير، وفي المحيط به يفتى لأنه الأصح، وقال محمد رحمه الله تعالى يكره، وهو الصحيح لما فيه من تضرر الفقير، وبطلان حقهم غالبا، وكذا الخلاف في جميع ما ذكرنا قلت وهذا يقوي ما في المنظومة على قول أبي يوسف، وفي الزكاة على قول محمد، وهذا تفصيل حسن شرح درر البحار

قلت وعلى هذا التفصيل متى المنصوص في كتب الشفعة وعزاه الشرح هناك الى الجوهرة". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم: ۲/ ۲۸۴، سعيد)

"وفي السراج ولو باع السوائم قبل تمام الحول ليفر بها عن الوجوب قال محمد يكره وقال أبو يوسف لا يكره وهو الأصح ولو احتال لإسقاط الواجب يكره بالإجماع، ولو فر من الوجوب بحيلة لا تأثم يكره بالإجماع وبه سبحانه وتعالى أعلم" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، قبيل باب المصرف، ص: ۶۱۸، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة، فصل في العاشر: ۲/ ۳۸۴، رشيديه)

(۲) ثم اعلم أنه لو وهب النصاب في خلال الحول ثم تم الحول على الموهوب له ثم رجع الواهب بنصفه أو عوده فلا زكاة على واحد منهما كما في البحر الرائق، كتاب الزكاة، فصل في العاشر ۲/ ۳۸۲، رشيديه)

وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة ۱/ ۳۵۸، رشيديه)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، قبيل باب المصرف، ص ۶۱۸، قديمي)

کن اصول کے تحت ادا کرنا چاہیے؟ اور کیا اس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے؟"

الجواب حامداً ومصلیاً:

یے پتھر اس پر زکوۃ واجب نہیں (۱) اس کے وزن و محسوب کرکے سونے چاندی کے زیور کی زکوۃ ادا کی جائے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۴/ ۹۱ھ۔

بیوی کے زیور کی زکوۃ کس پر ہے؟

سوال [۵۹۵۲] شوہر مالک نصاب نہیں، البتہ بیوی بجز زیور کے مالک نصاب ہے، جو عموماً ہمارے یہاں عورتوں کا دستور ہے، ایسی صورت میں اگر شوہر ادا نہ کرے، بلکہ محض بیوی ہی ادا کرے تو یا شوہر پر واجب باقی رہے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص مالک نصاب ہوتا ہے، اس پر بقدر زکوۃ واجب ہوتی ہے، لہٰذا صورت زیور ت میں مالک ہے

قوله كمعادن الاحجار كالكحل والفيروزة والجواهر كاللؤلؤ والياقوت والزبرجد والزمرد فلا شيء فيها الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب الركاز ۲/ ۳۱۹، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب الركاز ۲/ ۲۱۰، رشيديه

وكذا في النهر الفائق، كتاب الزكاة، باب الركاز ۱/ ۵۲۲، رشيديه)

۲ والعلة في مصروف كل منهما ومعسوله والمرسل الواحد مطلق مع لاستعمال ولا

الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة المال ۲/ ۲۹۰، سعيد)

"الزكاة واجبة في الذهب والفضة، مضروبة كانت أو غير مضروبة، نوى التجارة أولا، إذا بلغت نصابا وهي مائتا درهم، والذهب عشرون مثقالا" (المحيط البرهاني، كتاب الزكاة، الفصل الثالث في بيان ما تجب فيه الزكاة ۲/ ۳۱۳، رشيديه

الزكاة في اللآلئ والجواهر وإن كانت للقنية، لأن تكون للتجارة والأصل: أن ما عدا المحرمين والنقدين لا تجب فيه الزكاة إلا إذا كانت للتجارة" (الدر المختار، كتاب الزكاة ۲/ ۳۲۰، سعيد)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الباب الثامن ۲/ ۱۰، رشيديه

تو صرف عورت ہی پر زکوۃ کا ادا کرنا واجب ہے، شوہر کے ذمہ نہیں، شرح تنویر الابصار میں ہے

"[illegible]"

(۱)(۲/۴ [illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] عبدہ محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱/۸۷ھ۔

(در المحتار مع رد المحتار، كتاب الزكاة: ۲/۲۵۹-۲۶۰، سعيد)

و سر كاة و جبه على الحر العاقل البالغ المسلم، إذا ملك نصاباً ملكاً تاماً، وحال عليه الحول". (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، ۲/۱۲۶، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة: ۲/۳۵۳-۳۵۴، رشيديه)

باب الزكاة في الذهب والفضة والفلوس الرائجة

(سونا، چاندی اور نوٹ پر زکوۃ کا بیان)

جہیز کے زیور پر زکوۃ

سوال[۱۰۹۹۳] زکوۃ اگر کسی عورت کو جہیز میں مختلف قسم کے سونے کے زیورات ملے ہوں اور وہ بھی بھی ان کو استعمال میں لاتی ہوں اور نصاب سے زائد سونے سے ساڑھے سات تولہ سونے سے زائد ہوں تو کیا زکوۃ پورے سونے پر لگائی جاوے گی یا ۲ تولہ سونا چھوڑ کر باقی سونے پر ہوگی اور کیا شادی کے پورے ایک سال بعد ہوں گے یا زکوۃ کی رقم بیوی کی ہی دے یا شوہر بھی ادا کر سکتا ہے؟ اگر روپیہ شوہر نے دیا اور بیوی کے پاس بھی رقم نہ ہو تو کیا وہ اپنے زیورات میں سے فروخت کر کے ادا کرے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اگر مذکورہ زیور ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو زکوۃ واجب ہے(۱) اور تمام سونے کی زکوۃ ادا کرے، خواہ بھی استعمال کرے یا نہ کرے، زیور اگر عورت کی ملک ہے تو خود عورت پر زکوۃ لازم ہے، خواہ زیور دے یا مقدار زکوۃ کی قیمت دے(۲)، اگر اس کی اجازت سے شوہر دے دے گا تب بھی ادا ہو جائے گی(۳)، زکوۃ میں

نصاب الذهب عشرون مثقالا والمثقال مائة شعيرة (الدر المختار، كتاب الزكاة، باب زكاة المال ۲/۲۵۲، سعيد)

وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الزكاة، الفصل الخامس في زكاة المال ۱/۲۳۰، رشيديه

وكذا في الفتاوى العالمكيرية كتاب الزكاة، الباب الثالث ۱/۱۷۰، رشيديه

وسببه كما سبق اختير صيغا (ملك نصاب حولي) تسعة لتحول الحول لحولانه عليه (تم فروع عن ذلك سقطت من جهة بعد الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة ۲/۲۵۹-۲۶۰، سعيد)

والزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم، إذا ملك نصاب ملكا تاما، وحال عليه

۴۰ اوینا لازم ہوتا ہے(۱)۔

[illegible]

[illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۹ ۹۱ھ۔

جہیز کی گھریلو چیزوں پر زکوۃ

[illegible]

[illegible]

وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة ۲ ۲۵۳ [illegible]

۳ [illegible]

حـ ۱" (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الفصل التاسع: ۲ ۲۱۴، قديمي)

ولو ادى زكاة غيره بغير امره فبعده فاجازه بحر لانه وجدت نيابة غير المتصدق لانه ملك وهو يصير نائبا عن غيره، فنفذت عليه، ولو تصدق عنه بامره جاز". (البحر الرائق، كتاب الزكاة، ۲ ۳۶۹، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى الولوالجية، كتاب الزكاة، الفصل الثاني: ۱/ ۱۸۱، مكتبه فاروقيه پشاور)

و [illegible] في مصروف كل منهما ومعموله ولو سر او جلد مضحية وفي غرض بحر رد قيمته تصدق مصروف جلدهما وبع غير [illegible] لدر المحتار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة المال ۲ ۲۹۷-۲۹۹، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الزكاة: ۲ ۱۰۵، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الزكاة، الفصل الثالث: ۲ ۳۸۹، رشيديه)

۲ [illegible] در المحتار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة المال ۲ ۲۹۷، ۲۹۸، سعيد)

لا يعتبر في مذهب الذهب انه صفة زيادة على كونه ذهبا فتجب الزكاة في مصروف [illegible] وتجب في [illegible] بدائع الصنائع كتاب الزكاة ۲ ۱۰۵ رشيديه

وكذا في فتاوى عالمكيرية كتاب الزكاة الباب الثالث ۱ ۱۷۴ رشيديه

ظروف مرادآبادی (جیسے ہاٹ جگ، توشہ دان، تھرمس، اگلدان، گلاس، لوٹا وغیرہ، برقی سامان، بیڈ لیمپ، [illegible]) چاندی کا سامان، پاندان، صابن دان، عطردان، سرمہ دانی وغیرہ اس کے علاوہ دیگر روزمرہ کی چیزیں زائد تعداد میں ملنے کا مطلب [illegible] بھی کبھی استعمال میں آتی ہیں، کیونکہ کچھ سامان پہلے ہی سے گھر میں موجود ہے، تو کیا مندرجہ بالا چیزوں میں کن چیزوں میں زکوۃ دینا واجب ہوگا اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فيجب الزكوة فيها (أي في الفضة) سواء كانت دراهم مضروبة،

نقرة، أو تبر، أو حلي مصوغ، او حلية سيف، او مصحفة، او لجام، او سراج،

أو لكواكب في المصاحف، أو الأواني وغيرها"(۲)

(۱) "(ومسها فراغ المنزل) عن حاجته الأصلية، فليس في دور السكنى، وثياب البدن، وأثاث المنزل، ودواب الركوب، وعبيد الخدمة، وسلاح الاستعمال زكاة وكذا طعام أهله، وما يتحمل به من الأواني إذا لم يكن من الذهب والفضة" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة ۱ ۱۷۲، رشيديه)

"(قوله، وفارغ عن حاجته الاصلية) وهي ما يدفع الهلاك عن الإنسان تحقيقا كالنفقة ودور السكنى وليس في دور السكنى، وثياب البدن، واثاث المنزل، ودواب الركوب، وعبيد الخدمة، وسلاح الاستعمال وكذا لانها مشغولة بحاجته الاصلية، وليست بنامية ايضا" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة ۲ ۲۲۲، سعيد)

وكذا في البحرالرائق، كتاب الزكاة ۲ ۳۲۱، رشيديه)

(۲) (بدائع الصنائع، كتاب الزكاة ۲ ۱۰۱، رشيديه)

"يجب في مائتي درهم وعشرين دينارا ربع العشر ولو تبرا أو حليا أو آنية" (البحرالرائق،

"یکرہ الأکل والشرب والادھان والتطیب فی آنیۃ الذھب والفضۃ للرجال والنساء کذا فی [illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۹/ ۹۱ھ۔

دو دینار سرخ کا وزن

[illegible] دینار سرخ کتنے وزن کے ہوتے تھے، یہ ضروری بات آپ للھ [illegible] دینار سرخ ۵۰۰ گ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آج کل ہمارے یہاں اطراف میں نہ تو ں کا رواج ہے، نہ دینار سرخ کا، پہلے دینار سرخ ساڑھے تین ماشے کا تھا، ممکن ہے اس کے علاوہ بھی رہا ہو، مگر دو پیسہ کا ہوتا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/ ۶/ ۸۶ھ۔

= کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال: ۲ ۳۹۳، رشیدیہ)

(وکذا في الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث: ۱/ ۱۷۸، رشیدیہ)

(۱) (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب العاشر: ۵ ۳۳۴، رشیدیہ)

(وکذا في البحر الرائق، کتاب الکراھیۃ، باب الاکل والشرب: ۸ ۳۳۵-۳۴۱، رشیدیہ)

(وکذا في الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والإباحۃ: ۶ ۳۴۱، سعید)

باب زکاۃ العروض

(سامان تجارت پر زکوٰۃ واجب ہونے کا بیان)

ضرورت سے زائد اشیاء پر زکوٰۃ کا حکم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہیں، اگرچہ اس کی قیمت اخراجات حج کے لئے کافی ہوسکے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] ۲۰ ۴ ۸۷ھ۔

کمپنی کے حصص پر زکوۃ

سوال[۱۰۴۹۷]: مذکورہ بالا (مائننگ اور ٹریم ٹرانسپورٹ ریلوے کمپنیوں کے حصص [illegible] واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو اس [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] پر زکوۃ واجب [illegible] (۲) [illegible]

[illegible] وحدہ في حوائجه الأصلية لا يسعى [illegible] الأول: ۲۹۲ ۵، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الاضحية، الفصل الثاني: ۳۰۹ ۴، رشيديه)

(۱) قال الله تعالى: ﴿ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا﴾ (آل عمران ۹۷)

"وعن علي رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من ملك زاداً وراحلة تبلغه إلى بيت الله ولم يحج فلا عليه أن يموت يهودياً أو نصرانيا الخ" (مشكاة المصابيح، كتاب المناسك، الفصل الثاني: ۲۲۲ ۱، قديمي)

"وأما شرائط فريضته فنوعان: منها ملك الزاد والراحلة في حق الآتي عن مكة [illegible] تفسير الزاد والراحلة فهو ان يملك من المال مقدار ما يبلغه إلى مكة ذاهبا وجائيا، راكبا لا ماشيا بنفقة وسط، لا إسراف فيها ولا تقتير، فاضلاً عن مسكنه وخادمه وفرسه وسلاحه وثيابه وأثاثه ونفقة عياله وخدمه وكسوتهم، وقضاء ديونه" (بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل شرائط فرض الحج ۲ ۲۹۳-۲۹۷، رشيديه)

(۲) "ومنها حولان الحول على المال" [illegible] ۵ ۱، رشيديه)

"شروط الزكاة [illegible] منها مضي عام أو حولان حول قمري على ملك النصاب لقوله عليه [illegible] ۱۰۳ ۲ [illegible]

وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة ۳۵۲ ۲ [illegible]

لی جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم [illegible]

ایک لاری کی آمدنی سے تین لاریاں خریدنے پر زکوۃ کا حکم

سوال[۱۰۴۹۸]: زید کے پاس ایک موٹر لاری [illegible] پر چلتی [illegible] کی آمدنی [illegible] نے سال بھر میں تین لاریاں خریدیں، آخر سال میں اس کے پاس اپنی کمائی سے کوئی نقد رقم باقی نہیں رہی [illegible] ان تمام لاریوں پر سال کے اخیر میں [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ لاریاں کرایہ [illegible]

کرایہ پر لگے ٹرک کی زکوۃ کا حکم

سوال[۱۰۴۹۹]: [illegible] ٹرک ہوں اور وہ صرف اس ٹرک پر ہی کام

(۱) "ويضم مستفاد من جنس نصاب إلى النصاب في حوله وحكمه أي حكم المستفاد أو الحول وحكم الحول وجوب الزكاة أيضا، فمن ملك مائتي درهم، وحال الحول، وقد حصلت في أثنائه أو وسطه مائة درهم يضمها إليه ويزكي عن الكل" (مجمع الانهر، كتاب الزكاة، باب زكاة الذهب والفضة ۱/ ۲۰۷، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الزكاة، باب صدقة الغنم ۲/ ۲۲، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب صدقة الغنم ۱/ ۷۵، رشيديه)

(۲) "رجل اشترى حوائجا بعشرة آلاف درهم ليؤجرها من الناس، فحال عليه الحول، لا زكاة عليه فيها، لأنه اشتراها للغلة لا للمتاجرة، فلا تجب الزكاة وكذلك الجواب في الإبل الحمالين، والحمر المكاريين لما قلنا" (الفتاوى الولوالجية، كتاب الزكاة، الفصل الثاني ۱/ ۱۸۲، مكتبه فاروقيه پشاور)

وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الزكاة، الفصل السادس ۱/ ۲۳۰، رشيديه)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الفصل الثالث ۲/ ۱۹۲، قديمي)

کرتا ہے، یعنی مثلاً مراد آباد دہلی یا بمبئی [illegible] واجب ہو کی یا بذات خود کل ٹرک کی قیمت [illegible]

۲ کیا کرایہ مکان اور ٹرک کا ایک ہی حساب ہوگا یا کچھ فرق ہوگا؟

۳ تجارت کے مال کا کیا حساب ہے؟ اور کس طرح سے حساب لگا کر زکوۃ نکالی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ وہ ٹرک فروخت کرنے کے لئے نہیں ہے، اس پر زکوۃ نہیں (۲)، اس کی آمدنی اگر بقدر نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر) حاجت اصلیہ سے زائد سال بھر رہے، تو اس پر زکوۃ لازم ہوگی (۳)۔

(۱) "وهو ما يعد للاستعمال كالثياب ونحوها [illegible]

(۲) "رجل اشترى حوالقا بعشرة آلاف درهم ليزحرها من الماء، فحال عليه الحول، لا زكاة عليه فيها، لأنه اشتراها للخدمة لا للسائمة فلا تجب الزكاة وكذلك الجواب في الإبل الحمالين، والحمر المكاريس لسا قب" (الفتاوى الولوالجية، كتاب الزكاة، الفصل الثاني، ۱ ۱۸۲، مكتبه فاروقيه پشاور)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الزكاة، الفصل السادس ۱ ۲۴۰، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الفصل الثالث، ۲ ۱۸۲، قديمي)

(۳) "والزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم، إذا ملك نصاباً ملكاً تاماً، وحال عليه الحول" (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة ۲ ۱۶۴، قديمي)

"إذا اخر داره أو عبده بثمانين درهم لاتجب الزكاة حتى يحل الحول بعد القبض في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. فإن كانت الدار، والعبد للتجارة، وقبض أربعين درهما بعد الحول كان عليه درهم بحكم الحول الماضي قبل القبض، لأن أجرة دار التجارة بمنزلة عين مال التجارة في الصحيح من المذهب" (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، فصل في مال التجارة ۱ ۳۵۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب الثالث ۱ ۱۸۱، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة ۲ ۲۵۹، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة ۲ ۳۵۳-۳۵۴، رشيديه)

۲

۳

شیئرز کی زکوۃ

الجواب حامداً ومصلیاً

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱) فقیہ محمد عفی عنہ

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

مال تجارت کی زکوۃ

سوال [۵۵۱۰] مال تجارت جس پر سال گزر گیا ہے اس کی زکوۃ کا حساب کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اور اس میں کیا کیا چیزیں داخل کی جائیں؟ اور کیا کیا چیزیں داخل نہ کی جائیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

جتنا مال موجود ہے اس کا چوتھائی حصہ سے یا اس کی قیمت سے جتنا روپیہ اس کا چوتھائی حصہ ہے اتنا روپیہ زکوۃ میں دینا واجب ہے (۲) فقیہ محمد عفی عنہ

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۹/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۹/ ۸۸ھ

وکذا فی کتاب الزکوۃ من الجوہرۃ النیرۃ ومن الدر المختار شرح تنویر الابصار مع حاشیتہ رد المحتار طبع مصطفی البابی مصر ۲ / ۰ سنہ

وبعضہ مضمون ما فی الہدایۃ وشروحہا وفی بعضہ زیادۃ بیان وتفصیل

ہو مع زیادۃ تفصیل فی کتاب الزکوۃ باب زکوۃ المال ۲ / ۲۱۲ سنہ

وکذا فی البحر الرائق شرح کنز الدقائق فی کتاب الزکوۃ ۲ / ۲۴۰ سنہ

۲ وفی غرر الاحکام شرح درر الحکام وشرحہ للشرنبلالی فی غرر الاحکام شرح درر الحکام مع تکملہ لمحمد بخیت المطیعی فی کتاب الزکوۃ فصل ۲ / ۰ سنہ

در مختار مصنفہ مولف

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار فصل فی الخلیطین فی الزکوۃ ص ۲۳۰ طبع کتبخانہ اشرفیہ لاہور

وکذا فی البحر الفائق کتاب الزکوۃ ۱۳۹ سنہ

باب العشر والخراج

(عشر اور خراج کا بیان)

زمین کی پیداوار میں عشر کا حکم

سوال[۱۰۵۰۲]: کسان لوگ جو ہر فصل میں چالیسواں حصہ نکالتے ہیں، کیا اس رقم سے مسجد کی نالی پر برآمدہ ڈال سکتے ہیں؟ جب کہ نالی مسجد سے ملحق ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قانون زمین داری ختم ہونے کے بعد زمین کی پیداوار میں زکوۃ واجب نہیں رہی (۱)۔ صدقہ نافلہ

(۱) عشر اس لئے واجب نہیں کہ خاتمہ زمینداری کے بعد جب سرکار سے لگان وصول نہیں دیں (چاہے باعوض یا بلا عوض) تو وہ ہم سے قبل استیلاء سے سرکار کی ملک ہوگئی تھیں، لہذا عشر ذمہ سے ساقط ہوگیا، تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کریں

(اسلام کا نظام اراضی، ص ۹۵-۱۰۱، ادارہ اشاعت

(امداد الفتاوی، فصل في العشر والخراج ۲ ۲۰، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(تالیف اشرفیہ مع فتاوی رشیدیہ، عشر وخراج سے احکام کا بیان، ص ۳۷۵، ادارہ اسلامیات)

(۲) "عن أنس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "إن الصدقة لتطفئ عضب الرب وتدفع ميتة السوء" (رواه الترمذي)". (مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الأول ۱۶۱)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم "ما نقصت صدقة من مال، قال صاحب المرقاة أي: ما نقصت صدقة مالا أو بعض مال، أو شيئا من مال بل تزيد أضعاف ما يعطى منه، بأن يبارك بالبركة الحقيقية، أو بالعطية الجميلة، أو بالمثوبة العلية" (مرقاة المفاتيح، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة ۴، ۳۹۲، رشيديه)

ا ت ت ب ا ا ا

فصل في اراضي الهند

(ہندوستان کی زمینوں میں عشر کا بیان)

اراضی ہندوستان میں عشر کا حکم

سوال[۱۰۵۰۲]: چاہیوال، بیسوال جن کاشت کاروں اور تنخی پیداوار پر واجب ہے؟

[illegible]

(۱) [illegible]

(امداد الفتاوی، فصل في العشر والخراج: ۲/ ۶۰۲، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(تالیف اشرفیہ مع فتاوی [illegible]، ص: ۳۔۳، ادارہ اسلامیات)

(۲) (مشکاۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الفصل الاول: ۱/ ۱۶۹، قدیمی)

"قال صاحب المرقاة في تشريح هذا الحديث: "ما نقصت صدقة من مال" أي: ما نقصت صدقة مالا أو نقص مال، أو شيئا من مال بل تزيد أضعاف ما يعطى منه، بأن يبارك بالبركة الحسية، أو المعنوية [illegible] كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الأول: ۴/ ۳۹۲، رشيديه)

کر زمین بارانی ہے، تو دسواں حصہ پیداوار کا احتیاطاً نکال دیا جائے (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

= "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ... ثم يربيها لصاحبها، كما يربي أحدكم فلوه، حتى تكون مثل الجبل". (مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الاول ۱/ ۱۶۹، قديمي)

(۱) قال الله تعالى: ﴿وآتوا حقه يوم حصاده﴾ (الانعام ۱۴۱)

"وأما السنة فما رويا وهو قوله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ما سقته السماء ففيه العشر، وما سقي بغرب، أو دالية ففيه نصف العشر". (بدائع الصنائع، كتاب الزكاة، سبب الفرضية وشرائطها ۲/ ۳۲۶، سعيد)

"وتجب (العشر) في مسقي سماء ... مع رد المحتار، كتاب الزكاة باب العشر ۲/ ۳۲۶، سعيد)

باب أداء الزكاة

(زکوۃ کی ادائیگی کا بیان)

زکوۃ ادا کرنے کے لئے نائب بنانا

سوال [۵۵۵۰] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بذریعۂ غیر مسلم زکوۃ ادا کرنا

[illegible] میں کرتا، کیونکہ ایک تو غیر مسلم ہے، پھر پتہ نہیں کس نیت سے زکوۃ اپنے ہاتھ سے یا کسی ذریعہ سے جو صاحب دین ہونے کے علاوہ زکوۃ کے مسائل سے واقف ہو، خود ہی سے ادا کرنا بہتر ہوگا۔

[illegible]

الجواب حامداً ومصلياً:

ادائے زکوۃ کے لئے قابل اعتماد غیر مسلم کو بھی وکیل بنادینا درست ہے(۱)، مگر صرف وکیل کے حوالہ کردینے [illegible]

---

(۱) "ولو دفع الوكيل بالاية، أودفعها الدمي ليدفعها للفقراء جاز- لان المعتبر نية الامر، در" (حاشية لطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، ص ۵۱۷، قديمي)

"(قوله: او دفعها للذمي) خصه بالذكر وان دخل في عموم الوكيل لدفع توهم أنه لايجوز توكيله فيها". (حاشية الطحطاوي على الدرالمختار، كتاب الزكاة ۱ ۳۹۴، دارالمعرفة بيروت)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب الزكاة ۲ ۲۶۹، سعيد)

(۲) "ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء" (الدرالمختار، كتاب الزكاة ۲ ۲۷۰، سعيد)

[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۲/ ۹۵ھ۔

تملیک کا حکم اور طریقہ

سوال[۵۲۰۲]: تملیک کن لوگوں سے ثابت ہے اور اس کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ تملیک سے بعد زکات دینے والے کی زکات ادا ہوگئی یا نہیں؟ اور تملیک کی جگہ دینے پر بھی زکات ادا ہوگی یا نہیں؟ بحوالہ حوالہ مدلل ومفصل تحریر فرمائیں۔

تملیک کی دو شکلیں ہیں ایک شکل تو یہ ہے کہ زکات دینے والا زکات کی رقم فقیر کو (۲) دیدے اور فقیر سے کہدے کہ یہ رقم تم اپنی ضرورت میں صرف کرلو، زکات دینے والے کی زکات ادا ہوجائے گی (۳) اور فقیر سے کہدے کہ یہ رقم

وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة ۲/ ۳۲۵، رشيديه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار كتاب الزكاة ۱/ ۳۹۵، دار المعرفة بيروت

حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، ص [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

سبق هو جعل الرجل ملكه [illegible]

سبق هو اسم لما يتصرف فيه على وجه الاختصاص [illegible] المختار كتاب الزكاة ۱/ ۲۳۰ مصطفى

في عرف الفقهاء والمحدثين ۲/ ۵۰۲ سعيد

كل متصرف في ملكه كيف شاء [illegible] ولا ضرر لغيره

شرح المجلة، باب [illegible] ۱/ ۹۲ [illegible] ۱/ ۱۲۵-۱۲۶، دار الكتب العلمية بيروت

مسکین سے کہا جائے کہ تم کہیں سے قرض لے کر اس قدر روپیہ مدرسہ کے اندر چندہ میں دے دو، ہم تمہارا قرض ادا کردیں گے، پھر اس روپیہ سے اپنا زکوۃ وصدقات کا مال اس کو دے کر اس کا قرض اس سے ادا کرایا جائے۔

حکیم امت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے ملفوظات "امداد اشرفیہ" (۱) میں تملیک زکوۃ کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ "کسی غریب آدمی سے کہے کہ مفت کا ثواب لینا چاہو تو قرض سے روپیہ قرض لے کر فی سبیل اللہ کام میں چندہ میں دے دو، ہم تمہارا قرض ادا کردیں گے، جب وہ قرض سے روپیہ چندہ میں دے دے، تو پھر تم اس سے اپنی زکوۃ باقی کی حساب کا روپیہ دے دو، اس سے قرض ادا کرو، فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۲/ ۹۱ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۲/ ۹۱ھ۔

حیلہ تملیک، متعین رقم غریب کو دینا

سئلہ ان [۵۰۸۱] گزشتہ سال ۸۵ھ میں ہمارے ایک مرحوم نے متعین حق چند ہزار کی صاحب و ذمہ سے یہاں ہو کر ان سے وہ چلے اور ایک حاجی کی درخواست کرنے پر موصوف نے مذکورہ شیء کی تخمینا ایک ہزار روپے کا سے اور وہ روپے زکوۃ کے روپے سے دینے کا وعدہ فرمایا تھا یہ بھی فرمایا کہ زکوۃ کا روپیہ مسجد میں نہیں لگا سکتے، اس لئے کسی زکوۃ کھانے والے غریب کے نام پر ایک ہزار روپے رسید کریں وہ روپیہ غریب کو دستیاب ہونے پر غریب کو ۲۵ روپے دے کر اس سے ۹۷۵ روپے لے کر مسجد میں لگائیں، چنانچہ اس مشورہ کے تحت ایک غریب آدمی کا نام ان کو دیا گیا، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ مذکورہ روپیہ رسید کرنے سے قبل موصوف کا انتقال ہو گیا، میں نے موصوف کی اہلیہ کے پاس خط لکھا کہ موصوف نے جو وعدہ کیا تھا اس وعدے کے روپے ارسال فرمائیں، مرحوم کی اہلیہ نے مذکورہ زکوۃ کی رقم اس غریب کے نام پر رسید کرنے کے بجائے میرے سیکرٹری مسجد کے نام پر ارسال کیا اور موصوف نے یہ بھی لکھا کہ یہ زکوۃ کا روپیہ ہے، اس سے جیسا مناسب سمجھیں خرچ کریں۔ میں نے مرحوم کے مشورہ کے مطابق یہاں کے چند علماء سے مشورہ کر کے ان میں سے ۲۵

---

(۱) (امداد اشرفیہ، مفوظ نمبر ۲۶۹، ۲۶۹، ص ۱۰۱، ۱۰۲، مکتبہ تھانوی دیوبند)

روپے اس غریب کو دے کر بقیہ روپے سے دوسرے [illegible] خرید لیے، فی الحال یہاں کے چند علماء مذکورہ روپے سے مسجد کے پنکھے خریدنا جائز ہے" کا فتویٰ دیتے ہیں۔

مذکورہ روپے میرے نام [illegible] نے کے بعد اس غریب کو میں نے بلایا اور اس سے کہا کہ تمہارے ساتھ [illegible] ہوئی تھی، وہ روپیہ میرے نام پر آیا ہے، اب تم اس میں سے ۲۵ روپے لے لو اور بقیہ ۹۷۵ روپے اللہ کے واسطے مسجد میں دے دو، ۵۰۰ روپے پوسٹ آفس میں تھے، اس لئے صرف پانچ سو روپے [illegible] کے حوالہ کرکے میں نے کہا کہ گن لو یہ ۵۰۰ روپے ہیں اور پانچ سو روپے پوسٹ آفس میں [illegible] ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا کہ گننے کی کیا ضرورت ہے، ۲۵ روپے میں رکھ کر بقیہ سب روپے [illegible]

لجواب حامداً ومصلیاً:

پانچ سو روپے تو ڈاک خانہ میں رہتے رہے، ان کی [illegible] تملیک بھی نہیں ہوئی، ان پر اس غریب کی ملک ثابت نہیں ہوئی، لہٰذا ان کو مسجد کے پنکھوں کے لئے استعمال کرنا بالکل ناجائز ہے(۱)، البتہ پانچ سو [illegible] روپے رکھ کر ۴۷۵ روپے مسجد میں دے دیے، اس زور [illegible] کے لئے تام ہوئی (۲)، واقعی تملیک اس وقت ہوتی جب اس

(۱) "وشرط أن يكون الصرف (تمليكاً) لا إباحة كما مر (لا) يصرف (إلى بناء) نحو (مسجد و) لا إلى (كفن ميت وقضاء دينه)" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲: ۳۴۴، سعيد)

"ولا يجوز أن يبني بالزكاة المسجد وكل ما لا تمليك فيه" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب السابع ۱: ۱۸۸، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲: ۳۲۴، رشيديه)

(۲) "أن الحيلة أن يتصدق على الفقير، ثم يأمره بفعل هذه الأشياء الخ

(قوله ثم يأمره الخ) وفي العمادية إشارة إلى أنه لو أمره أولا، لا يجزي، لأنه يكون وكيلا عنه في ذلك، وفيه نظر لأن المعتبر نية الدافع

وقال الرافعي رحمه الله تعالى. (قوله وفيه نظر) بل الظاهر عدم الإجزاء بمجرد نية المزكي بعد الأمر، لأن المدفوع إليه، لم يوجد منه التملك، بل أحد المال على أنه للآمر فلم يوجد ركنه وهو —

= التمليك والملك" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف، ۲: ۳۴۵، سعيد)

"يترتب على اشتراط تمليك الزكاة للفقراء ونحوهم أن المسامحة بالدين لا تجزئ عند الحنفية، وإنما يجب إعطاء الزكاة للفقير، ويمكن استيفاء الدين منه بعد ذلك ... ما لم يكن حيلة أي بأن شرط عليه أن يردها عليه من دينه" (الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الزكاة ۳: ۱۹۸۳، رشيديه)

"والحيلة في هذا أن يتصدق على الفقير، ثم يأمره بفعل هذه الأشياء، وهل له أن يخالف أمره؟ مقتضى صحة تملكه أن له ذلك". (البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲: ۳۶۲، رشيديه)

(۱) "كل يتصرف في ملكه كيف شاء" (شرح المجلة، الباب الثالث، المادة ۱۱۹۲، ۱: ۲۵۴، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب البيوع، ۷: ۵۰۲، سعيد)

وكذا في فتح القدير، كتاب البيوع ۵: ۵۲۶، رشيديه)

(۲) "هي تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير غير هاشمي ولا مولاه لله تعالى". (الدر المختار، كتاب الزكاة ۲: ۲۵۷-۲۵۸، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة ۲: ۳۵۲، رشيديه)

وكذا في النهر الفائق، كتاب الزكاة ۱: ۴۱۱، رشيديه)

(۳) ویل نے چونکہ اپنی رسید میں زکوۃ کو فی ... تے اس لئے خون اسی پر واجب ہے اور ممکن ہے کہ وکیل غریب ہو، اس کی غربت کو دیکھ کر مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی معاونت کے لئے چندے کا کہا ہو، نہ کہ مسجد کے نام چندہ کرنے کا۔

"لما في التاتارخانية سئل عمر الحافظ عن رجل دفع إلى الآخر مالاً فقال له: "هذا زكاة مالي فادفعها إلى فلان" فدفعها الوكيل إلى آخر هل يضمن؟ قال: نعم، وله العمل (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الفصل التاسع: ۲: ۲۱۴، قديمي)

وكذا في رد المحتار، كتاب الزكاة ۲: ۲۶۹، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة، ۲: ۳۱۰، رشيديه)

کا استعمال درست ہوگا اور زکوۃ کا فریضہ صحیح طور پر ادا ہوگا، اس قسم کے حیلوں سے پورا پرہیز کیا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۵/ ۹۶ھ

گزشتہ سالوں کی زکوۃ کا حکم

سوال [۵۰۰۵] میرے پاس قریب بیس سال سے چالیس تولہ سونا اور اسّی کا فی کی یہ چاندی ہے، جب تک سونا چاندی ہونے کی وجہ سے اس سے اوپر جب سے ہی زکوۃ واجب ہے، لیکن نہ وسائل سے یہ معلوم تھا کہ زیور استعمال کیا جائے اس کی زکوۃ دی جاتی ہے، باقی نہیں، اب معلوم ہوا کہ زکوۃ سارے زیور کی دینی چاہیے، اس لئے تین سال سے سارے زیور کی زکوۃ دیتی ہوں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان پچھلے تین سال کی زکوۃ اب ادا کریں یا جب سے فرض ہوئی ہے؟ میرے میں وشی اللہ عنہا رہتیں، وہ تین سال کی زکوۃ ادا کرتے ہیں، آپ جیسا حکم کریں ویسا ہی تعمیل کریں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً.

چاندی سونا خواہ زیور کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں اور زیور خواہ استعمال میں ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں زکوۃ لازم آتی ہے (۲)، جب سے ملکیت میں آئے سال بھر پورا ہوجائے، ہر سال زکوۃ دینا

---

(۱) ان حیلوں سے مراد وہ حیلے ہیں جن میں فقیر کو اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ اس قرضہ کو معاف کردے، ایسی صورت میں فقیر اپنی مرضی اور رضامندی سے قرض معاف کرے تو معاف ہوجاتا ہے، ورنہ نہیں۔

وكذلك من عليه الزكاة لو أراد صرفها إلى بناء المسجد، أو القنطرة لايجوز، فإن أراد تحصيله فالحيلة أن يتصدق به المتولي على الفقراء، ثم الفقراء يدفعونه إلى المتولي، ثم المتولي يصرف إلى ذلك كما في الذخيرة (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر: ۲/ ۴۷۳، رشيديه)

"وحيلة التكفين بها أن يتصدق على فقير، ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما، وكذا في تعمير المسجد، وتسهيله في حق الأسباب" رد المحتار، كتاب الزكاة ۲/ ۲۷۰، سعيد)

وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة، باب المصرف ۲/ ۲۲۶، رشيديه)

(۲) "ولا زكاة في مصوغ كل منهما ومعموله ولو تبرا أو حلي مطلقا مباح الاستعمال أو لا" -

شہادت کی ہے(۱)، چاہے زکوۃ کی فرضیت کا علم ہو یا نہ ہو، بہر کیف ان پر گزشتہ سالوں کی زکوۃ لازم ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۵/ ۹۱ھ۔

قرض پر زکوۃ اور اس کی ادائیگی کا طریقہ

سوال[۱۰۵۱۰]: میں نے زید کو دو ہزار روپیہ بایں شرط قرض دیئے کہ وہ میرے لئے زمین خرید کر دیں، وہ زمین خرید کر نہیں دے سکے، اب بارہ سال کے بعد مذکورہ دو ہزار روپیہ زید سے واپس لے رہا ہوں، دریافت

= (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة المال: ۲/ ۲۹۷، ۲۹۸، سعيد)

لا يعتبر في نصاب الذهب الناضة واحدة على كونه ذهبا فتجب الزكاة في المضروب والتبر والمصوغ والحليّ" (بدائع الصنائع، كتاب الزكاة: ۲/ ۱۰۵، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب الثالث: ۱/ ۱۷۸، رشيديه)

(۱) وسببه أي سبب افتراضها (ملك نصاب حولي) سببه ملكون محولا عليه فارغ عن دين له المطالب من جهة العباد". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة: ۲/ ۲۵۹-۲۶۰، سعيد)

"والزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول". (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة: ۲/ ۱۶۴، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة: ۲/ ۳۵۳، ۳۵۴، رشيديه)

(۲) "انه اذا كان لرجل مائتا درهم او عشرون مثقال ذهب، فحال عليه حولان وجبت عليه زكاة واحدة للسنة الاولى، وليس عليه للسنة الثانية شيء وكذلك عشرة وخمسة عشر مثقالا ذهبا حال عليها حولان يجب للسنة الاولى مائتان وسبعة وسبعون، ولو كانت الإبل خمسا وعشرين يجب للسنة الاولى بنت مخاض، وللسنة الثانية اربع شياه". (بدائع الصنائع، كتاب الزكاة: ۲/ ۸۶، رشيديه)

وسببه أي افتراضها ملك نصاب حولي تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد سواء كان له كزكاة (الدرالمختار) (قوله كزكاة فلو كان له نصاب حال عليه حولان ولم يزكه فهلك لا زكاة عليه في الحول الثاني". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة: ۲/ ۲۵۹-۲۶۰، سعيد)

وكذا في علائي السير، كتاب الزكاة، باب الزكوة في المال المشترك: ۳/ ۵، دارة القرآن كراچي

طلب یہ ہے کہ اس روپیہ کی زکوۃ بارہ سال بعد مجھ پر واجب ہے یا نہیں؟ زکوۃ کس طرح واجب ہوگی؟

حسب قواعد شرعیہ اس واپس شدہ روپیہ کی زکوۃ واجب ہے(۱)، چالیسواں حصہ پہلے سال کا (۵۰ روپیہ) ادا کریں، پھر ۱۹۵۰ روپیہ کا چالیسواں حصہ ادا کریں، اسی طرح ہر سال کا واجب شدہ روپیہ محسوب کرکے بقیہ کا چالیسواں حصہ ادا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

توبہ سے واجب شدہ زکوۃ ساقط نہیں ہوتی

سوال[۱۰۵۱۱]: توبہ کی صورتوں میں کیا سابقہ سالوں کی زکوۃ بھی دینی پڑتی ہے؟ اگر وقت ہو؟

(۱) "واعلم أن الديون عند الامام ثلاثة قوي، ومتوسط، وضعيف. فحب زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول، لكن لا فورا بل عند قبض أربعين درهما من الدين القوي كقرض وبدل مال تجارة فكسا قبض أربعين درهما يلزمه درهم" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة المال ۲ ۳۰۵، سعيد)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الفصل الثاني عشر ۲ ۲۹۹، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة ۲ ۳۶۳، رشيديه)

(۲) "فلو كان له دين عند آخر بلغ ثلاثمائة درهم مثلا، ثم حال عليها ثلاثة أحوال، فقبض منها مائتين، وجب عليه أن يخرج زكاة السنة الاولى عنها خمسة دراهم، فيبقى منها مائة وخمسة وتسعون تجري على الأربعين، أربع مرات، وذلك يساوي مائة وستين درهما، فيخرج عنها أربعة دراهم، وهي زكاة السنة الثانية فيخرج زكاة السنة الثالثة أربع دراهم". (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة، كتاب الزكاة، باب زكاة الدين، ۱ ۵۷۰، دار الفكر بيروت)

"وذكر في المنتقى رجل له ثلثمائة درهم دين حال عليها ثلاثة أحوال فقبض مائتين، فعند أبي حنيفة يزكي للسنة الأولى خمسة، وللثانية والثالثة اربعة أربعة من مائة وستين" (رد المحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة المال ۲ ۳۰۵، سعيد)

وكذا في الفتاوى الولوالجية، كتاب الزكاة، الفصل الثاني ۱ ۱۸۵، مكتبه فاروقيه پشاور)

اور اگر وقت نہ ہو؟

[illegible]

توبہ سے گزشتہ واجب شدہ زکوۃ ساقط نہیں ہوتی، حسب استطاعت اس کو ادا کرنا لازم ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/ ۷ ۹۵ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(۱) "اعلم أن الأشياء التي يتأتى فيها وكيف التوبة منها، قال العلماء: الذنب الذي يكون منه التوبة لا يخلو، إما أن يكون حق لله أو للآدميين، فإن كان حقا لله كترك صلاة فإن التوبة لا تصح منه حتى يعزم إلى آخر العمر قضاء ما فات منها، وهكذا إن كان ترك صوم أو تفريطا في الزكاة" (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، التحريم: ۸ / ۱۰۹ / ۱۲۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"وقال عياض: أجمع أهل السنة، أن الكبائر لا يكفرها إلا التوبة، ولا قائل بسقوط الدين ولو حق لله تعالى كدين صلاة وزكاة، نعم إثم المطل وتأخير الصلاة ونحوها يسقط". (الدر المختار، كتاب الحج، باب الهدي ۲ / ۴۲۲، سعيد)

"أن التوبة تكفر الذنوب بالاتفاق، ولا يلزم من ذلك سقوط الواجبات المترتبة على تلك الذنوب على أن التوبة من ذنب يترتب عليه واجب لا تتم إلا بفعل ذلك الواجب". (منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام ۲ / ۵۹، رشيديه)

باب مصارف الزکاۃ

(زکوٰۃ کے مصارف کا بیان)

زکوٰۃ کا مستحق کون ہے؟

سوال[۵۲۱۲]: فی زمانہ زکوٰۃ کے تعلق میں زید کی دو رائیں ہیں، زید کی رائے ہے کہ ہندو یا ہندو دھرم کو ماننے والے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، زید اپنے مؤقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ زکوٰۃ کا مصرف فقیر ہے، فقیر کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر روپیہ پیسہ وغیرہ نہ ہو، اور ہندو کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر روپیہ پیسہ وغیرہ نہیں ہوتا، لہٰذا ہندو زکوٰۃ کا مستحق ہوا، عمرو کی رائے ہے کہ ہندو کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ہندو کافر ہے اور کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے، زید کا یہ کہنا کہ ہندو کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی نہیں ہوتی ہے، لہٰذا وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ہندو کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی نہ ہونے کے باوجود اس کے پاس بہت سا روپیہ پیسہ ہوتا ہے، اور بہت سے ہندو لاکھ پتی اور کروڑ پتی ہوتے ہیں، اور ہندو تجارت بھی کرتے ہیں، اور تجارت میں ان کا بہت سا روپیہ لگا ہوا ہوتا ہے، اور ہندو کے پاس زمین بھی ہوتی ہے، جس کی قیمت لاکھوں روپیہ ہوتی ہے، اور ہندو کاروبار اور تجارت میں شریک ہونے کی وجہ سے بہت سا روپیہ کما لیتے ہیں، لہٰذا ہندو زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جتنی مقدار ہندو کو بہ نیت زکوٰۃ دی جائے اور وہ نہ تو خدمت کا معاوضہ ہو، نہ اس لئے کہ پدری لے معاوضہ میں نہ اس سے باویں ہو (یہ دونوں باتیں نہ رہنے) اور ہندو مستحق زکوٰۃ بھی ہو، وہ مالک بن جائے چاندی، مالک بنتے ہی تولہ سونا یا اس کی قیمت کے روپیہ پیسہ وغیرہ کا مالک نہ ہونا تک متعلق زکوٰۃ ہو جائے گی، باقی زکوٰۃ ذمہ میں باقی رہے گی (۲)، جو جانا ہندو ساتھ جاتی ہے، اس زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگا

---

(۱) "بیگھہ زمین کا ایک ناپ، چار کنال یا ۸۰ مرلے۔ (فیروز اللغات اردو، فیروز سنز)

۲ "الزكاة هي تمليك المال بعد عوض من فقير مسلم الخ" كذا في الدر المختار، كتاب الزكاة، ص ۲۵۵ مكتبه حقانيه ملتان)

نہیں، اگر وہ مالک نصاب ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، جو بچہ معاون خدمت میں دیا جائے یا جسے پدری یا
ذیل میں دیا جائے اس کو زکوٰۃ میں شمار نہیں کیا جاسکتا(۱)، میراث میں جب اس کا حصہ ہے تو وہ اس کا حق دار ہے،
اس سے حق وراثت دینا یا محض غصب سے اس کی ہبہ نامہ لکھوانا جائز نہیں(۲)۔

قرآن پاک میں نماز اور زکوٰۃ دونوں کی فرضیت [illegible] (۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے قتال فرمایا جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا(۴)۔ جس

هي تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير غير هاشمي ولا مولاه، مع قطع المنفعة عن
المملك من كل وجه" الدر المختار، كتاب الزكوة ۲ ۲۵۲ ۲۵۱ سعيد
وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكوة الباب الأول ۱ ۱۸۸ رشيدية
الزكوة هي تمليك مال مخصوص الخ والخروج بالتمليك الإباحة فلا تكفي فيها، فلو أطعم يتيما
ونوى به الزكوة لا يجزيه لأنه دفع له المطعوم" الخ، وبنحوه في الفتاوى على هامش الهندية، كتاب الزكوة،
الباب الأول، الفصل الثاني ۱ ۱۷۱ رشيدية
وكذا في الدر المختار، كتاب الزكوة ۲ ۲۵۲-۲۵۱، سعيد
وكذا في صحيح البخاري، كتاب الزكوة ۱ ۱۸۹، باب أخذ الصدقة من الأغنياء وترد في الفقراء، قديمي
وكذا في صحيح مسلم، كتاب الزكوة ۱ ۳۲۵، قديمي
۲ الكبيرة التاسعة والعشرون بعد المائتين، الغصب وهو الاستيلاء على مال الغير ظلما، خرج
البخاري عن عبد الله رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال من ظلم قيد شبر
من الأرض طوقه من سبع أرضين" الخ، وروى الترمذي عن أبي بكرة، كتاب الغصب ۱ ۴۳۹
دار الفكر بيروت
عن سعيد بن زيد رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من أخذ
شبرا من الأرض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين". (متفق عليه). (مشكاة المصابيح، كتاب
البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأول ص ۲۵۴ قديمي
وصحيح البخاري، كتاب المظالم، باب من أخذ في سبع أرضين ۱ ۳۳۳، قديمي
۳ النور ۵۶
۴ عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال لما توفي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واستخلف

مال کی زکوۃ نہ دی جائے، وہ مال [illegible] ڈستا رہے گا اور کہے گا: "أنا مالك أنا كنزك" (مشكوة شريف، ص: ۱۵۵)(۱). واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۶/ ۸۷ھ۔

زکوۃ، فطرہ کی رقم غیر مصرف میں خرچ کر ڈالنا

سوال[۱۰۵۱۳]: روپیہ پیسے کے اندر تعیین ہوتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ زید نے زکوۃ اور فطرہ کا پیسہ غیر مصرف میں خرچ کیا ہے اور کہتا ہے کہ ہم بعد میں کہیں سے اتنا پیسہ جمع کر دیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرزکوۃ وفطرہ دینے والوں نے کس کی اجازت دی ہو تو زید ایسا [illegible] ورنہ جائز نہیں(۲)، اس

= أبوبكر بعد، وكفر من كفر من العرب فقال أبوبكر "والله لاقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة، فإن الزكاة حق المال والله لومنعوني عقالا كانوا يؤدونه الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لقاتلتهم على منعه"

فقال عمر بن الخطاب، فوالله ما هو إلا أن رأيت الله (عزوجل) قد شرح صدر أبي بكر للقتال، فعرفت أنه الحق". (سنن أبي داود، كتاب الزكاة ۱/ ۲۲۴، مكتبه امداديه ملتان)

(وصحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة ۱/ ۱۹۰، قديمي)

(وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى الخ ۱/ ۳۰، قديمي)

(۱) (مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، الفصل الأول ۱/ ۱۵۵، قديمي)

(وصحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة ۱/ ۱۸۸، قديمي)

(۲) "وفي الفتاوى إذا دفع رجلان الى رجل كل واحد منهما دراهم ليتصدق بها عن زكاة ماله، فخلط الدراهم قبل الدفع، ثم دفع، فهو ضامن والحاصل أن الخلط ليس بالضمان، لانه استهلاك، الا في موضع جرت العادة و لعرف ظاهراً بالإذن بالخلط" (المحيط البرهاني، كتاب الزكاة، الفصل التاسع ۲/ ۴۴۵، وشيديه)

"إذا دفع الرجلان إلى رجل كل واحد منهما دراهم ليتصدق بها عن زكاة ماله فخلط الدراهم قبل الدفع، ثم دفع فهو ضامن وفي "الحجة" إلا إذا حدد الإذن، أو اختار المالكان فحينئذ يجوز، وفي "السراجية": أو وجدت دلالة الإذن بالخلط. وفي "البسمة" كما جرت العادة بالإذن من أرباب الخلط بخلط تمر العلات" (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الفصل التاسع ۳/ ۲۱۶، قديمي)

(وكذا في الفتاوى الولوالجية، كتاب الزكاة، الفصل الثالث ۱/ ۱۹۲، مكتبه فاروقيه پشاور)

صورت میں زکوۃ وفطرہ کی ادائیگی نہیں ہوگی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵، ۱۱، ۹۵ھ۔

غنی کا زکوۃ استعمال کرنا

[illegible] کی زکوۃ ادا ہونے کے لئے تو یہ شرط نہیں [illegible]

"ولا يشترط علمه الفقير انها [illegible]

[illegible] کہ یہ زکوۃ ہے اور پھر کوئی غنی اس کو بطور اباحت استعمال کرنا چاہے، تو [illegible] وچاہیے کہ بتلادے کہ یہ زکوۃ ہے، جیسا کہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ [illegible] (۲)،

---

(۱) (مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، ص: ۷۱۵، قديمي)

"ومن أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا، نوى الزكاة فإنها تجزيه، وهو الأصح. هكذا في المحيط والخلاصة عن المنتقى والغنية". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب الأول، ۱/ ۱۷۱، رشيديه)

"ولم يشترط المصنف رحمه الله تعالى علم الآخذ بما يأخذه أنه زكاة، للإشارة إلى أنه ليس بشرط". (البحر الرائق، كتاب الزكاة، ۲/ ۳۰۲، رشيديه)

"ولا يشترط علم المدفوع إليه بأنه زكاة" (النهر الفائق، كتاب الزكاة، ۱/ ۴۱۱، رشيديه)

(۲) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان في بريرة ثلاث سنن: ودخل رسول الله صلى الله -

کرنی نے مسین وغیرہ کتابیں ہدیہ میں دے دیں مسین کی چیز وقفی استعمال کرنا چاہتے ہیں تو ان کو ہدیہ چاہیئے تاکہ وہ غلط استعمال سے بچ جائے، سکوت کرنے سے وہ غلط استعمال میں مبتلا ہوجائے گا، اگر چہ مدرسہ کے نام پر نہ لکھا رہے گا۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ وقفی مسین کی ملکیت میں آتے ہوئے اس کو بصورت ہبہ استعمال کرے، لیکن اگر وہ مسین کی فنی وہدیہ دے دے اور وہ وقفی اس وقف کی ملکیت ہوجائے، پھر اس کو استعمال کرنے میں وقف خرچ نہیں ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۴/۸۹ھ۔

زکوٰۃ سے تنخواہ دینا

سوال[۵۱۱۵]: ایک صاحب نے ۱۳۵ روپیہ زکوٰۃ دیے، وہ خازن کہلاتے ہیں، انہوں نے ان سے تنخواہ لے لی، پھر وہ صاحب سے کہتے ہیں کہ وہ روپے نہیں ہیں، بلکہ ان سے کام چلو، تو کیا ایسے روپیہ سے تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

- بخاری عنہ وسلم و بوہ بشر بنحو فقرب الیہ حمار وہ من دہ بست فقال لم ر برمہ فیہ بنحو ما قبلہ بی، ولکن ذکک لنحم تصدق بہ علی بریرۃ وہی لا تاکل لصدقۃ مسکوۃ لمصابیح، کتاب الزکاۃ، باب من لاتحل لہ الصدقۃ: ۱/۱۶۱، قدیمی)

وصحیح بخاری، کتاب الزکاۃ باب لصدقۃ علی موالی ازواج لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۰۲، قدیمی

وصحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب نہی الہاشمیۃ لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۰۵، قدیمی

قال بعضی رحمہ اللہ تعالیٰ ذ تصدق علی لمحتاج بنی، ولکنہ قد یہدی لہ لنبی شیء وہو معنی قولہ لہ لمحم تصدق علی من حرمہ علیہ بطریق لہدیہ مرقاۃ لمفاتیح شرح مسکوۃ لمصابیح، کتاب الزکاۃ، باب من لاتحل لہ الصدقۃ، الفصل الأول ۳/۳۳۸، رشیدیہ)

وحرمت علیہ لہدیۃ تصیر لمتصدق راجعا فیہا وصف الصدقۃ وحکمہا، فیجوز لمعنی شراء لمتصدق ولمہاشمی لکتہ مہ علیہ بخاری شرح صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب إذا تحولت لصدقۃ ۳۲۹، در لکتب لعلمیہ بیروت

وکذا فی فتح لباری، کتاب الزکاۃ باب إذا تحولت لصدقۃ ۳/۲۲۵، قدیمی

الجواب حامداً ومصلیاً:

زکوۃ کے روپیہ کو براہ راست (بغیر تملیک) تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں (۱)، اس روپیہ کا مصرف وہی ہے، جو اوپر میں تحریر کیا گیا، یعنی مستحق زکوۃ بچوں کو مفت تعلیم دینا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/ ۱۹۵ھ۔

زکوۃ کا روپیہ مقدمہ میں لگانا

سوال[۵۰۵۱]: زکوۃ کے روپیہ کو مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ میں کسی غریب آدمی کے مقدمہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زکوۃ کا روپیہ غریب شخص کو دیا جائے، پھر وہ اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ میں یا کسی اور کام کے لئے دے دے، تو درست ہے، براہ راست وہ روپیہ مسجد یا مدرسہ یا کسی غریب کے مقدمہ وغیرہ میں صرف کرنا یا قیمتی کاغذ وغیرہ میں لگانا درست نہیں (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

صحیح بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/ ۱۱/ ۱۱ھ۔

---

(۱) "ولو دفعها المعلم لخلفته إن كان بحيث يعمل له لو لم يعطه صح، وإلا لا". (الدر المختار) "أي: لأن المدفوع يكون بمنزلة العوض". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/ ۳۵۶، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب السابع: ۱/ ۱۹۰، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، الفصل الثامن: ۲/ ۲۷۸، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "فالحيلة: أن يتصدق به المتولي على الفقراء ثم يدفعونه إلى المتولي، ثم المتولي يصرف إلى نفسه". كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر: ۲/ ۴۰۳، رشيديه)

"الحيلة أن يتصدق على الفقير، ثم يأمره بفعل هذه الأشياء". (الدر المختار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/ ۳۴۵، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/ ۴۲۴، رشيديه)

(۳) "ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لا إباحة كما مر، لا يصرف إلى بناء نحو مسجد، ولا إلى كفن =

سوداورزکوۃ کے پیسے سے نل لگوانا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کتاب الزکاۃ، باب المصرف ۲ ۳۴۴، ۳۴۵، سعید)

"ولا يجوز أن يبني بالزكاة المسجد، وكذا القناطر، والسقايات، واصلاح الطرقات وكري الأنهار وكل مالا تمليك فيه". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب التاسع ۱ ۱۸۸، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲/۲۴۲، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الزكاة، باب المصرف ۱ ۴۶۲، رشيديه)

(۱) قال الله تعالى ﴿إنما الصدقت للفقراء والمسكين ﴾ الخ (التوبة ۶۰)

"ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا إباحة كما مر، لايصرف إلى بناء نحو مسجد، ولا إلى كفن ميت، وقضاء دينه"

قال ابن عابدين رحمه الله تعالى. "(قوله نحو مسجد) كبناء القناطر والسقايات، وإصلاح الطرقات، وكري الانهار، والحج، والجهاد، وكل مالا تمليك فيه" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲ ۳۴۴، سعيد)

"مسئلہ: فيمن يملك نصابا من حواه هل تجب عليه فيه الزكاة

الجواب: لا تجب عليه فيه الزكاة، بل يلزمه التصدق بجميعه على الفقراء لا بنية الثواب إن لم يكن صاحب المال موجودا" (الفتاوى الكاملية، كتاب الزكاة، ص ۱۵، مكتبه القدس)

في القنية: لو كان الحنث نصابا لا يلزمه الزكاة، لان الكل واجب التصدق عليه، فلا يفيد إيجاب التصدق ببعضه ومنه في البزازية" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم ۲ ۲۹، سعيد)

دے، اس کنواں اور نل سے پانی پینا اس کو بھی جائز ہے، دوسروں کو بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

زکوۃ کا لحاف طلبہ کو دے کر واپس لینا

سوال[۱۰۵۱۸]: ایک مدرسہ کے لئے زکوۃ کے مال سے رقم آئی، مہتمم صاحب نے طلباء کے لئے لحاف، بستر وغیرہ بنائے، اب مدرسہ کا سالانہ امتحان ہوگیا ہے، وہ لحاف وبستر جو طلباء کو مہتمم صاحب نے دیئے تھے [illegible] نہیں ہے؟ زکوۃ کے روپیہ سے لحاف تھے، جو اہل خیر حضرات نے مدرسہ کے لئے دیئے تھے، صدر مدرس نے ایسا کرلیا کہ لحاف طلباء سے جاتے وقت واپس لے لئے، تو کیا صدر مدرس صاحب کو [illegible] لینے کی اجازت ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زکوۃ ادا ہونے کے لئے مالک بنا دینا ضروری ہے، محض مستعار دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوئی (۱)، اگر [illegible] زکوۃ نہ دی جائے، بلکہ خود طلباء کو یا جس [illegible] اسی طرح طلباء کو دے [illegible] لے لئے، ان کی ذمہ داری صدر مدرس صاحب پر ہے، مہتمم مدرسہ صاحب کو [illegible]

---

(۱) "وشترط أن يكون الصرف تمليكاً لا إباحة". (الدر المحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲ ۳۴۴، سعيد)

"ولا يجوز أن يبني بالزكاة المسجد وكل ما لا تمليك فيه". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب السابع ۱ ۱۸۸، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، باب المصرف ۲ ۳۲۳، رشيديه)

نے تو یہ صحیح ہے، پر زیادتی ہوئی، اس کی مکافات لازم ہے، وہ مال ان کو واپس کریں (۱) اور ان سے معافی مانگیں، تب ان کا یہ گناہ معاف ہوگا اور ان کو قسم کھانے کی حاجت نہ ہوگی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۹ / ۱۱ / ۱۱ھ۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین، دار العلوم دیوبند، ۹ / ۱۱ / ۱۱ھ۔

بھائی کو زکوۃ دینا

سوال [۵۰۹۵]: ایک شخص مدرس ہے اور اس کا ایک حقیقی بھائی غریب ہے، دونوں ایک ساتھ نہیں رہتے جدا جدا رہتے ہیں، مدرس بھائی اپنے غریب بھائی کو زکوۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟ ایک ساتھ دو چار روپیہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

غریب بھائی کو زکوۃ دینا درست ہے، بعد فیصلہ میں سے متبادر میں بھائی کو دینا افضل ہے (۳)۔ فقط

---

۱ عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه". (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، ص ۲۵۵، قديمي)

"لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف، الفصل الثاني في التعزير، ۲ / ۱۶۷، رشيديه)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الحدود، باب حد القذف، ۵ / ۲۹، رشيديه)

۲ قال الله تعالى: ﴿ولا تحلفوا بالله إن الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمنا قليلا﴾ الآية (آل عمران: ۷۷)

فمن فعل ما نهى الله عنه من اليمين الغموس والهموس والصبر فذلك فسوق، وذلك لا يجوز للجمع لإطلاق قول النبي ﷺ (البحر الرائق، ۵ / ۲۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

۳ وقدم صدقته وفرعه، لأن من سواهم من الفقراء يجوز الدفع إليهم وهو أولى لما فيه من الصدقة وصلة الرحم، كالإخوة والأخوات والأعمام والعمات والأخوال والخالات الفقراء (البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب المصرف، ۲ / ۲۲۵، رشيديه)

"ولا يفضل في زكاته ولا يصرف صدقة الفطر ولا النذر ولا الكفارة ولا العشر والخراج إلى الإخوة والأخوات، ثم إلى أولادهم، ثم =

ج (۱) عالمگیری (۲)، شامی (۳) وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے، کسی مستحق زکوۃ کو اتنی مقدار زکوۃ کا دینا مکروہ ہے جس سے وہ خود صاحب نصاب ہوجائے (۴)۔ مراقی الفلاح (۵) و درمختار (۶) میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

وکیل کا اپنی ماں کو زکوۃ دینا

سوال [۱۰۵۲۰] ہندہ کے پاس بقدر نصاب زیور ہے، ہندہ کے پاس پیسے نہیں ہیں، ہندہ اپنے خاوند سے کہہ رہا ہے کہ میرے زیور کی زکوۃ نکال دو، اور جب خاوند ہندہ کو پیسے دینے لگا، ہندہ نے خاوند سے منظور کرایا

= إلى الأعمام والعمات كذا في السراج الوهاج (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب السابع: ۱/۱۹۰، رشيديه)

"قال في النهر: والأولى صرفها إلى إخوته الفقراء، ثم أولادهم، ثم أعمامه الفقراء، ثم أخواله، ثم ذوي الأرحام ثم جيرته ثم أهل سكته، ثم أهل رشده" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، باب المصرف، ص: ۷۲۲، قديمي)

(۱) (البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/۴۲۵، رشيديه)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب السابع: ۱/۱۹۰، رشيديه)

(۳) (ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/۳۴۶، سعيد)

۴ وكره لإعداء" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، ص ۷۲۲، قديمي)

"وكره إعطاء فقير نصابا أو أكثر". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/۳۵۳، سعيد)

"كره أن يدفع إلى فقير ما يصير به غنياً وندب الإغناء عن سؤال الناس". (البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲/۴۲۵، رشيديه)

۵ وكره الإعداء (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، ص ۷۲۲، قديمي)

۶ وكره إعطاء فقير نصابا أو أكثر (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲/۳۵۳، سعيد)

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جس بچہ کی ماں سید ہو، اس کو زلوۃ دینا

[illegible] ایک نابالغ بچی تھے، ان کا انتقال ہو گیا، وہ خود سید نہیں تھے، لیکن بیوی جو انہوں نے [illegible] ان سے تین چار نابالغ بچے بچی ہیں، کیا شرعاً ان کو زکوۃ دی جا سکتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا شکل ہے [illegible] ان بچوں کی حالت بہت قابل رحم ہے، نہ بچوں کو بھیک سے روٹی مل سکتی ہے، نہ پڑوسی زکوۃ دینے کے مستحق ہیں، [illegible] ان کی مالی امداد کی جا سکے۔ امید ہے کہ اس امر پر خصوصی توجہ [illegible] سے دلائل تحریر فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً.

ان بچوں کو زکوۃ دینا درست ہے (۲)، نسب باپ سے چلتا ہے، ان بچوں کا باپ سید

ولصحة دفع الصدقة للفقير وروحته لا لنفسه، لا إذا قال ربها: صعب حتى شئت

(ردالمحتار، كتاب الزكاة: ۲/ ۳۲۹، سعيد)

وفي المحيط البرهاني: سئل عمن دفع زكاة ماله إلى رجل وامرأة ممن يتصدق بها، فأعطى ولد نفسه الكبير أو الصغير أو امرأته وهم محاويج، جاز" (المحيط البرهاني، كتاب الزكاة، الفصل التاسع: ۲/ ۴۴۴، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الزكاة: ۲/ ۳۲۹، رشيديه)

(۲) قال الله تعالى: ﴿إنما الصدقات للفقراء والمساكين﴾ (التوبة: ۶۰)

ويؤخذ من هذا أن من كانت أمها علوية مثلاً، وأبوها عجمي يكون العجمي كفؤاً لها، وإن كان-

نہیں تھا (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

علمائے ربانی کی تکفیر کرنے والے کو زکوۃ دینا

سوال[۱۰۵۲۲]: زمانہ کے مسلمانوں کا ایک گروہ جو علمائے ربانی حقانی کو کافر ومرتد قرار دیتا ہے اور ان کو بعینہٖ مضمون میں خصوصی طور سے زکوۃ وصدقات واجبہ نفلی وصولی سے متعلق تشنیع کرتے ہیں تو ایسے حضرات کو جو علمائے حق کو کافر ومرتد کہتے پھرتے ہیں تو ایسے شخص کو زکوۃ وصدقات واجبہ نفلی دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہے اور وہ واقعۃً کافر نہ ہو، تو یہ کلمہ (کفر) اس

- لیکن سید فضلاء کا نسب ثابت ہے، ولہذا حکم دفع الزکاۃ الیہم وارد نہیں ہوتا۔ کتبہ لکھنوی عفی عنہ لکھنؤ، ۸۷/۲، سعید)

"وقوله وبني هاشم) اعلم أن عند مالك وهو رواية عن الإمام لبني صلى الله تعالى عليه وسلم عشر بطون وهم هاشم، والمطلب ونوفل وعبد شمس، ثم هاشم أعقب أربعة، انقطع نسل الكل إلا عبد المطلب، فإنه أعقب ثلاثة عشر، تصرف الزكاة إلى أولاد كل الأصناف مسلمين فقراء إلا أولاد عباس وحارث وأولاد أبي طالب من علي وجعفر وعقيل فيجوز لهم أخذ الصحيح مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۳۵۰/۲، سعيد)

(۱) "أما أصل النسب فمخصوص بالآباء فإن العلماء ذكروا أن من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم أنه نسب إليه أولاد بناته فلخصوصيته لتطفله العلما. فأولاد فاطمة الأربعة ينسبون إليه صلى الله تعالى عليه وسلم. وأولاد زينب وأم كلثوم ينسبون إلى فاطمة ولا إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لأنهم أولاد بنت بنته لا أولاد بنته، فجرى فيهم الأمر على قاعدة الشرع الشريف في أن الولد ينتسب في النسب لا أمه". (ردالمحتار، كتاب الوصايا، باب الوصية للأقارب ۶۸۵/۲، سعيد)

"أن الحسب والنسب يختصان بالأب دون الأم". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الوصايا، الباب السادس: ۱۱۷/۶، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الوصايا: ۴۴۲/۶، رشيديه)

[illegible] ہے[illegible] (۱)، اس سے جب تک غیر مشتبہ دلیل سے کفر ثابت نہ ہو جائے، تو [illegible] (۲)، جس [illegible] مشغول زندگی بسر کرتا ہے، ان کو اپنی زکوۃ دینا زکوۃ کو خطرے میں [illegible] ہے، ان کا مشغلہ ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] دیوبند۔

بریلوی مکتب فکر کے مدارس میں زکوۃ دینا؟

سوال [۱۰۵۲۳]: بمبئی میں رواج مدارس بریلویہ کے حضرات اپنی رقم زکوۃ کو دیوبندی مدارس میں [illegible] کرتے ہیں اور ہمارے مدارس کو زکوۃ کی رقم نہیں دیتے ہیں، تو کیا ان کے مدارس کو زکوۃ کی رقم دینا

عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول "لا يرمي رجل رجلا بالفسوق، ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك" صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن التباس و لعن ۲، ۹۰۳، قديمي)

وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم ياكافر: ۱، ۵۷، قديمي)

وسنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم: ۲، ۳۱۱، قديمي)

۲ وذلك لما في الحديث الصحيح "فلو يريد الكفر" ويخاف على المكثر منها أن يكون عاقبة شؤمها المصير إلى الكفر" (شرح النووي، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم ياكافر ۱، قديمي)

وفي الخلاصة من فعل فعلا من غير تأويل ظاهر حكم عليه بالكفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل في نعم و لعنة، ص ۳۰۳، قديمي)

ويخاف عليه الكفر لدوامه على ذلك و فقيه من غير تأويل". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع ۲، ۲۷۰، رشيدية)

(۳) قال الله تعالى: ﴿تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ (المائدة: ۲)

وفي الدر المختار: يجب صرف الزكوة على من يكون ظهر المحترفين، والفقير الذي لا يملك نصابا غير مستحق لها إلا الفقير العامل لها". (الدر المختار، كتاب الزكوة، باب المصرف ۲، ۳۵۲، سعيد

اور زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا ہر جمعی ان کے مدرسہ والوں کو زکوٰۃ کی رقم دیدیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زکوٰۃ مستحق کو دی جاتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے(۱)، جو شخص جماعت یا مدرسہ حق اور اہل حق کی خدمت وتعلیم کرتے ہیں ان کے ساتھ کوشش میں مصروف رہنے سے ان کو زکوٰۃ نہیں دی جاتی اس وجہ سے کہ ان کی اعانت ہوجاتی ہے۔

○ تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان ○(۲). فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۰/۱۴۰۰ھ۔

شیعہ کو زکوۃ وفطرہ دینا

سوال[۵۲۲۰]: رافضی جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں، ملحد کافر ہیں، عقائد خلاف شریعت ثابت ہوتے ہوں، ان کو زکوۃ اور فطرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

ن يطلب الاتقياء المعرضين عن الدنيا المتجردين لتجريد الآخرة، فإن صلى الله تعالى عليه وسلم لا تأكل إلا طعام تقي ولا يأكل طعامك إلا تقي وهذا لأن التقي يستعين به على التقوى فكأنه شريك له في طعامه بطعامك إياه، وقال عليه السلام: "أطعموا طعامكم الأتقياء وولوا معروفكم المؤمنين" (إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الزكاة، الفصل الثاني، الوظيفة الثامنة: ۱/ ۲۸۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"وكره نقلها، إلا إلى قرابة، أو أحوج، أو أصلح، أو أورع، أو جار المصر، وفي الشرح: التصدق على العالم الفقير أفضل" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/ ۳۵۳، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، باب المصرف، ص: ۴۲۲، قديمي

(۲) (المائدة: ۲)

قال الله تعالى: "قال رب بما أنعمت علي فلن أكون ظهيرا للمجرمين" الخ۔

نحوہ حمداً ومصلیاً۔

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible]

[illegible]

قوله ولا يصح دفعها الكافر قال في النهر وسرحه ولا يدفع للذمي وحر دفع غيره وعبر بعضهم ولا يصح لمسلم ولو عبده وكفارة فطره خلافا للثاني وبه يفتى حلبه المحشي على مر في الفلاح، كتاب الزكاة ص ۲۰۰ قديمي

لم للذمي لانحور صرف الزكاة إليهم سبعة عشر نقرا: ومنها الكفر" (حوالة الفقه، كتاب زكاة، من لا تصرف لهم الزكاة ص ۳۰، مكتبه إسلاميه كوئته)

وكذا في بدر المحتار كتاب الزكاة ۲ ۳۱۲ سعيد

۲ دفع المحتاج لمن يظنه مصرفا فبان عبده، أو مكاتبه، أو حربيا، أو مسلما عدم [illegible] كتاب الزكاة باب المصرف ۲ ۳۵۲ سعيد

قال في مستثنيات جواهر الفتاوى قوله لم تجز على ذمي لأن الإجماع منعقد انه لو كان مسلما او حربيا فانه تجب الإعادة [illegible] يحث الخلق على هذا المنع لو علم، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲ ۴۳۳، رشيديه

وفي المحتار [illegible] لو صغيرا حربيا ومسلم لانحور كذا في غنيه بيان لفظ كتاب الزكاة باب المصرف ۱ ۶۶۱، رشيديه

وعلى ذلك قول الائمة الاربعة وغيرهم انه لانحور دفع الزكاة الى الكافر كتاب الميزان، كتاب الزكاة، باب قسم الصدقات ۲ ۲۶۵، عالم الكتب بيروت)

فصل في صرف الزكاة في المدارس

(مدارس میں زکوۃ دینے کا بیان)

زکوۃ وعشر وغیرہ مدرسہ میں دینا

سوال[۱۰۵۲۱]: [illegible] چرم قربانی، عشر وغیرہ وامور مدرسہ [illegible] ی جاتی ہیں، مشورہ چرم قربانی، عشر وغیرہ وامور مدرسہ [illegible] ی جاتی ہے اور اس سے مدرسہ [illegible] نوعیت یہ ہے کہ سوکھی وغیرہ اسلامی تہواروں پر بکریوں اور نقد کی حیثیت کی قصیلیں باقاعدہ ہوتی ہیں اور بندہ طلباء بھی اس کے اندر تعلیم پاتے ہیں، لہذا ان کی ترکیب سے [illegible] ان کے لئے کوئی شرط ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

[illegible] الدقائق میں ہے

"الزكوة هي تمليك المال بغير عوض من فقير مسلم" الخ، ص:۵۵(۱)

درمختار شامی میں ہے

"لايصرف إلى بناء نحو مسجد، كبناء القناطر، والسقايات، وإصلاح [illegible] تصرف [illegible] تمليك فيه" (درمختار

---

(۱) (كتاب الزكاة، ص: ۵۵، مكتبه حقانيه ملتان)

"هي تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير الخ". (الدرالمختار، كتاب الزكاة ۲ ۳۵۶-۳۵۸، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب الأول: ۱/۱۷۰، رشيديه)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے

مجمع الانہر میں ہے

ہدایہ میں ہے

(۴)

کتب لوگوں کے مصرف

وقف فی بحر الرائق کتب مصرف

وقف فی فتاوی بعلمکیہ کتب لوگوں کتب

کتب لاصحہ فی کتب

وہب کتب وقف وغیرہ وغیرہ مجمع لوہو کتب لاصحہ

سعد

سعد

وقف فی بدر مجمع والبحر کتب لاصحہ سعد

وقف فی مجمع لانہر کتب لاصحہ

کارخیر میں صرف کریں اور چرم قربانی کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ جب تک قربانی کرنے والے پر سے فرضیت نہ اترے یہ شخص کو ہبہ کرسکتا ہے، خواہ جس کی ملک کرے غریب ہو یا صاحب نصاب ہو یا مدرسہ ہو یا خیراتی ادارہ اور اگر روپیہ پیسوں سے عوض فرضیت ادا کردیا تو اس کی قیمت کا خود یا وہ مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے، یعنی جس کو چرم قربانی یا اس کی قیمت کا مالک بنایا جائے اس کو اختیار ہے کہ اپنے مصرف میں لے یا مدرس کی تنخواہ میں صرف کرے یا قیمۃً مدرسہ میں لگادے، پس اگر چرم قربانی کسی کو تملیکاً دیدی جائے یا اس کی قیمت غریب آدمی کو دیدی جائے یا وہ مدرس کی تنخواہ یا مدرسہ کے کام میں صرف کریں تو درست ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۲/ ۸۹ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/ ۲/ ۸۹ھ۔

فصل سے نکالا ہوا غلہ مسجد میں لگانا

سوال[۱۰۵۲۹] ایک مسجد ہے، مدرسہ کے متعلق مسجد کے اکثر کام مدرسہ ہی کی جانب سے انجام دیئے جاتے ہیں، مسجد کا حساب مدرسہ سے علیحدہ ہے، مدرسہ کی مالی حالت کمزور ہے، مدرسہ علماء دین کی خدمت انجام دیتا ہے، یہ مالی صلاحیت بھی کثیر تعداد میں قلیل پاتے ہیں، اس صورت میں فصل کا غلہ جو کہ بعد چیسوں نکالا جاتا ہے، مسجد میں لگانا گویا صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواز کی صورت میں بہترین کے لئے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ غلہ صدقہ واجبہ نہیں (۲)، دینے والے مسجد کے لئے دیتے ہیں، تو مسجد کے مصارف میں صرف کرنا بھی

---

(۱) "الملك ما من شأنه ان يتصرف فيه بوصف الاختصاص" (الدر المختار، كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك والسنوه: ۵۰۲/۴، سعيد)

"كل يتصرف في ملكه كيف شاء ... لا يمنع أحد من التصرف في ملكه أبداً، إلا إذا أضر بغيره". (شرح المجلة لسليم رستم باز، الباب الثالث، المادة ۱۱۹۲، ۱۱۹۷، ۱/ ۶۵۴، ۶۵۷، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) صدقہ واجبہ اس کو نہیں کہتے جو تقسیم غلہ کے بعد جب مدرسہ کے ذمہ کچھ غلہ باقی رہ جائے یا بقایا یا بقایا [illegible] تقسیم سے قبل تقسیم کے لئے جمع کیا گیا تھا، اس کو صدقہ واجبہ نہیں کہتے

ت نے(۱) فتاویٰ سے قول حسن

ر عبدہ محمد مظفر دارالعلوم دیوبند

ج صحیح بندہ محمد سعید دارالعلوم دیوبند ۵ ۹ ۵

= (اسلام کا نظام اراضی ص ۹ ۱ ادارہ اشاعت)

عقد بصاوی فتحی فی مقصد ج ۲ ۲۰ مکتبہ سعید کراچی

ان شاء تعالیٰ ۳۲۹ ۔۔۔

عینی جمعہ ص ح ۔۔۔ کتاب وقف مقصد مراعاۃ غرض الواقف و حسن لغرض صحیح مختصر ۔۔۔

و وقف علی ۔۔۔ کتاب وقف ۳۱ ۔۔۔

فی شرح الوقف معروف ۔۔۔ مسرع، وهو مالک فله ان یجعل ماله حیث شاء ما لم یکن معصیة" (الدرالمختار، کتاب الوقف، مطلب شرائط الواقف ۴ ۳۴۳، سعید)

باب صدقة الفطر ومصارفها

(صدقۂ فطر اور اس کے مصارف کا بیان)

صاع کی مقدار

سوال [۱۰۵۲]: صدقۃ الفطر ہر شخص پر کتنا واجب ہے؟ کتابوں میں جو نصف صاع لکھتے ہیں، اگر تولہ سیر کے حساب سے اس کا صحیح وزن کیا ہے؟ "قاموس اللغات" ص ۱۲۹، پر ہے: صاع وزن ہے ۸۰ سو چونتیس تولہ کا، اس لغت کے اعتبار سے نصف صاع ایک سیر ساڑھے سات چھٹانک ہوتے ہیں، بریں بنا ہم تو ڈیڑھ سیر کے حساب سے دیتے ہیں، فی الحال ایک مولانا صاحب نے فرمایا کہ صدقۃ الفطر ہر شخص پر پونے دو سیر سے کچھ زائد ہے، اختیاط دو سیر میں ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صدقۃ الفطر کس حساب سے ادا کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۶۲ میں صدقۃ الفطر بارہ پوری قول سے ڈیڑھ سیر پختہ مذکور ہے (۱)، احتیاط دو سیر بتایا جاتا ہے (۲)۔ جو شخص پورا دو سیر دے دے وہ مزید ثواب کا مستحق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح العبد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) فتاوی رشیدیہ، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، (صاع دو سو نوے تولہ کا ہوتا ہے، ص ۴۴۶، سعید)

(۲) "لما في مبسوط السرخسي: من أن الأخذ بالاحتياط في باب العبادات واجب". (رد المحتار، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، مطلب في مقدار الفطر بالمد الشامي: ۲/ ۳۶۲، سعيد)

أن الأخذ بالاحتياط عند الاشتباه واجب". (بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء: ۱/ ۱۲۴، رشيديه) =

صاع وغیرہ کے اوزان

سوال[۵۲۲۱]: صاع کے مسئلہ پر ایک فتویٰ۔

[illegible] ہندوستان کے مختلف شہروں میں مختلف صاع کے وزن رائج تھے، کہیں ۶۰ تولہ کا صاع رائج تھا، کہیں ۸۰ تولہ کا صاع رائج تھا، اس زمانہ میں صدقۃ الفطر کی مقدار متعین کرنے میں بڑا اختلاف تھا، کوئی پانچ سیر بتاتا تھا، کوئی دو سیر، کوئی دو سیر آدھ پاؤ اور کوئی سوا دو سیر اور بعض علماء نے ایک سیر تک بیان کیا ہے، اس لئے ہر جگہ کے لوگ اپنے اپنے علماء کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے صدقۃ الفطر ادا کرتے تھے۔

اب یہ اوزان متعارف نہیں رہے اور اس لئے جملہ ہندوستان میں کلو گرام سے وزن کا رواج ہو گیا ہے، اس لئے ہم علماء کو اب ایک تحقیق یہ تحقیق کرنا ہے کہ کلو گرام میں صدقۃ الفطر کی مقدار کتنی متعین ہوتی ہے، نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ صدقۃ الفطر کے لئے صاحب نصاب ہونا شرط ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ اس تحقیق تحقیق فرما کر ہمیں [illegible]

المستفتی: محمد [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

صاع ایک عربی پیمانہ ہے جس سے غلہ ناپا جاتا ہے(۱) اور آج بھی عرب میں ناپ ہی کر غلہ فروخت کرتے ہیں اور صدقۃ الفطر [illegible] صدقۃ الفطر ادا کرنے سے حدیث میں چار چیزیں بیان کی گئی ہیں

= "وأبو حنيفة رحمه الله تعالى يقول: الاحتياط في تعديد [illegible] المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب صدقة الفطر ۲۲۵ جديد)

الشرح الكبير مع حاشية الصاوي على شرح الدردير، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر ۱/ ۶۰۰، ط: دار المعارف

[illegible] المحتاج إلى شرح المنهاج، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر ۲/ ۳۹۲، ط: مصطفى البابي الحلبي

وحاشية رد المحتار، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر ۲/ ۳۶۵ سعيد

۱ یہاں پر اس کا مختصف صاع ۲۰ پچھوہارا ۳۱ متقی ۳۰ یہاں کا صاع۔

ان تینوں چیزوں میں سے ایک صاع دینا کافی ہے(۱)۔ ان میں مذکورہ بالا سے زیادہ میں آسان اور افضل یہاں مختصف صاع ہے۔ اس کی تحقیق میں علماء محققین کے مختلف راستے ہیں ایک جماعت کی تحقیق یہ ہے کہ عراقی صاع معتبر ہے جس پر تقریباً ساڑھے تین سیر گیہوں کا وزن ہوتا ہے(۲)۔

اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد راقم الحروف نے اپنے زمانہ کے معتبر علماء کے فتاوی میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے جس میں صاع کا جدید وزن متعین کیا ہے اور اس سے پہلے میں نے اپنے فتاوی میں اس جدید وزن کو اختیار کیا تھا اور اس پر عمل کرتا رہا ہوں اور بعد میں بھی اس جدید وزن کو اختیار کیا(۳)۔ اور اس پر عمل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ احتیاط اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ایک ایسا وزن متعین کیا جائے جس پر تمام علماء کا عمل ہو یا کم از کم اکثر علماء کا عمل ہو اور اس میں احتیاط بھی ہو اور یہ وزن جدید ہی ہے۔ اور اس کے علاوہ جو وزن ہے اس پر اکثر علماء کا عمل نہیں ہے اور اس میں احتیاط بھی نہیں ہے اور حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فتاوی میں اس جدید وزن کو اختیار فرمایا ہے(۴)۔

عن ابي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال كنا نخرج زكاة الفطر اذ كان فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم صاعا من طعام، او صاعا من شعير، او صاعا من تمر، او صاعا من زبيب، او صاعا من اقط. (صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر ۱/ ۱۹۵، قديمي)

"عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: كان الناس يخرجون صدقة الفطر على عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صاعا من شعير، أو تمر، أو سلت، أو زبيب، أو نصف صاع حنطة مكان صاع من تلك الأشياء". (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب كم يؤدى في صدقة الفطر ۱/ ۲۳۱، رحيميه

"عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: فرض زكوة الفطر من رمضان على الناس صاعا من تمر، أو صاعا من شعير الخ". (مؤطا الامام مالك، كتاب الزكاة، باب مكيلة زكوة الفطر ۱/ ۳۲۰، نور محمد كتب خانه كراچي

فهو صاع لدي بكل منه الشعير و التمر ... بصاع المصنع. كتاب الزكاة ۲/ ۲۰۵، رشيديه

۲ البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر ۲/ ۲۰۳-۲۰۵، رشيديه

۳ عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، رقم الحاشية ۳ ۱/ ۳۰۰ مكتبه امداديه ملتان)

(۴) (كفايت المفتي، كتاب الزكاة ۴/ ۳۱۱، دار الاشاعت

یہ تمام تحقیقات اپنے اپنے شہروں کے اعتبار سے ہوئیں اور حساب کرنے کے بعد بھی فرق پڑتا ہے، ان تمام تحقیقات پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی تحقیق "تین سو بیاسی گرام" کے مطابق رکھنے پر یہ سے قریب ہے اور احتیاط کرنے سے یہی حساب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، یہ مقدار اس میں بھی مختلف نہیں ہے کہ ایک صاع ایک سو پچاس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم کے چودہ قیراط ہوتے ہیں اور ہر قیراط کا وزن ۵ جو خیز تقریباً ۴ رتی بڑھتا ہے اس سے ایک درہم کا وزن ۵×۱۴=۷۰ رتی ہوئے (۱) اس وزن کے مطابق فقہاء نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک درہم کے وزن سے ایک صاع ۱۵۰×۷۰=۱۰۵۰۰ رتی کا ہوتا ہے اس لئے ۱۰۵۰۰ رتی × ۰.۰۵۴۶ گرام = ۵۷۳ گرام یا ۵۷۶ گرام ایک صاع ہوا، اور نصف صاع ۲۸۸ گرام سے برابر ہوا، جو سوا دو سیر سے برابر ہے، اس حساب سے فی شخص پونے دو کلو گرام گندم کا وزن ہے، اس حساب سے کل مصارف میں بھی زیادہ احتیاط ہے، جس حساب سے کہ ہندوستان کے تمام علماء نے فی شخص پونے دو کلو گرام کے حساب سے تحریر فرمایا ہے، یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی اور ساڑھے سات تولہ سونا، اس کا نقد روپیہ کے حساب سے موجودہ قریب قریب ۱۰۰ گرام چاندی، ۷ گرام سے کچھ کم سونا کا جدید حساب ہوتا ہے، اس وزن کا حساب کرنے میں سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا اور جو وقت ہر طرح اطمینان بخش ہو سکتا ہے، اس وزن سے تیار ہونے والی ایک بڑی مثل پیش کی جاتی ہے، ۱۳۲۹ھ میں خاکسار کے والد ماجد مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب حج زیارت حرمین شریفین سے واپس تشریف لائے، تو اپنے ساتھ دو بوری کی بھی نقل ہوئی، جس کی سند دو جازت حضرت شیخ الکل مولانا شاہ عبدالحق صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ سے ولد صاحب کو حاصل ہوئی، یہ وزن کے پیمانہ اس وقت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وزن کے ۲ ۱ ر کا ایک صاع کے برابر ہوتا ہے اور باقی ۳ امام صاحب کے وزن کے ایک درست ہیں، تحقیقات مذکورہ سے صحیح ہوئی کہ نصف صاع کا جدید وزن ۱۰۴۸۰ گرام اور قدیم وزن ۱۰۵۰۰ گرام ہوتا ہے اور صدقہ فطر نصف صاع کے حساب سے پونے دو کلو گرام گندم کا وزن ہے۔

---

(۱) ... نصف صاع من بر بدرهم الشرعي اربعة عشر قيراطا فاذا كان الصاع الف واربعين درهما شرعيا

وقال الرافعي رحمه الله تعالى: "(قوله: فاذا كان الصاع الخ) تقدم للمحشي ان قيراط الدرهم الشرعي خمس حبات فعلى هذا يكون حب الشرعي سبعين درا للمحشار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر مطلب في تحرير الصاع والمد ۲ ۳۶۵، سعيد

وكذا في عمدة الرعاية شرح الوقاية، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر ۱ ۳۰۰، رقم الحاشية ۳، امداديه)

واجب ہے، جو مالک ہو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا نصاب رکھتا ہو(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بندہ عبداللہ مفتی محمود عفی عنہ (مفتی مکتب جامع مسجد عیدگاہ بنارس)

الجواب حامداً ومصلیاً:

عربی پیمانہ وزن جو کہ وزن میں منتقل ہوا ہے، مقامات وقت سے اختلاف چلا آرہا ہے، یہ اختلاف صدقۃ الفطر کی مقدار موجودہ چاندی کے نصاب سب ہی میں ہے، اور مقامات وقت سے وزن کیا جاتا ہے، جو بھی مختلف حیثیتوں اور حالتوں سے کبھی خالی نہیں ہوتے، ان میں بھی فرق مقامات وقت سے وزن کیا جاتا ہے، اس میں بھی فرق ہے اس فرق اور اختلاف سے بچنے کی کوئی صورت نہیں، احتیاط پر عمل کرنا ہر شخص کی بات ہے، اور سب چیز پر مجبور و پابند کرنا سب چیز سے قدرت کی طرف سے پیدا شدہ چیزوں میں جب اختلاف ہے وزن کے اختلاف سے وزن متعین رہتے ہیں تو اختلاف پیدا ہوتا ہے، تو اس اختلاف کو ختم کرنے کی کوئی شکل نہیں ہے، اس اختلاف کی بنا پر ہر حکومت اور ہر علاقہ کے لوگ اپنے اپنے معتقد علیہ پر عمل کرتے ہوتے ہیں، خود ہی متعین حساب سے وزن متعین کیے ہوئے ہیں، اور ہر شخص اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں سے جو حساب کا وزن متعین کرلیا ہو وہی صحیح ہے، خود ہندوستان میں حساب سے بھی مختلف ہوتا ہے، جیسا کہ سونے چاندی کے نصاب میں ہے، اسی وزن سب کے حساب میں ۵۲ تولہ ۶ ماشہ ہے، اور حساب سے مختلف ہوتا ہے، جیسا کہ صاع کے حساب میں ہے، یہ جب تک مقدار شرعی بکثرت رائے میں منتقل نہ ہو اختیار نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

نصف صاع کی مقدار موجودہ وزن سے

سوال [۱۰۵۲۵]: صدقۂ فطر کے متعلق یہاں کے مقامی اخبار "سیاست" مورخہ یکم شوال ۱۴۰۰ھ

---

(۱) "تجب على حر مسلم مكلف مالك لنصاب أو قيمته، وإن لم تجب عليه الحول عند طلوع الفجر يوم الفطر، ولم يكن لتجارة، فارغ عن الدين، وحاجته الأصلية وحوائج عياله" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ص: ۷۲۳، قديمي)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر: ۲/ ۳۶۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب الثامن، ۱/ ۱۹۱، رشيديه)

میں مدرسی امدین معظم صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا تھا، انہوں نے صاع کا وزن مروجہ کے حساب سے ان قدر نصف سیر بتایا ہے جو تحریر فرمایا ہے، صاع کا وزن حنفی (۲ کلو ۳۳۳ گرام) مروجہ کے تین سیر (۳ کلو ۲۶۵ گرام) مقرر ہے، اس حساب سے نصف صاع کا وزن حنفی اندازہ سوا سیر حنفی (ایک کلو ۱۶۶ گرام) یا ۱ سیر ۳۰ چھٹانک حنفی (ایک کلو ۶۳۲ گرام) ہے، یہ اختلاف دراصل اس وجہ سے ہے کہ عہد نبوی میں مدینہ طیبہ میں کئی قسم کے متدار سے صاع رائج تھے، بعد کے علماء نے مروجہ اور زیادہ سے زیادہ صاع کو تسلیم کیا اور ان کی مقدار حنفی کے پونے تین سیر بتائی۔

اب اپنے مخدوم کا یہ لکھنا کہ قانون کی آنکھ سیر سے کم یا زیادہ سے زیادہ دیکھتی ہے، یہاں پر جو وقت خرچ فطرہ سے متعلق پیدا ہوتے ہیں، ان میں صدقہ فطر سے متعلق دیہی کلو ہے، ہیں ۱۰ کلو ۳۰ سیر ہے، عام طور جس میں بندوبستی شامل ہے، ان سے مشکل کا سامنا نہ ہوا، ہزار ہا مطبع فوائد کے صدقہ فطر سے مستحق تک پہنچوں یا چاہئے یا زیادہ سے زیادہ تاخیر دی جائے، صدقہ فطر ایک ہی غریب کو دے سکتے ہیں یا مختلف کو؟

لحوب حامداً ومصلیاً:

صدقۂ فطر کی مقدار نصف صاع گندم اور ایک صاع جو ہے (۱)، صاع بھی عرب میں مختلف تھے اور یہ بھی مختلف تھے، یہ جو عراق میں اختلاف تھا، ان سب کو دیکھتے ہوئے جو حساب لگایا گیا، تو اس کے یہ سے یہ تین کی قیمت کا یہ ماننا ہے، تو نصف صاع کا یہ وزن احتیاط سے طور پر پونے تین سیر فطرہ تجویز کیا گیا، ایک صاع کا وزن اس سے زیادہ کا ہے، یہ بعض مقامات پر ہوئے کا بعض جگہ سوا کا بعض جگہ ڈیڑھ کا ہوتا ہے، انگریز کے

عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: في آخر رمضان حرحو صدقة صومكم، فرض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم هذه الصدقة صاعا من تمر او شعير او نصف صاع من قمح، (مشكاة المصابيح كتاب الزكاة باب صدقة الفطر ۱۷۰ قديمي)

عن نصف صاع من بر او دقيقه او سويقه او زبيب، او صاع تمر، او شعير الدر المختار مع رد المحتار كتاب الزكاة باب صدقة الفطر ۲ ۳۹۲ سعيد،

وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة باب صدقة الفطر ۲ ۲۶۱ ۲۶۳ رشيديه

دور میں یہ ۸۰ کا بنیا ئیہ۔

فتاوی رشیدیہ میں صاع کا وزن کا طریقہ مذکور ہے(۱)، اب موجودہ وقت میں کلو رائج ہے، اس کے اعتبار سے نصف صاع کا وزن ایک کلو ۶۴۴ گرام ہے، اتنی مقدار دینے سے واجب ادا ہوجانے کا، پھر زائد دے دیا جائے تو بہتر ہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۰/۱۴۰۰ھ۔

صدقۂ فطر کس نرخ سے ادا کریں؟

سوال[۵۳۰۱]: گندم کی قیمت پر فطرہ جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں گندم کا حال یہ ہے کہ سوائے خاص صدقہ کے عام گندم کی قیمت سے اشیاء دستیاب نہیں، اب عام طور سے جو زید عدم جواز کا قول صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس نرخ سے اپنے اہل وعیال کا غلہ خریدا جاتا ہے، اس نرخ سے فطرہ ادا کریں۔

"وبسم ربكم لاستدلال على قوله تعالى "من أوسط ما تطعمون أهليكم"(۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صدقۃ الفطر ادا کرنے کے بعد عید کے روز قیمت بڑھ گئی، تو کیا کرے؟

سوال[۵۳۰۲]: صدقہ فطر پہلے ادا کردیا تھا، جب عیدہ دن آیا تو قیمت بڑھ گئی، تو اب بڑھی ہوئی

---

(۱) (فتاوی رشیدیہ، باب صدقۃ الفطر، "صاع اور مد ہندوستانی وزن سے کتنے کے ہیں، ص:۴۴۶، سعید)

واحسن الفتاوی، بسط الباع لتحقیق الصاع: ۳۸۵/۴، سعید)

(۲) (المائدہ: ۸۹)

"ويقوم في البلد الذي المال فيه". (الدرالمختار، كتاب الزكاة، باب زكاة العلم: ۲۸۶/۲، سعيد)

"ويقوم العرض بالمصر الذي هو فيه". (البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب زكاة المال: ۲۰۰/۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الفصل الثاني ۱۹۰/۱، رشيديه)

قیمت دا کی جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قیمت میں جتنا خلاف ہو ... ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۹/ ۹۲ھ۔

صدقہ فطر عید کی صبح ادا کرنا اولیٰ ہے یا رمضان میں؟

سوال[۵۳۲۰]: صدقہ فطر رمضان شریف میں ادا کرنا اولیٰ اور ثواب زیادہ ہے یا عید کی صبح ادا کرنا اولیٰ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عید کی صبح صدقہ فطر ادا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ غرباء کی ضروریات پوری ہوجائیں اگر عید کی تاریخ شروع ہونے سے پہلے رمضان ہی میں ادا کردیا جائے تو اس مقصد میں زیادہ معین ہے(۲) اور رمضان کا خصوصی ثواب

حل دفع القسمة في زكاة، وعشر، وخراج، وفطرة، ونذر، وكفارة غير الإعتاق. وتعتبر القيمة يوم الوجوب، وقيل يوم الأداء، وفي ظاهر الرواية يوم الأداء اتفاقا. (الدر المختار، كتاب الزكاة، باب زكاة العلم، ۲/ ۲۸۵، سعيد)

"وإن أدى قيمتها فعندهما تعتبر القيمة يوم الوجوب في الزيادة والنقصان". (البحر الرائق، كتاب الزكاة، فصل في العلم: ۲/ ۳۸۲، رشيديه)

وكذا في النهر الفائق، كتاب الزكاة، فصل في العلم: ۱/ ۴۳۱، رشيديه)

۲ "فإن أراد به شرط فوجبها في وجوبها لاغناء الفقير في يوم الفطر، ويوم المقصود يحصل بالتحصل يوم أو يومين؛ لأن الظاهر أن التحصل يبقى إلى يوم الفطر فتحصل لاغناء يوم الفطر". (بدائع الصنائع، كتاب الصوم، ۲/ ۲۰۷، رشيديه)

وكان عليه الصلاة والسلام يخطب قبل الفطر بيومين يأمر بإخراجها ذكره السيد في الدر المختار.

"وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى بعد ثلاثة صفحات: والأولى الاستدلال بحديث البخاري وكانوا يعطون قبل الفطر بيوم أو يومين، وهذا مما لا يخفى على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بل لا بد

مستفتی ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/ ۸/ ۱۳۹۹ھ۔

ضرورت سے زائد زمین کی ملکیت پر قربانی اور صدقۃ الفطر کا حکم

سوال[۱۰۵۳۳]: میں نفس زمین کا مالک رہا ہوں ایک مرحلہ تک، یعنی ذات ارض میری مملوکہ رہی ہے، جس کی مقدار اتنی تھی کہ اس کی آمدنی اور پیداوار سے میں اپنے اہل وعیال میں ایک زندگی بسر کرتا ہوں، یعنی اس کی آمدنی سے نہ تو مجھ کو رنج وغم کے ساتھ بچتا تھا اور نہ معاش وخراجات میں کمی آتی تھی کہ دوسروں سے قرض لیا جائے، یہ تو اس کی حالت تھی یعنی زمین بقدر ضرورت تھی، مگر بعض سالوں میں ایسا بھی ہوتا کہ پیداوار زیادہ ہونے کی وجہ سے سال بھر کے خرچ نکالنے کے بعد چند نفع بھی بچا جاتا تھا اور بعض سالوں میں پیداوار کم ہونے

= من كوب بدل من سبق، فن الاسقاط في الوجوب مما لايعقل، فلم يكونوا يقدمون عليه لا يسمع

(الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصوم: ۲/ ۳۵۹-۳۶۷، سعيد)

(قال) مالك، عن نافع عن عبد الله بن عمر أنه كان يبعث بزكاة الفطر إلى الذي يجمع عنده قبل الفطر بيومين أو ثلاثة. (مؤطا الإمام مالك، كتاب الزكاة، وقت إرسال الزكاة الفطر، ص ۳۲۷، مير محمد كتب خانه كراچی)

(وإن المقصود منها الإغناء عن الطواف والطلب في هذا اليوم". (كشف المغطا عن وجه المؤطا على هامش موطا الإمام مالك، كتاب الزكاة، ص ۳۲۷، رقم الحاشية ۲، مير محمد كتب خانه كراچی)

"عن سلمان الفارسي رضي الله تعالى عنه، قال: خطبنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في آخر يوم من شعبان فقال: يا أيها الناس قد أظلكم شهر فيه ليلة خير من ألف شهر، كان كمن أدى فريضة فيما سواه، ومن أدى فريضة فيه كان كمن أدى سبعين فريضة فيما سواه الخ". (مشكاة المصابيح، كتاب الصوم، الفصل الثالث، ۱/ ۱۷۳، قديمي)

(وكذا في الترغيب والترهيب، كتاب الصوم، الترغيب في صيام رمضان احتسابا: ۲/ ۲۵۴، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في كنز العمال، كتاب الصوم، الباب الأول، الفصل الثاني، رقم الحديث ۲۳۰۹۰، ۸/ ۲۲۲، دارالكتب العلمية بيروت)

ل مجھ سے سال بھر کے خرچ میں کمی بھی آجاتی تھی، لہٰذا ان سب سے قرض بھی کچھ لینا پڑتا تھا۔ زمین کی مقدار تو یہی تھی، باقی میں نے اس زمین کی آمدنی سے کچھ بھی نہیں لیا ہے، دوران تعلیم میں بلکہ ہمیشہ مرحومہ کو زمین کی آمدنی تحفۃً دیتا رہا ہوں، البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک مرتبہ پچاس روپے آمد و رفت وطن کا کرایہ اور جب مکان پر ٹھہرتا تھا، تو میرا کھانا اپنے مکان پر ہوتا تھا، مرحومہ کے اخراجات پر تین عدد ویاں یعنی مبلغ لئے ہیں۔ اب معلوم کرنا ہے کہ مجھ پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہوتا رہا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب کہ یہ زمین آپ کی حوائج اصلیہ سے زائد ہے، کہ آپ نے اس کی پیداوار سے کچھ بھی نہیں لیا، بجز ۵۰ روپے ورثین سال کے، بلکہ تحفۃً ہمیشہ بھیجتے رہے، تو آپ پر قربانی بھی واجب ہوئی اور صدقۃ الفطر بھی۔ ھذا ھو الظاھر والمتبادر (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۳، ۸۷ھ۔

صدقۂ فطر سے کتابیں خرید کر کسی جماعت کو دینا

سوال [۵۳۴۰]: صدقۂ فطر کے پیسے سے دینی کتب خریدنا جائز ہے؟ جو ایک جماعت کے لئے خریدی جائے کہ وہ ان کو پڑھ کر دین کی طرف راغب ہوں گے، وہ کتاب فقہ، احادیث یا نماز روزہ وغیرہ کے مسئلہ میں ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

صدقۂ فطر کے روپیہ سے کتابیں خرید کر کسی جماعت کو استفادہ کے لئے دے دینے سے صدقۂ فطر ادا

---

(۱) تجب على حر مسلم ذي نصاب فاضل عن حاجته الأصلية كدينه، وحوائج عياله، وإن لم يتم (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر: ۲/۳۶۰، سعيد)

تجب على حر مسلم مكلف مالك لنصاب، أو قيمته، وإن لم يحل عليه الحول عند طلوع الفجر يوم الفطر، ولم يكن للتجارة فارغ عن الدين، وحاجته الاصلية وحوائج عياله، والمعتبر فيها الكفاية لا التقدير، وهي مسكنه، وأثاثه، وثيابه، وفرسه، وسلاحه، وعبيده للخدمة" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر: ص ۷۲۳، قديمي)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الباب الثامن: ۱/۱۹۱، رشيديه)

نہیں ہوتا، بلکہ اس کے مستحق فقراء ومساکین ہیں (۱)، ان کو دے دیئے جائیں، وہ اپنے مرضی سے بغیر کسی قسم کے دباؤ کے کتابیں خرید کر کسی جماعت کو دے دیں، تو جائز ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰ ۱۰ ۸ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مصرف الزكاة والعشر هو فقير، وهو من له أدنى شيء ومسكين من لا شيء له. الدر المختار

قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر، والكفارة، والنذر، وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما في القهستاني" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲ ۳۳۹، سعيد)

وصدقة الفطر كالزكاة في المصارف (البحر الرائق، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر ۲ ۴۴۶، رشيديه)

(وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الزكاة، المبحث الخامس مصرفها ومن يحق ۳ ۲۰۲۱، رشيديه

(۲) "الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص" (رد المحتار، كتاب الشرع، مطلب في تعريف المال والملك: ۲ ۵۰۳، سعيد)

"كل يتصرف في ملكه كيف شاء" (شرح المجلة، الكتاب الثالث، المادة ۹۲ ۱ ۲۵۱، دار الكتب العلمية بيروت

باب الصدقات النافلة

(صدقات نافلہ کا بیان)

صدقہ جاریہ

سوال[۱۰۵۳۵] ہماری مسجد کا دروازہ دوبارہ بنوایا ہے جس سے دونوں میں تقریباً چار سو روپے کا خرچہ ہے، اگر اس دروازہ میں اپنے والد بزرگوار کے نام پر صدقہ جاریہ کی نیت سے [illegible] کے نام صدقہ جاریہ ہوجائے گا؟ نیز مجھے ولی کا مسئلہ بتایا جائے کہ جس کے [illegible] مرحوم بزرگوار کے نام صدقہ جاریہ ہوجائے، انتقال کے وقت انہوں نے مجھے پوچھا تو نہیں تھا، لہٰذا آپ اپنے کام سے فتویٰ دیجئے کہ جس کے [illegible] مرحوم بزرگوار کے نام صدقہ جاریہ ہوجائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

والد بزرگوار کے ایصال ثواب کے لئے مسجد کا دروازہ بنوانا، نیز ضرورت کی چیز مثلاً بنوانا، یا کتب خرید کر مدارس میں وقف کردینا وغیرہ وغیرہ سب چیز صدقہ جاریہ ہے(۱)۔ اللہ پاک ان کو ثواب پہنچائے بلند درجات عطا فرمائے آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۳/ ۹/ ۹۶ھ۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إن مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته: علما علمه ونشره، وولدا صالحا تركه، أو مصحفا ورثه، أو مسجدا بناه، أو بيت لابن السبيل بناه، أو نهرا أجراه، أو صدقة أخرجها من ماله في صحته وحياته، يلحقه من بعد موته. رواه ابن ماجه والبيهقي. (مشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الثالث، ۳۶، قديمي)

وفي رواية: "سبع يجري للعبد أجرهن بعد موته وهو في قبره: من علم علما، أو أجرى نهرا، أو حفر بئرا، أو غرس نخلا، أو بنى مسجدا الخ". (مرقاة المفاتيح، كتاب العلم، الفصل الثالث، ۱/ ۵۱۳، رشيديه)

وبنى بيتا لابن السبيل، أو مسجدا لبيت الله، أو كرى نهرا، أو حفر بئرا، أو غرس نخلا، أو بنى مسجدا لبيت الله، أو ورث مصحفا، أو ترك ولدا صالحا، أو صدقة تجري له بعد موته من قبل أن يموت في صحته وحياته، يلحقه بعد موته. رواه ابن ماجة، مقدمة، باب ثواب معلم الناس الخير، ص ۲۰، قديمي

کتاب الصوم

بقرعید کی نماز عید تک کچھ نہ کھانے پینے کا نام روزہ رکھنا

سوال[۱۰۵۳۶]: عیدالاضحی میں عرف عام میں جو روزہ رکھا جاتا ہے اس کے متعلق زید پوچھتا ہے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں، روزہ روزہ ہوتا ہے، روزہ تو پورے دن کا ہوتا ہے، بکر کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اور سنت رہی کہ ہر روز عید الفطر آپ نماز عید الفطر سے پہلے کوئی میٹھی چیز تناول فرمایا کرتے تھے، اس سے لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ آج روزہ نہیں اور ہر روز عید الاضحی آپ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھاتے پیتے نہیں تھے، جس کو عرف عام میں روزہ کہا جاتا ہے، لوگ یہ سنت اپنانے کی سعی کریں، اس لئے لوگوں میں دوران بیان ترغیب دے دیتا ہوں، کیا یہ صحیح ہے؟

محمد ابراہیم معرفت نور حسن قانونگو محلہ مفتی سہارنپور

الجواب حامداً ومصلیاً:

بر نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ بیان کیا، وہ صحیح ہے(۱)، بعض شراح حدیث

عن عبد الله بن بريدة، عن أبيه، قال: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لا يخرج يوم الفطر، حتى يطعم، ولا يطعم يوم الأضحى حتى يصلي. وفي الباب عن علي وأنس

قال أبو عيسى: وقد استحب قوم من أهل العلم أن لا يخرج يوم الفطر حتى يطعم شيئا، واستحب بعضهم أن يفطر على تمر ولا يطعم يوم الأضحى حتى يرجع (جامع الترمذي، كتاب الصوم، باب في الأكل يوم الفطر قبل الخروج: ۱/۱۲۰، سعيد)

"(وندب) أي: استحب للمصلي العيد (في) يوم (الفطر ولو له غير مصلى أن يأكل بعد الفجر قبل ذهابه للمصلى شيئا حلوا كالسكر لما روى البخاري عن بريدة قال: كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يغدو يوم الفطر حتى يأكل وأحكامه عند الأضحى كالفطر لكنه في الأضحى

نے بھی ۱۰ ذی الحجہ نماز عید تک نہ کھانے کا نام صوم رکھا ہے جس کا انہدام قربانی سے ہوتا ہے، اس نام صوم کی یوم کامل سے صوم کے حکم میں قرار دیا ہے۔

"[illegible] في صوم يعسر في عشر ذي الحجة [illegible] يوم كما في سائر الأيام التي صلى الله تعالى عليه وسلم صوم بعضها في عشر ذي الحجة، وبعضها في غيرها، فكان صوم يوم من أول ذي الحجة إلى يوم النحر في حكم صوم يوم الكامل (آثار المحمود: ۲ ۹۱)(۱)

"[illegible] يجب بالشك في عشر ذي الحجة أولها [illegible] بالشك أنه صوم يوم النحر أو يوم من أيام التشريق، فلا يجب صومه" (العرف الشذي على هامش جامع الترمذي، كتاب الصوم، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج ۱ ۱۱۹)(۲)

اور روزہ کے نہ کھنے میں زوال بیکار ہے اس سے پرہیز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۲/ ۹۵ھ۔

---

۱ یوخر الأكل عن الصلاة لأنه عليه السلام كان لا يطعم في يوم الأضحى حتى يرجع فيأكل من أضحيته". (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب أحكام العيدين، ص: ۵۲۸-۵۳۶، قديمي)

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل مايستحب يوم العيد: ۱ ۲۲۳، رشيديه)

۱) لم أجد هذا الكتاب

۲) العرف الشذي على هامش جامع الترمذي، كتاب الصوم، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج ۱ ۱۱۹، سعيد)

وعن حنيفة، قال: [illegible] لم يكن يدعين النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صوم عشر [illegible] يعسر [illegible] يوم النحر

قال الملا علي القاري رحمه الله تعالى: أي صوم عشر ذي الحجة، مراده لمفتتح كتاب الصوم، باب صوم التطوع ۲ ۹۵۲، رشيديه

وكذا في فقه السنة، الصوم، صوم عشر ذي الحجة ۵۵۰ دار الكتاب العربي

طویل دن میں روزہ کس طرح رکھے؟

سوال[۱۰۵۳۷]: گرمیوں میں دن لمبا ہوتا ہے، بعینہٖ اسی طرح کہ اس سے دوچند تیس بائیس گھنٹہ کا دن ہوتا ہے، تو ان لوگوں کے لئے روزہ کا کیا حکم ہوگا؟ پوری مدت امساک ہوگا یا اندازہ کرے، جیسے کہ بعض عرب لوگ کہتے ہیں کہ قریب کے علاقہ میں جو مدت امساک ہے، اس وقت تک روزہ ہے، پھر کھول دیا جائے، یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سردیوں میں وہاں دن چھوٹا ہوتا ہوگا (دو چار گھنٹہ کا)، تو اس وقت جتنے ہی وقت کا روزہ رکھتے ہیں یا قریب کے علاقہ کا حساب لگاتے ہیں، نیز پانچ نمازوں کا کیا حساب کرتے ہیں، جو معلوم ہو اس کو لکھئے، انشاء اللہ تعالیٰ جواب مکمل آئے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۴/۱۴۰۰ھ۔

باب رؤية الهلال

(رمضان کا چاند دیکھنے اور اختلافِ مطالع کا بیان)

اختلاف مطالع

مسئلہ ۱۵۳۱ | [illegible] کا خاص طور پر [illegible] کا اختلاف مطالع کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا معتبر ہے یا نہیں؟ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی کا ایک فتویٰ عزیز الفتاویٰ میں ہے کہ معتبر [illegible] ہے، عدم اعتبار اختلاف مطالع سے، عزیز الفتاویٰ ۲: ۳۹۳-۳۹۴ اور فقہی مقالات میں بھی یہ مضمون شائع ہوا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف مطالع تمام مذاہب میں معتبر ہے۔

اب حال یہ ہے [illegible] جاوی میں [illegible] یہاں پر [illegible]

لحوال حاصلہ ومقصدہ:

---

(۱) (الدر المحتار، كتاب الصوم، ۲: ۳۹۳-۳۹۴، سعيد)

فقہاء نے اس مسئلہ پر یہ حاصل بحث کی ہے، یوم الشک ۲۹ تاریخ کو مطلع صاف نہ ہو اور بطریق موجب رویت ثابت ہو جائے تو قابل قبول ہے، یہی ظاہر مذہب ہے۔ ۲۸ تاریخ کو رویت کا ثبوت پہونچے تو وہ قابل التفات ہے(۱)۔ آپ کو جو خلجان ہوا وہ ملحوظ ہو تو جواب دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

رؤیت ہلال میں اہلِ توقیت کا قول

سوال [۵۳۹۰]: زید جانتا ہے کہ عرب ستاروں کی چال کے حساب سے واقف نہ تھے، اس سے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ رؤیت ہلال سے مہینوں کی ابتداء مانی جائے، چنانچہ حدیث شریف سے فتاویٰ ہے

"[illegible]

[illegible]" (۲)

یعنی جب اہل عرب اس قدر کا فضل وکرم ہے کہ اس امت میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ جو ستاروں کی چال کے حساب سے خوب واقف ہیں، اس سے اس زمانہ میں از روئے حساب جس دن پہلا رمضان ہو، اس دن روزہ رکھنا اور جس دن پہلی شوال اور دسویں ذی الحجہ ہو، اس دن عید کرنا لازم ہے، خواہ رویت ہلال ہوئی ہو یا نہ ہو،

= (وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم: ۲/ ۴۷۱، رشيديه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الثاني: ۱/ ۱۹۸-۱۹۹، رشيديه)

۱) "لو الشك هو ما اذا لم ير علامة لبدء الليالي، والسماء متغيمة، او شهد واحد فردت شهادته فان كانت السماء متصحية، ولم ير الهلال احد، فهي يوم الشك" (البحر الرائق، كتاب الصوم: ۲/ ۴۶۱، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الثاني: ۱/ ۲۰۰، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصوم: ۱/ ۴۴۴، دار المعرفة بيروت)

۲) (صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لا نكتب ولا نحسب ۱/ ۲۵۶، قديمي)

اب اس زمانہ میں مہینوں کی ابتداء رویت ہلال پر جو لوگ موقوف مانتے ہیں، وہ دراصل رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام کا منشاء اور غایت وغرض سے بے خبر اور ناواقف ہیں، لہٰذا آپ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب تحریر فرمائیں۔ زید کا قول مذکور آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟ اور صحیح نہیں ہے تو کیوں؟ مدلل ارشاد فرمائیں۔

ستاروں کی رفتار سے ثبوت حکم

سوال [۵۲۰۰] | ۲ بقول زید اگلے زمانہ کے عرب ستاروں کی چال کے حساب سے واقف نہ تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا حساب اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر ان کو کیوں نہیں تعلیم فرمایا اور کہہ دیا جائے کہ اس زمانہ کے عرب ناواقف تھے، تو خلفاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اجتہادی مسائل سب نا قابل اعتماد سمجھ لیے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] در المحتار مع رد المحتار، کتاب الصوم ۲/۳۸۱، سعید

ولا يحول بصره بمسحه في حسه لا في شهود ولا في الافطار" الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصوم، الفصل الثاني ۲/۳۰۲ فاروقي

"وللإجماع على عدم الاعتداد بقول المحجبين، ولو اتفقوا على انه يرى" (مرقاة المفاتيح، كتاب الصوم باب رؤية الهلال، الفصل الاول ۴/۲۲۲، رشيديه

علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو بھی تعلیم دیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی تبلیغ واشاعت فرماتے۔ علامہ سبکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل توقیت کے قول کو معتبر مانا ہے، مرحوم شوافع میں سے علامہ ابن حجر، ابن شہاب رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے بھی ان کی تردید کی ہے اور علامہ ابن عابدین نے "معراج" سے نقل کیا ہے کہ اہل توقیت کا قول معتبر نہیں (۱)۔

۲- اس کا جواب نمبر ۱ میں آ گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

جواب صحیح بندہ نظام الدین، دار العلوم دیوبند، ۵ ۳ ۱۹ھ۔

ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند کی جستجو کرنا

سوال[۵۲۱۰]: برطانیہ میں امسال رمضان کے آغاز کے سلسلہ میں کافی اختلاف رہا، اسلامک کلچر سینٹر نے تجاز مقدس کی خبر کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیر ۲۹/ نومبر ۶۹ء کو پہلے روزے کا اعلان کیا، ایسٹ لندن مسجد (مرکز تبلیغ جماعت) نے جنوبی افریقہ کی خبر کے تحت منگل کے روز، برطانیہ کی جماعت نے متفقہ طور پر اس بات کا فیصلہ کیا کہ بیرونی ممالک کی خبر کو قابل اعتبار نہ سمجھا جائے اور برطانیہ میں چاند نظر نہ آنے تک شعبان کے تیس روز مکمل کرے اور اسی طرح قابل وثوق برطانیہ کی خبر نہ ملنے کی صورت میں رمضان کے بھی تیس روز مکمل کئے جائیں اور اس طرح انہوں نے بدھ کے روز پہلا روزہ رکھا۔

برطانیہ کا موسم اس قابل نہیں کہ چاند آسانی سے دیکھا جا سکے، اس صورت میں کوئی اسلامی مہینہ علماء حضرات کی رائے کے تحت تیس روز سے کم نہیں ہوگا ان شاء اللہ، ایک جماعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رصد گاہوں کی اطلاعات کے مطابق ہلال افق میں موجود ہوتا ہے، لیکن بادلوں کی وجہ سے نظر نہیں آتا، اس وجہ سے اگر بادلوں سے اوپر پرواز کی جائے، تو چاند نظر آنے کے امکانات قوی تر ہیں، اس جماعت کا یہ خیال ہے کہ چاند قابل ثقہ

"لاعبرة بقول المؤقتين ... وقال في المعراج: لا يعتبر قولهم بالاجماع ... وللامام السبكي الشافعي رحمه الله تعالى تاليف مال فيه الى اعتماد قولهم، لان الحساب قطعي ... قلت وقد رده السبكي رده مناخروا اهل مذهبه منهم ابن حجر والرملي في شرح المنهاج ... (ردالمحتار، كتاب الصوم، مطلب: لا عبرة بقول المؤقتين في الصوم: ۲/۳۸۷، سعيد)

حضرات کو بے بروسہ ہوکر آفتاب کے فوراً بعد بذریعہ ہوائی جہاز بادلوں سے اوپر پہنچ کر یا جہاز سے اوپر چاند دیکھنے کے بارے میں اس طرح مسلمانوں سے اس اختلاف کو دور کیا جائے جس نے اس زمانہ میں بہت شدت اختیار کرلی ہے اور جس کی وجہ سے بعض حاقتیں اسلام کے خلاف اپنی تحریکوں کو مضبوط کررہی ہیں، احادیث میں رویت ہلال کے ضمن میں جس دن سے مہینہ شروع ہونے کا مضمون وارد ہوا ہے، کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے ہوائی جہاز سے اس کو زیادہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

برصغیر میں آسمان کی وجہ سے ۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آنے کے بعد آس پاس جہاں نظر آنے والوں سے بذریعہ ہوائی جہاز یا دیگر ذرائع سے مطلب کے ان سے تحقیق کرلی جائے، اگر وہ معتبر اور ثقہ ہوں تو ان کے قول کو تسلیم کرکے ثبوت رمضان کا حکم کردیا جائے (۱)، اور اگر ۲۸ یا ۳۱ کا دن چڑھ جائے تو ان کے مقامات کی شہادت معتبر ہوں (۲)۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ بادلوں سے بلندی پر جاکر دیکھنے والوں کی خبر کا اس لئے اعتبار نہیں کیا جائے گا کہ چاند دیکھنے والے ہوائی جہاز سے آگے نہیں ہیں (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ن کان بالسماء علة، فشهادة الواحد على هلال رمضان مقبوله، اذا كان عدلا مسلما عاقلا بالغا حر كان او عبدا، ذكرا كان او انثى (الفتاوى العالمكيرية كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج ۱ ص ۲۱۵، سركت علميه ملتان)

وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، فصل الاول، ج ۱ ص ۲۷۹، وسنده

۲ لان الشهر قد يكون ثلاثين يوما وقد يكون تسعة وعشرين يوما، لقول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الشهر هكذا وهكذا وهكذا واشار النبي صلى الله عليه وسلم باصابعه العشر كلها، فصام النبي الشهر هكذا وهكذا وهكذا ثلاثا، وحبس ابهامه في المرة الثالثة، فصام ان الشهر قد يكون ثلاثين يوما، وقد يكون تسعة وعشرين يوما (صحيح البخاري كتاب الصوم، فصل في مراقبة الهلال، ج ۱ ص ۲۶۲، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في شرح الحقائق، كتاب الصوم، ج ۱ ص ۲۶۲، دار الكتب العلمية بيروت

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، ج ۲ ص ۲۹۲، وسنده،

۳ [illegible]

ریڈیو کے اعلان کی حیثیت

سوال[۵۲۰۲] بعض شہروں میں مشاہد[ین] کی رویت کی خبر دینے والے [کی] قلت ہے، ان کی فیصلوں کی بنیاد کن چیزوں پر ہوتی ہے؟ فیصلہ تک جانے کے لئے ان پر کیا [کیا] ذمہ داریاں ہیں؟ جب کہ ان کے اعلانات اور فیصلے محض ریڈیو کے ذریعہ پہنچتے ہوں، محض خبر پر فیصلہ دینا کیسا ہے؟ [جب یہ] کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب کے [کہنے پر] فلاں صاحب نے یہ فیصلہ دیا، [تو] کیا [اس] کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ [فیصلہ] دینے والے [نے] خود [اس] کا ثبوت حاصل کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[رویت ہلال] کمیٹی اہل علم اور دیانت حضرات پر مشتمل ہو اور باقاعدہ ثبوت رؤیت فراہم ہونے پر وہ ریڈیو سے [اعلان] رویت کے متعلق [کمیٹی کی] قوی [اطلاع] کے ذریعہ [اعلان] کرتی ہے، اسی طرح یہ اعلان بھی معتبر ہے(۲) اور جہاں تک اس [اعلان] کو تسلیم کرنے سے مہینہ ۲۸ کا نہ رہ جائے [پہاڑیاں اور جبل ابی قبیس پاکل ... رسول اللہ صلی اللہ ... پندیدہ نہیں کہ ہوائی جہازوں میں اڑ کر چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے"۔ (آلات جدیدہ سے تعین دخول شہر کی رویت ہلال، ص ۱۷۳، ۱۷۴، ادارۃ المعارف کراچی)

[و] الشهادة لغة: الخبر القاطع، وفي عرف أهل الشرع: إخبار صدق لإثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القضاء

قوله في مجلس لحكم بلفظ الشهادة يخرج الإخبار الصادقة عن الشهادات" (فتح القدير، كتاب الشهادات: ۷/ ۳۳۹، عثمانيه كوئته)

"هي شرعا: إخبار لإثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القاضي". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الشهادات: ۵/ ۴۶۱، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الشهادات، الفصل الأول: ۳/ ۴۵۰، رشيديه)

[و] يظهر به ترجح قول من قال بقبول شهادة سماع المدافع ورؤية القنابل من مسافة لا يبلغ الصوت والضوء فيها إلا بعد مضي زمان علامة

۲۹ کا ناقہ ہو جائے، وہاں تک یہ حکم معتبر ہوگا، بشرطیکہ ۲۹ کی رویت کے متعلق ہو(۱) اور مطلع صاف نہ ہو اور شعبان کے غائم ہونے کی وجہ سے ۳۰ کا ناقہ ہونا ثابت ہو، ثبوت ہلال عید کے لئے خبر محض کافی نہیں، بلکہ شہادت شرط ہے(۲)، ہندوستان وغیرہ کی چیزوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اگر حکومت مسلمہ کی طرف سے رویت ہلال کا اعلان ہو، تو اس کی حیثیت سرکاری اعلان کی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ظاهرة يفيد عدم القبول، وعدم القبول حجة موجبة للعمل كما صرحوا به (رد المحتار، كتاب الصوم، ۲/ ۳۸۶، سعيد)

لسنة لم يذكروا عندنا العمل بالأمارات الظهارة الدالة على ثبوت الشهر، كضرب المدافع في رمضان، والظهر وجوب العمل بها على من سمعها (فصرح ابن حجر في التحفة انه يثبت بالأمرة الظاهرة الدالة التي لاتحصى عدة كروية القناديل المعلقة بالمنائر" (البحر الرائق، كتاب الصوم: ۲/ ۲۷۲، رشيديه)

وكذا في "ست جديد مسائل معاشيات جديد" (ص ۱۹۰، إدارة المعارف كراچی)

(وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند، (امداد المفتيين)، كتاب الصوم، رويت ہلال کی خبر دیدیو پر ثابت ہوتی ہے ۲/ ۴۰۲، دار الاشاعت)

"لان الشهر قد يكون ثلاثين يوما، وقد يكون تسعة وعشرين يوما، لقول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم "الشهر هكذا وهكذا" واشار الى جميع اصابع يديه، ثم قال "الشهر هكذا وهكذا" ثلاثا، وحبس إبهامه في المرة الثالثة، فثبت ان الشهر قد يكون ثلاثين يوما، وقد يكون تسعة وعشرين" (بدائع الصنائع، كتاب الصوم، فصل في شرائطها ۲/ ۹۳، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصوم ۱/ ۳۲۱، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم ۲/ ۲۷۰، رشيديه)

"وشرط سقطر مع التهمة وتعدله بصفات الشهادة، ولفظ الشهادة" (رد المحتار، كتاب الصوم ۲/ ۳۸۶، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم ۲/ ۲۷۲، رشيديه)

وكذا في فتاوى تاتارخانيه كتاب الصوم، الباب الثاني ۲/ ۱۹۱، رشيديه

ریڈیو کی خبر کا حکم

[illegible] نہ کوئی بینی شہادت ملی، صرف ریڈیو پر بمبئی سے اطلاع ملی کہ وہاں کی [illegible] کا روزہ حرام ہے اور کچھ لوگوں نے ۳۰ پورے روزے رکھے، تو اب ریڈیو کی خبر اور شہادت پر روزہ رکھنا یا توڑنا کیسا ہے؟ ریڈیو کی خبر، خبر ہے یا شہادت اور ایسا کرنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے؟ اور جن لوگوں نے روزہ توڑوایا، ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

[illegible]

(۱) "(هي) شرعاً (إخبار صدق لإثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القاضي" (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات: ۴۶۱/۵، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الشهادات، الفصل الاول ۴۵۰/۳، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الشهادات، ۳۳۹/۷، عثمانيه)

(۲) "لو استفاض الخبر في البلدة الاخرى لزمهم على الصحيح من المذهب، محتبى وغيره" (الدرالمختار) "قال الرحمتي رحمه الله تعالى: معنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة أنهم صاموا عن رؤية، لا مجرد الشيوع من غير علم بمن أشاعه". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصوم: ۳۹۰/۲، سعيد)

"(قوله لزم سائر الناس) في سائر أقطار الدنيا إذا ثبت عندهم الرؤية بطريق موجب كان [illegible] كذا رواه؛ لأنه حكاية". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، ص: ۶۵۲، قديمي)

"إنما تقبل شهادة رجلين على هلال شوال إذا أخبر أنهما رأياه في غير البلد، وإن كانت =

"[illegible] وبعدالة نصاب الشهادة، وفي أشهد اه" درمختار

"[illegible] غيم وغبار ودخان اه . وقيل بلا علة جمع عظيم

[illegible] (۱)ص۳۰۲

[illegible] على الصحيح من

[illegible]

"[illegible] من بلد بلدة خلافا

[illegible] (۲)ص۳۰۲

خبر عادل اور اصول ہیئت میں تعارض ہونا

سوال[۱۰۵۲۲] [illegible] جلال [illegible] الجوب حامداً ومصلياً.

[illegible]

شهد[illegible] ردة في البلد والبلد كبير الاهل لايتصل فيها قول الواحد والاثنين وتسامع قوم جمعة لايصور جمعتهم على الكذب فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الفصل الأول: ۱/۱۹۷، رشيديه)

۱ الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصوم ۳/۳۱۲ ۳۱۱، سعيد.

۲ الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم: ۳/۳۹۰، سعيد)

وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم: ۲/۲۷۱، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال ۱/۱۹۸، رشيديه)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱) (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الصوم ۲ ۳۸۷، سعید)

"لایحوز بعد سحم فی حسبه لا فی الصوم ولا فی لافطار [illegible] فتوی للدرحسه کتاب الصوم، الفصل الثانی ۲ ۳۷۰، قدیمی)

"ولالإجماع علی عدم الاعتداد بقول المحمیں، ولو اتفقوا علی أنه یری" (مرقاة المفاتیح، کتاب الصوم، باب رؤیة الهلال، الفصل الاول: ۴ ۴۲۲، رشیدیه)

(۲) (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الصوم: ۲ ۳۸۵، سعید)

"وقبل بعلة خبر عدل، ولو قنا، أو أنثى لرمضان، وحرین، أو حر وحرتین لمنظر، و لا فجمع عصم [illegible] لنحر لرئی، کتاب الصوم: ۲ ۴۶۴-۴۷۰، رشیدیه)

(وکذا في الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصوم، الباب الثاني ۱ ۱۹۸، رشیدیه)

(۳) **ترجمۂ سوال**: [illegible] سے متعلق مختلف فیہ اصول ہیت اور رصد جدید میں تعارض معلوم ہونے کی وجہ سے قوی ترجیح حاصل ہو۔ اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے یا نہیں۔

ترجمۂ جواب: علامہ حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] کے متعلق جن وقیات سے قول کا وزن کم ہونے کی وجہ سے [illegible] (اس کا قول غیر معتبر ہے)، [illegible] نے کہا ہے کہ (جن وقیات سے قول کا وزن کم ہونے کی وجہ سے [illegible] اس صورت میں) تاروں کی چال جاننے والے [illegible] عمل کرنا جائز نہیں۔

[illegible] سے متعلق مختلف فیہ [illegible] سے متعلق [illegible] ہیت کا حساب جاننے والوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ آپ نے مذہب میں اس بات کی تصریح کی ہے۔ [illegible] ہیت کا حساب جاننے والوں کے [illegible] قول کو قبول کرنا [illegible] صورت میں واجب ہونے سے ایک معاملہ میں [illegible] کی خبر تک کافی ہے۔

باب مایفسد الصوم ومالایفسد

(مفسدات صوم کا بیان)

کچی ڈکار آنا

[illegible] سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس کی یہ

[illegible]

[illegible]

کچی ڈکار سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰ ۹ ۱۳۹۹ھ۔

بحالتِ روزہ ڈکار میں کھانے کا ذائقہ محسوس ہونا

سوال [۱۰۵۴۶]: زید روزہ رکھتا ہے، لیکن اس کو ڈکار (ریاحی) آتی ہے، اگر وہ روکتا ہے، تو اس کا پیٹ پھول جاتا ہے، تکلیف ہوتی [illegible] ڈکار لیتا ہے، تو جو کچھ اس نے کھایا ہے، اس کا ذائقہ اندر

---

(۱) "وإن ذرعه القيء [illegible] فإن عاد بلا صنعه ولو ملء الفم مع تذكره للصوم لا تفسد، أي: عند محمد [illegible] وهو الصحيح [illegible] وجوده [illegible] لكن رجح [illegible] المحتار مع رد المحتار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم: ۲ ۴۱۴، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ۲ ۴۷۹، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم الخ ۱ ۴۵۹، دار المعرفة بيروت)

سے باہر آتا ہے، اس کا روزہ اگر وہ ڈکار لیتا ہے، ہوگا یا نہیں؟

[illegible]

ڈکار آنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، اگرچہ ذائقہ بھی اس کے ساتھ آجائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

کیا جلق کی وجہ سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے؟

سوال[۱۰۵۴۷]: [illegible] جلق مذہبی اعتبار سے غلط ہے یا نہیں؟ اس سے [illegible] ہوجاتا ہے، مگر روزہ کی حالت میں روزہ پر کیا اثر پڑتا ہے؟ اور کیا اس کا کرنے والا زانی شخص کے برابر گنہگار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مذہبی اعتبار سے غلط ہے، ناجائز ہے، گناہ ہے (۲)۔ اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا (۳)، ایسا کرنے

(۱) تقدم تخريجه تحت عنوان [illegible]

(۲) قال الله تعالى: ﴿فمن ابتغى وراء ذلك فأولئك هم العادون﴾ (المؤمنون ۷)

"وكذا اختلف في استمناء الرجل بيده، يسمى الخضخضة وجلد عسيرة، فجمهور الأئمة على تحريمه، وهو عندهم داخل في ماوراء ذلك [illegible] ومن الناس من استدل على تحريمه بشيء آخر نحو ما ذكره المشايخ من قوله عليه الصلاة والسلام "ناكح اليد ملعون" وعن سعيد بن جبير عذب الله تعالى أمة كانوا يعبثون بمذاكيرهم، وعن عطاء: سمعت قوما يحشرون، وأيديهم حبالى، وأظن أنهم الذين يستمنون بأيديهم والله تعالى أعلم [illegible] ولا يخفى أن كل ما يدخل في العموم بعيد الآية حرمة فعله على أبلغ وجه". (روح المعاني، المؤمنون: ۱۸ ۱۰، ۱۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"وعامة العلماء على تحريمه (الاستمناء) وقال بعض العلماء: إنه كالفاعل بنفسه، وهي معصية أحدثها الشيطان، وأجراها بين الناس حتى صارت قبلة". (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، المؤمنون ۱۲ ۷۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) "(قوله الاستمناء بالكف) أي: كونه لا يفسد، لكن هذا إذا لم ينزل، أما إذا أنزل فعليه القضاء كما سيصرح به، وهو المختار" (ردالمحتار، كتاب الصوم، مطلب في حكم الاستمناء بالكف ۲ ۳۹۹، سعيد)

"قالوا: الصائم إذا عالج ذكره حتى أمنى يجب عليه القضاء، وهو المختار، كذا في التحفة =

[illegible]

و لو تو سحر، وبه قال عامة المشايخ كذا في الجوهرة النيرة، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد، ۲ / ۲۰۳، رشيديه)

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصوم، فصل: فساد الصوم ۲ / ۲۴۴، رشيديه)

من لبس من معتقده في كل وصف حرام به ربي، ولان لسرخ سمى لفعل فسد دون لفرج زي، في لعسل سرس وربهم سطر و لبدل برس وربهم سطس ... ح و لحد لاحب لا سجسح في لفرج لا سرى ن رسول له صلى الله تعالى عليه وسلم سفسر مغر حتى فسر كسل في سكحه و سرب في سر ا وقى به مع دبك بعبك فيتبه بعبك مسبب حتى د دكر بكاف، و سول فل فر ه و سرى بعه مجود من لربى وهو لعسل، ولابكون دبك لا سجسح في لفرج فيتبه سبهم عن مهنه لربى، وكفسه ... لسوط بلسر حتى كتاب الحدود ۵ / ۳۲، ۳۳، مكتبه حسينه كوئه

وكذا في لفقه بحنفي و دبه، كتاب لحدود حد لربى، لاسبه لموجبة إلى الشهود ۲ / ۲۹۱، دار لفرن كراچي

باب قضاء الصوم وکفارتہ وفدیتہ

(روزے کی قضاء، اس کے کفارہ اور فدیہ کا بیان)

اگر بکریاں چرانے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو کیا کرے؟

سوال[۱۰۵۴۱]: چونکہ بکریاں چرانا بہت مشکل کام ہے، ایک شخص کی عمر ۴۵ سال ہے، اس کام میں دور دھوپ زیادہ سہنی پڑتی ہے، کیا وہ بکریاں چرانے میں رمضان المبارک کے روزے فوت کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر روزہ برداشت نہیں کرسکتا، تو جن ایام میں برداشت کرسکے، ان ایام میں غیر رمضان قضاء رکھے، برداشت نہ کرسکنے کا مطلب یہ ہے کہ بھوک پیاس کی وجہ سے ہلاک ہونے یا بدحواس ہوجانے کا ظن غالب ہو(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۲/۱۸ھ۔

---

(۱) سئلت عن حصاد لم يقدر على حصاد زرعه مع الصوم والاجير يمسك عن الحرث هل يحوز له الافطار لاجل ذلك

فالجواب نعم يحوز له ذلك لما. فقد نقل المحقق ابن عابدين رحمه الله تعالى في حواشيه على الدر عن البحر الرملي مانصه وعلى هذا الحصاد اذا لم يقدر على الصوم والاجير يمسك عن الحرث يحوز له الافطار في حوز القطر والقضاء والله تعالى اعلم. الفتوى الكاملة. كتب الفقه على [illegible] مكتبة الشيخ

وفي الفيشاوي عن الخزانة مانصه ان الحر الحداد والعبد والذهاب بالماء للبهائم وكونه اجيرا يخاف بهلاك فله الإفطار، كخوفه ان اشتغل بالصوم لم يقدر على الحرث والسقي.

كتاب الصوم، فصل في العوارض: ۲/۴۲۲، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصوم: ۲/۲۵۲، رشيديه

(وكذا في فتح القدير، كتاب الصوم، فصل في العوارض: ۲/۳۵۲، عثمانيه)

[illegible] چرانا ہی اس کا ذریعہ معاش ہے، تو ایسا انتظام کرنا بھی ضروری ہے کہ ٹھنڈے وقتوں میں بکریاں چرا کر بقیہ دن سکون سے روزہ کو روزے پورے کرلیا کرے(۱)۔

بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۲/ ۸۹ھ۔

نذر وقضاء روزوں میں کون سے پہلے رکھے؟

سوال[۱۰۵۲۹]: ایک شخص جس کے رمضان کے روزے کسی عذر کی وجہ سے قضا ہوگئے، اس کے بعد [illegible]

الجواب حامداً ومصلياً:

قضاء اور نذر متعلق روزوں کے لئے شریعت نے وقت متعین نہیں کیا(۲)، پس اگر نذر کے روزے [illegible]

بقوله تعالى: ﴿فعدة من [illegible] أخر﴾ (۳). فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۲/ ۱۴۰۰ھ۔

(۱) "لايحور أن يعمل عملاً يصل به إلى الضعف فيحر نصف النهار ويستريح الباقي" (الدر المختار، كتاب الصوم، فصل في العوارض ۲/ ۴۲۰، سعيد)

"وفيها سألت أبا حامد عن حائك يحر في شهر رمضان، ويضعف في آخر النهار، هل يجوز له أن يعمل هذا العمل؟ فقال: لا يجوز ولكن يحر نصف النهار ويستريح في النصف الباقي" (الفتاوى التاتارخانيه، كتاب الصوم، الفصل السابع ۲/ ۲۹۲، قديمى)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في العوارض ۲/ ۲۹۳، رشيديه)

(۲) "وأما القسم الثاني وهو ما يشرط له تعين المدة وتبييتها، فهو قضاء رمضان والنذر المطلق لأنها ليس لها وقت معين" (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، ص ۶۴۵، قديمى)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الصوم ۲/ ۳۱۶، عمايه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الصوم ۲/ ۳۸۰، سعيد)

(۳) (البقرة: ۱۸۵)

کفارہ صوم میں بیماری کی وجہ سے اگر تسلسل نہ ہوسکے تو کیا حکم ہے؟

سوال[۱۰۵۵۰]: رمضان المبارک کے روزے رکھ کر عمداً توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے، اس کفارہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمادیة: ۲/۵۰۸)(۱).

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۳/۸۶ھ۔

کفارۂ صوم میں ایک مسکین کو دو ماہ کھانا کھلانا

سوال[۱۰۵۵۱]: میرے ذمہ قضا روزوں کی وجہ سے [illegible] غلام کے آزاد کرنے کی اور مسلسل دو ماہ روزے رکھنے کی ہے، اگر میں [illegible] غریب کو دو ماہ مسلسل کھلا دوں، دونوں وقت کا کھانا ایک طالب علم یا غریب مقرر کر دوں، تو یہ میرا کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایک طالب علم کو مقرر [illegible] دیں کہ وہ روزانہ دونوں وقت آپ کے مکان پر آکر کھانا کھا لیا کرے، جتنی [illegible] کفارہ ادا ہو جائے گا۔

[illegible]

یفسد به الصوم، ص ۵۵۲)(۳)

---

(۱) (ردالمحتار، کتاب الصوم، مطلب في الكفارة ۲/۴۱۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ۲/۳۸۵، رشيديه)

(وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الفصل الخامس ۱/۲۰۲، رشيديه)

(۲) (ردالمحتار، كتاب الطلاق [illegible] ۳/۴۷۱، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في الكفارة: ۲/۴۷۱، رشيديه)

(وكذا في عمدة الرعاية على شرح وقاية، كتاب الصوم، باب الظهار ۲/۱۳۳، رقم الحاشية: ۲، إمداديه)

(۳) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب مايفسد به الصوم، ص ۶۷۰، قديمي) =

جب ساٹھ دن پورے ہوجائیں گے کفارہ ادا ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبدہ محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/ ۲/ ۹۶ھ۔

متعدد روزوں میں زنا کرنے سے کفارہ ایک ہوگا یا زیادہ؟

سوال[۱۰۵۵۲]: زید نے ہندو سے ساتھ رمضان شریف میں روزہ رکھتے ہوئے زنا یا، اور وہ اس ماہ کے اندر پانچ یا چھ مرتبہ کیا اور زید نے زنا کرنے کے بعد فوراً غسل یا، اور یہ جب نماز پڑھنے گئے مسجد یا تو مقتدیوں نے زید و عمر [illegible] یا اور زید نے حیض کی حالت میں بھی زنا کیا ہے ایک یا دو مرتبہ اسی ماہ کے اندر، اب زید و کتنے روزے رکھنے چاہئے، آیا متواتر روزہ رکھنا چاہیے یا جدا جدا یا صدقہ وغیرہ؟ ان مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟ یا پھر نماز کو دوبارہ پڑھنا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید ہندو سے اپنے فعل شنیع سے جتنے روزے فاسد کیے ہیں ان سب کی قضا لازم ہے اور اب کے روزہ کو لے کر کفارہ ادا کرنے سے پہلے پہلے دوسرا روزہ کو زنا کفارہ میں داخل ہوجائے گا، اس لئے قضا کا روزہ کفارہ کا لازم ہوگا، ہر کفارہ کے لئے ساٹھ روزے لازم ہیں۔

[illegible]

[illegible] میں دوسرا قول بھی ہے کہ ہر روزہ کا کفارہ جدا جدا لازم ہوگا(۱)۔ زید ہندو کا بھی تعلق ہ

= "ولو أطعم مسكيناً واحداً ستين يوماً كل يوم أكلتين مشبعتين جاز". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، باب الظهار، الباب العاشر: ۱/ ۵۱۴، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب الظهار: ۱/ ۴۲۳، مكتبه عماريه كوئته)

"ولو كرر قطره [illegible] واختار بعضهم للفتوى أن القطر يغير يجتمع به حتى لو لا [illegible] در المحتار مع رد المحتار، كتاب الصوم، مطلب في الكفارة: ۲/ ۴۳۰، سعيد

وكذا في بحر الرائق، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد: ۲/ ۲۸۲، رشيديه

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصوم، ما يفسد الصوم مع كفارته: ۲/ ۲۵۹، رشيديه

ہوگئی، جب تک زید سچی توبہ نہ کرے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے(۱)۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

فدیہ کتنے مال سے دیا جائے؟

سوال[۱۰۵۵۳]: فدیہ متوفی کا مال کی کس مقدار سے دیا جائے گا؟

ایک تہائی ترکہ سے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دارالعلوم دیوبند۔

اگر قلت مال سے فدیہ پورا نہ ہوسکے تو.....

سوال[۱۰۵۵۴]: اگر مقدار سے ادا نہ ہوسکے، تو پھر کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے زائد ورثاء کے ذمہ واجب نہیں، اگر بالغ ورثاء اپنا اپنا کل حصہ میراث فدیہ میں دے دیں تو

(۱) "ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى" (الدرالمختار) "قال ابن عابدين رحمه الله تعالى ... كراهة تقديمه كراهة تحريم". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۵۵۹، سعيد)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، ص ۳۰۲، ۳۰۳، قديمي)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، فصل في الجماعة سنة مؤكدة ۱/ ۱۰۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) "وإذا أوصى بذلك يعتبر من الثلث" (بدائع الصنائع، كتاب الصوم ۲/ ۲۶۳، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في العوارض ۲/ ۲۹۹، رشيديه

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، ص ۶۹۲، قديمي)

تبرع ہوگا، نابالغ کا نہ دیا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

مرض وفات کے روزوں کا فدیہ

سوال[۱۰۵۵۵]: مرض الوفات کے روزہ کا فدیہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرض الوفات کے روزوں کا فدیہ واجب نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رمضان کے متعدد روزوں کی قضاء کا طریقہ

سوال[۱۰۵۵۶]: زید نے قضائے عمری کے روزوں کی نیت

ہوا ہے، دو رکھ رہا ہوں" اسی طرح نیت کر

نیت یوں کرے، کہ پہلے سال کے رمضان کی قضاء، دوسرے تیسرے کی قضاء رکھ رہا ہوں

في العوارض ۲ ۴۲۴، سعيد)

"ولا يجوز بما زاد على الثلث إلا ان يجيزه الورثة بعد موته وهم كبار" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الوصايا، الباب الأول ۶ ۹۰، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ۲ ۱۶۰، رشيديه)

في الصوم قضى في ذلك بعدد ... أجزأه". (الدر المختار، كتاب الصوم: ۲ ۴۲۲، ۴۲۴، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، فصل في العوارض: ۲ ۴۹۵، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصوم، الفصل السابع: ۲ ۲۹۲، قديمي)

بحوب حامداً ومصلیاً:

تعیین رمضان وقت مختلف یہ قضا درست ہوجاتی ہے(۱)۔ اب باتعیین رمضان پورے کرنے چاہئیں

جس پہلے قول پر درست ہے، بظاہر خلاصہ عراقی اختلاف میں اس قول کو بھی صحیح لکھا ہے، دوبارہ قضا رکھنے کی

ضرورت نہیں(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰، ۱۲ھ۔

و هو القسم الثاني وهو ما يشترط له تعين السنة وتعينها فهو قضاء رمضان وقضاء ما أفسده من نفل وصوم لكفارات بأنواعها، والنذر المطلق (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، ص ۶۹۵ قديمي)

ولو وجب عليه قضاء يوم من رمضان واحد، الأولى أن ينوي أول يوم وجب عليّ قضاء ما فاته من رمضان (فتح القدير، كتاب الصوم ۲: ۳۱۲، عثمانيه)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم ۲: ۳۱۰، سعيد

۲ ولو كثرت الفوائت يصح بنفس كل صوم، فلذا لا يشترط الأمر عند النوي أول طهر عليه ولو جمعة وكذا الصوم المقضي على الحد الصحيح المختص صحح لزومي النوي لزوم النفل وصحح في الخلاصة عدم لزوم النفل (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة، ص ۶۶۶، قديمي)

ولو وجب عليه قضاء يوم من رمضان واحد الأولى أن ينوي أول يوم وجب عليّ قضاء ما فاته من رمضان وإن نوى بنفس الأول جاز وكذا لو كان من رمضانين على المختار، حتى لو نوى القضاء لا غير جاز (فتح القدير، كتاب الصوم ۲: ۳۱۲ عثمانيه)

وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصوم الفصل الثاني ۲: ۲۵۲ رشيديه،

فصل في التسحر والإفطار

(سحری اورافطار کا بیان)

افطار کے بعد اذان دینا

سوال[۱۰۵۵۷]: رمضان میں اذان مغرب افطار سے قبل دی جائے یا افطار کے بعد؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

افطار کے اذان دی جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۹/ ۹۵ھ۔

افطار، غروب پر یا اذان پر؟

سوال[۱۰۵۵۸]: رمضان میں بادل ہونے کی وجہ سے لوگ غروب آفتاب پر متوقف ہیں یا اذان مغرب پر، بعض لوگ باوجود غروب ہونے کے افطار نہیں کرتے اور اس سے اذان وغیرہ جاتی ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

غروب متحقق ہوجانے پر افطار کا وقت ہوجاتا ہے، اذان پر متوقف نہیں (۲)، بین ہونے پر غروب کا

---

۱) عن سهل رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر متفق عليه مشكوة المصابيح، كتاب الصوم، باب تعجيل الإفطار، الفصل الأول، قديمي

"ويستحب له ثلاثة أشياء: لقوله عليه السلام: "ثلاث من أخلاق المرسلين: تعجيل الافطار وتأخير السحور". (مراقي الفلاح، كتاب الصوم، قبيل فصل في العوارض، ص: ٦٨٣، قديمي)

"وتعجيل الإفطار أفضل فيستحب أن يفطر قبل الصلاة" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الثالث: ١/ ٢٠٠، رشيديه)

۲) وعن عمر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا أقبل الليل من

ایضاً

محمود عفی عنہ

[illegible]

[illegible]

غروب سے پہلے چاند دیکھ کر روزہ توڑنا

[illegible] ڈیڑھ گھنٹہ قبل نظر آجائے، تو روزہ توڑ دینا
[illegible] روزہ توڑ دیا ہے، ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

[illegible]

چاند الرغروب آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل نظر آجائے، تب بھی غروب تک روزہ پورا کرنا لازم ہے، غروب سے پہلے روزہ توڑنا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ریڈیو کی خبر پر روزہ توڑ دینا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱) (الدر المختار، كتاب الصوم: ۲ ۳۹۲، سعيد)

نعم، لو روي التاسع والعشرين بعد الزوال كان كرؤيته ليلة الثلاثين اتفاقا" (البحر الرائق، كتاب الصوم: ۲ ۳۶۰، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصوم، الفصل الثاني: ۲ ۲۶۸، قديمي)

(وكذا في شاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم: ۲ ۱۹۸، رشيديه)

[illegible] (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

افطاری کے بعد کلی کرنا

سوال[۱۰۵۶۲]: کیا افطاری کے بعد نماز میں شرکت کے لئے کلی کرنا ضروری ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر ایسی چیز کھائی ہے کہ جس کے اجزاء منہ میں باقی ہیں، تو کلی کرلی جائے، ورنہ اگر بعین نماز کی حالت میں وہ اجزاء اندر چلے گئے، تو فساد نماز کا خطرہ ہے(۲)، اگر ایسی چیز نہیں کھائی، تو یہ خطرہ نہیں، تاہم کلی کرلینا اعلیٰ

"وشرط لمفطر مع العلة، والعدالة نصاب الشهادة ولفظ أشهد وقبل بلاعلة جمع عظيم يقع العلم الشرعي بخبرهم". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصوم: ۳۸۶/۲-۳۸۸، سعيد)

"(قوله لزم قضاء الناس) في سائر اقطار الدنيا إذا ثبت عندهم الرؤية بطريق موجب كما يحصل الثبت بالشهادة، او بشهادة على حكم القاضي، أو باستفاضة الخبر". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، ص: ۶۵۶، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الثاني: ۱۹۸/۱، رشيديه)

۲ "(وبفسدها أكل ما بين اسنانه إن كان كسمسم، وهو قدر الحمصة، ولو بعمل قليل لإمكان الاحتراز عنه بخلاف المنديل بعمل قليل - لانه تبع لريقه". (مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ص: ۳۲۴، قديمي)

"وإذا كان بين اسنانه شيء من الطعام فابتلعه إن كان قليلا دون الحمصة لم تفسد صلاته، لا انه يكره، وإن كان مقدار الحمصة فسدت كذا في السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوى ولو أكل شيئ من الحلاوة، وبتلع عينه فدخل في الصلاة، فوجد حلاوتها في فيه، فابتلعها لا تفسد صلاته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب السابع: ۱۰۳/۱، رشيديه)

"وكذا وشربه مطلقا الا اذا كان بين اسنانه مأكول دون الحمصة كما في الصوم هو الصحيح =

بات ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۹/۹۵ھ۔

رمضان میں غروب کی کتنی دیر بعد جماعت کھڑی ہو، اکابر کے معمولات

سوال[۱۰۵۶۳]: رمضان میں غروب کے بعد نماز جماعت میں کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی منٹ تاخیر کی گنجائش ہے، یعنی افطار کے لئے کتنے منٹ نکالے جائیں، یہاں برطانیہ میں افطار کے بعد نماز کے بارے میں اکثر جگہوں میں اختلاف ہوتا رہتا ہے، بعض کہتے ہیں مختصر افطاری کرکے نماز کھڑی کردی جائے، بعض کہتے ہیں حسب خواہش افطاری کرنی چاہیے، لہذا اس سلسلے میں اپنے اکابر خصوصاً حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی، حضرت مدنی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے معمولات تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات میں ہے: ''رمضان میں روزانہ عموماً مدرسہ میں مہمانوں کے ساتھ افطار فرماتے ہیں اور اذان اول وقت، نہیک وقت پر ہوتی ہے، اور اطمینان کے ساتھ افطار کرکے ہاتھ دھوکر کلی کرکے بطمانینت وسکون نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، اذان اور جماعت کے درمیان اتنا وقت بخوبی ہوتا ہے کہ کوئی چاہے تو اطمینان سے وضو کرے اور تکبیر اولیٰ نہ جائے، اہل محلہ اپنے گھروں میں افطار کرکے بخوبی تکبیر اولیٰ میں شریک ہوتے ہیں''۔اھ(معمولات اشرفیہ، اکابر کا رمضان، ص ۳۰)(۲)۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات میں ہے ''۸-۱۰ منٹ اس افطار میں لگ جاتے ہیں۔اھ (اکابر کا رمضان، ص:۴۲)(۳)۔

= قاله الباقاني". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة: ۱/ ۶۲۲، سعيد)

(۱) "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده". رواه الترمذي وابو داود". (مشكاة المصابيح، كتاب الأطعمة، الفصل الثاني: ۲/ ۳۶۶، قديمي)

(وسنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب غسل اليد قبل الطعام: ۲/ ۱۷۲، رحمانيه)

(شمائل الترمذي، باب ماجاء في صفة وضوء رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ص ۲۰، مكتبة النسخ)

(۲)(حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے معمولات رمضان، ص ۳۴، مکتبۃ الشیخ)

(۳) (ص: ۴۹، مكتبة الشيخ)

حضرت سہارنپوری کے معمولات میں ہے: ''تقریباً دس منٹ کا فصل ہوتا تھا تاکہ اپنے گھروں سے [illegible] یک ہوسکیں''۔ (اکابر کا رمضان، ص:۹۶)(۱)۔

حضرت مولانا یحییٰ صاحب کے معمولات میں ہے: ''حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نوراللہ [illegible] آواز پہونچتی رہے، میری اذان کے [illegible] ن کے بعد اپنے گھر سے چلے تو حضرت [illegible] حضرت قطب عالم قدس سرہ کے یہاں [illegible] پتے توڑ کر، ان کو چبا کر، ان سے افطار کرکے، [illegible] (۲)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰ ۹ ۹۵ھ۔

---

(۱) (ص ۸، مکملۃ الشیخ)

(۲) (ملفوظات حضرت قدس سرہ مدنی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بحوالہ [illegible])

باب الاعتکاف

(اعتکاف کا بیان)

عشرہ اخیر کے اعتکاف کے لئے کیا صوم شرط ہے؟

سوال [۱۰۵۶۴]: ایک شخص رمضان میں [illegible] عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے، مگر ایک دن بھوں [illegible] ہے، تو کیا [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس اعتکاف کے لئے صوم شرط نہیں۔

"والصوم شرط لصحة الاعتكاف المندوب" (فتح القدير، [illegible] ۵۷۸)(۱) [illegible] تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۴/۹۵ھ۔

کیا اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے؟

سوال [illegible] رمضان شریف میں تین روز کا اعتکاف [illegible] جائیں [illegible] اعتکاف کا ثواب [illegible]

---

(۱) (كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص. ۱۰۱، قديمي)

"وشرط الصوم لصحة الاول (أي: المندوب) اتفاقا" (الدر المختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۲/۴۴۲، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/۵۲۴، (رشيديه)

خارج ہوتی ہے، مسجد سے ملحق دوسری جگہ اعتکاف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مسجد کے نیچے کا حصہ جس کو تحت الثریٰ کہتے ہیں، اس میں اعتکاف رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں یعنی بیٹھنا جائز ہوں کا پاندخانہ پیشاب؟

ما نہ مقتضی اہم ولی بر کاں میر محمد یوپی

الجواب حامداً ومصلیاً:

رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف فرض کفایہ نہیں، بلکہ سنت کفایہ ہے(۱) اور یہ مسجد ہی میں ہوتا ہے، خارج مسجد کسی مکان میں یا صحن مسجد سے ایک جہاں ہوتے اتارتے ہیں، جو نماز کے لئے متعین نہیں ہے، وہاں درست نہیں(۲) عورت اپنے مکان میں اعتکاف کرے گی(۳)، اور مسجد میں اعتکاف کی حالت میں بدن ناپاک ہوجائے، یا کپڑے خراب ہوجائیں، تو مسجد سے باہر جاکر پاکی حاصل کرے گا(۴)، اعتکاف کی

---

(۱) "وسنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية، كما في البرهان" (الدرالمختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/ ۴۴۲، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۱/ ۲۱۱، رشيديه)

(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص: ۷۰۰، قديمي)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ولا تباشروهن وأنتم عاكفون في المساجد﴾ (البقرة: ۱۸۷)

"أنه لايصح الاعتكاف إلا في المساجد". (بدائع الصنائع، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۲/ ۲۸۰، رشيديه)

"ولا تكون في مسجد بيته ولا في مسجد من مسجد سوطن". (الدرالمختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۲/ ۴۴۰، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصوم باب الاعتكاف، ص ۷۰۰، قديمي)

(۳) "وللمرأة الاعتكاف في مسجد بيتها" (مراقي الفلاح كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص ۷۹۹، قديمي)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۲/ ۴۴۱، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/ ۵۲۳، رشيديه)

"ولا يخرج منه لحاجة شرعية، أو حاجة طبعية، كالبول والغائط، وإن له لحاجة، وغسل من احتلام" (مراقي الفلاح كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص ۷۰۲، قديمي)

(وكذا في خلاصة الفتوى، كتاب الصوم، الفصل السادس في الاعتكاف ۱/ ۲۶۷، رشيديه)

حالت میں وہاں کھانا، پینا، سونا سب درست ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۳/۹۵ھ۔

اعتکاف میں استثناء کرنے کا حکم

سوال[۱۰۵۲۲]: کیا معتکف اجتماعات میں شریک ہونے والا دینی خدمات میں شرکت وغیرہ کرتے وقت مستثنیٰ کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بذریعہ نذر اعتکاف واجب پر اس صورت میں اگر شرکت اجتماع کو مستثنیٰ کرلے، تو پھر شرکت کے لئے نکلنے سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

[illegible] وحضور مجلس العلم يجوز له ذلك اهـ" (عالمگيري: ۲۱۲/۱)(۲). والله أعلم.

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۱۱/۹۵ھ۔

پورے رمضان کا اعتکاف کرنا

سوال[۱۰۵۲۶]: پورے رمضان میں اعتکاف کرنا کیسا ہے؟ اگر کسی نے پورے رمضان شریف اعتکاف کیا ہو تو اس کا ثواب ہوگا یا نہیں؟ حدیث سے اس روز ثابت ہے اور جو چیز ثابت ہو اس کا ثواب مقرر

= (وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۵۲۶/۲، رشيديه)

(۱) [illegible] قوله وكنسه وسريه وبوسه ومبايعته قيد بعي بفعل المعتكف هذه الاشياء في المسجد (البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۵۳۰/۲، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۴۴۸/۳، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيريه، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف ۲۱۲/۱، رشيديه

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف: ۲۱۲/۱، رشيديه)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص ۷۰۲، قديمي

وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، الفصل الثاني عشر في الاعتكاف ۲۰۳/۱، قديمي

ہے؟ مکمل جواب مع دلائل کے تحریر فرمادیں۔

(۱) "وسنة مؤكده في العشر الاخير من رمضان أي: سنة كفاية". (الدر المختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۲ ۴۴۲، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۱ ۲۱۱، رشيديه)

وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص ۷۰۰، قديمي)

(۲) كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۱ ۱۸۳، قديمي)

وصحيح مسلم، كتاب الاعتكاف ۱ ۳۷۱، قديمي)

وصحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الاعتكاف في العشر والاواخر ۱ ۲۷۱، قديمي)

(۳) (كتاب الصوم، باب الاعتكاف، الفصل الاول ۱ ۱۸۳، قديمي)

وصحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الاعتكاف في العشر الاوسط ۱ ۲۷۴، قديمي)

وسنن ابي داود، كتاب الصوم، باب: أين يكون الاعتكاف ۱ ۳۵۲، رحمانيه)

متفق علیہ اھ" (مشکوۃ شریف)(۱)

(۲)

کتاب الصوم باب صوم التطوع الفصل الاول ۱۲۱ قدیمی

وصحیح مسلم کتاب الصوم باب فضل صوم المحرم ۳۶۰ قدیمی

وصحیح مسلم کتاب الصوم باب فضل صوم المحرم ۳۶۰ قدیمی

۲ کل من مشکوۃ المصابیح عند ذکر حدیث ابی ہریرۃ وفضل صوم یوم عاشوراء

وفی شرح السنۃ عند ذکر حدیث ابی ہریرۃ مع بیان الاختلاف فی ذکر ابی ہریرۃ فی

احد الاسنادین وعدمہ ما نصہ

وکذا فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عند ذکر حدیث ابی ہریرۃ المذکور

بلفظہ ما نصہ

وکذا فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عند ذکر حدیث ابی ہریرۃ المذکور

بلفظہ ما نصہ

وقیل لم خص یوم عاشوراء بالصوم دون غیرہ من الایام الفاضلۃ

وأوصف بالافعال، فکان بعد ذلک یحیی اللیل کلہ

وقیل خص بمسروق فما بات لیلۃ الا ساجدا، الخ". (احیاء علوم الدین، کتاب الاذکار والدعوات، فضیلۃ قیام اللیل: ۱/۴۵۲-۴۵۳، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

[illegible]

[illegible] ۳۱، ۱۳۰، ۲ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲، ۱۱، ۹۲ھ۔

اعتکاف میں بیڑی پینا

سوال[۵۲۱۱] [illegible] اعتکاف میں مسجد کے اندر بیڑی پی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۲ [illegible]

۳ [illegible] فقہاء کے پیش نظر ہے کہ اعتکاف کے وقت بیڑی وغیرہ پینے والا [illegible] خوب صاف رہے مسجد میں داخل ہو تو جب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اقتضاء حالت تو صاف زیادہ ستھرا زیادہ مرتبہ ہو سکتا ہے اور بیڑی کی پیش کی ضرورت اس مرتبہ تک نہیں پہنچتی کہ [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] منع ہے(۲)۔

کتاب الصوم، باب الاعتکاف [illegible] سعید

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲، ۵۲۵، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/ ۲۷۹، رشيديه)

(۲) "وعن جابر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول [illegible] صلى الله تعالى عليه وسلم [illegible] من أكل من هذه الشجرة المنتنة، فلا يقربن مسجدنا، فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الإنس". متفق عليه

قوله [illegible] أي ليزم نفسه عن الفعل والترك ونحوه تحريمه كما يكره [illegible] مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة: ۲، ۴۱۲، رشيديه)

تجب أن تصان عن إدخال الرائحة الكريهة لقوله عليه السلام: من أكل الثوم والبصل والكراث، فلا يقربن مسجدنا الخ". (الحلبي الكبير، أحكام المساجد، ص ۲۱۰، سهيل اكيڈمی لاهور)

"وكره تحريما [illegible] وأكل نحو ثوم وبصل، وكذا كل مؤذ ولو بلسانه". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها ۱، ۶۵۶، ۶۶۲، سعيد)

۲ مکروہ تحریمی ہے(۱)۔

۳ مسجد میں ہرگز نہ پئے(۲)، جب سب مرغوبات کو ترک کیا ہے، تو اس سے بھی صبر کرے، اعتکاف کا مقصد بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ صبر کی عادت پیدا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۱۱/ ۹۲ھ۔

معتکف کا بلا عذر شرعی وطبعی حدودِ مسجد سے نکلنا

سوال[۱۰۵۶۹]: رمضان کے عشرۂ اخیر میں اعتکاف کرنے والا اگر بغیر عذر شرعی وطبعی مسجد کی حد سے پچھ دیر کے لئے باہر چلا جائے تو اس کا اعتکاف فاسد ہوگا یا نہیں؟ کیا اس مسئلہ میں اس زمانہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کو راجح قرار دیا ہے(۳)، مگر صاحب

---

(۱) راجع الحاشية المتقدمة آنفا

(۲) راجع الحاشية المتقدمة آنفا

(۳) "ولا يتم مبنى هذا الاستحسان، فإن الضرورة التي يناط بها التخفيف هي الضرورة للازمة و لعلة الوقوع، ومجرد عروض ماهو منحي ليس بذلك ولو سلم ان القليل غير مفسد لم يبرر تقديره بما هو قليل بالنسبة إلى مقابله من بقية نهار يوم او ليلة، بل بما يعد كثيرا في نظر العقلاء لدى فهمهم معنى المكوث، وان الخروج يبقيه" (فتح القدير، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۲/ ۴۰۲، عثمانيه

مزید تفصیل متذکرہ بالا کتاب میں ہے جس کی تائید

"وقد اطال في تحقيق ذلك كما هو دأبه في التحقيق رحمه الله تعالىٰ، وبه علم أنه لم يسلم كونه استحسانا حتى يكون مما رجح فيه القياس على الاستحسان كما أفاده الرحمتي، فافهم" (ردالمحتار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/ ۴۴۷، سعيد)

"ورجح المحقق في فتح القدير قوله: لان الضرورة التي يناط بها التخفيف للازمة و لعلة وليس هذا كذلك ... ثم قرر به ظهر القول بفساده الخ" (البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/ ۵۲۹-۵۳۰، رشيديه)

ہدایہ سے ترجیح ہوتا ہے صاحبین کا قول ... صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول اورع ہے اور صاحبین کا قول اوسع ہے (۲)، صراحۃً فتویٰ کسی مذہب پر نہیں دیکھا ... قیاس واستحسان کے لفظ سے ترجیح معلوم ہوتی ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۳/ ۸۹ھ۔

جواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۳/ ۸۹ھ۔

ایضاً

سوال [۱۰۵۰۰]: اگر ... قول ... قول ... قول ... عام کے لئے جو مفتی نہ ہو ... اور دوسرے عوام کو بھی ... امام صاحب کے قول کو چھوڑ دے، اس کا ایسا کرنا ...

---

(۲) صاحب ہدایہ راجح قول ... معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔

"ولو خرج من المسجد ساعة بغير عذر فسد اعتكافه عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى، لوجود المنافي وهو الفساد، وقالا لا يفسد حتى يكون أكثر من نصف يوم، وهو الاستحسان لأن في القليل ضرورة" (الهداية، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ۱/ ۲۴۸، وحمايته)

"فإن خرج من المسجد لغير عذر فسد اعتكافه في قول أبي حنيفة، وإن كان ساعة وعند أبي يوسف ومحمد لايفسد حتى يخرج أكثر من نصف يوم، قال محمد رحمه الله تعالى: قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى أقيس، وقول أبي يوسف أوسع" (بدائع الصنائع، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ۲/ ۲۸۴، رشيديه)

وكذا في تحفة الفقهاء، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ۱/ ۳۷۴، موقع يعسوب)

(۳) ... ظن ...

جهل وحرق الإجماع"(۱)

براہِ کرم حوالہ سے عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اب اس کے جواب کی خاص ضرورت باقی نہیں [illegible] قوی اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم [illegible]

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۳/۲۵ھ۔

معتکف کا تبلیغی اجتماع میں شرکت کرنا

سوال[۱۰۵۷۱]: [illegible]

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

---

(۱) (شرح عقود رسم المفتي، مطلب: يجب اتباع الراجح ولا يجوز العمل [illegible]، ص: ۴۲، ۴۳، دارالكتاب كراچی)

(۲) "وحرم عليه الخروج إلا لحاجة الإنسان طبعية كبول وغائط أو شرعية كعيد وأذان لو مؤذنا، وباب المنارة خارج المسجد والجمعة". (الدر المختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ۲/۴۴۲، سعيد)

"ولا يخرج المعتكف من المسجد إلا لحاجة لا بد منها شرعاً، كالجمعة أو لحاجة طبعية، كالبول والغائط". (خلاصة الفتاوى، كتاب الصوم، الفصل السادس ۱/۲۶۷، رشيديه)

(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص: ۷۰۲، قديمي)

(۳) "فإن خرج ساعة بلا عذر مقدر فسد". (مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص: ۷۰۳، قديمي) =

اوراس کوگنہ گار قرار نہ دیا جائے (۱)۔واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۱۱/۹۵ھ۔

معتکف کا جامع مسجد میں جمعہ کے لئے جانا

سوال [۵۰۲۰]: ایک مسجد میں تین آدمی اعتکاف میں بیٹھے ایک ساتھ، اب ادائے جمعہ آیا اور یہ اعتکاف کی مسجد جامع مسجد سے دوسرے محلہ میں تھی اور جامع مسجد کا محلہ دوسرا ہے اور یہ تینوں معتکف اس مسجد سے جامع مسجد کے نماز جمعہ کے لئے، اس میں سے ایک آدمی جامع مسجد کا پیش امام ہے، اس نے جاتے ہی ایک آدمی سے عام آدمیوں کے سامنے پوچھا کہ گھڑی میں چابی دی گئی ہے یا نہیں؟ اور نماز عید کے بارے میں تم معلوم کرنے کو عام آدمیوں کے سامنے کچھ باتیں کیں اور قریب بیس منٹ کچھ دین کی باتیں بھی بیان کیں، حالانکہ دین کی باتیں اور گھڑی میں چابی یہ سب پیش امام ہی ہر جمعہ کو دیتا رہا ہے، اب علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اجماع امت کا کیا حکم ہے اس مسئلہ میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس صورت میں ان لوگوں کا اعتکاف فاسد نہیں ہوا (۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۲/۹۲ھ۔

= (وكذا في الدر المختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲ ـ ۴۴، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/ ۵۲۹، رشيديه)

(۱) "وبما قررناه ظهر القول بفساده إذا خرج لإنهداد المسجد أو خرج لحرقة، وإن تعيبت عليه، أو لغير عذر نعم لكل عذر مسقط للإثم" (البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۲ ـ ۵۲۹، رشيديه)

"وإن خرج بعذر بعلم وقوعه وهو مأمور لا عبرة لا تفسد، وأما ما لا يعلم كانحدار غريق وانهدام مسجد فمسقط للإثم لا لبطلان" (الدر المختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف ۲ ـ ۴۴، سعيد)

"إلا أنه لا يأثم إذا كان الخروج بعذر". (خلاصة الفتاوى، كتاب الصوم، الفصل السادس ۱ ـ ۲۶۸، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص: ۷۰۳، قديمي)

(۲) "ولو أقام في الجامع أكثر من ذلك لم يفسد اعتكافه، لأنه موضع الاعتكاف إلا أنه يكره". =

معتکف کا خارج مسجد سے ہوکر اذان کے لئے جانا

سوال[۱۰۵۷۳]: معتکف مسجد کے زینہ پر سے جو کہ مسجد سے خارج ہے، اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کی گنجائش ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۳/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۳/۸۹ھ۔

= (البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/۵۲۷، رشيديه)

"ولو مكث أكثر لم يفسد؛ لأنه محل له، وكره تنزيها لمخالفة ما التزمه بلاضرورة"

(الدر المختار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/۴۴۶، سعيد)

"ولا يخرج منه إلا لحاجة شرعية، ثم يعود، وإن أتم اعتكافه في الجامع صح، وكره" هو في الفلاح، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص: ۷۰۲، قديمي)

(۱) "وفي فتاوى قاضي خان والولوالجية وصعود المئذنة إن كان بابها في المسجد لا يفسد الاعتكاف، وإن كان الباب خارج المسجد فكذلك في ظاهر الرواية" (البحر الرائق، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/۵۲۹، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم، باب الاعتكاف: ۲/۴۴۵، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب السابع: ۱/۲۱۲، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الصوم، الفصل السادس: ۱/۲۶۹، رشيديه)

کتاب الحج

باب فرضية الحج وشرائطه وأركانه

(حج کی فرضیت، شرائط اور ارکان کا بیان)

کیا استطاعت کے بعد اکیلا ہونا عذر ہے؟

سوال [۱۰۵۰] ... [illegible]

نفلی حج کا ارادہ کر کے چوٹ لگنے کی وجہ سے معذور ہو جانا

سوال [۱۰۵۱] ... [illegible]

بجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

[illegible]

۲... جوشخص نفلی حج کا ارادہ رکھتا تھا اور اس کو چوٹ لگنے کی وجہ سے عذر [illegible]

حق ہے کہ روپیہ غریبوں کو دے دے یا اپنی طرف سے کسی [illegible] (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۶/۹۱ھ۔

غبن کے روپے سے حج اور کاروبار کرنا

سوال [۲۰۵۲] زید نے [illegible] کی ملازمت خواہش سے چھوڑ دی [illegible] زید کی ملازمت سات سال رہی۔

زید نے دوران ملازمت غبن (خیانت) [illegible] کیا تھا، [illegible] کی شکایت تھی، دوران ملازمت زید نے غبن کا روپیہ [illegible] سے دو چار سال چھوڑے تھے، اب زید خود [illegible] مسلمان ہوگیا ہے اور حج کرنا چاہتا ہے، اب پچھلا روپیہ [illegible] حج کرنا یا کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

زید کا یہ پیسہ حرام ہے یا حلال؟ اگر حرام ہے تو [illegible] حج کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(وكذا في عبد سافر بغير إذن مولاه ومضى لم يسقط الحج [illegible] ولو حج [illegible] ثم فسخ [illegible] بعد الإحرام [illegible] ثم أعتق [illegible] وإن أحرم بعد العتق [illegible] أجزأه عن حجة الإسلام [illegible] وإن أحرم قبل العتق [illegible] لم يجزه عن حجة الإسلام [illegible] ولو

کا پورا کسی صورت سے کارخانہ میں جمع کرادینا چاہتا ہوں، پوری کی پوری رقم بہشت

کارخانہ کو قسط وار انداز میں رقم واپس کردے، تو دکان کی ابتدائی

ق العبد مقدم ہے، پہلے اس کو ادا کرنا چاہیے (۱)۔ تاہم اگر روپیہ

روپیہ لے کر جائے (۲)۔ جتنا روپیہ غلط تھا اس کو واپس کرنا لازم ہے، اب اس کو اپنے اوپر

واپس کردے (۳)۔ وہی ادارہ

(۱) "(قوله: لتقدم حق العبد) أي حق الشرع لا تتهاونوا بحق الشرع، بل لحاجة العبد، وعدم حاجة الشرع ألا ترى أنه إذا اجتمعت الحدود، وفيها حق العبد يبدأ بحق العبد لما قلنا، ولأنه ما من شيء إلا ولله تعالى فيه حق، فلو قدم حق الشرع عند الاجتماع بطل حقه ولا نعاد. كذا في شرح الجمع الصغير لقاضي خان" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد ۲ ۴۶۲، سعيد)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الإكراه، فصل ۹ ۴۴۴، عثمانيه)

وكذا في اللباب في شرح الكتاب، كتاب الحج ۱ ۱۶۴، قديمي)

(۲) "إذا أراد الرجل أن يحج بمال حلال فله شغلة فيه يستدين للحج، ويقضي دينه من ماله، كذا في فتاوى قاضي خان في السقطعات" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب المناسك، الباب الأول ۱ ۲۲۰، رشيديه)

وكذا في إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، مقدمة، ص ۵۰، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في فتاوى قاضي خان، كتاب الحج، فصل في السقطعات ۱ ۳۱۳، رشيديه)

(۳) "ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها، لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق، إذا تعذر الرد على صاحبه" (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ۶ ۳۸۵، سعيد)

صاف کہدے اور قسط وار ادا کرنے کا معاملہ کرلے، ورنہ شاید ادا کرنے کی نوبت نہ آئے، نفس رکاوٹ ڈال

دارالعلوم دیوبند، ۷/۴، ۹۱ھ۔

حج مقبول ومبرور میں فرق

سوال[۱۰۵۷۷]: حج مبرور اور حج مقبول میں کیا فرق ہے؟ حج مقبول ومبرور دونوں مترادف الفاظ ہیں یا متغایر؟ اگر متغایر ہونے میں کیا فرق ہے؟ اور حج نفلی مبرور مقبول

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) قال الله تعالى: ﴿ومن يتق الله يجعل له مخرجا ○ ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتوكل على الله فهو حسبه﴾ (الطلاق ۲، ۳)

وقال الله تعالى: ﴿ولو أن أهل القرى امنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركت من السماء والأرض﴾ (الاعراف. ۹۶)

(۲) "هو (أي: الحج المبرور) مالاحاية فيه". (فيض الباري، باب فضل الحج المبرور. ۳/ ۲۲، حضور راه بک دپو دیوبند)

"والمبرور الذي لا يخالطه إثم" (إرشاد الساري إلى مناسک الملا علي القاري، باب شرائط الحج. ص: ۳۱، دارالكتب العلمية بيروت)

"فعلى هذا يخرج الحج من أن يكون مبرورا بارتكاب الحاية عمداً مرة بعد أخرى، وإن كفر —

باوجود قبول ہونے کے مقبول سے مراد نہیں ہے یعنی جنایت سے پاک صاف ہونے کے باوجود قبول نہیں ہوتا، مثلاً [illegible] حج یا قران میں مرتکب ہوا ہے مقبول نہیں (۱) ہے اور وہ مقبول بھی ایک [illegible] کے معنی میں بھی [illegible] ہیں (۲) [illegible]

[illegible]

حجِ اکبر کی تشریح

سوال [۱۰۵۷۸] [illegible] ہوں تعریف کیا ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

= عنهما صاحبها ومن فعل شيئا مما يحكم بتحريمه، فقد أخرجه عن أن يكون مبرورا. (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات: ۳ ۲۳ رشيديه)

[illegible] يكون الحج مبرورا يترتب عليه من وقوعه عند الله حين ذكره موقع الرضا، [illegible] معارف السنن شرح جامع الترمذي أبواب الطهارة: ۱ ۲۹ سعيد)

"والقبول المترتب عليه الثواب". (الدر المختار، كتاب الحج: ۲ ۴۵۶، سعيد)

(وكذا في العرف الشذي على هامش الجامع الترمذي، أبواب الطهارة: ۱ ۳، سعيد)

[illegible] لا يسقط عن ذمته لعدم قبوله ووجود ثوابه لقوله تعالى: ﴿إنما يتقبل الله من المتقين﴾". (مرقاة المفاتيح، حديث البية المسمى بطبعة كتب الحديث: ۱ ۱۰۰۱، رشيديه)

"فإنه لا يفسد بالفساد الحج وكما ورد في الحديث مع أنه يسقط الفرض عنه معه، ولا في كل سنة وعنده قبوله في السنة بعد القبول، ولا يعاقب عقاب تارك الحج". (الدر المختار، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام: ۲ ۴۵۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج: ۲ ۳۲۱، رشيديه)

۲ [illegible] المبرور المقبول وقال غيره: الذي لا يخالطه شيء من الإثم، وقال الطيبي: الأقوال التي ذكرت في تفسير المبرور متقاربة. (فتح الباري، كتاب فضل الحج المبرور ۳ ۳۸۲، دار المعرفة بيروت)

والمبرور هو الذي لا يخالطه إثم وقال المنذري يرشد المبرور إلى مناسك المتعبدين. (فتح الباري، كتاب شروط الحج ص ۳۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب المناسك الفصل الأول ۵ ۲۲۲، رشيديه

محبوباً ومصیباً:

تمہید میں لکھتے ہیں مرقی اس میں حوالہ بخ متعلق مرقی، اس سے متعلق ہیں (۱)،

سورہ توبہ کے شروع میں جمی ہے ﴿یوم الحج الأکبر﴾ (۲) اس کی تفسیر میں ابن زبیر اور ابن عباس، عطاء ابن ابی رباح، مجاہد نے کہا کہ مراد عرفہ کا دن ہے، کیونکہ بڑے ارکان اس دن ادا ہوتے ہیں اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے کہا کہ یوم نحر مراد ہے (۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو حج فرمایا، چونکہ اس دن یوم جمعہ واقع ہوا تھا، اس لئے اس حج کو حج اکبر سے تعبیر [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

الحج الأكبر في عرف المحدثين هو الحج الذي وافق يوم عرفة [illegible] (عارضة الأحوذي على جامع الترمذي، كتاب الحج: ۱۸۹/۱، سعيد)

وكذا في أحكام القرآن للجصاص [illegible] قديمي

وكذا في تفسير الطبري، براءة: ۱۰ ۴۹-۵۴، دار المعرفة بيروت)

(۲) (التوبة: ۳)

۳ عن بعض من لا يرد قول [illegible]

عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: [illegible]

عن عبد الله قال سألت عطاء عن يوم الحج الأكبر فقال: يوم عرفة، عن ابن جريج قال: أخبرني طاوس، عن ابن عباس قال: قلت ما الحج الأكبر؟ قال: يوم عرفة

حدثنا عبد الوهاب عن مجاهد قال: يوم الحج الأكبر [illegible]

عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: وقف رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوم النحر عند الجمرات في حجة الوداع فقال: هذا يوم الحج الأكبر" (تفسير الطبري، التوبة ۱۰ ۴۹-۵۳، دار المعرفة بيروت

"قال العلامة نوح في رسالته المصنفة في تحقيق الحج الأكبر: [illegible] الله تعالى عليه وسلم وهو المشهور، وقيل: يوم عرفة جمعة أو غيرها، وإليه ذهب [illegible] رضي الله تعالى عنهم أجمعين". (ردالمحتار، باب الهدي، مطلب في الحج الأكبر [illegible]

۴) "إذا وافق يوم عرفة يوم جمعة غفر لكل أهل عرفة، وهو أفضل يوم في الدنيا، وقد حج [illegible]

یا مکہ مکرمہ جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

سوال[۱۰۵۷۹]: ایک شخص مکۃ المکرمہ میں جائے اور وہیں جا کر اپنی [illegible]

ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ مکۃ مکرمہ کی زیارت کی غرض سے جائے تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] ب نہیں تو اس کے [illegible] (۲)۔ جو شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہو گیا تو محض

= صلى الله تعالى عليه وسلم حجة الوداع فقال عمر رضي الله تعالى عنه: أشهد لقد أنزلت في يوم عيدين اثنين يوم عرفة ويوم جمعة على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو واقف بعرفة" قال العلامة نوح في رسالته المصنفة في تحقيق الحج الأكبر: "قيل: إنه الذي حج فيه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو المشهور" (ردالمحتار، كتاب الحج، باب الهدى، مطلب في فضل وقفة الجمعة ۲: ۶۲۱-۶۲۲، سعيد)

(وكذا في إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الحج، الفصل الأول: ۱: ۳۱۰، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "اعلم أن الفقير إذا وصل إلى مكة أو الميقات، فقد صرحوا بوجوب الحج عليه" (إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، باب شرائط الحج، ص: ۴۵۰، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في ردالمحتار (كتاب الحج ۲: ۴۶۲، سعيد)

(وكذا في منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الحج ۲: ۵۳۸، رشيديه)

(۲) "اعلم أن الفقير إذا وصل إلى مكة أو الميقات، فقد صرحوا بوجوب الحج عليه، لكن هل يشترط حصوله في أشهر الحج أولا، فمتى وصل وجب عليه؟ ومثله أهل مكة لم أجد تصريحا فيه، وإطلاقهم الفقير إذا وصل إلى الميقات، وجب عليه يدل على عدم اشتراط شهر الحج، وكذلك عبارة الطحطاوي ظاهرة في ذلك واشتراطهم إدراك الوقت ظاهر، وصريح في اشتراط الأشهر في حقه والحاصل =

فرض نہیں ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۶/ ۱۳۹۹ھ۔

قرض لے کر حج کرنا

سوال[۱۰۵۸۰]: ایک شخص قرض جات کے بارگراں سے دبا ہوا ہے، لیکن اس کے پاس سرمایہ (بقدر اس قدر ہے کہ اس کو چکانے کے بعد بھی اتنا بچ اندازہ ہوتا ہے) کہ اس سے مصارف حج پورے ہوسکیں

= أن من اشترط إدراك الوقت يشترط على قوله وصوله في الأشهر، وعلى قول من لايشترط إدراك الوقت يجب عليه وان وصل في غير الاشهر" (إرشاد الساري الى مناسک الملا علي القاري، باب شرائط الحج، ص ۴۵، ۴۶، دارالكتب العلمية بيروت)

وكذا في إرشاد الساري إلى مناسک الملا علي القاري، فصل في شرائط جواز الإحجاج، ص: ۴۹۷، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في حج الصرورة ۲/ ۲۰۳، سعيد)

(۱) "وفي أحكام الناطفي قال أبوحنيفة رحمه الله تعالى: الموسر الذي له مأتا درهم، أو عرض يساوي مائتي درهم سوى المسكن والخادم والثياب الذي يلبس، ومتاع البيت الذي يحتاج إليه، هذا إذا بقي له إلى ان يذبح الأضحية" (خلاصة الفتاوى، كتاب الاضحية، الفصل الثاني: ۴/ ۳۰۹، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأضحية، الباب الاول: ۵/ ۲۹۲، رشيديه)

(۲) "أن الصرورة المعسر لايجب عليه الحج بدخول مكة" (إرشاد الساري إلى مناسک الملا علي القاري، باب الحج عن الغير، فصل، ص: ۴۹۷، دارالكتب العلمية بيروت)

وكذا في ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲/ ۲۰۴، سعيد)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ نے میں تاخیر نہ کریں جس سے روپیہ میں [illegible] کی وجہ سے کمی پڑ جائے (۱) اگر اس کا روپیہ ضائع نہ ہو اور موت [illegible] کا معاملہ ہو جائے، کسی معتبر آدمی کو قرض کا معاملہ بتلا دے کہ میرے ذمہ اتنا روپیہ قرض ہے جائیداد کے ذریعہ سے ادا کر دینا (۲)، یہ اعتراض کہ قرض سے حج بیت معاف نہیں تو اب آدمی اپنے اوپر اصل میں حق قرض سے پہلے [illegible] تو خدا کے حق ادا کرنے میں یہ معاملہ ہے۔

[illegible]

[illegible] الحج الفقرہ ۲۹۲

۲ وسعی بنفسہ ما یمکنہ من دونہ ویوکل من یقضی مناسکہ من نفسہ [illegible] مسک ملا علی قاری، ص ۲ در مکتب نفیس پشاور

وان کفل بعیر ان لغوہ لا یخرج لانہ لیس لہ حمولۃ [illegible] بحر، کتاب الاول ۲۲۰، رشیدیہ۔

وکذا فی رد المحتار کتاب الحج ۲ ۵۲۲، سعید۔

۳۰ رد المحتار، کتاب الحج ۲ ۵۲۲، ۵۲۳ سعید

وکذا فی البحر الرائق، کتاب الحج ۲ ۵۳۔ ۵۲۹، رشیدیہ

وکذا فی حاشیہ الطحطاوی کتاب الحج الفصل الاول ۲۰۱۔ ۲، رشیدیہ

وکذا فی الفتاوی العالمگیریہ کتاب الحج، الباب الاول ۱ ۲۰۱، رشیدیہ

[illegible] والد سے اجازت لینی چاہیے؟

[illegible]

روپے کا مقروض ہوں، جب تک ادا نہ ہوجائے ناممکن ہے، میں نے فوراً لکھا کہ یہ قرض میں ادا کردوں گا، اس [illegible] ابا کو میرا خط ملا تھا، جب کہ میں اپنے ذمہ کا قرض ادا کرنے میں ہی پریشان ہوں اور بچوں کے اخراجات کی [illegible] پریشانی ہے، ۶،۵ بچے بچیاں ہیں، میرے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے، صرف محنت ومشقت سے مزدوری کا سہارا ہے، اب یہ کوشش کر رہا ہوں کہ قرض ادا کرکے حج کو جاؤں، کیونکہ یہاں سے [illegible]

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ خانہ کعبہ کی زیارت کرلوں، اب ابا کو اجازت کے لئے خط لکھوں تو ہوسکتا ہے جواب بھی نہ دیں، ایسی حالت میں کیا حج کے لئے بھی والدین کی اجازت ضروری ہے، اب کیا کرنا چاہیے؟ حالانکہ ہم دو بھائی ہیں اور ماشاء اللہ بڑے بھائی ہماری طرح سے خوش [illegible] زروجائیداد والے ہیں، میرے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے، صرف محنت ومشقت سے [illegible] والد صاحب کے پاس بھی کافی جائیداد ہے اور سب کی مجھ کو کوئی فکر نہیں، التماس عرض ہے کہ آپ کو ساری بات معلوم ہونی چاہیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تحریر کردہ حالات [illegible]

[illegible]

---

(۱) "وفي الخلاصة معزياً إلى العون: إذا أراد الأب أن يحج إلى الحج، وأبوه كاره لذلك، إن كان الأب مستغنياً عن خدمته فلا بأس به، وإن كان محتاجاً يكره. وكذا الأم" (البحر الرائق، كتاب الحج ۲/ ۵۴۰، رشيديه)

سعودیہ میں رہ کر حج کرنے والے اور باہر سے آنے والے میں سے کس کو ثواب زیادہ ملے گا؟

[illegible]

بحوالہ حامداً ومصلیاً:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) "قال الإمام القرطبي رحمه الله تعالى تحت هذه الآية ﴿وأذن في الناس بالحج يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق﴾"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خدائے پاک کو ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰۰۱ھ

---

(۱) الإخلاص في عبادة هو كذا ... معناه لغة ... وهذه لغة بعض ... لإخلاص لغة ... في اللغة بفتح ... وإخلاص في الشرع بفتح ... مع رد بعض ... الإخلاص في البيع ۲ ۴۲۵، سعيد)

"ولا ينفع من الأعمال كلها إلا ما كان لوجه الله خالصا". (بستان الواعظين ورياض السامعين، مجلس ۱۲ ۱ ۲۶۴، مؤسسة الكتب الثقافية بيروت

قال الله تعالى: ﴿قال إنما يتقبل الله من المتقين ...

"يجب أولا على من أراد الحج إخلاصه لله تعالى، فإنه سبحانه لا يقبل إلا الخالص لوجهه الكريم". (إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، مقدمة، ص ۴، دار الكتب العلمية بيروت)

"ورجح في "البزازية" أفضلية الحج لمشقته في المال والبدن جميعا، قال: وبه أفتى أبو حنيفة حين حج وعرف المشقة" (الدر المختار، كتاب الحج، باب الهدي: ۲ ۴۲۱، سعيد)

باب اشتراط المحرم للمرأة

(عورت کے لئے محرم کا بیان)

نامحرم کو سفرِ حج میں ساتھ لے جانا

سوال [۵۱۲۰]: غیر محرم عورت کو ساتھ لے کر حج کیلئے جانے میں ولی نے اجازت دی یا نہیں دی، بعض عورتیں بیوہ ہیں اور ولی کا انتقال ہو چکا ہے، اور بعض عورتیں ایسی ہیں کہ ان کے ولی موجود ہیں اور اجازت بھی دیدی ہے، بعض عورتیں ایسی ہیں کہ ان کے ولی موجود ہیں اور اجازت بھی دیدی ہے، بعض عورتیں ایسی ہیں کہ ان کے ولی موجود ہیں اور اجازت نہیں د

ہوئی"۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۸/ ۹۵ھ

رضاعی بیٹی کے شوہر کے ساتھ سفرِ حج

سوال[۱۰۵۸۴]: اگر ایک عورت اپنا دودھ پلائی ہوئی عورت کے شوہر کے ساتھ جب کہ دوسرا آدمی سفر کرنے کو تیار نہیں ہے سفر [illegible] حالیہ دودھ پلائی ہوئی عورت بھی حج کرنے اس قافلہ میں جارہی ہو، تو کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible]

اپنے داماد کے ساتھ سفر کرنا درست ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۷/ ۸۷ھ

---

(۱) "والمحرم من لايحور له مباكحتها على التأبيد بقرابة أو رضاع أو صهرية" (ردالمحتار، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع ۲/ ۴۶۲، سعيد)

(وكذا في إرشاد الساري إلى مناسك الملا على القاري، باب شرائط الحج، ص ۲۰، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج ۲/ ۳۵۱، رشيديه)

البتہ اس زمانے میں رضاعی، سوائے رشتہ داروں کے ساتھ حج کے [illegible]

بہن اور بہنوئی کے ساتھ سفر حج

سوال[۵۱۱۵]: حج کے سفر کے لئے بیوی مستورات کس کس رشتہ دار کے ساتھ سفر حج کر سکتی ہے؟ شوہر کی بہن (یعنی نند) اور اس کا شوہر (یعنی بہنوئی) اس کے ساتھ سفر حج کر سکتی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عورت کو اپنے محرم (باپ، بھائی، چچا، ماموں وغیرہ) اور اپنے شوہر کے ساتھ سفر حج میں جانا چاہئے، بغیر ان کے بہنوئی، نند وغیرہ کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں، اگرچہ ان کے ساتھ بہن اور نند وغیرہ بھی ہوں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ... فی ہذا الزمان میں سرکاری انتظامات کے تحت عورتوں کے لئے محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے، اس لئے عورتوں کو محرم کے بغیر حج کے لئے نہیں بھیجنا چاہئے۔ (معلم حجاج، شرائط وجوب، ص ۹۰، مکتبہ تھانوی)

وكذا في عمدة الفقه، كتاب الحج، شرائط وجوب الاداء ص ۵۱۰، زوار اكيدمى

بعد محررہ کے عورتوں کا محرم کے ساتھ حج میں جانا رفع الحسبۃ ہے۔

باب في واجبات الحج وسننه

(واجبات وسنن حج کا بیان)

ایک محرم کا دوسرے محرم کا سر مونڈنا

سوال[۱۰۵۸۶] حج میں سر مونڈنا فرض ہے، اس وقت کوئی حاجی جو ابھی حلال نہیں ہوا ہے، کسی محرم کا سر مونڈ دے تو کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

احرام سے حلال کرنے کے لئے ایک محرم دوسرے محرم کا سر مونڈے تو کوئی حرج نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۶/ ۹۲ھ۔

اپنے بال خود کاٹنا

سوال[۱۰۵۸۷] عورت اپنے بال اپنے ہی ہاتھ سے کاٹ لے یا محرم شدہ عورت سے بال کٹوائے؟

---

(۱) "(وإذا حلق) أي: المحرم (رأسه) أي رأس نفسه (أو رأس غيره) أي ولو كان محرما (عند جواز التحلل) أي الخروج من الإحرام بأداء أفعال النسك (لم يلزمه شيء) لأولى لم يلزمهما شيء" (ارشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، فصل في الحلق والتقصير، ص: ۲۵۳، دارالكتب العلمية بيروت)

"ولو حلق رأسه، أو رأس غيره من حلال أو محرم، جاز له الحلق لم يلزمهما شيء". (غنية الناسك في بغية المناسك، فصل في الحلق، ص: ۱۷۴، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في معلم الحجاج، ص: ۱۸۲، مكتبه تهانوی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں طرح درست ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۲/ ۹۲ھ۔

سِلی ہوئی تھیلی احرام میں رکھنا

سوال[۱۰۵۱۱]: جب حاجی احرام باندھتے ہیں تو وہ چادر ہی ہوتی ہے، سلے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت ہے، لیکن روپیہ کی حفاظت کی حالت میں مشکل ہے، اگر ان کو سلی ہوئی تھیلی میں رکھ لیا جائے تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟ قرض پر دم تو واجب نہیں ہوگا؟ نیز اگر روحانیوں کی بنی ہوئی تھیلی میں رکھے جو سلی ہوئی نہیں ہوتی یا پلاسٹک کی تھیلی میں رکھے اور اپنے پاس رکھے تو ایسی تھیلیوں کے اندر روپیہ رکھنا حالت احرام میں کیسا ہے؟ تینوں شکلوں کا حکم شرعی تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محرم کو ان تین طریقوں پر رکھنا درست ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۱۲/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۱۲/ ۹۲ھ۔

عورت کا رات کو کنکریاں مارنا

سوال[۱۰۵۱۹]: ہم لوگ کنکری مارنے کے لئے اگر عورتیں رات کو کنکری ماریں تو جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) فقد نحو نحه تحت عنوان "ایک محرم کا دوسرے محرم کا سر مونڈنا"۔

(۲) فيحوز وشدهمين في وسطه ومنطقة وسيف وسلاح وتحوه "زيلعي" لعده التعطه و لبس در المحتار "قوله سدهميان) هو شيء يشبه نكة السراويل، يشد على الوسط وتوضع فيه الدراهم سمسي وفي القاموس هو النكة والمنطقه وكيس للنفقه يشد في الوسط (در المحتار مع رد المحتار، كتاب الحج، باب الإحرام: ۲/ ۴۹۰، ۴۹۱، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام: ۲/ ۵۷۰، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الحج: ۱/ ۳۹۸، مكتبه غفاريه كوئته)

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہجوم کی وجہ سے دن کو موقع نہ ملے تو رات کو ان کے لئے گنجائش ہے(۱)، ورنہ رات کو مکروہ ہے(۲)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۲/۹۲ھ۔

حج اور عمرہ میں زبان سے نیت کرنا

سوال[۱۰۵۹۰]: مدرسہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے حج اور عمرہ نام کی ایک کتاب شائع ہوچکی ہے، جس میں حج اور عمرہ سے متعلق ضروری احکامات کو بیان کیا گیا ہے، ہم نے اس کا بغور مطالعہ کرکے ایک مسئلہ کے بارے میں پیچیدگی پائی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸ میں حج اور عمرہ کا تفصیلی بیان شروع کیا گیا ہے، سب سے پہلے نیت کا بیان تحریر کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ عمرہ اور حج کے موقع پر دل سے نیت کرنے کے علاوہ الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں گے، عمرہ اور حج کے علاوہ دوسری عبادت

---

(۱) قلت وهو متعين للوقوف لرحمة عند الرمي، فمقتضاه انه لو دفع ليلا يرمي قبل دفع الناس ورحمتهم لا شيء عليه. (ردالمحتار، كتاب الحج، مطلب في الوقوف بمزدلفة ۲/ ۵۱۰، سعيد)

"وقته من نصف الليل الى الفجر، ويسن من طلوع فجر يوم النحر ويتسع لغروبها" ويكره للفجر. (الدرالمختار، "قوله ويكره للفجر) اي من الغروب الى الفجر، وكذا يكره قبل طلوع الشمس بحر، وهذا عند عدم العذر فلا اساءة برمي الضعفة قبل الشمس، ولا يرمي الرعاة ليلا كما في الفتح (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، مطلب في رمي جمرة العقبة: ۲/ ۵۱۵، سعيد)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الحج، باب الإحرام: ۲/ ۵۱۳، عثمانيه)

وكذا في منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الحج، باب الاحرام ۲/ ۲۱۰، رشيديه

(۲) "فلو رمى ليلا صح وكره". (البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام: ۲/ ۲۱۰، رشيديه)

ولو تحصل انه لو اخر الرمي في غير النوم الرابع يرمي في ليلة التي بعدها لئلا يلزم ترك الرمي في احد الايام الثلاثة لأنه تابعة له، وكره لتركه السنة. (ردالمحتار، كتاب الحج، مطلب في رمي الجمرات الثلاث: ۲/ ۵۲۱، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحج، الباب الخامس: ۱/ ۲۳۳، رشيديه)

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً.

یہ بات تو [illegible] متعلق علیہ وسلم سے منقول نہیں (۱) [illegible] ثابت اور رسول ﷺ

(۱) "علمني يا رسول الله فقال: إذا قمت إلى الصلاة فأسبغ الوضوء، ثم استقبل القبلة فكبر، ثم اقرء" لحديث (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الأول: ۷۵/۱، قديمي)

"إذ لم يقل عن المصطفى ولا الصحابة ولا التابعين الخ"

قال ابن عابدين: "قوله (لم يقل الخ) في الفتح لم يثبت عنه صلى الله تعالى عليه وسلم من طريق صحيح ولا ضعيف انه كان يعمل عند الافتتاح اصلي كذا، ولا عن احد من الصحابة والتابعين، زاد في البحر ولا عن احد من [illegible] صلى الله تعالى عليه وسلم [illegible] في الصلاة كثر" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه المرد، تحت البية ۱/ ۴۱۲، سعيد)

(وجامع الترمذي، ابواب الصلاة، باب مايقول عند افتتاح الصلاة [illegible] رقم الحديث ۲۴۲ دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) "النية هي الإرادة [illegible] والإرادة عمل القلب" (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، [illegible] ۳۳۰، دار احياء التراث العربي بيروت)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة [illegible] ۲۱۵، قديمي)

وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة [illegible] في النظر إلى وجه المرد تحت البية [illegible] سعيد

[illegible] دیا ہے(۱)۔ [illegible] اس صورت میں الفاظ ادا کرنے کو بدعت، ضلالت قرار دینا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۵/۱۴۰۰ھ۔

رکنِ یمانی کو دُور سے اشارہ کرنا

سوال[۱۰۵۹۱]: رکنِ یمانی سے دورِ طواف کے وقت رکنِ یمانی کو کس کس طرح کیا جائے، کیا اشارہ یا مس کرتے وقت دور سے تکبیر پڑھی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] نہیں دیا جائے گا، بلکہ رکنِ یمانی سے قریب ہونے کی حالت میں بھی اس کو نہیں چھوا جائے گا۔

[illegible] اليماني، وهو مندوب، لكن بلا تقبيل". درمختار مع

---

(۱) "والمعتبر فيها عمل القلب [illegible] إلا إذا عجز عن إحضاره لهموم أصابته فيكفيه اللسان، محتبى"

(ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/۴۱۵، سعيد)

"(والمعتبر فيها عمل القلب) أي. لاعمل اللسان حتى لو أحطا اللسان لايضر [illegible] قوله:

[illegible] الصلاة ۱/۱۹۳، دارالمعرفة بيروت)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الطهارة، ۱/۸۰، سعيد)

[illegible] شروط الصلاة ۱/۹۵، رحمانيه لاهور)

"والمعتبر فيها عمل القلب [illegible] فلا عبرة للذكر باللسان". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/۴۱۵، سعيد)

(وكذا في اللباب في شرح الكتاب، كتاب الصلاة، [illegible] ۱/۷۰، قديمي

...

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

استلامِ حجرِ اسود دُور سے کرنے کا طریقہ

سوال[۱۰۵۹۲]: حجر اسود کا استلام دور سے اشارہ ... طرح کیا جائے؟ حنفی، شافعی اور دیگر ائمہ کا کیا فتویٰ ہے؟ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً.

... حجر اسود چونکہ ... بلندی ... طواف ... کی وجہ سے ... وقت حجر ... سامنے پہنچے تو دونوں ہاتھ ... تکبیر حجر ... طرف ... اپنے ہاتھوں کو چوم ... یہ تصور کرے کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ حجر ... پر رکھ دیئے ہیں اور تکبیر، تحمید، تہلیل، صلوٰۃ و سلام بھی ... وقت پڑھے۔

...

... البحر الرائق مع رد المحتار، كتاب الحج ۲/ ۵۹۱ سعيد

... وهذا للمكي فيستحب أن يستقبله ولا يقبله ... البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام ۲/ ۵۹۲ رشيديه

(وكذا في إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري باب دخول مكة، فصل في المسجد الحرام ۱۷۷، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام: ۲/ ۵۷۹ رشيديه

[illegible]

(۱)[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

[illegible]

---

(۱) (الدرالمختار، کتاب الحج: ۴۹۴/۲، سعید)

"ویبدأ بالحجر الأسود ویستلمه، والاستلام أن یضع کفیه علی الحجر، ویقبله، وإن لم یقدر علی الاستلام و لقبیل من غیر إیذاء أحد لا یستلمه، ولا یقبله بل یستقبله، ویشیر إلیه بباطن کفیه وکبر، وهلل، وحمد الله، وصلی علی النبي صلی الله تعالی علیه وسلم". (الفتاوی التاتارخانیة، کتاب الحج، الفصل الثالث: ۳۳۷/۲، قدیمی)

وکذا في بحر الرائق، کتاب الحج، باب الإحرام: ۵۷۲/۲، رشیدیه

وکذا في مراقي الفلاح، کتاب الحج، فصل في کیفیة أداء أفعال الحج، ص: ۳۳۷، قدیمی)

باب في أحكام الحج

(حج کے احکام کا بیان)

طواف زیارت کر کے منیٰ آنا

سوال[۱۰۵۹۳]: ۱ طواف زیارت اگر بعد میں کرے اور منیٰ میں رکاوٹ تو یہ فعل سے یا ترک

۲ طواف زیارت کر کے منیٰ میں چند گھنٹے ٹھہر کر پتھر مار سکتے ہیں

۳ یہ منیٰ میں کنکر مارنے کی واپسی سے وقت نہ ہونے کی وجہ سے ہے یا چھوٹ جانے سے

کے بعد طواف زیارت سے پہلے منیٰ آنے کی تاخیر سے ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ افضل یہ ہے کہ گیارہ تاریخ کو طواف زیارت کرنے منیٰ آجائے، اس کی بھی اجازت ہے کہ بارہ

گیارہ کی منیٰ میں رات بسر کرے بارہ تاریخ کو مکہ معظمہ جا کر طواف کرے(۱)۔

۲ ۳ ہیں جواب ہے یہ فعل واجب کا ترک ہے۔

قررہ عبدہ محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۲/ ۹۲ھ۔

وطوف الزيارة أول وقته بعد طلوع الفجر يوم النحر وهو فيه أي الطواف في يوم النحر أفضل وبعده وقته إلى آخر العمر، فمن أخره عنها أي أيام النحر كره النحر، ووجب دم لترك الواجب، ثم إلى متى، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحج ۳/ ۵۷۲ سعيد

أو دا قدم على الرمي والحلق والنحر يوم النحر في أول وقته فالأفضل أن يطوف للفرض في يومه ذلك، وهذا بالنسبة لمعتمد، والأفضلي للمتمتع والقارن في الثالث ثم الأفضلية في الكراهة إلى منسك الملا علي القاري، باب طواف الزيارة، ص ۲۵۲، دار الكتب العلمية بيروت

وكذا في المحيط البرهاني كتاب الحج الفصل الثالث ۳/ ۲۵۳ مكتبة عقرية كوئته

عورتیں اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھیں یا حرم میں؟

سوال[۱۰۵۹۰] عورتیں نمازوں کے لئے حرم شریف میں جائیں یا اپنی قیام گاہ پر پڑھیں، افضل کیا ہے؟ بعض میں یہ آتا ہے کہ صبح اور عشاء کی نماز حرم میں پڑھیں، یونہ ندیہ سے کی وجہ سے پڑھنی ہے، حرم میں آنے جانے میں بہت وقت لگتا ہے، اول وقت چلی جائیں اور آخر میں جاتی ہیں۔

بجواب حامداً ومصلیاً:

ان وہ کان یہ نماز پڑھنا چاہئے، نماز کا یہی حکم ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

عورتیں فجر کی نماز کہاں پڑھیں اور رمی جمرہ عقبہ کس وقت کریں؟

سوال[۱۰۵۹۱] عورتیں مغرب کی رمی کس وقت کریں؟ اور صبح کی نماز کہاں پڑھیں؟

بجواب حامداً ومصلیاً:

عورتیں فجر کی نماز منیٰ میں پڑھیں اور رمی جمرۃ العقبہ کی صبح صادق طلوع آفتاب سے پہلے کریں، اگر ان سے بھیڑ کا خطرہ ہے، کوئی عذر ہو تو بعد نماز فجر قبل طلوع شمس بھی رمی کرسکتی ہیں۔ ... فی ... (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ... صلوتها في بيتها خير من صلوتها في مسجدي ..." (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، أبواب العدد ۱ ۱۱ دار القرآن كراچی)

عن ... حميد امرأة أبي حميد الساعدي أنها جاءت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقالت يا رسول الله! إني أحب الصلاة معك؟ قال: قد علمت إنك تحبين الصلاة معي، وصلاتك في بيتك خير لك من صلاتك في حجرتك ... من صلاتك في مسجدي. قال: فأمرت فبني لها مسجد في أقصى شيء من بيتها وأظلمه، فكانت تصلي فيه حتى لقيت الله عزوجل". (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ۲۷۱۷۵ ـ ۲۷۱۷۶، ۲۷۱۷۷، ۲۷۱۷۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وكذا في حسن الفتاوى كتاب الحج ۴ ۵۷۷، سعيد

۲ وصلى الفجر بغلس لأجل الوقوف ثم وقف بمزدلفة ووقته من طلوع الفجر إلى طلوع الشمس

حالتِ حیض میں طواف زیارت کرنا

سوال[۵۹۲۰] | زینب اپنے زمانہ کے ہمراہ ۱۹۷۳ء میں پاکستان سے حج کو گئی تھی، زینب جب عرفات سے منیٰ شریف واپس آئی مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانگی کے وقت حیض آگیا (یہ حیض دس دن تک رہتا ہے) زینب اور اس کے رفقاء کی تاریخ روانگی ۱۳ ذی الحجہ ہے، اب زینب کا طواف زیارت باقی ہے، جب زینب دوبارہ مکہ مکرمہ میں اتنا وقت نہیں ملتا کہ پاک ہوجائے اور غسل کرکے طواف زیارت ادا کرے، تو زینب نے اپنی رائے اور اجتہاد سے متعلق غسل کرکے حرم شریف پہنچی اور طواف زیارت کرکے دو رکعت نماز پڑھ کر وہاں سے طواف وداع کیا کہ یہ طواف اور نماز کی وجہ سے طواف وداع سے فارغ ہوکر نماز پڑھ لی اور ۱۳ تاریخ کو جدہ روانہ ہوگئے، اب سوال یہ ہے کہ کیا زینب کا یہ طواف زیارت صحیح ہے یا بدنہ واجب ہے اور پاکستان میں زینب زندہ ہیں ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اس صورت میں زینب پر بدنہ واجب ہے حیض میں طواف زیارت کرنے کی وجہ سے لازم ہوا اور ایک

= ولو مزدلفي في عرفه، لكن لو تركه عمدا كرحمة بمزدلفه لا شيء عليه". (الدرالمختار) "(ثم وقف) هنا الوقوف واجب عندنا لاسنه، والبيتوتة بمزدلفة سنة مؤكدة إلى الفجر وهو شامل لجوف الرحمة عند الرمي فمقتضاه أنه لو دفع بعد الرمي قبل دفع الناس ورحمتهم لا شيء عليه، لكن لاشك أن الرحمة عند الرمي، وفي الطريق قبل الوصول إليه أمر متحقق في زماننا، فيلزم منه سقوط واجب الوقوف بمزدلفة، فلاولى تقييد جوف الرحمة بالمرة، وقبل بعد صفحتين قوله ويكره للفجر) أي: من العروب إلى الفجر، وكذا يكره قبل طلوع الشمس بحر وهذا عند عدم العذر فلا ينافيه رمي ضعفه قبل الشمس، ولا رمي الرعاة ليلاً كما في الفتح" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحج: ۲/ ۵۱۱-۵۱۵، سعيد)

وليس لمزدلفه فإذا طلع الفجر صلى الفجر ثم يعود إلى منى فيرمي الجمار الثلاث في اليوم الثاني بعد الزوال ثم فعل في اليوم الثالث كذلك". (مجمع الأنهر، كتاب الحج، ۱/ ۴۰۰ ط: مكتبه عثمانيه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام: ۲/ ۲۹۷-۲۱۱، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الحج، باب الإحرام: ۲/ ۴۹۳-۵۱۳، عثمانيه)

(۳) ( ) ( ) (

حالتِ احرام میں حیض آجانا

مسئلہ ۱۵۹۰ | [illegible] وقت [illegible] تک [illegible] کر کے احرام باندھ کر ہوائی جہاز میں سوار ہوگئی اور جدہ پہنچنے سے بعد پہلے [illegible] نے احرام اتار دیا اور دوسرے دن پھر موقوف ہو لیا تو غسل کرکے احرام باندھ لیا، کیا مجھ [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

الجلوس جامداً ومصلياً

۱ [illegible]

۲ [illegible]

۳ اب بھی دم کا وجوب ذمہ میں باقی ہے، مکہ مکرمہ کی [illegible]

[illegible]

= المجلس إلا أن يقصد الرقص فتح" [illegible] المحظورات، وإنما يتعدد الجزاء بتعدد الجنايات إذا لم ينو الرفض، ثم نية الرفض إنما تعتبر ممن رعم أنه خرج منه بهذا القصد لجهله مسألة عدم الخروج" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، باب الجنايات ۲ ۵۵۳، سعيد)

"ولو نوى بالجماع الثاني رفض الفاسدة لايلزمه بالثاني شيء كذا في فتاوى قاضي خان، مع أن نية الرفض باطلة، لانه لايخرج عنه إلا بالاعمال لكن لما كانت المحظورات مسندا إلى قصد واحد كفاه دم واحد". (البحرالرائق، كتاب الحج، باب الجنايات ۳ ۲۷، رشيديه)

صورت میں کوئی دم لازم نہیں ہوگا (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۱۰۰۱ھ

حالت احرام میں بضرورت حیض روکنے والی دوا کا استعمال

سوال[۱۰۵۹۸]: میری بیگم صاحبہ کی عمر تیس سال ہے اب ان کو دوران حج میں حیض کا روکنا ضروری ہے۔ اگر بیگم صاحبہ کو ایام حج میں حیض [illegible] ان کی صورت [illegible] کوئی طریقہ بھی ہے کہ ایک قسم کی دوا [illegible] حیض رک جاتا ہے یا [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) [illegible] حیض ہو تو بھی درست ہے، البتہ طواف زیارت حیض سے فراغت پر کیا جائے (۲)۔

لحمار" (بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل في ركن الحج: ۳ ۲۵، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في مؤطا الإمام مالك، كتاب الحج، باب ماتفعل الحائض في الحج: ۱ ۳۵۲، قديمي)

(وكذا في تبيين الحقائق، باب الإحرام: ۲ ۲۴۹، مكتبه عباس أحمد الباز مكه)

۲ [illegible] لا يحج [illegible] حتى يطهر ويغتسل لقوله عليه السلام لعائشة حين حاضت بسرف فعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري متفق عليه مشكوة المصابيح، كتاب المناسك، باب دخول مكة والطواف، الفصل الاول ۱ ۲۲۷، قديمي)

"(ولو حاضت بعد الإحرام أتت بغير الطواف) لقوله عليه السلام لعائشة حين حاضت بسرف فعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري متفق عليه، البحر الرائق كتاب الحج، باب السمع ۲ ۲۴۹، رشيديه)

(وصحيح البخاري، كتاب المناسك، باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف: ۱ ۲۲۳، قديمي)

ں کی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں (۱)۔ حائضہ ایسے وقت پر آئے کہ اس کے ختم تک نہ رکنے سے واپسی کا جہاز نہیں ملے گا، تو مجبوراً ایسی حالت میں استعمال کر لی جائے جس سے حیض تاخیر سے آئے (۲)۔ تاکہ اس سے پہلے ہی طواف زیارت سے فراغت ہو جائے، مذکورہ دونوں صورتوں میں دم لازم ہوگا (۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳ / ۵ / ۱۳۹۹ھ۔

لاشيء على الحائض لتأخير الطواف إلى طواف الوداع كما في الفتاوى السراجية وغيرها
رشيدية، وفي مناسك الملا علي القاري، فصل حائض طهرت في حرائد للحرم، ص ۳۸۱،
دار الكتب العلمية بيروت
وكذا في عبد المناسك، باب الحائض، فصل السابع، ص ۲۰۲، إدارة القرآن كراچی
وكذا في رد المحتار، كتاب الحج باب الجنايات ۲ / ۵۵۵، سعيد
(۲) [illegible] آتی [illegible]
وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الحج، متفرقات الحج ۱ / ۲۳۱، دار الاشاعت
(۳) وإن سعى جنب أو حائض أو نفساء فسعيه صحيح". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب المناسك،
الفصل الخامس في الطواف والسعي ۱ / ۲۵۲، رشيدية.
وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الحج، ركن السعي ۲ / ۳۰۹، رشيدية

باب المواقیت

(میقات کا بیان)

کیا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے تنعیم سے احرام باندھا تھا؟

سوال[۱۰۵۹۹]: عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو [illegible] تنعیم سے عمرہ کرائے تھے، تو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنعیم سے احرام باندھا تھا یا نہیں؟ بعض علماء تحریر فرماتے ہیں عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنعیم سے احرام نہیں باندھا تھا، اس نے حج کے بعد عمرہ کیا، یہ جائے تو اس کے لئے تنعیم سے احرام ضروری نہیں ہے، بلکہ جگہ سے احرام باندھے، جس کا حرم ہی ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ عبارت نقل کیوں نہ کی، جس سے جواز معلوم ہوتا ہے، یا انہوں نے نہ دیکھا تھا، کہ یہ ثابت ہو جائے کہ بلا احرام کے عمرہ کیا تھا، تو کیا ان حضرات کے نزدیک [illegible] درست ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۳/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین، ۷/۳/۹۲ھ۔

باب الحج عن الغير

(حج بدل کا بیان)

حجِ بدل کی تعریف

سوال[۱۰۲۰۰]: حج بدل کسے کہتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جو حج دوسرے کی طرف سے کیا جائے وہ حج بدل ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۱۰۰۰ھ۔

حجِ بدل، حج کی کون سی قسم ہے؟

سوال[۱۰۰۰۱]: حج بدل، حج کی کون سی قسم ہے یعنی فرض یا نفل؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جس پر حج فرض تھا اس نے وصیت کی ہے تو حج بدل افراد میں سے ہے(۲)، قرنین میں سے نہیں، نہ تمتع

---

۱ قسم عجز عن الحج للفرض، فالحج عنه صح حجه، ويقع عنه أي يقع عن لامر عن الحج. الدر المنتقى شرح ملتقى الابحر على هامش مجمع الانهر، باب الحج عن الغير، ۱/ ۳۰۸، دار إحياء التراث العربي بيروت.

وكذا في الفتاوى الهندية كتاب المناسك، الحج عن الغير، ۱/ ۲۵۲، دار الفكر، وكذا في البحر الرائق شرح كنز الدقائق لملا علي القاري، باب الحج عن الغير، ۲/ ۲۹۳، مصطفى محمد مصر.

۲ لو مات عن عشرة أعبد لا يحتمل الثلث إلا واحدا فللحج أو العمرة قرن وتمتع ولو لم يستطع لم يقع حجه عن

پہنچنا مقصود ہے، تو قران افضل ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۷/۱۴۰۰ھ۔

حج بدل کی شرائط

سوال[۶۰۰۲]: امین بدل کی مالی حالت بہت کمزور ہے، بعض لوگ چندہ کرنے کی تکلیف دے معلوم ہوتے ہیں، ان کا حج مفت معظمہ سے کی آمدنی سے ہوتا ہے، کیا ایسے لوگوں سے حج بدل کرانا جائز ہے؟ الجواب حامداً ومصلیاً

جس نے فرض حج ادا کر لیا ہو اور اس نے میت کی ہو اور اس کے تہائی ترکہ میں حج کی گنجائش ہو تو اس کے ذمہ سے فرض حج ادا کرنے کی گنجائش نہ ہو تو بھی میت کی طرف سے حج بدل کرادیا جائے(۲)، جس نے اپنا حج

لأن التمتع سنته أحد النسكين على الخلاف فيفضل في شرائط جواز الإحجاج، ص: ۳۸۸، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۶۰۰/۲، سعيد)

(وكذا في معلم الحجاج، شرائط تمتع، ص: ۲۲۴، مكتبه تهانوی)

(وكذا في زبدة المناسك مع عمدة المناسك، ص: ۳۱۲، سعيد)

(وقوله هو القران هو الذي في الجمع وكذا في الإفراد على ما في البحر. كتاب الحج. باب القران وهو أفضل: ۵۲۹/۲، سعيد)

القران أفضل من الإفراد والتمتع. (إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري. باب القران، ص: ۲۸۴، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب القران: ۲۲۵/۲، رشيديه)

(وكذا في معلم الحجاج، قران، ص: ۲۱۴، مكتبه تهانوی)

۲ التمتع لا أمر بالحج فلا يجوز حج عمرة عنه بغير أمره إن أوصى به وإن لم يوص به، فتمتع عنه لو رجا الخير

الثامن أن يحج عنه من وطنه إن اتسع الثلث، أي: ثلث مال الميت، وإن لم يتسع يحج عنه من حيث يسع (إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري. فصل في شرائط جواز الاحجاج، ص ۴۷۸-۴۸۳، دارالكتب العلمية بيروت)

[illegible]

- وكذا في ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب شروط الحج عن الغير ۲ ۶۰۰، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر: ۱ ۲۵۷، رشيديه)

(۱) "فحج حج نصرورة" (الدرالمختار). "والافضل أن يكون قد حج عن نفسه حجة الاسلام خروجا عن الخلاف، ثم قال والأفضل إحجاج الحر العاقل بالمناسك الذي حج عن نفسه" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲ ۶۰۳، سعيد)

وكذا في البحرالرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳ ۱۲۳، رشيديه)

(وكذا في غنية الناسك، باب الحج عن الغير ۳۳ ادارة القرآن كراچی)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الحج، الحج عن الغير: ۲ ۵۶۴، إدارة القرآن كراچی)

[illegible]

وكذا في إرشاد الساري إلى مناسك لملا علي القاري فصل في شرائط الاحجاج عن الغير ص ۴۹۸، دارالكتب العلمية بيروت)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر [illegible] رشيديه

[illegible]

وكذا في الدرالمختار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲ ۶۰۰، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳ ۱۰۹، رشيديه)

[illegible] ولا يحل له أن يأخذ الفضل لنفسه إلا إذا تبرع [illegible] هم من اهل التبرع" (البحرالرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳ ۱۲۰-۱۲۱، رشيديه)-

حجِ بدل کی تفصیلی کیفیت

سوال [۱۰۲۰۳]: زید کے والد پر حج فرض تھا ادا نہیں کیا یا ادا نہ کرنے کا وقت ورثاء کو حج بدل کی وصیت کے بعد انتقال کے عرصۂ دراز کے بعد زید کو احساس ہوا اور تبرعاً عمر کو والد کی طرف سے ماہ مکرم کے رمضان سے قبل جانے کی اجازت بھی دے دی، اب عمر کا ارادہ یہ ہے کہ رمضان سے پہلے مکہ معظمہ پہونچ جائے اور وہاں سے مدینہ منورہ جاکر رمضان شریف کا نصف اول یا دو عشرے مدینہ میں قیام کرکے اخیر عشرہ میں مکہ معظمہ پہونچ جائے حج تک وہیں قیام کرے اور ۸ ذی الحجہ کو مامور عنہ (زید کے والد) کی جانب سے حج بدل (فرض) کا احرام باندھ کر حج کرے، اس بارے میں درج ذیل امور قابل دریافت ہیں:

صورت میں حج بدل کا احرام مامور عنہ (زید کے والد) کے میقات سے نہیں، بلکہ اہل مکہ کے میقات مسجد حرام سے باندھا جائے تو یہ حج بدل صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور مامور عنہ کا فرض ادا ہوگا یا نہیں؟ حج بدل میں مامور عنہ کے میقات سے ہی احرام باندھنا ضروری ہے یا نہیں؟

صورت مسئولہ میں قبل رمضان مکہ معظمہ پہونچنے کی بناء پر (یعنی) مامور عنہ (والد) کے میقات (یلملم) سے احرام کی جانب سے احرام باندھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر ضروری ہے تو دم لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حج بدل کے فقہاء نے بیس شرطیں لکھی ہیں، ایک شرط یہ بھی ہے کہ مامور میقات آمر سے حج بدل کا

وكذا في رد المحتار: كتاب الحج باب الحج عن الغير، مطلب في الاستئجار على الحج ۲/ ۴۰، سعيد

وكذا في رشد البري الى مناسك الملا علي القاري، فصل في شرائط جواز الاستئجار للحج، ص ۲۹۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(قوله صحيح لكن، ذكر سائلي عن الأوب المنعة عن التوجه للاحرام في السفر، فلا يجب على مقعد الخ". (رد المحتار، كتاب الحج: ۲/ ۴۵۹، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الحج: ۱/ ۳۸۵، مكتبه غفاريه كوئته)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج: ۲/ ۴۴۵، ۴۴۶، رشيديه)

[illegible]

(۱) "شرائط جواز الإحجاج أي [illegible] والنيابة عن حجة الإسلام أي: حاصة وحملتها عشرون [illegible] أن يحرم من الميقات أي. من ميقات الامر [illegible] الثالث عشر: عدم المخالفة فلو أمره للحج أو [illegible] فتمتع أو تمتع ولو للميت لم يقع حجه عن الامر، ويضمن النفقة [illegible] وهذه الشرائط كلها في [illegible] لحج نفسه من وقته في الحج فقط وما شرط فيه شيء من هذه الشرائط فهو [illegible] لا لغفل، لاسلام [illegible] ولعقل وتمييز وبلوغ [illegible] وعدم [illegible] ي مسك فملاعي لغوى فصل في شرائط حو. لإحجاج، ص: ۴۷۷-۴۹۶، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب شروط التي عل لغير عشرون ۴ ۶۰۰-۶۰۱، سعيد)

(وكذا في زبدة المناسک مع عمدة المناسک، تمتع کے صحیح ہونے کے شرائط، ص: ۳۱۱-۳۱۳، سعید)

(وكذا في معلم الحجاج، [illegible] تمتع ص ۲۲۳ [illegible] ۲۲۵، بتغير ما)

(۲) سيأتي تخريجه تحت عنوان: حج بدل میں کون سا حج کرے؟

(۳) (غنية الناسک، باب الحج عن الغير، فصل في شرائط نيابته في الحج الفرض، ص ۳۳۲، إدارة القرآن كراچی)

(۴) (غنية الناسک، باب الحج عن الغير، فصل في شرائط النيابة في الحج الفرض، ص ۳۳۳، إدارة القرآن)

(۱) [illegible]

"[illegible]

[illegible] (۲)

"[illegible]

[illegible]

ساسك، ص: ۱۸۱ (۳).

پس صورت مسئولہ میں میت نے [illegible] جو شخص [illegible] اس پر

کی پابندی لازم نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

کسی کے لئے حج کرنے کا حکم

سوال [۱۰۶۰۴]: ایک شخص بسلسلہ روزگار سعودیہ میں کافی عرصہ سے مقیم ہے، کیا وہ اپنے کسی مرحوم بزرگ کے لئے حج بدل کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حج کرکے ثواب پہنچ سکتا ہے (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

[illegible] ساسك، باب الحج عن الغير، فصل في شرائط الصحة في الحج المفروض، ص ۳۳۳، دار الغرب

۲ [illegible] ساسك، باب الحج عن الغير، فصل في شرائط الصحة في الحج المفروض، ص ۳۳۲، دار الغرب

۳ [illegible] ساسك، باب الحج عن الغير، فصل في شرائط الصحة في الحج المفروض، ص ۳۳۱، دار الغرب

۴ [illegible] الأصل أن كل من أتى بعبادة مالية جعل ثوابها للغير، وإن نوى عند الفعل لنفسه لغت نيته (الدر المختار). "(قوله: بعبادة ما) أي: سواء كانت صلاةً أو صوماً أو طوافاً أو حجاً أو عمرة [illegible] الحج عن الغير

۲ ۵۹۵-۵۹۲، سعيد)

حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجنا جس نے اپنا حج فرض نہ کیا ہو

سوال[۱۰۶۰۵]: ۱ کیا کوئی صاحب مقدور حاجی جو قبل اپنا فریضۂ حج نہیں ادا کر چکا ہے، وہ اس

[illegible] اپنا عمرہ ادا کر کے ایام حج میں مقام "محل تنعیم مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا" سے یا مقام "جعرانہ"

[illegible] احرام باندھتا ہے [illegible] ان جگہوں کی بنا پر [illegible]

[illegible] رقم دیتا ہے [illegible] فیہ [illegible] کافی نہیں پاتا۔

۲ [illegible] اس کے [illegible] مسلمان ہیں [illegible] حج میں [illegible]

[illegible] حج [illegible] پابند [illegible] حج میں [illegible] جو میں [illegible] فیہ [illegible]

[illegible] فیہ [illegible] پر [illegible] مسلمان [illegible] سے [illegible]

[illegible] فرمائیں۔

۳ [illegible] حج [illegible] پڑھنا [illegible] مقام [illegible] پر

[illegible] حج [illegible] مقام [illegible] حج [illegible]

[illegible] قریب [illegible] حج [illegible] حج [illegible]

[illegible] حج [illegible] حج [illegible]

بحوالہ حامداً ومصلیاً۔

[illegible] حج [illegible] ایسے شخص کو بھیجنا جائز ہے جو اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو، لیکن

= (وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳ ۱۰۵، ۱۰۶، رشيديه)

وكذا في إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، باب الحج عن الغير، ص ۴۷۵، دار الكتب العلميه بيروت

ہو یا شخص معذور ہو یا جس نے نفل حج کیا ہو اور وہ آدمی مالدار ہو تو ایسے شخص کی طرف سے حج بدل

ہو جائے گا۔ فی الدر المحتار (۱)

۲ بیمار یا معذور شخص ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کی اجازت نہیں (۲)، مامور کو حج سے میقات آکر سے احرام باندھنا چاہیے (۳)۔ آفاقی سے [illegible] وجعرانہ" میقات نہیں [illegible] باندھنا ہو

وقع الحج مشروطا عن الامر على تظهر من مقدمات [illegible] الافعال فجاز حج الضرورة". (الدرالمحتار). "والضرورة يراد به الذي لم يحج عن نفسه اي حجة الاسلام [illegible] وقال في الفتح بقيد والافضل ان يكون قد حج عن نفسه حجة [illegible] الخلاف ثم قال والافضل حج الحر العاقل [illegible] ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲/۶۰۳، سعيد)

يجوز إحجاج الضرورة ويراد به الذي لم يحج عن نفسه حجة الإسلام قال في البدائع إلا ان الافضل ان يكون قد حج عن نفسه" (غنية الناسك، باب الحج عن الغير، ص: [illegible]

"والأفضل إحجاج الحر العاقل بالمناسك الذي حج عن نفسه" (البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ۳/۱۲۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب المناسك، الحج عن الغير ۲/۵۶۴، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "(قوله: وأوصلها (أي شرائط الحج عن الغير) إلى عشرين شرطا نقدم منها ستة، وذكر السابع بعد ذلك الرابع عشر: عدم المخالفة فلو أمر بالإفراد فقرن أو تمتع بصم النفقة وهذه الشرائط كلها في الحج لفرض وأما النفل فلا يشترط فيه [illegible] والتمييز، وكذا الاستنجار". (ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب: شروط الحج عن الغير عشرون: ۲/۶۰۰-۶۰۱، سعيد)

وكذا في [illegible] المناسك الملا علي القاري [illegible] ۲۵۹، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في تقريرات الرافعي على ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲ [illegible]

(۳) "[illegible] يخرج من ميقات ذي من ميقات لأمر [illegible] القاري، باب الحج عن الغير، ص: ۴۸۵، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲/۶۰۰، سعيد)

[illegible]

۳ [illegible](۲)[illegible]

[illegible](۳)[illegible]

---

۴) "والناس في حق المواقيت أصناف ثلاثة. صنف منهم يسمون أهل الآفاق، وهم الذين منازلهم خارج المواقيت بحيث لا يمرون على ميقات من المواقيت المذكورة في حديث ابن عباس رضي الله تعالى عنه وهي خمسة كما ذكرنا في حديث ابن عمر رضي الله تعالى عنه وسيأتي. وقت لأهل المدينة ذو الحليفة، ولأهل الشام ومصر والمغرب من طريق تولك الجحفة، ولأهل نجد قرن، ولأهل اليمن يلملم، ولأهل العراق ذات عرق. كذا في الصحيح. كذا في فتح القدير، باب بيان مكان الإحرام ۲ ۳۷۰، رشيديه)

"فميقات أهل المدينة ذو الحليفة، ولأهل مصر والشام والمغرب من طريق تولك الجحفة، ولأهل نجد [illegible] ولأهل اليمن يلملم، ولأهل العراق [illegible]". (ردالمحتار، كتاب الحج، مطلب في مواقيت، ۲ ۴۷۴-۴۷۵، سعيد)

۲) "الرابع عشر عدم المخالفة، فلو أمره بالإفراد فقرن أو تمتع ولو للميت لم يقع عنه ويضمن النفقة". (ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير ۳ ۲۰۰، سعيد)

(وكذا في إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، فصل في بيان شرائط جواز الإحجاج عن الغير ص: ۴۸۸، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحج، الباب الرابع عشر ۱ ۲۵۹، رشيديه)

(۳) "وهذه الشرائط كلها في الحج الفرض. وأما النفل فلا يشترط فيه شيء منها إلا الإسلام، والعقل، والتمييز، وكذا الاستئجار". (ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب شروط الحج عن الغير ۳ ۲۰۰ سعيد)

(وكذا في إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، كتاب الحج باب الحج عن الغير ۲ ۴۹۲ دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في [illegible] كتاب الحج باب الحج عن الغير ۲ [illegible] سعيد)

جی جازت نہیں (۱) ... پہلے زمانہ حج کے قریب جب ... فقہاء اس مسئلہ سے باندھے ... واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا حجِ بدل کے لئے پہلے سے سفر ضروری ہے؟

سوال [۵۰۰۰] | حج بدل کے احرام مکہ سے باندھنے میں مسافت قصر کی قید نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حج میت یا حج فرض زندہ اس میں وقت سے مسافت قصر کی بھی قید نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= (۳) "السادس: أن يحج عن المحجوج عنه ... رشد السري إلى مناسك الملا علي القاري، باب شرائط جواز الإحجاج عن الغير، ص: ۴۸۰، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحج، الباب الرابع عشر: ۱/ ۲۵۷، رشيديه)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲/ ۶۰۰، سعيد)

... سع حسب ... عنه سبحانه فهو أمره بالإفراد بالحج ... وسع وإن ضيق لم يقع عنه، وتمس الحقة". (ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲/ ۶۰۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحج، الباب الرابع عشر: ۱/ ۲۵۸، رشيديه)

وكذا في رشد السري إلى مناسك الملا علي القاري، فصل في حوز الاحجاج عن الغير، ص ۴۸۸، دارالكتب العلمية بيروت)

۲ وهذه الشروط كلها في حج الفرض وأما النفل فلا يشترط فيه سوى ما مر من الإسلام والعقل والتمييز، وكذا الاستحباب" (ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب شروط الحج من الغير: ۲/ ۶۰۰-۶۰۱، سعيد)

(وكذا في تقريرات الرافعي على ردالمحتار، كتاب الحج عن الغير: ۲/ ۱۷۱، سعيد)

وكذا في رشد السري إلى مناسك الملا علي القاري، باب شرائط جواز الاحجاج عن الغير، ص ۴۹۲، دارالكتب العلمية بيروت)

حجِ بدل میں کون سا حج کرے؟

[illegible] یہ شخص [illegible] اپنے والد کا حج بدل

[illegible] حج [illegible] حج فرض کی نیت [illegible] باندھتا ہے، اس طرح کہ

[illegible] فرض حج [illegible] فرض حج کا [illegible] قومیت کا

[illegible] قومیت [illegible] جائے گا یا نہیں؟

۲ [illegible] حج [illegible]

[illegible]

۳ اشہر حج شروع ہونے کے بعد یہ شخص [illegible] طیبہ جاتا ہے، وہاں سے ایام حج سے پہلے پہلے مکہ معظمہ واپس آ [illegible] لازمی طور پر عمروں کا احرام باندھے گا (جیسا کہ [illegible]) چنانچہ [illegible] عمروں کا

[illegible] عمروں کا [illegible] باقی [illegible]

[illegible]

[illegible] و مصنف

[illegible] حج فرض [illegible]

[illegible] (۱)۔

[illegible]

[illegible]

۲ احوط یہ ہے کہ ایسی صورت میں تمتع نہ کرے(۱)۔

۳ جو شخص میقات سے احرام نہ باندھے، بلکہ جدہ سے مدینہ طیبہ چلا جائے پھر وہاں سے چل کر وہ مدینہ میں احرام باندھ کر مدینہ، مکہ مکرمہ جائے اور اس احرام سے حج کرے، درمیان میں جدہ نہ آئے تو اس کا یہ حج مفرد ہوگا یا قران کا(۲)۔ حج تمتع کرنے والے کے لئے اس کی اجازت ہے کہ عمرہ کسی اور میقات سے کرے اور حج اپنی صرف سے(۳)۔ اشہر حج میں متمتع کو بیت عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے میں اختلاف ہے، اس سے بچنا بہتر ہے(۴)۔ حج بدل سے فریضہ سے سبکدوشی اور ثواب مقصود ہے تو

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار حكم فوت الحج عن الغير ۳ ۲۹۱ دار الكتب العلمية بيروت

(۱) حج بدل میں افضل یہ ہے کہ میقات سے تمتع کرے، اس سے حج وقوف نہ ہوجائے تو بہتر ہے، اور اگر میقات سے تمتع کرنے میں حج فوت ہوجائے تو مفرد بن کر مکہ سے عمرہ کرلے۔ (معلم الحج ص ۳۳۹، ۳۴۰ ترجمہ اردو)

(۲) اگر ایسا نہیں کیا جس سے حج میں تمتع نہ ہوسکے تو مفرد ہوگیا۔ (عمدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ص ۲۱۲ دار الفاروق کراچی)

وكذا في جوهر النقي بهذه المسئلة فتاوى محمودية، كتاب الحج باب الحج عن الغير، فصل في التمتع ۱۰ ۲۰۰ دار الفاروق كراچي

۳ قال الشيخ الامام بوبكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى اذا امر غيره بان يحج عنه يسعى ان يفوض الامر الى المأمور فيقول حج عني بهذه النفقة ان شئت حج وان شئت حج وعمرة وان شئت قرن فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحج ۱ ۳۰۲، سعيد

وكذا في فتاوى رحيمية كتاب الحج ۱ ۲۱۱ ۲۹ دار الاشاعت

وكذا في معلم الحجاج ص ۲۲۱، دار الفرقان كراچي

وكذا في حسن الفتاوى كتاب الحج ۵ ۳۲۳، سعيد،

۴ ولا يشترط ان يكون المسكن لمن يحج واحدا بل يكون احدهما لنفسه والآخر لمن يحج، حتى لو امر رجلان رجلا بالحج عنهما وادى النفقة في السنة جاز، عمدة الفتاوى على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب المناسك في الحج عن الغير، الفصل السابع، الفصل الثامن في التسليم على الوجه، ص ۳۱۱، دار الكتب العلمية بيروت

وكذا في معلم الحجاج ص ۲۲۵ مكتبه نبويه،

(۱) اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو شخص حج بدل کرنے کے لئے جائے اس کو مناسب ہے کہ

ل میں تمتع نہ کیا جائے(۱) ان سے پہلے نہ کیا ہو ۔۔۔ پہلی صورت اور پچھلی
ہی کی نے پہلے حج تمتع کیا تھا ان کی طرف سے پہلے ۔۔۔ پچھلی رمضان سے
جائز ہے جائے اور رمضان المبارک میں جتنے دل چاہے عمرے کرے ۔۔۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶، ۳، ۹۴ھ۔

الجواب صحیح. العبد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

حج بدل میں تمتع کرنے کا حکم

سوال[۲۰۰۸] ۔۔۔ جانے سے ۔۔۔ میں حج تمتع
ہوتا ہے ۔۔۔ حج تمتع ۔۔۔

بحوله حامداً ومصلياً.

حج بدل میں تمتع ۔۔۔ (۲) ۔۔۔ (۳) ۔۔۔

حررہ العبد محمود غفرلہ ۔۔۔

---

(۱) راجع الحاشية المتقدمة انف

(۲) تقدم تخريجه تحت عنوان ۔۔۔

(۳) "أن الآفاقي في الحج إذا جاوز الميقات بلا إحرام للحج، ثم عاد إلى الميقات وأحرم هل يصح عن الأمر؟ قيل لا، وقيل نعم ۔۔۔ قلت: وهذا يفيد جواز الحيلة المذكورة له إذا عاد إلى الميقات، وأحرم والجواب عن قوله لأن سفره حينئذ لم يكن للحج أنه إذا قصد السفر عند المجاوزة ۔۔۔ آخر في طريقه ثم القلة عنه". (رد المحتار، كتاب الحج، مطلب في المواقيت: ۲ ۴۷۷، سعيد)

حجِ بدل والے کے لئے تمتع سے بچاؤ کا طریقہ

سوال [۱۰۲۰۵] [illegible] کے بعد حج کی تکمیل تک رکنا ضروری ہے، اب بعض [illegible] کے پہلے جاتے ہیں یا عمرہ کے احرام اتار سکتے ہیں یا نہیں [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب رمضان سے قبل آپ جاتے ہیں تو میقات سے [illegible] رمضان [illegible] حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] ذكر في [illegible]

أن شرائط التمتع أحد عشر الأول: أن يطوف للعمرة كله أو أكثره في أشهر الحج". (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، باب التمتع، ۲/ ۴۵۳، سعيد)

وكذا في زبدة [illegible] في سرته. ص ۲۹۱ دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحج، الباب السابع ۱/ ۲۳۸، رشيديه)

۲ عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: لما رجع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من حجته، قال لأم سنان الأنصارية: ما منعك من الحج؟ قالت: أبو فلان [illegible] في عمرة في رمضان تقضي حجة معي". (صحيح البخاري، كتاب الحج، باب حج النساء: ۱/ ۲۵۱، قديمي)

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: لما رجع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من حجته قال: فإن عمرة في رمضان تقضي حجة معي.

(وقوله تقضي حجة) يعني ثواب العمرة مثل [illegible] حج". (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب حج النساء، ۱۰/ ۳۱۷، دارالكتب العلمية بيروت)

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن عمرة في رمضان تعدل حجة" متفق عليه.

معظمہ میں رہتا ہو، تو حج کے موقع پر جدہ سے حج کے لئے احرام باندھیں، اگر مدینہ طیبہ پہلے جانا چاہیں تو چلے جائیں، وہاں سے حج کے قریب پھر واپس جدہ تشریف لے جائیں اور جدہ میں یا مدینہ طیبہ ہی سے احرام حج باندھ لیں اور حج کریں، اس صورت میں نہ احرام طویل ہوگا، نہ تمتع کی نوبت آئے گی (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۳۹۹ھ۔

حجِ بدل کے بعد اگر استطاعت ہو جائے تو فریضہ ساقط نہیں ہوتا

سوال [۱۰۰۹۰]: زید مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے، وہ تین سال تک تعلیم پاتا رہا، ایک مرتبہ اس نے پانچ سو ریال اور اس کے والدین پر حج واجب ہے، زید نے دوسرے سال میں والد کی طرف سے اور تیسرے سال میں والدہ کی طرف سے حج بدل کیا، تو اس کا یہ حج بدل صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو اس کے جواز کی کیا شکل ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کا حج تینوں دفعہ صحیح ہوگیا، پہلے حج سے اس کا فریضہ ادا ہوگیا (۲)، دوسرے تیسرے حج کا والدین کو ثواب پہنچ گیا (۳)، یعنی اگر والدین سے حج فرض ہو جانے کا قوی احتمال ہوگا، وہ اس سے حج سے ساقط نہیں

---

(۱) قوله تعدل حجه، أي تعدل وتماثل في الثواب. (مرقاة المفاتيح، كتاب الحج، الفصل الأول: ۵/ ۳۸۳، رشيديه)

(نقله تحريره تحت عنوان حج میں تمتع کرنے کا حکم۔

(۲) ولو فقير إذا حج فمشى ثم يسر لا حج عليه. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب المناسك، شروط الوجوب: ۲/ ۳۲۳، ادارة القرآن كراچی)

وقد تحمل بحرج وقع موقع الحج كالفقير إذا حج والعبد إذا حضر الجمعة فأداها، ولأنه إذا وصل إلى مكة صار كأهل مكة فيلزمه الحج. (بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل في شرائط فرضيته: ۳/ ۵، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب المناسك، الباب الأول: ۱/ ۲۱۷، رشيديه)

(۳) والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو حجا أو عمرة أو غير ذلك عند أصحابنا كذا في الكافي وفي الهداية فإن من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات

ہوگا(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱۲/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین عفی عنہ، دیوبند، ۲۳/۱۲/۹۲ھ۔

عورت کا حجِ بدل کرانا

سوال[۱۰۲۰]: [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible]

ولا يجب حج ولا نفل على المعضوب ولا حج ولا نفل على من لا يستمسك على الراحلة إلا بمحمل ولا حج عن الغير (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳/۱۰۵، ۱۰۶، رشيديه)

"الأصل: أن كل من أتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره، وإن نواها عند الفعل لنفسه لظاهر لادلة" [illegible] (وقوله: لغيره) أي من الأحياء والأموات". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲/۵۹۵، ۵۹۶، سعيد)

وكذا في رشد النسائي على مسلك مسلاعلي القاري باب الحج عن الغير ص ۲۰۲ د الكتب العلمية بيروت،

"لأن وجوب الحج في السلسل فلو حج فقير وحبره موسر لم يجب عليه الحج عن نفسه لم يجز حج غيره عنه في فرضه وإن وجب بعد ذلك لأن سببه السابق لا يجزي عن وجوب العبد اللاحقة" رشد النسائي على مسلك لملاعلي القاري الفقير في شرط جواز الحج ص ۴۷۷، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۲/۶۰۰، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳/۱۱۰، رشيديه)

نے نہ جانا چاہئے تو حج بدل نہیں ہوتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

صحیح: عبدالسمیع عفی عنہ ۲/۱۲/۹۲ھ۔

حجِ بدل میں عورتیں طواف کب کریں؟

سوال[۶۲۱۲]: عورتیں حج بدل جائیں تو طواف ان عورات کی کب ہونا چاہئے یا اس وقت جب اپنے اس وقت کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بہتر یہ ہے کہ عورت میں طواف کریں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

حکومت کی طرف سے ملنے والا نقصان کا معاوضہ آمر کا ہے یا مامور کا؟

سوال[۶۲۱۳]: زید امرتسر کی بیوی حج کو گئی اور ساتھ میں زید عبداللہ امرتسر کی بیوی اپنے

---

(۱) ولو لم يسر ذلك صحت الحوائج ولا يجب أداء الحج على مقعد والأعمى والمحبوس وظاهر الرواية عليهم أنه يجب عليهم الإحجاج فإن حجوا أجزأهم ولو لم يكلف هؤلاء الحج بأنفسهم سقط عنهم لأن سقوط الوجوب عنهم لدفع الحرج، فإذا تحملوا وقع عن حجة الإسلام كالفقير إذا حج". (البحر الرائق، كتاب الحج: ۵۲۵/۲، ۵۲۶، رشيديه

"(قوله: صحت البدن) أي: سالم عن الآفات المانعة عن القيام بما لا بد منه في السفر، فلا يجب على مقعد وأعمى وظاهر الرواية عليهما وجوب الاحجاج عليهم ولو لم يكلفوا الحج بأنفسهم سقط عنهم". (الدر المختار، كتاب الحج ۵۹۲/۲، سعيد.

وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الحج ۳۱۵/۱، مكتبه غفاريه كوئٹه.

(۲) والمرأة المعتدة عن وطء بيلا لأنه ستولي إن كانت محرمة مسترجعة وشد الرحل في مسكن بيلا على الفارق فصل في مستحبات الطواف، ص ۱۰۰، ۱۰۱، والكتب العلمية بيروت

وسئل هل يجب على المحبوس بيلا لأنه ستولي مجموع شرح المهذب كتب

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر عبداللہ اور اس کی بیوی کا اس [illegible] کی ملک تھا، تب تو اس کا معاوضہ [illegible] دیا جائے، اگر وہ مال ضائع ہوا جو زید نے ان کو دیا تھا، یا زید [illegible] روپیہ زید کا ہے، عبداللہ اور اس کی بیوی کو مطالبہ نہیں کرنا چاہیے(۱)، انہوں نے حج بدل کرلیا جس کا اجر بہت بڑا ہے، ایک ہزار روپیہ کی اس [illegible] زید کو احسان مند ہونا چاہیے کہ انہوں نے [illegible]

= الحج، باب الإحرام وما يحرم فيه، ۷ ۳۲۲، دار الفكر بيروت)

(وكذا في معلم الحجاج، طواف كا بيان، ص ۱۳۵، مكتبه تهانوى)

[illegible] في شرح تحفة الحكام لأبي السعود [illegible] يعني [illegible] لو تلف ينتفع به في مقابلة الضمان

وفيه المادة ۸۷: "الغرم بالغنم يعني أن من نال نفع شيء يتحمل ضرره" يعني إذا كانت النعمة بمقابلة الضرر، فالضرر يتحمل بمقابلة النعمة

وفيه أيضا، المادة ۸۸: "النعمة بقدر القمة والقمة بقدر النعمة" (۱/۲۴۰، ۲۴۵، ۲۴۷، رشيديه)

باب الجنایات

(احرام توڑنے کی جنایات کا بیان)

[illegible] سے وجوبِ دم کا حکم

[illegible] تاریخ میں رمی، ذبح، حلق اور طواف زیارت میں ترتیب [illegible] عورتوں کے قافلے میں جو لوگ ہیں، عورتوں کی وجہ سے [illegible]

[illegible] (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] دارالعلوم دیوبند

[illegible] الرمي أو للذبح او للمتمتع أي أو حلق قبل [illegible] كذا في الهداية. فقط في ترك [illegible] عابدين، فصل في ترك أفعال الحج، ص: ۴۹۲، دارالكتب العلمية بيروت

[illegible] فيجب في يوم النحر أربعة أشياء: الرمي ثم الذبح ثم الحلق المفرد، ثم [illegible] والحاصل أن الترتيب واجب [illegible] فرّع عليه أن الترتيب واجب [illegible] لايجب ترتيبه على شيء من الثلاثة، وإنما [illegible] لايجب عليه الترتيب بين الرمي [illegible] الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الحج، باب الجنايات: ۲ ۵۵۵، سعيد)

[illegible]

[illegible]

قارن عمرہ کے بعد احرام کھول دے تو کیا حکم ہے؟

سوال[۱۰۶۱۵]: ایک شخص نے پاکستان میں حج بدل سے قران کی نیت کی، مکہ مکرمہ میں آیا اور اس نے عمرہ ادا کیا، [illegible] احرام کھول دینا چاہتے ہیں، [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

قارن کو شش ماہ سے [illegible] پہلے احرام کھول دیا تو اس کا [illegible]

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۱۴۰۰ھ۔

وقوف مزدلفہ رہ جائے تو دم واجب ہوگا یا نہیں؟

سوال[۱۰۶۱۶]: [illegible] وقت مزدلفہ میں [illegible] ڈرائیور نے رمی جمار کی کنکریاں جمع کرنے کا اشارہ کیا، لوگوں نے [illegible] یاں پتن میں، اب اس نے دوبارہ موٹر پر

[illegible] دخل القرن مكة بعد الفجر [illegible] الحج [illegible] وشاة للتمتع إلى منتهى الحرم [illegible] فعل في سنة دخل القرن. ص ۲۱۹ دار الكتب العلمية بيروت)

[illegible] مسوغ من التحلل عليه بكون محرما بالحج [illegible] على فراغه من أفعاله نصف

(ردالمحتار، كتاب الحج، باب القران، ۲/ ۵۳۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب القران، ۲/ ۲۲۹، رشيديه)

(وكذا في معلم الحجاج، ص: ۲۱۵، مكتبه تهانوی)

(۲) پہلے یہ حج اور عمرہ کو فساد سے بچائے اور اگر عمرہ کے اکثر یا کل شوط کرنے کے بعد وقوف عرفات سے پہلے [illegible] تو عمرہ ہوگیا، نتیجۃً حج فاسد ہوگا اور قران باطل ہوگیا۔ (زبدۃ المناسک مع عمدۃ [illegible]

(وكذا في معلم الحجاج، ص: ۲۱۷، مكتبه تهانوی)

بیٹھنے کا اشارہ کیا، تو مجھے شبہ ہوا کہ ڈرائیور اسی وقت منی لے جانا چاہتا ہے، چونکہ ہم ایک دوسرے کی زبان کو سمجھنے

تھا، دیکھ کر تھوڑی دیر رکی۔

مگر ہے اس وقت کا کہ [illegible] کہ وقوف مزدلفہ [illegible] ۱۲ [illegible]

وجہ سے مزدلفہ نہ ٹھہرے، تو اس پر دم واجب نہ ہوگا، اگر دم واجب ہے تو اب کس طرح اور کہاں ادا کیا جائے؟ دم کا گوشت مساکین کے علاوہ خود [illegible]

الجواب حامداً ومصلياً:

عام طور پر رات مزدلفہ میں ہی گزاری جاتی ہے، اس کی ڈرائیوروں کو ہدایت ہے، اس کی نگرانی بھی کی جاتی ہے [illegible]

تاہم اگر یہ ثابت ہو جا [illegible] پہلے مزدلفہ سے نکل کر منیٰ میں داخل ہو [illegible] دموں پر واجب ہوگی (۱)، اس کی صو [illegible]

(۱) "ولو ترك الوقوف بمزدلفة بلا عذر لزمه دم، وإن تركه بعذر إن كان عدة أو ضعف، أو كانت امرأة تخاف الزحم، لا شيء عليه". (غنية الناسك، باب الجنايات، المطلب السابع في ترك الواجب في الوقوف بمزدلفة، ص ۲۹۰، إدارة القرآن كراچی)

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۳/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین، ۹/۳/۹۲ھ۔

عمرہ کا احرام کھولنے میں چند بال کٹوائے تو دم لازم ہے یا نہیں؟

سوال [۱۰۲۱]: میں اس سے قبل تقریباً ۶/ ماہ قبل عمرہ

حج وعمرہ پڑھ سکیں تھی، جس میں مسائل کھول کر بیان نہیں کئے ہوتے۔

= "ومن ترک الوقوف بمزدلفة فعلیه دم کذا في الهداية" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب المناسک، قبیل الباب التاسع: ۱/۲۳۵، رشیدیه)

(وکذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الحج، باب الحایات: ۲/۵۵۳، سعید)

(۱) "ولا یجوز ذبح الهدایا إلا في الحرم". (فتح القدیر، کتاب الحج، باب الهدي: ۳/۱۵۱، عثمانیه)

"والشامل ذبحه في الحرم، فلو ذبح في غیره لا یجزئه عن الذبح". (غنیة الناسک، باب الحایات، فصل في شرائط کفاراتها الثلاث، ص: ۲۲۲، إدارة القرآن کراچی)

(وکذا في الفتاوی العالمکیریة، کتاب المناسک، الباب السادس عشر: ۱/۲۶۱، رشیدیه)

فصل في شرائط کفاراتها الثلاث، مطلب في شرائط جواز الدم، ص: ۲۶۳، إدارة القرآن کراچی)

"وکل دم وجب جبراً لایجوز له الأکل منه ولو کان فقیراً ولا للأغنیاء إلا إذا أعطاهم الفقراء تملیکاً لا إباحة" (إرشاد الساري إلی مناسک الملا علي القاري، باب الهدایا، ص: ۵۱۹، دارالکتب العلمیة بیروت)

(وکذا في الفتاوی العالمکیریة، کتاب الحج، الباب السادس عشر في الهدي: ۱/۲۶۲، رشیدیه)

[illegible]

[illegible]

آپ نے جن لوگوں سے [illegible] پہلے یا بعد میں، جب بھی سہولت [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۱۱/ ۱۴۰۰ھ۔

طوافِ وداع کا چھوٹ جانا

سوال[۱۰۶۱۸]: ہندو نے حج تو [illegible] کے آئی ہیں، کیا ایسی صورت میں دم لازم ہوتا ہے؟ اگر دم لازم ہو تو کیا جس مقام پر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کیا ہے، چاہے عمل کی نیت سے کیا ہو، وہی طواف وداع

---

(۱) عمرہ میں حق یا فم جو بقدر ربع رأس سے [illegible] ہو، واجب ہے اور ترک واجب سے دم واجب ہوتا ہے۔ كما في ردالمحتار

"وحب دم لترك الواجب". (ردالمحتار، كتاب الحج، ۲/ ۵۱۹، سعيد)

"زاد في البحر ثامنا، وهو ترك الواجب" (إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، باب الجنايات، ص ۳۳۰، دارالكتب العلمية بيروت)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات، ۳/ ۳، رشيديه)

(۲) "ويجوز بقية الهدايا في أي وقت شاء [illegible] لما أن هذه دماء كفارات فلا تختص بيوم النحر، لأنها لما وجبت لجبر النقصان كان التعجيل بها أولى لارتفاع النقصان به من غير تأخير [illegible] ولا يجوز ذبح الهدايا إلا في الحرم" (فتح القدير، كتاب الحج، باب الهدي، ۳/ ۱۵۱، عثمانيه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب المناسك، الباب السادس عشر، ۱/ ۲۶۱، رشيديه)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الحج، خامساً: مكان ذبح الهدي ورميه، ۳/ ۲۰۳۰، قديمي)

ہوگیا، اگر ایک طواف نہیں کیا، تو ایک دم قیمت [illegible] میں ذبح کرکے حرم کے مساکین پر صدقہ کردے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۲۷ ۱۴۰۱ھ۔

---

(۱) "ومن ترک طواف الصدر أو أربعة أشواط منه فعليه شاة؛ لأنه ترک الواجب أو الأكثر منه" (فتح القدير، كتاب الحج، باب الجنايات، ۳/ ۵۱، عثمانيه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الحج، باب الجنايات، ۲/ ۵۵۳، سعيد)

(وكذا في غنية الناسک، باب الجنايات، المطلب الثاني، ص ۲۷۵، [illegible])

(۲) "والثامن: ذبحه في الحرم، فلو ذبح في غيره لايجزيه [illegible] والحد: [illegible] فقير يجوز التصدق به عليه" (غنية الناسک، باب الجنايات، مطلب في شرائط جواز الدم، ص ۲۶۲-۲۶۲، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في إرشاد الساري إلى مناسک الملا علي القاري، باب الهدايا، ص ۵۱۸-۵۱۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحج، الباب السادس عشر في الهدي، ۱/ ۲۶۱-۲۶۲، رشيديه)

باب المتفرقات

حج کے لئے روپیہ دیا، اس میں سے کچھ بچ گیا، اس کو لیا کرے؟

سوال[۱۰۶۱۹]: ( ) نے ( ) کو حج کے لئے کچھ روپیہ دیا، اس میں سے کچھ بچ گیا، اس کو لیا کرے؟

[illegible] (ب) نے اپنی غیبت کے [illegible] سے کچھ روپیہ پیشگی انداز لرلیا، تو اب (ب) اس پیشگی انداز سے [illegible] (الف) [illegible] اپنے خرچ میں لاسکتے [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible] (ب) [illegible]

[illegible]

حاجیوں کا سامان لانا اور لے جانا

[illegible]

وفي [illegible] الدراهم التي يحج بها دابة للركوب فلما رجع إلى أهله رد جميع ما في يده مع نفقة الدراهم التي حج بها فكون [illegible]

كتاب المناسك، الفصل السادس عشر في الوصية بالحج: ۲، ۵۲۰، إدارة القرآن كراچی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] سامان کے یہاں سے لے جانے اور وہاں سے لانے پر کوئی قانونی پابندی نہیں، اس کا یہاں سے لے جانا اور وہاں سے [illegible] جائز ہے، ایسا کرنے سے حج کے ثواب میں کمی نہیں آتی، البتہ تجارت کے ارادہ سے جانے کا حکم ہے، صرف تجارت وغیرہ میں اکثر رہتا ہے، اس لئے افضل یہ ہے کہ تجارت کی نیت نہ ہو، اور پیسوں کی وجہ سے فواحش ومعصیت سے بچنا اور غیر ضروری مشغولیت سے اجر وثواب ہے۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲ / ۱۹ ھ۔

حرم میں خرچ کرنے کے لئے دیئے گئے پیسوں کو بمبئی میں خرچ کرنا

سوال [۶۲۲۱]: زید حج کو جارہا تھا، بکر نے اس کو اس روپیہ سے کہ ان کو حرم میں خرچ کردینا، بکر زید نے بمبئی میں یہ غریب شخص دیکھے، ان کو شرعاً یہ خرچ کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید نے بمبئی میں روپیہ خرچ کرنا جائز اور حرم شریف میں خرچ کرنا چاہئے تھا، اب وہ ہر نوع

---

(۱) قال الإمام الشافعي رحمه الله تعالى: تحت هذه الآية: ﴿ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلا من ربكم﴾

[illegible] هذا فيه دليل على جواز التجارة في الحج لمن حج مع ذلك، ولم يشتغل بذلك لا يكون مشركا، ولا يخرج به المكلف عن رسم الإخلاص المفترض عليه في الحج دون تجرده فضل للعروج عن سوائب الدنيا وتعلق القلب بغيره في الجمع لأحكام القرآن، البقرة: ۱۹۸: ۲/ ۲۷۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"تجريد السفر عن التجارة أحسن، ولو اتجر لا ينقص ثوابه كالغازي إذا اتجر كما ذكره الشارح في السير [illegible] وخلط التجارة بهذا القسم كما في فتح القدير مما لا يسعني". (البحر الرائق، كتاب الحج: ۲/ ۵۴۱، رشيديه)

(وكذا في غنية الناسك، باب ما يسعني لمريد الحج من آداب السفر، ص: ۳۶، إدارة القرآن كراچی)

[illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/ ۱/ ۹۵ھ۔

کیا مدینہ منورہ میں بھی عمرہ ہوتا ہے؟

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

عمرہ میں دو کام کئے جاتے ہیں، ایک طواف بیت اللہ، دوسرا کام صفا و مروہ کے درمیان سعی، یہ دونوں کام صرف مکہ مکرمہ میں ہوتے ہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

[illegible] کے ساتھ [illegible]

[illegible]

أنواع الوكالة" (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الزكاة، ۲/ ۳۷۱، رشيديه)

"الوكيل إذا خالف من حيث الحس لا يبعد عن الامر وإن كان المأتي به أنفع من المأمور به" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الوكالة، الباب الثاني في الوكيل بالشراء، ۳/ ۵۷۳، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ۵/ ۵۲۱، سعيد)

(۲) "وهي إحرام وطواف وسعي وحلق أو تقصير فقط". (عمدة الناسك، باب العمرة، ص: ۱۹۲، إدارة القرآن كراچی)

[illegible] والحلق أو التقصير" (بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل في العمرة، ۲/ ۴۷۹، ۴۸۰، رشيدية)

(وكذا في إرشاد الساري إلى مناسك الملا علي القاري، باب العمرة، ص: ۵۰۹، دار الكتب العلمية بيروت)

ملتے ہیں مرد ان سے ہاتھوں وغیرہ کو بوسہ دیتے ہیں، کیا یہ جائز و درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس قصد سے کہ کوئی شخص مکہ مکرمہ سے آرہا ہے، اس کی تعظیم اور محبت کی خاطر ہاتھوں کو چومنا درست ہے، معانقہ کی بھی اجازت ہے (۱)، مگر عورت کو نامحرم کے ساتھ یہ معاملہ درست نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

جواب صحیح: عبدالرحیم عفی عنہ، ۲۰ / ۲ / ۹۲ھ۔

حج میں کیا تمنا کی جائے؟

سوال [۵۹۲۶] | حج میں جانے والے کو کیا تمنا کرنا چاہئے؟ وہاں مرنے کی یا واپس آنے کی؟ اس میں جو احسن ہو تحریر فرمائیں۔

حافظ محمد صدرالدین بی اسٹال میرگنج سلطان پور یوپی

---

(۱) "وقد كان من سنة السلف رضي الله تعالى عنهم أن يشيعوا الغزاة، وإلى مستقبلو الحج، ويقبلون عليهم، ويسألونهم الدعاء، ويدرون ذلك قبل أن يتدنسوا بالذنوب" (احياء علوم الدين، كتاب سير الحج، الفصل الأول: ۱/ ۳۱۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: إذا لقيت الحاج فسلم عليه، وصافحه، ومره أن يستغفر لك قبل أن يدخل بيته فإنه مغفور له" رواه أحمد (مشكاة المصابيح، كتاب المناسك، الفصل الثالث، ص: ۲۲۳، قديمي)

(وكذا في فتاوى رحيميه، كتاب الحج، حج كرام كا استقبال: ۸/ ۳۱، دار الاشاعت)

۲ "قبل الله ورسوله رحم بما من نفسه، يا رسول الله! إلا تصافحه قال لا أصافح لمسه" (روح المعاني، تحت آية البقرة ۱۲: ۲۸/ ۸۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"ما حل نظره حل لمسه إذا أمن الشهوة على نفسه وعليها إلا من أجنبية فلا يحل مس وجهها وكفها وإن أمن الشهوة؛ لأنه عضو" (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ۶/ ۳۶۷، سعيد)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس: ۸/ ۳۵۲، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] اطاعت کی توفیق دے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/ ۸۶ ھ۔

[illegible]

حج کی درخواست میں اپنے آپ کو دوسرے صوبہ کا بتلانا

سوال[۱۰۲۲۵]: ایک شخص حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتا ہے، چونکہ یوپی میں حج کی [illegible] اکثر درخواست منظور نہیں ہوتی، اس لئے [illegible] کرکے درخواست منظور کرائے، تو یہ فعل شرعاً جائز ہوجائے گا یا نہیں؟ یہ فعل کذب میں داخل ہے یا نہیں

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر دوسرے صوبہ میں کچھ مدت رہا ہو یا رہتا ہو تو اس کی طرف نسبت کرنا بھی بے اصل نہیں، محدثین [illegible]

الموت من ضر أصابه، فإن كان لا بد فاعلاً فليقل "اللهم أحيني ما كانت الحياة خيراً لي، وتوفني إذا كانت الوفاة خيراً لي" (صحيح البخاري، كتاب المرضى، باب نهي تمني المريض الموت ۲/ ۸۴۷، قديمي، وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبه ۲/ ۳۴۲، سعيد)

وسنن الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن التمني للموت ۱/ ۱۹۱، سعيد)

(۲) "قال عبدالله بن المبارك وغيره من أقام في بلدة أربع سنين نسب إليها" (تدريب الراوي في شرح تقريب النووي، النوع الخامس والستون ۲/ ۹۱۳، ۹۱۴، دارطيبة)

"وقد روى الحاكم أبوعبدالله في تاريخ نيسابور، عن عبدالله بن المبارك رحمه الله تعالى، أنه قال من أقام في مدينة أربع سنين فهو من أهلها". (إرشاد طلاب الحقائق إلى معرفة سنن خير الخلائق، –

نسبت کرنے سے کسی کی حق تلفی بھی نہ ہوتی ہو تو گنجائش ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حج کی درخواست منظور ہونے کے لئے سو روپیہ دینا

سوال[۱۰۲۲۶]: کوئی شخص حج بیت اللہ کا متمنی ہے، اس سے کوئی سو روپیہ یا اس سے کم وبیش اس معاوضہ دے کر حج کیا جاسکتا ہے؟

[illegible]

[illegible] ہو جاتی ہے(۲) [illegible] کے بسا اوقات درخواست پڑی رہتی ہے، نامنظور ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۳/ ۹۴ھ۔

= النوع الخامس والسبعون، ص ۲۴۹، دار اليمامة دمشق)

(وكذا في كتاب معرفة علوم الحديث، النوع الثاني والأربعين، ص ۱۹۲، دار الكتب العلمية بيروت)

[illegible] قضى أن لا ضرر ولا ضرار" (السنن الكبرى، كتاب إحياء الموات، ۶/ ۲۵۸، دار الكتب العلمية بيروت)

[illegible] الباس إليه". (رد المحتار، كتاب الإجارة، مطلب في أجرة الدلال، ۶/ ۶۳، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الإجارة، الباب الخامس، الفصل الرابع، ۴/ ۴۵۰، ۴۵۱، رشيديه)

(وكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الإجارة، باب السمسار، ۱۵/ ۱۲۸، ۱۲۹، مكتبه غفاريه كوئٹه)

قصبہ کے بجائے ضلع کے نام سے درخواست حج جمع کرانا

سوال [۷۰۲۲] ہمارے یہاں قصبہ شیرکوٹ کے نام سے حج کے پاسپورٹ یا منظوری نہیں ہوتی، ضلع رائے بریلی کے نام سے پاسپورٹ یا منظوری ہوجاتی ہے، اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اس کے بارے میں بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ضلع کے نام سے منظوری ہوجاتی ہے تو ضلع کے نام سے اپنے آپ کو منظوری کی درخواست دے

(۱) "(من كان من أهل قرية بلدة) بإضافة قرية إليها (فيحرم من يسكن إلى القرية) فقط، (وإلى البلدة) فقط، (وإلى ناحيته التي فيها تلك البلدة فقط. وأراد المصنف رحمه الله تعالى بالناحية ما يلي القصبة فقط" (تدريب الراوي في شرح تقريب النووي، النوع الخامس والستون: ۲/۹۱۳، دار طيبة)

"ومن كان من أهل قريته من قرى البلدة، فحكمه من يسكن إلى القرية، وإلى البلدة يسكن وإلى ناحية التي فيها تلك البلدة" معرفة أنواع علم الحديث، لابن الصلاح، النوع الخامس والستون، ص ۵۰۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في إرشاد طلاب التحقيق إلى معرفة سنن خير الخلائق صلى الله تعالى عليه وسلم، النوع الخامس والستون، ص ۲۶۹، دار السلامة دمشق)

کتاب النکاح

(کتاب کا بیان)

نکاح پڑھانے کا طریقہ

سوال[۱۰۲۲۸]: [illegible] نکاح پڑھاتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

خطبہ پڑھ کر ایجاب وقبول [illegible] ہے، مراتع ضروری ہے کہ گواہوں کی موجودگی میں ہو(۱)، لڑکی بالغ [illegible] ہے(۲)، نابالغہ ہو تو ولی کو خود اختیار ہے(۳)، مہر بھی

---

(۱) "وينعقد متلبساً بإيجاب من أحدهم وقبول من الآخر وصعاً للماضي كروحت وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً على المذهب المصحح" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح: ۳ ۹-۲۳، سعيد)

"الشرط الخاص للانعقاد، سماع اثنين بوصف خاص للإيجاب والقبول وركنه الإيجاب والقبول حقيقة أو حكماً". (البحر الرائق، كتاب النكاح ۳ ۱۳۹، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير، كتاب النكاح: ۳ ۱۷۷، عثمانيه)

(۲) [illegible] كتاب النكاح، الفصل الأول، ص: ۲۷۰، قديمي)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب النكاح، باب الولي: ۳ ۵۸، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء ۳ ۱۹۹، رشيديه)

(۳) "(وللولي إنكاح الصغير والصغيرة) حراً (ولو ثيباً، ولو [illegible] الدر المختار، كتاب النكاح،

متعین کرلیا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵ ۸ ۰۰ھ

خطبۂ نکاح کھڑے ہوکر پڑھنا

سوال [۱۰۲۲۹]: محفل عقد میں ہماری مسجد کے امام صاحب نے خطبہ نکاح کھڑے ہوکر پڑھا، [illegible] صاحب نے فرمایا کہ آپ ہمارے امام ہیں، ہم سب بیٹھے ہیں، آپ کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں، تو براہ جناب فرمایئے کہ کیا کھڑے ہوکر خطبہ نکاح نہ پڑھا جائے اور بیٹھ کر پڑھا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں صحیح درست ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰ ۶ ۰۰ھ

کم بولنے والے کا نکاح

سوال [۱۰۲۳۰]: ایک شخص کم بولتا ہے نہ پاگل ہے نہ گونگا، سوال یہ ہے کہ اب اس کی شادی کرنی

= باب الولي: ۳ ۶۵، ۶۶، سعيد)

(وكذا في مسقى الابحر، كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء [illegible] ۴۹۲، مكتبه عصريه كوئته

(وكذا في الهندية، كتاب النكاح، الباب الخامس في الأولياء والأكفاء: ۲ ۳۱۷، شركت علميه ملتان)

(۱) "وتحب العشرة إن سماها أو دونها، وبحب الأكثر منها إن سمى الاكثر". (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب النكاح، باب المهر: ۳، ۱۰۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب المهر: ۳/۲۵۳، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير، كتاب النكاح، باب المهر: ۳، ۳۰۹-۳۱۰، عثمانيه)

(۲) ہمارے اکابر علمائے کرام کا طرز دونوں طرح سے رہا ہے، بعض جگہ سے ہمارے [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عام عادت کھڑے ہوکر خطبات پڑھنے کی تھی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ ۵۹۰ ملتان)

عصر کے خطبوں میں جگہ سے عام طور پر بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے، جمعہ ملتان میں عام طور پر کھڑے ہوکر پڑھتے رہے ہیں۔ عرب میں تو اب بھی کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ، کتاب النکاح ۹ ۱۰۱، شرکت پریس)

ہے تو نکاح میں ان کے ایجاب وقبول نہیں یا اور کون سے اشارے سے ان کا ایجاب وقبول نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) جو شخص زبان سے نہ بول سکے،

کا اشارہ قائم مقام کافی ہوتا ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳ ۵ ۱۴۰۰ھ۔

ایضاً

سوال [۵۰۲۳] | پیدائشی گونگے اشارے سے نکاح کا ایجاب وقبول کرتے ہیں، شادی کے موقع پر ان کے اشارے سے نکاح کا ایجاب وقبول نہ دیکھا جائے تو ان کا نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب یہ لوگ پڑھے ہوئے ہیں اپنی عبارت کے مطابق بولتا اور بات بھی کرتا ہے تو ان کے لئے ایجاب

لأن الإشارة إنما تعتبر إذا صارت معهودة، وذلك في الأخرس دون المعتقل ولأن المعتقل وإن كان لا يمكنه النطق لكن يمكنه التهجي على شرف الزوال (مجمع الأنهر، مسائل شتى، ۲ ۴۳۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"(والإيماء بالرأس) من الناطق ليس بإقرار بمال وعتق وطلاق وبيع ونكاح" (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الإقرار: ۵ ۵۹۵، سعدي)

قوله: (بخلاف معتقل اللسان) بفتح القاف، بقال اعتقل لسانه بضم التاء إذا احتبس عن الكلام ولم يقدر عنه معروفي فلا يعتبر إيمائه ولا كتابته (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، مسائل شتى: ۶ ۷۳۷، سعيد)

۲ كما يعقد النكاح بالعبارة يعقد بالإشارة من الأخرس إذا كانت إشارته معلومة (بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل ركن النكاح: ۲ ۴۸۸، رشيديه)

"الإشارة إنما تعتبر إذا صارت معهودة، وذلك في الأخرس دون المعتقل". (مجمع الأنهر، مسائل شتى: ۲ ۴۳۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحظر، مسائل شتى: ۹ ۳۴۲، ۳۴۳، رشيديه)

[illegible]

والدین کا نکاح پڑھانا

سوال[۱۰۶۳۲]: والدین اپنے لڑکے اور لڑکی کا نکاح خود پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پڑھا سکتا ہے(۳)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

نکاح کی اجازت نہ دینے پر نصیحت کرجانا، پھر وہاں سے فرار ہوجانا!

سوال[۱۰۶۳۳]: [illegible]

(۱) تقدم تخریجه تحت عنوان: "عدم بلوغ والے کا نکاح"۔

[illegible]

السادس: ۲۹۴/۱، رشیدیه)

وكذا في [illegible] ۲۹۰

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل أما ركن النكاح: ۴۸۷/۲، رشيديه)

(۲) [illegible]

کرنا اور خطبۂ نکاح پڑھوانا سنت ہے۔

"يسن إعلانه، وتقديم خطبة، وكونه في مسجد يوم الجمعة بعاقد رشيد" (الدر المختار، كتاب النكاح: ۸/۳، سعيد)

"يستحب أن يكون قبله خطبة وأن يتولى عقده ولي رشيد". (البحر الرائق، كتاب النكاح، قبيل قوله ويعقد الخ: ۱۴۴/۳، رشيديه)

ہے، کبھی رشتہ دار پھوپھی کے یہاں، مندرجہ بالا حالات میں کیا نکاح باقی رہا؟

۲ کیا وہ مہر لینے کی حق دار ہے؟

۳ کیا اپنے میکے میں رہتے ہوئے نان، نفقہ کی حق دار ہے؟

۴ کیا لڑکی کا باپ وکیل بن سکتا تھا؟

۵ لڑکی کہتی ہے اگر کوئی اور وکیل ہوتا تو میں انکار کر دیتی۔

۶ [illegible]

۷ اس کا حمل اپنے شوہر سے قطعی نہیں رہا، اس کو ہمیشہ غلط نظروں سے دیکھتی رہی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ جب کہ ایجاب وقبول کے بعد لڑکی نے اس کو نامنظور نہیں کیا اور حسب رواج رخصت ہو کر شوہر

---

(۱) "ومن شرائط الإيجاب والقبول وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الآخر ليتحقق رضاهما". (الدر المختار). "(قوله ليتحقق رضاهما) أي ليصدر منهما ما من شأنه أن يدل على الرضا؛ إذ حقيقة الرضا غير مشروطه في النكاح" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح: ۳ ۱۴، ۲۱، سعيد) =

= "(وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها) أقول أي: بعقدها الدال على رضاها" (فتح القدیر، کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء ۳: ۲۷۳، عثمانیہ)

وتثبت الإجازة للنکاح الفضولي بالقول والفعل، کذا في البحر" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب النکاح، الباب السادس ۱: ۲۹۹، رشیدیہ)

(۱) "إن المهر واجب بنفس العقد" (ردالمحتار، باب المهر ۳: ۱۰۲، سعید)

"المهر في النکاح الصحیح یجب بالعقد؛ لانه إحداث الملک، والمهر یجب بمقابلة إحداث الملک". (بدائع الصنائع، کتاب النکاح، بیان مایجب به المهر ۲: ۵۹۵، رشیدیہ)

وکذا في فتاوی قاضي خان علی هامش الفتاوی العالمکیریة، کتاب النکاح، فصل في المهر ۱: ۳۹۲، رشیدیہ)

(۲) "وإن نشزت فلا نفقة لها حتی تعود إلی منزله" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الاول ۱: ۵۴۵، رشیدیہ)

(وکذا في الهدایة، کتاب الطلاق، باب النفقة ۲: ۴۲۲، رحمانیہ لاهور)

(وکذا في تبیین الحقائق، کتاب الطلاق، باب النفقة ۳: ۳۰۳، دارالکتب العلمیة بیروت)

(۳) "یصح التوکیل بالنکاح وإن لم یحضره الشهود". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب النکاح، الباب السادس: ۱: ۲۹۴، رشیدیہ)

(وکذا في الفتاوی التاتارخانیة، کتاب النکاح، الوکالة بالنکاح ۳: ۲۹، إدارة القرآن کراچی)

(وکذا في البحر الرائق، کتاب النکاح، فصل في الکفاءة ۳: ۲۴۰، رشیدیہ)

(۴) "عن ابن عباس (رضي الله تعالی عنهما) قال: جاء رجلٌ إلی النبي صلی الله تعالی علیه وسلم فقال: انّ

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکاح میں کھانے کپڑے وغیرہ کا تذکرہ

نہیں کیا، بکر کا دعویٰ ہے کہ یہ نکاح درست نہیں ہوا اب

الحوالہ حامداً ومصلیاً۔

(۱) "ثم يجب حضور شاهدين عاقلين سامعين قولهما معاً وفهمهما المقصود" (الدر المختار، كتاب النكاح: ۳/ ۱۰، سعيد)

(وكذا في الهداية، كتاب النكاح، باب الولي في النكاح وكفاءة الزوج: ۲/ ۳۱۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وسنن الدارقطني، كتاب النكاح، باب لا نكاح إلا بولي وشاهدي عدل: ۳/ ۲۲۹، رقم الحديث: ۳۵۰۹، دار المعرفة بيروت)

(وسنن النسائي، كتاب الطلاق، باب ماجاء في الخلع، رقم الحديث: ۳۴۶۴، ۶/ ۴۸۱، دار المعرفة بيروت)

(ومشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۳۱۷۳، ۲/ ۲۰۹، دار الكتب العلمية بيروت)

"أن رجلاً أتى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال: يا رسول الله إن امرأتي لا تدفع يد لامس، فقال عليه السلام "طلقها" قال: إني أحبها وهي جميلة، فقال عليه السلام: استمتع بها، [illegible] لا يجب على [illegible] (وكذا في رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/ ۴۲۷، سعيد)

(۱) "ويصح عقده ملتبساً بإيجاب من أحدهم وقبول من الآخر وضعاً للماضي كزوجت وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً وفهمهما المقصود [illegible] (الدر المختار، كتاب النكاح: ۳/ ۹-۲۳، سعيد)

"الشرط الخاص للانعقاد، سماع الشهود بوصف خاص للإيجاب والقبول [illegible] وركنه الإيجاب والقبول حقيقة أو حكماً". (البحر الرائق، كتاب النكاح: ۳/ ۱۳۹، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير، كتاب النكاح: ۳/ ۱۷۷، عثمانيه)

نکاح میں نہیں ہوتا، بکر کا یہ دعوی صحیح نہیں، اس سے دریافت کیا جائے کہ

کتاب میں لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

مہر ہاتھ کے نیچے چھپا کر ایجاب وقبول کرنا

سوال[۱۰۶۳۵]: خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک بارات بہت اچھے طریقہ سے آئی،

دوسری جگہ کردیا گیا ہے، پہلا نکاح درست تھا یا دوسرا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو صورت پیش آئی وہ یقیناً رنج وافسوس کی صورت ہے، اس کے باوجود اگر یہاں کا ایجاب وقبول

---

(۱) "يندب إعلانه وتقدم خطبه". (الدر المختار، كتاب النكاح ۳ ۸، سعيد)

"فإن عقد الزواج من غير خطبة جاز، والخطبة مستحبة غير واجبة". (الفقه الإسلامي وأدلته، البحث الخامس ۹ ۶۶۱۸، رشيديه)

وكذا في ميزان الشعراني، كتاب النكاح ۲ ۱۱۱، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(۲) "وينعقد متلبساً بإيجاب من أحدهم وقبول من الآخر وضعاً للمتكلم وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً". (الدر المختار، كتاب النكاح ۳ ۹-۲۳، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح ۳ ۱۳۹، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير، كتاب النكاح ۳ ۱۷۷، عثمانيه)

درست ہوگیا(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لونڈیوں اور باندیوں کے احکام

سوال[۱۰۶۳۶]: شریعت اسلامیہ میں کنیز اور لونڈیوں کا کیا مرتبہ ہے؟

۱ کیا وہ زرخرید ہوتی تھیں اور ان سے نکاح بھی کیا جاتا تھا؟

۲ کیا ان کی اولاد اگر نکاح کے بغیر ہو تو یہ وراثت کی حق دار ہوتی ہے؟

۳ لونڈیوں کی تعداد کے اوپر کوئی پابندی تھی؟

۴ ایک وقت میں چار شادیوں کی اجازت ہے، لیکن اس میں یہ قید ہے کہ سات سے زیادہ پوری زندگی میں نہ کی جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ملک میں جو دے دی جاتی اس کو اس سے نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی(۲)۔

كتاب النكاح، الفصل الأول: ۲/۲۷۰، قديمي)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب النكاح، باب الولي: ۳/۵۸، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء: ۳/۱۹۹، رشيديه)

نكاحاً". (الفتاوى التارخانيه، كتاب النكاح في بيان مايحوز الأنكحة ومالايحوز: ۳/۲، قديمي)

"(وحرم تزوج أخت معتدته) (وأمته وسيدته) أي: حرم عليه نكاح أمته، وحرم على العبد

سروت)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/۱۸۰، رشيديه)

۲ [illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

[illegible]

باب مایتعلق بالرسوم عند الزواج

(شادی بیاہ کی رسومات کا بیان)

دلہا کو پالکی میں لے جانا

سوال[۱۰۶۳۱]: ہمارے یہاں شادی کے موقع پر عرف پالکی میں دولہا (۱) وغیرہ کو بٹھاتے ہیں

[illegible]

لحوں حامداً ومصلیاً:

پالکی پر [illegible] شادی کا مقصد ہوتا ہے، لہٰذا اس شادی کے موقع پر شہرت کی [illegible]

[illegible] (۲) [illegible]

[illegible] دارالعلوم دیوبند۔

دولہا کو پھولوں کا ہار پہنانا

سوال[۱۰۶۳۸]: [illegible] موقع پر [illegible] پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے، کیا یہ شخص اس

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) "فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروها". (مجموعه رسائل اللكهنوي، ساحة الفكر في الجهر بالذكر: ۲ ۳۴، إدارة القرآن كراچی)

الإصرار على أمر مندوب يلحقه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع". (السعاية، باب صفة الصلاة، قبيل فصل في القرآة: ۲ ۲۲۵، سهيل اكيدمى لاهور)

(وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب في الدعاء في التشهد: ۳ ۳۱، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

شادی وغیرہ [illegible] سے ثابت نہیں، جو شخص سنت بتاتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے، وہ غلط کہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر [illegible] باندھتا ہے، اگر وہ دیدہ ودانستہ ایسا کہتا ہے تو سخت وعید کا مستحق ہے۔

من كذب علي متعمدا فليتبوأ

اس رسم کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible] عبدہ محمود غفرلہ [illegible]

الجواب صحیح. بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

نکاح کے وقت کلمہ پڑھوانا

سوال[۱۰۲۳۹]: [illegible] نکاح کے وقت مسلمان دولہا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نکاح کے وقت نماز پر سوال

[illegible]

صحيح مسلم [illegible]

۸، دارالسلام)

(وصحيح البخاري، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ص ۲۴، دارالسلام)

(وسنن ابن ماجة، كتاب السنة، باب التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ۱/ ۲۳، دارالجيل)

الجواب حامداً ومصلياً:

کرنے کا حق ہی نہیں، ملامت کی وجہ سے تو حکم میں شدت پیدا ہو جائے گی۔

تو اس سے گزشتہ متروکہ نماز کی قضا تو نہیں ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکاح کے وقت کون سی نماز پڑھی جاتی ہے؟

سوال [۱۰۶۳۱]: دورِ حاضر میں قبل نکاح نوشہ (۲) کو دو رکعت نماز پڑھاتے ہیں، یہ کون سی نماز ہے؟ نفل شکرانہ ہے یا کوئی اور؟

---

(۱) "لا شك في فرضية الفرائض الخمس، وعلم الإخلاص وعلم الأنماط المحرمة أو المكفرة مرتين، إذ الخطاء وإن لم يصدر من الرجل فهو من النساء كثير" (ردالمحتار، مقدمة ۱/۴۲، سعيد)

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ نماز ایسی نماز ہے کہ نہ خدائے پاک نے فرض کی، نہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسنون قرار
دی، بلکہ یہ اصل سے (۱) [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

عن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من حلف على
يمين فرأى غيرها خيرا منها فليأت الذي هو خير ولتكفر عن يمينه. (مشكوة المصابيح، كتاب الأيمان
والنذور، الفصل الثالث، ص ۲۹۸، قديمي)

(صحيح البخاري، كتاب الشروط، باب إذا اصطلحوا على صلح جور الخ، ۱/۳۷۹، قديمي)

۲ عن معاذ رضي الله تعالى عنه قال: قلت يارسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اخبرني بعمل
يدخلني الجنة ويباعدني من النار، قال: سألت عن امر عظيم وانه ليسير على من يسره الله تعالى عليه:
تعبد الله ولا تشرك به شيئاً، وتقيم الصلاة، وتؤتي الزكاة. [illegible] (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان،
الفصل الثاني، ۱/۱۹، قديمي)

عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من
صلى صلاتنا، واستقبل قبلتنا، واكل ذبيحتنا، فذلك المسلم الذي له ذمة الله، وذمة رسوله فلا
تخفروا الله في ذمته" (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، ۱/۵۶، قديمي)
(وسنن النسائي، كتاب الإيمان وشرائعه، باب صفة المسلم، ۲/۲۲۲، قديمي)

باب المحرمات

الفصل الأول في المحرمات من النسب

(نسبی محرمات کا بیان)

ایک ہی ذات سے تبدیلی جنس کی صورت میں پیدا ہونے والے بچوں کے نکاح کا حکم

سوال [۶۰۰۲]: ایک شخص نے اپنی عورت تبدیل کی اور اس کے پاس ایک لڑکا بھی تھا، اب اس عورت سے [illegible] عورت ہونے کے بعد [illegible] پیدا ہوئی ہے، پہلے والے لڑکے اور بعد والی لڑکی کے درمیان بھائی بہن کا [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ [illegible] پیدا ہونے والے بچے [illegible] صفت جداگانہ تھی، پھر جن [illegible] ہونے کے بعد پیدا ہوئے تھے [illegible] ان سے نکاح حرام ہے [illegible] صفت تھی، ان سے [illegible]

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳ ۱۳۹۹ھ

[illegible] تعالیٰ: حرمت علیکم امہٰتکم وبنٰتکم [illegible] النساء ۲۳

لا یحل لمسلم أن یتزوج [illegible] ولا أخته [illegible] لکتاب [illegible]

تایازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح کرنا

سوال[۱۰۶۴۳]: ایک صاحب کے تائے زاد بھائی کی لڑکی ہے، اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جائز ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بھتیجے ـــــ نواسی کا نکاح

سوال[۱۰۶۴۴]: زید اپنی حقیقی نواسی کا نکاح اپنے [illegible] ہتا ہے، شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شرعاً یہ نکاح درست ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوتیلی ساس سے نکاح کرنے کا حکم

سوال[۱۰۶۴۵] [illegible]

خالہ وغیرہ ہے اور اگر نکاح ہو چکا ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

= (وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب المحرمات، الفصل الثالث، ۶ ۳۴۰، رشيديه)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿وأحل لكم ماوراء ذلكم﴾ (النساء ۲۴)

"﴿ماوراء ذلكم﴾ إشارة إلى ماتقدم من المحرمات أي: أحل لكم نكاح ما سواهن انفرادا وجمعا". (تفسير روح المعاني، النساء: ۲۴، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[illegible]

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات ۲ ۴۶۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) تقدم تحريجه "تایازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح کرنا"۔

دونوں طرف سے حرمت ہو، تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کر[illegible] ہے طرف سے [illegible] کی [illegible] زید کی بیوی سے اس کا نکاح درست ہے، کوئی رشتہ حرمت نہیں۔

[illegible]

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹ / ۷ / ۱۴۰۰ھ۔

☆ . . ☆ .... ☆ .. .. ☆ .... . ☆

---

(۱) (البحر الرائق، کتاب النکاح، فصل في المحرمات ۳ / ۱۷۲، ۱۷۳، رشیدیه)

(وکذا في فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل في بیان المحرمات ۳ / ۲۰۸، عثمانیه)

(وکذا في الفتاوی العالمکیریة، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الرابع: ۱ / ۲۷۷، رشیدیه)

(وکذا في الدر المختار مع رد المحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات ۳ / ۳۸، سعید)

الفصل الثاني في المحرمات من الرضاع

(حرمت رضاعت کا بیان)

ڈھائی سال عمر ہوجانے پر حرمت رضاعت کا حکم

[illegible] ۲۰ [illegible] ۱۱۹۰ھ [illegible] ۱۱۹۱ھ [illegible] ۱۱۹۲ھ [illegible] جب [illegible] یہ رضاعت ثابت ہوئی یا نہیں؟ اور اس میں بیس سال کا زمانہ گزرنے پر امام حسین نے اپنی داؤی کا دودھ پیا ہے، اب رضاعت ثابت ہوئی ہے یا نہیں؟

۲ [illegible] رضاعت [illegible] ہے [illegible] سے پہلے یا ان سے بعد جو بچے ہوں ان پر بھی یہ رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟"

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] ڈھائی سال کی عمر ہوچکی تھی اس وقت [illegible] ہے، تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوئی (۱)، لہٰذا [illegible] کی رضاعی بہن کی رضاعی بہن کی بیٹی (یا بھتیجی) نہیں ہوں گی، ان دونوں کا نکاح درست ہے۔

هو متصل بمدة يمكنه فيها وطء محتملة عادة هو حولان ونصف عندهما، وحولان فقط عندهم وهو الاصح، وبه يفتى كما في تصحيح القدوري على الغرر (الدرالمختار، كتاب الرضاع: ۳ ۲۰۹، سعيد)

"وقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم "لا رضاع بعد حولين". (الهداية، كتاب الرضاع ۲ ۳۵۰ مكتبه شركه علميه

وكذا في الفتاوى العالمكيرية كتاب الرضاع ۱ ۳۳۲، رشيديه)

۲ جس بچے نے مدت رضاعت میں جس عورت کا دودھ پیا ہے اس بچہ کا اس عورت کی اصل سے نکاح جائز نہیں خواہ اس بچے نے دو سال پینے سے پہلے پیدا ہوئی ہو خواہ بعد میں (۱) فقط واللہ اعلم۔

---

(۱) "ولاحل بين رضيعي امرأة لكونهما أخوين وإن اختلف الرمن والأب" (الدر المختار) "(قوله: وإن اختلف الرمن) كأن ارضعت الولد الثاني بعد الاول بعشرين سنة مثلا وكان كل منهما في مدة الرضاع وشمل أيضاً ما لو ولدت قبل إرضاعها للرضيعة أو بعده ولو بسنين" (الدر المختار مع رد المحتار كتاب الرضاع: ۳/۲۱۷، سعيد)

(وكذا في الهداية، كتاب الرضاع: ۲/۴۳۵، مكتبه شركت علميه)

(وكذا في مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الرضاع: ۱/۳۷۷، دار إحياء التراث العربي بيروت)

الفصل الثالث في نكاح منكوحة الغير

(منکوحۂ غیر سے نکاح کا بیان)

[illegible] نے کی صورت میں نکاح کا حکم

[illegible]

مرگیا، اب وہ جو دوسرے کے ساتھ نکا[illegible] نکاح باقی رہے گا یا دوسرا نکاح پڑھانا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] یہ نکاح [illegible] ہوا (۱) تاہم اس جرمِ عظیم کے باوجود اس کا اپنا نکاح [illegible] ہوا، اس عورت کا شوہر جب مرا ہے اس وقت سے اس عورت پر [illegible] (۲) اس سے بعد [illegible] نکاح کیا جائے (۳)، پہلے نکاح پر

---

(۱) "لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثالث ۱/ ۲۸۰، رشيديه)

[illegible] شرط [illegible] لا تكون منكوحة الغير [illegible] دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته، الفصل الثالث المحرمات من النساء، ۹/ ۶۶۴۲، رشيديه)

بغیر طلاق نکاحِ ثانی کرنے کا حکم

سوال [۱۰۶۴۸]: ایک لڑکی کی شادی موضع [illegible] ہوئی تھی، [illegible] چلے گئے [illegible] خواں اور شریک نکاح، گواہ، وکیل وغیرہ کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ نکاح شرعاً درست نہیں (۱)، جو اس نکاح میں شریک ہوئے سب گنہ گار ہیں، سب کو توبہ لازم

(البقرہ: ۲۳۴)

"وعدة الحرة في الوفاة أربعة أشهر وعشرة أيام ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق، وفي الوفاة عقيب الوفاة [illegible] ۱ ۵۲۹-۵۳۲، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الطلاق، الفصل الثامن: ۲ ۱۱۷، رشيديه)

(۳) قال الله تعالى: ﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله﴾ (البقرہ: ۲۳۵)

وقال الله تعالى: [illegible] (البقرة: ۲۳۲)

[illegible] القرآن، البقرة: ۲۳۴: ۳ ۱۲۷۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[illegible] الباب الثالث: ۱ ۲۸۰، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في شرائط أن لا تكون منكوحة الغير: ۲ ۴۵۱، دار الكتب العلمية بيروت)

ہے(۱) اور ان دونوں کو علیحدہ کردیا جائے(۲)۔ اس کے بعد اس شوہر کے پاس کتنا چھوڑیں یا شوہر سے طلاق حاصل کریں، جب وہ طلاق دے دے اور عدت گزر جائے جب وہ عورت نکاح کریں، اس سے پہلے نہیں(۳)۔ امام صاحب جس وقت تک یہ کام کریں ان کو امامت پڑھانا جائز نہیں تھا، اگر وہ توبہ کرکے اپنے پڑھانے سے نکاح سے دونوں کو جدا کرنے کی کوشش نہ کریں، تو ان کو امامت سے علیحدہ کردیا جائے(۴) اور

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته، الفصل الثالث المحرمات من النساء ۹ ۶۶۶۶، رشيديه)

"ويستغفر على كل ذنب من جميع المعاصي واجب، وتابع واجب على الفور لا يجوز تأخيره سواء كانت صغيرة أو كبيرة" (شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب التوبة: ۲/۳۵۴، قديمي)

وكذا في روح المعاني، المحرمات، يجب لأنه معصية لذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا ۲۸ ۱۵۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"قال الله تعالى: ﴿ومن يعمل سوءا أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما﴾ فلو جاز على كل مسلم أن يتوب إلى الله حين يصبح وحين يمسي" (تنبيه الغافلين، باب آخر من التوبة، ص. ۲۰، مكتبه حقانيه)

۲ ... يجب على القاضي التفريق بينهما، الخ (الدر المختار، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد ۳ ۱۳۳، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثامن: ۱/۳۳۰، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، الفصل السادس عشر: ۳ ۲۴۸، مكتبه غفاريه كوئته)

(۳) قال الله تعالى: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ (البقرة: ۲۲۸)

وقال الله تعالى: ﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله﴾ (البقرة ۲۳۵)

"(والمحصنات من النساء) أي: ذوات الأزواج، لا يحل للغير نكاحهن مالم يبت زوجها أو يطلقها، وتنقضي عدتها من الوفاة أو الطلاق". (التفسير المظهري ۲ ۶۴، حافظ كتب خانه)

(۴) "ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى الخ". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۵۵۹، ۵۶۳ سعيد)

وكذا في الحسن الكسر فصل في الإمامة ص ۶۶۳ سعيد

کسی دوسرے متبع سنت کو امام مقرر کیا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۴/۱۶ھ۔

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۴/۸۶ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= (وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، صلاة الجماعة، ۱/۳۸۷، رشيديه)

[illegible] لاحق بالأمة الأعظم بأحكام الصلاة فقط [illegible] الأحسن بالأولى ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا، ثم الأحسن وجها [illegible] الخ". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۵۵۷، ۵۵۸، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة: ۱/۳۸۷، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثاني: ۱/۸۳، رشيديه)

الفصل الرابع في المحرمات بالجمع

(محرمات کوایک نکاح میں جمع کرنے کا بیان)

دو بہنوں کوایک نکاح میں جمع کرنا کیسا ہے؟

سوال[۱۰۶۴۹]: ایک صاحب جو کہ نیک صالح ہیں اور نمازی بھی ہیں، ان کی عمر اس وقت تقریباً
ہیں اب اس پہلی و[illegible] نہ اس کا پکا ہوا کھانا کھاتے ہیں، دوسری بیوی جس کی
یہ کام عمدا کررہے ہیں اور جو دوسری بیوی ہے، وہ بحمداللہ نیک
صالح نمازی بھی ہیں، ان کی لڑکی یا لڑکے سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس ایسے حرام کام میں مبتلا ہو جس کو قرآن کریم میں حرام قرار دیا گیا ہو، اس کو نیک صالح کہنا غلط
[illegible] ان کی اصلاح کی توقع ہو کہ وہ دوسری بیوی کو جو کہ شرعاً بیوی

(۱) (النساء: ۲۳)

"لايجمع بين أختين بنكاح ولا بوطء بملك يمين". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الرابع: ۱/ ۲۷۷، رشيديه)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/ ۳۸، سعيد)

نہیں ہے، چھوڑ دیں اور ترک تعلق کردیں، تو یہ ترک تعلق کرنا حق بجانب ہے(۱)۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین﴾ (۲)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾ (۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/ ۶/ ۱۴۰۰ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆

(۱) "وقوله عزوجل: ﴿فأعرض عن من تولى عن ذكرنا﴾ أي أعرض عن الذي أعرض عن الحق وأهجره". (تفسير ابن كثير، الحزء ۲۷، الجم. ۲۹ ۳۳، رشيديه)

"قال المهلب: غرض البخاري في هذا الباب أن يبين صفة الهجران الجائز، وأنه يتنوع بقدر الجرم، فمن كان من أهل الفضل يسجق الهجران بترك المكالمة كما في قصة كعب وصاحبيه، وما كان من المعاصة بين الأهل والإخوان فيجوز الهجر فيه بترك التسليم مثلا أو بترك بسط الوجه مع عدم هجر السلام والكلام وقال الطبري قصة كعب بن مالك أصل في هجران أهل المعاصي". (فتح الباري، كتاب الأدب، باب مايجوز من الهجران لمن عصى ۱۰ ۲۱۰، قديمي)

(وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب مايبقى عنه من التهاجر والتقاطع ۸: ۷۵۹، رشيديه)

(۲) (الانعام ۶۸)

(۳) (هود ۱۱۳)

الفصل الخامس في المحرمات بالشرک

(غیر مسلموں سے نکاح کا بیان)

مسلمان کا عیسائی عورت سے نکاح

سوال[۱۰۶۵۰]: ۱ ایک مسلمان مرد ایک عیسائی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے، کیا اس سے نکاح جائز ہوگا؟

۲... مسلمان مرد شریعت محمدی کا پابند ہے، مگر اس کی عیسائی بیوی اپنے عیسائی مذہب پر سختی سے پابند ہے، کیا ایسی حالت میں ان دونوں کا نکاح برقرار رہے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ نکاح بہت مفسدہ پر خطرہ ہے، مسلمان شوہر کا اپنے اسلام پر باقی رہنا مشکل ہے، اولاد بھی بہت اثر قبول کرے گی، خاندان کے دوسرے افراد بھی متاثر ہوں گے، اس لئے ایسا ارادہ ہرگز نہ کریں(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/ ۵/ ۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) "ويحرم تزوج الكتابية والأولى أن لا يطأ ولا يأكل ذبيحتهم إلا لضرورة" (الدر المختار، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۳/ ۴۵، سعيد)

"والأولى أن لا يتزوج كتابية ولا يأكل ذبائحهم إلا لضرورة ... وفي المحيط يكره تزوج الكتابية لحربية؛ لأن الأنسب لا يخلو أن يكون بينهما ولد فيسعى على طابع أهل الحرب. ويحتمل خلافهم، فلا يستصبح المسلم قمعه على ملك العدة" (البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/ ۱۸۲، رشيديه)

(وكذا في أحكام القرآن للجصاص، باب تزوج الكتابيات، المائدة: ۲/ ۴۵۹، ۴۶۰، قديمي)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۲/ ۱۹۴، ۱۹۵، إمداديه)

باب ولایۃ النکاح

(ولایت نکاح کا بیان)

نکاح کے لئے چچا کی اجازت کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟

سوال[۱۰۶۵۱]: ہندہ کے شوہر زید کا انتقال ہوگیا اور اس کی نو لڑکیاں ہیں جن میں یک کے علاوہ سب شادی شدہ ہیں، ایک لڑکی ابھی نابالغہ اور غیر شادی شدہ ہے، جس کے نکاح کے متعلق زید نے اپنی زندگی میں اپنی بیوی ہندہ سے اپنی دو شادی شدہ لڑکیوں کے سامنے اس بات کی زبانی وصیت کی کہ اس نابالغہ کا نکاح فلاں خالد کے لڑکے سے کردینا، واضح ہو کہ زید کا کوئی بھائی بھی نہیں ہے، ایک حقیقی چچا ہے، لیکن حقیقی چچا زندگی ہی میں اپنے تایا زید سے رنجش رکھتا تھا اور آج بھی اپنی تائی ہندہ سے رنجش رکھتا ہے اور یہ الفاظ کہتا ہے کہ مجھے تم لوگوں سے کوئی مطلب نہیں اور نہ ہی آپ لوگ مجھ سے مطلب رکھو، نہ میں نابالغہ سے نکاح کی اجازت دوں گا، ہندہ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح اپنے شوہر کی وصیت کے مطابق خالد کے لڑکے ہی سے کرانا چاہتی ہے کہ میری ہی زندگی میں نابالغہ کا نکاح ہونا چاہیے، کیونکہ میں بیمار رہتی ہوں، لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں زید کے حقیقی چچا کی اجازت ضروری ہوگی یا جو زید کا حقیقی چچا ہے اس کی اجازت ضروری ہوگی یا زید کی بیوی کی اجازت وصیت کے مطابق کافی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حقیقی چچا تو اپنی نارضگی کی وجہ سے بے تعلق ہے، اور اس نابالغہ کے ساتھ اس کو کوئی ہمدردی نہیں، اگر نابالغہ کے نکاح کی ضرورت اور مصلحت ہے تو موجودہ صورت میں مرحوم کا چچا اجازت نہ دے تو نکاح درست ہوسکتا ہے(۱)، محض والدہ کی اجازت مرحوم کے وصیت کی بنا پر کافی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۶/ ۱۴۰۰ھ۔

---

(۱) اگرچہ اصل ترتیب تو یہی ہے کہ ولایت میں مرحوم کا حقیقی چچا اس سے پیچھے متقدم ہے جیسا کہ تائی میں ہے =

ولایتِ نکاح چچا کو اور حق پرورش ماں کو حاصل ہے

سوال[۱۰۶۵۲]: باپ کے قتل کے بعد حق [illegible] تا وہ بچہ ہو؟ نیز کس قسم کا حق ولایت ماں کو حاصل ہے اور کس قسم کا [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] کا حق ماں کو حاصل ہے(۱) اور ان کے نکاح [illegible] حاصل ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/ ۶/ ۱۴۰۰ھ۔

= "والاصح انه قول الكل ثم ابن الاخ الشقيق، ثم الاب، ثم العم الشقيق، ثم لأب، ثم ابنه كذلك، ثم عم الاب كذلك، ثم ابنه [illegible]

[illegible]

"وأجمعوا أن الأقرب إذا عضل ينتقل الولاية إلى الأبعد" (خلاصة الفتاوى، كتاب النكاح، الفصل الثامن، ۲/ ۱۹، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الفصل [illegible] ۱۲۱/۶، رشيديه)

(۱) "والأم والجدة أحق بالغلام، حتى يستغني وقدر بسبع سنين والأم والجدة أحق بالجارية حتى تحيض وفي نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالى: إذا بلغت حد الشهوة، فالأب أحق". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب السادس، ۱/ ۴۵۲، رشيديه)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ۴/ ۲۸۰، رشيديه)

وكذا في الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ۳/ ۵۶۶، سعيد)

(۲) "وأقرب الاولياء الى الصغير [illegible] ثم ابن الابن، ثم العم لأب وأم، ثم العم لأب الخ" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الرابع، ۱/ ۲۸۳، رشيديه)

"الولي في النكاح لا الذي العصبة بنفسه وهو من يتصل بالميت حتى المعتقة على ترتيب [illegible] (الدر المختار، كتاب النكاح، [illegible]

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، [illegible]

فصل في التوكيل بالنكاح

(نکاح میں وکالت کا بیان)

بذریعۂ وکیل یا بذریعہ خط کے نکاح کا حکم

سوال[۱۰۲۵۳]: لڑکا سعودی عرب میں ہے اور لڑکی ہندوستان میں ہے آپ بتائیں نکاح ہو یا نہیں؟

نحوت حامداً ومصلیاً:

[illegible] وکیل بنادیا اور اس نے سعودی عرب میں [illegible] وقوں [illegible] ہو یا [illegible] کے ذریعہ لڑکے والے وکیل بنادے کہ آپ میرا نکاح اپنے سے کریں اور اس نے [illegible] وکیل نے [illegible] ہو جاتی ہے(۱) [illegible]

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

لڑکی کا لڑکے کو وکیل نکاح بنانا

سوال[۱۰۲۵۹]: [illegible]

---

(۱) النكاح كسائر العقود ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يستعملان لإنشاء العقد في اللغة، ويكون بكل ما يدل على التراضي من الجانبين عرفاً، فيكون بالكتابة والمراسلة كما ينعقد بالكلام، لأن الكتابة من الغائب كالكلام من الحاضر". (بدائع الصنائع، كتاب النكاح، بيان اللفظ الذي ينعقد النكاح به ۲/۲۳۱، ط: رشيدية)

هو وكيت زوجا لبروجيا من نفسه فقبلت الوكيل وقال الحاضرون سمعنا منه ذلك ولم يجلس الوكيل ولم يقل للحاضرين اشهدوا على ذلك يصح النكاح هكذا في السراج الوهاج وهو الصحيح وعليه الفتوى [illegible] وكيل بعقد فقال الوكيل زوجت موكلك فلانة فقال الزوج قبلت لا يصير الزوج متزوجا ما لم يقل الوكيل للشاهدين اشهدوا على ذلك هكذا في الجوهرة النيرة كتاب النكاح فصل الخامس ۲/۳۰۲ رشيدية

فتاوی محمودیہ جلد ۔ ۔ ۔

فصل في الجهاز

(جہیز کا بیان)

جہیز کس کی مِلک ہے؟

سوال[۱۵۵۰۲]: [illegible] طرف سے جو زیور [illegible] چڑھایا جاتا ہے، وہ کس کی ملکیت شرعاً میں متصور ہوتا ہے؟

۲ جو سامان لڑکے والوں کی طرف سے [illegible] ان میں کس کی ملکیت متصور ہوتا ہے؟

۳ [illegible] اگر [illegible] تو کس کی ملکیت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] وقت دی تھی [illegible] ملکیت ہے یا عاریت ہے، تو اس تحقیق کا اعتبار ہوگا دی تھی تو اب رواج کا اعتبار ہوگا(۱)، جس خاندان میں یہ رواج ہو کہ وہ [illegible] ملکیت ہوتا ہے، تو وہ لڑکی کی ملک ہوگا اور جس خاندان میں یہ رواج [illegible] ہوتا ہے، تو وہ لڑکے کی ملک ہوگا۔

والمعتمد البناء على العرف [illegible] الدر المختار كتاب النكاح [illegible] مطلب في دعوى الأب أن الجهاز عارية ۳ / ۱۵ [illegible] سعيد)

والعرف في الشرع له اعتبار لذا عليه الحكم قد يدار

(ردالمحتار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد: ۵ / ۸۸، سعيد)

"واعلم أن اعتبار العادة والعرف يرجع إليه في مسائل كثيرة حتى جعلوا ذلك أصلاً، فقالوا تترك الحقيقة بدلالة الاستعمال والعادة الخ [illegible] شرح عقود رسم المفتي مطلب في تعريف العرف وبيان حجيته وشرط اعتباره، ص: ۱۷۶، دارالكتاب كراچی)

٢ [illegible]

بتاوه [illegible]

٣ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حمر سنه وجب عليها الغسل وقعد بعد انقطاع الدم على وجه يعتبر عدد وقت هو ممكن الحيض به وقل زوج ذلك بعد ذلك وقبل قربه دون ذلك [illegible] وقال في بعض [illegible] كل يعرف عادتها في الحيض كما في مدة النفاس قبل الزوج دون كل مبتدأة النفاس قبل [illegible] لا كما في مسألتنا هذه فتعتبر بقدر الحيض وهذا بخلاف ما هو معتبر بقدر النفاس [illegible] وكذا في فتح القدير باب الحيض ٣١٠٣ مصطفى البابي الحلبي مصر

وكذا في البحر الرائق باب الحيض ٢١٣ دار الكتب العلمية بيروت

باب في العروس والوليمة

(باب شادی اور ولیمہ کے بیان میں)

ولیمہ کا وقت کب سے کب تک ہے؟

[illegible] وقت [illegible]

لحوب حامداً ومصلیاً

ولیمہ کا وقت [illegible] (۱). فقط واللہ تعالیٰ

[illegible]

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۳/۲۵ھ۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ وجعل عتقہ صداقہا وجعل الولیمۃ حیسا۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من جعل عتق الجاریۃ صداقہا، ۱۱۱۱، ۱۳۱۱، إدارۃ القرآن کراچی)

"ووليمة العرس سنة، وفيها مثوبة عظيمة ولا بأس بأن يدعوا يومئذ ومن الغد وبعد الغد، ثم ينقطع العرس والوليمة [illegible] عشر [illegible] (قنيته)

"ولا بأس بأن يدعو يومئذ، ومن الغد ومن بعد الغد، ثم انقطع العرس، والوليمة لاتنقطع بزمان قليل، ولا تنقطع بزمان طويل [illegible] (الفتاوى الولوالجية، كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس [illegible] وقت الوليمة)

کتاب الطلاق

باب الطلاق بألفاظ الکنایة

(الفاظِ کنایہ سے طلاق دینے کا بیان)

''ہمیں تمہاری لڑکی سے اب کچھ مطلب نہیں ہے'' سے طلاق کا حکم

سوال [۱۰۰۲۵]: ایک آدمی ہے، جس کا نام عباس ہے، عباس نے اپنی بہن کی شادی دوسری جگہ کردی، جس کی وجہ سے عباس کی بیوی شوہر سے ناراض ہوئی، جب کہ اتنی حرام کاری کرتے ہو تو میں تمہارے یہاں نہیں رہوں گی، چنانچہ ناراض ہوکر بیوی اپنے باپ کے پاس چلی گئی، پھر عباس نے چاہا کہ بیوی کو بلالوں، مگر اس نے آنے سے انکار کردیا، عباس نے اپنے خسر سے کہا اور مجمع عام میں یہ کہا کہ ''تم چاہے بھیجو یا نہ بھیجو، ہمیں تمہاری لڑکی سے اب کچھ مطلب نہیں ہے، تم اپنی لڑکی کو رکھو'' تو کیا طلاق بائن واقع ہوئی یا نہیں؟ اور سال بھر ہوگئے، پھر بیوی کو بلایا نہیں، تو کیا اب عباس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہوئی اور اس کی شادی دوسری جگہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عباس نے اگر الفاظ مذکورہ طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی (۱)، وقت طلاق

---

(۱) "وفي الفتاوى: لم يبق بيني وبينك عمل، ونوى الطلاق يقع كذا في العتابية". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الفصل الخامس: ۱/۳۷۶، رشيديه)

وكذا في حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، كتاب الطلاق، باب الكنايات: ۳/۸۰، دار الكتب العلمية بيروت) =

سے تین ماہواری گزرنے پر عدت بھی ختم ہوگئی اور دوسری جگہ نکاح کا بھی حق حاصل ہوگیا، بغیر طلاق کے (۱) جو دوسرے شخص سے نکاح کردیا گیا ہے، وہ نکاح نہیں حرام کاری اور سخت وبال کی جڑ ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۸۹ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

= وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، فصل في الكنايات والمدلولات: ۱/ ۴۶۷، رشيديه)

(۱) قال الله تعالى: ﴿وإذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن فلا تعضلوهن أن ينكحن أزواجهن﴾ (البقرة ۲۳۲)

"فإذا انقضت عدتها (من الطلاق أو الوفاة) حلت للأزواج، ولاحتاج عنها فيما فعلت من ذلك". (الجامع لأحكام القرآن، البقرة ۲۳۴: ۳/ ۱۲۷، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في التفسير المظهري: ۲/ ۶۴، حافظ كتب خانه)

(۲) "لم يحل على القاضي التفريق بينهما" (الدر المختار، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد ۲/ ۱۳۳، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثامن: ۱/ ۳۳۰، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، الفصل السادس عشر: ۲/ ۳۴۸، مكتبه غفاريه كوئٹه)

باب الفسخ والتفریق

(فسخ اور تفریق نکاح کا بیان)

سسرال کے حالات خلاف واقع سن کر فسخ نکاح کا مطالبہ کرنا

سوال[۱۰۰۵۱]: [illegible] کی بھانجی جو نابالغ تھی اور اس وقت عمر ۱۷ سال ہے، اس کا نکاح بیٹ پاکستانی سے چند پاکستانیوں نے بیان کیا اور بچہ بلے پایا کہ ایک دو ماہ کے بعد رخصتی ہو اور [illegible] بعد رخصتی کے چند خطوط آئے، آمدے متعلق ضرورتے اظہار بھی آیا، ان خطوط سے بات ظاہر ہوئی کہ یہ لڑکا وہاں سے آنے والے لوگوں نے بتلایا جو کہ بالکل [illegible] نکاح کرنے والوں کو بتلایا، لڑکا اور ان کے والدین چونکہ بڑے [illegible] ان کی بات پر [illegible] والدین کی حیثیت ایسی ہے کہ بہ مشکل [illegible] یہ لوگ پاکستان جاکر ان کے صحیح حالات معلوم ہونے پر ان [illegible] قدرتی بات ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے خطوط کے خاطر خواہ جواب نہیں [illegible] ان کے علم میں بھی یہ باتیں آئیں تو اس کا بھی ارادہ نکاح فسخ اور [illegible] کا ہے، شرعی حکم بھی معلوم کرنا ہے، لڑکے اور اس کے رشتہ داروں کے جانے کے بعد چند خطوط [illegible] بعد سے اب تک [illegible] ان حالات میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صورت مسئولہ میں شرعاً فسخ نہیں ہوسکتا ہے نہ طلاق، نہ حسب پسند دوسری جگہ عقد کی اجازت ہوسکتی ہے(۱)، یہ بات نکاح [illegible] وقت سوچنے کی تھی کہ دور دراز مقام پر رہنے والوں کے ساتھ معاملہ کس طرح

---

(۱) لا يجوز [illegible] بروح زوجه غيره، وكذلك المعتدة (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، =

ہوسکے گا اوران کے صحیح حالات جو کہ خود انہی کی زبانی معلوم ہوئے ان کے متعلق [illegible] شروع میں ان لوگوں نے خطوط بھیجے، مگران کے خاطر خواہ جوابات نہیں [illegible] ہوکر بیٹھ گئے، پھران کے پاس خطوط بھی لکھے گئے، تاہم [illegible] نہیں، تو آخران سے مطالبہ طلاق کیوں کیا جاتا ہے؟ [illegible] متعلق کیا رائے قائم کریں گے؟

اور یہاں بیٹھے ہوئے ان کے متعلق جو حالات معلوم کئے ہیں، کیا اعتماد ہے کہ وہ صحیح ہیں اور کیا [illegible] نے خود کیا ہے اس کا شریعت پر کوئی اثر نہیں ہے، اب بہتر صورت یہ ہے کہ جن لوگوں کے ذریعے سے لڑکے [illegible] معلوم ہے ان کی معرفت گفتگو کی جائے، اگر وہ آمادہ ہوں تو لڑکی کو بھیجنے کا انتظام کیا جائے، یعنی لڑکی اور لڑکی والے سے اس پر رضامند ہوں کہ لڑکا آئے اور لے جائے یا بھوائے، ہمیں کوئی انکار نہیں ہم خوش ہیں [illegible]

[illegible] معلوم [illegible] ہے(۱)۔ [illegible] دے تو لڑکی کا چھٹکارا ہوجائے گا، دوسری جگہ اس کے نکاح کی اجازت ہوجائے

= الباب الثالث، ۱/۲۸۰، رشیدیہ)

وكذا في جامع الفصولين الفصل في [illegible] ۲/۲۰۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته، الفصل الثالث المحرمات من النساء ۹/۶۶۳۲، رشيديه)

(۱) قال الله تعالى: ﴿فلا تميلوا كل الميل فتذروها كالمعلقة﴾ (النساء ۱۲۹)

قوله: [illegible] فتذروها كالمعلقة، أي لا هي مطلقة ولا ذات زوج. الجامع لاحكام القرآن، النساء: ۱۲۹، ۵/۹۰-۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وقال الله تعالى: ﴿فامسكوهن بمعروف أو سرحوهن بمعروف﴾ (البقرة: ۲۳۱)

"وحكمه أن الوقع به وبالطلاق على مال طلاق بائن". (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الخلع، ۳/۴۴۲، سعيد)

ی (۱)، اور پوری فہمائش اور کوشش کے باوجود نہ وہ بلائے اور نہ طلاق دے تو حاکم مسلم یا اختیاری عدالت میں مقدمہ پیش کیا جائے، اگر حاکم مسلم یا اختیار نہ ہو، تو چند معزز دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں مقدمہ پیش کیا جائے اور اس میں مرد اور عورت ایک معتبر عالم بھی شریک ہو، وہ پوری تحقیق اور تفتیش کے بعد فیصلہ کردے، فیصلہ کرتے وقت رسالہ "حیلۃ ناجزۃ" کا بغور مطالعہ کیا جائے، اس میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح ہے۔ سید مہدی حسن، مفتی دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح ہے بندہ محمد نظام الدین، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۳/ ۸۶ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

- " وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلها لصلحوا بينهما، فإن لم يصطلحوا جاز الطلاق". (ردالمحتار، كتاب الطلاق، باب الخلع: ۳/ ۴۴۱، سعيد)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ (البقرة: ۲۲۸)

وقال الله تعالى: ﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله﴾ (البقرة: ۲۳۵)

"لايحل لمعتبر نكاحهن مالم يمت زوجها أو يطلقها، وينقضي عدتها من الوفاة أو الطلاق (التفسير المظهري: ۴/ ۶۴، حافظ كتب خانه)

فصل في زوجة المجنون والعنين

(دیوانے اور نامرد کی بیوی کا بیان)

زوجۂ عنین کا حکم

سوال[۱۰۶۵۹]: ایک لڑکی کی شادی ہوئے قریب ایک سال اپنے شوہر کے یہاں رہی اور پھر اپنے والدین کے مکان پر آئی ہے، شوہر کے یہاں رہ کر یہ طرح محسوس کرتی ہے کہ شوہر عورت کے قابل نہیں ہے، جس کی وجہ سے شوہر کے پاس ایک سال رہنے سے ناراض ہے اور اپنے والد سے ذکر کیا، پنچایت لڑکے سے فیصد طلب کرتی ہے، مگر لڑکا طلاق نہیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ لڑکی میرا شادی کا پورا خرچ دے دے اور مہر ادا کردے، تو میں طلاق دے دوں گا اور لڑکی والے بہت غریب ہیں، اب ایسی حالت میں لڑکی کیا کرے؟ بینوا توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً:

سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ لڑکی مہر معاف کردے، شوہر نے جو کچھ زیور وغیرہ دیا ہو، وہ واپس کرے اور شوہر کے نامرد ہونے کا کوئی ذکر نہ کرے اور شوہر سے اس کے عوض طلاق لے لے(۱)۔ شوہر کو غصہ اس وجہ سے ہے کہ اس کو نامرد کہہ دیا ہے، جب اس کو نامرد نہیں کہا جائے گا، تو ممکن ہے کہ اس کا غصہ ختم ہوجائے اور وہ طلاق دے دے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو، تو اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وقت نکاح زوجہ کو اس کے نامرد ہونے کا علم نہیں تھا اور شادی کے بعد شوہر نے ایک دفعہ بھی جماع نہیں کیا ہے اور بیوی نے ایک دفعہ بھی یہ نہیں کہا کہ میں اس شوہر کے نامرد ہونے کے باوجود اس کے ساتھ زندگی گزاروں گی، تو بیوی حاکم مسلم باختیار کی عدالت

---

(۱) قال الله تعالى ﴿فإن خفتم ألا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به﴾ (البقرة ۲۲۹)

"وحكمه أن الواقع به ولو بلا مال، وبالطلاق على مال طلاق بائن" (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الخلع: ۴۴۴/۳، سعيد)

وكذا في الفتاوى التتارخانية، الفصل السادس عشر في الخلع ۴۵۳/۳، إدارة القرآن كراچی)

(۱) "اذا رفعت المرأة روحها إلى القاضي، وادعت أنه عنين، وطلبت المرافعة، فإن القاضي يسأله هل وصل إليها أو لم يصل؟ فإن أقر أنه لم يصل، أخجله سنة سواء كانت المرأة بكرا أو ثيبا، وإن أنكر وادعى الوصول إليها [illegible] وإذا ثبت عدم الوصول إليها أجله القاضي سنة طلب الرجل التأجيل أو لم يطلب، ويشهد على التأجيل ويكتب لذلك تاريخا كذا في فتاوى قاضي خان جاءت المرأة إلى القاضي بعد مضي الأجل، وادعت أنه لم يصل إليها، وادعى الزوج به الوصول، فإن كانت ثيبا في الأصل كان القول قوله مع اليمين، فإن حلف بطل حقها، وإن نكل حبرها القاضي إن اختارت المرافعة أمر القاضي ان يطلقها طلقة بائنة فإن أبى فرق بينهما والمرافعة تصفية بائنة كذا في الكافي ولها المهر كاملا وعليها العدة بالإجماع إن علمت المرأة وقت النكاح انه عنين لايصل إلى النساء لايكون لها حق الخصومة، وان لم تعلم وقت النكاح، وعلمت بعد ذلك كان لها حق الخصومة" (الفتاوى العالمكيريه، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشر، ۱/ ۵۲۲-۵۲۴، رشيديه)

وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره، ۳/ ۴۹۲-۵۰۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى الولوالجية، كتاب النكاح، الفصل الرابع، ۱/ ۳۶۹، ۳۷۰، مكتبه فاروقيه پشاور)

(وكذا في حيلة ناجزه، ص ۴۳-۴۷، دارالاشاعت كراچی)

محمد شکیل معتبر عامل شریعت بتی خدمتی ہے۔ [illegible] کی تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۳/۸۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۳/۸۶ھ۔

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۳/۸۶ھ۔

باب الخلع

(خلع کا بیان)

طلاق بالمال دینے کی صورت میں بیوی کو دیئے ہوئے زیور وغیرہ واپس لینا

سوال[۱۰۲۲۰]: ہندہ بالغہ کا نکاح ہندہ کی مرضی سے زید نابالغ کے ساتھ ہوا، ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی، کچھ عرصہ کے بعد ہندہ نے زید سے جو کہ نابالغ تھا، تعلق توڑ لیا اور صاف انکار کر دیا کہ میں زید کے گھر نہیں جانا چاہتی اور عمرو کے ساتھ رہنا شروع کر دیا، زید نے کافی کوشش کی کہ اپنی بیوی ہندہ کو حاصل کر لے، لیکن ہندہ نے بھی انکار کر دیا اور عمرو نے بھی اور عمرو نے یہ کہا کہ میں ہندہ کو نہیں دیتا، چھ روپے لو، تو میں دے سکتا ہوں، چنانچہ کچھ روپے دے دیئے گئے، یعنی عمرو نے زید کو کچھ پیسے دے دیئے، کیونکہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کے لئے کافی روپے کا زیور بھی بنایا تھا اور ہندہ کو طلاق دے دی، اب آپ یہ فرمادیں کہ زید کو عمرو سے یہ پیسے لینے کیسے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جتنی قیمت کا زیور ہندہ دیا ہے، اتنی قیمت یا وہ زیور واپس لینے کا حق ہے(۱)، خواہ ہندہ دے یا اس کی طرف سے عمرو، ہندہ کو نا جائز طریقہ پر عمرو کے ساتھ (رہنا) حرام ہے(۲)، شریعت کے مطابق نکاح کر کے

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿فإن خفتم ألا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به﴾ (البقرة: ۲۲۹)

"نعم يكون أحد الزيادة خلاف الأولى" (ردالمحتار، كتاب النكاح، باب الخلع ۳: ۴۴۶، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، باب الخلع، الفصل الثاني ۱: ۴۹۵، رشيديه)

(۲) قال الله تعالى: ﴿لا تقربوا الزنى إنه كان فاحشة ومقتا وساء سبيلا﴾ (بني اسرائيل: ۳۲)

"والزنى من الكبائر، ولا خلاف فيه وفي قبحه لا سيما بحليلة الجار". (الجامع لأحكام =

ہوئیں رہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

جواب صحیح: بندہ نظام الدین، دیوبند، ۸۹ ۴ ۱ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

- القرآن، الإسراء: ۱۰/ ۱۲۵، دار إحياء التراث العربي بيروت،

"وجاء عنه صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال: "ما من ذنب بعد الشرك أعظم عندالله من نطفه وضعها رجل في رحم لا يحل له" (البزاز عن افتراق الكثير، الكسرة الثامنة والخمسون بعد الثلاثمائة: الرنا : ۲ ۲۲۵، دارالفكر بيروت)

باب العدة والحداد

(عدت اور سوگ کا بیان)

عدت ختم ہونے کے وقت پڑنے سے اصل باتوں کا حکم

[illegible]

محوب حامداً ومصلیاً

[illegible]

[illegible]
بعل حیض وہو حج علیکم فدعی الصلوٰۃ [illegible]
قرء فدعی الصلوٰۃ من قرئک وصلی [illegible] ۱۴۹، حقانیہ)
قد نقضت عدتہا وحل لہا التزوج [illegible]

۲۱۲ [illegible]
علی مصرحہ [illegible] "في عدتها". (الفتاوی
علیکم کتب [illegible]

کرتے ہیں، کیا اپنے عزیز اقارب وغیرہ سے یہاں اس دن یا اس سے بعد چلی جائے، اس سے عدت کی عدت ختم ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۵/ ۱۳۰۰ھ۔

دوعدتوں کا تداخل

سوال [۶۶۲۲]: ایک عورت جو ابھی عدت وفات گزار رہی تھی اور ابھی تین ماہ تیرہ روز باقی تھے کہ ایک شخص نے اس سے نکاح کرلیا، نکاح کے بعد دخول سے پہلے یا نکاح کے بعد دخول کے بعد، بہرحال نکاح فاسد ہوگیا یا صحیح، بہرحال نکاح فاسد ہوگیا یا صحیح، بہرحال عدت وفات کی مقدار سے کم تھی یا زیادہ تھی، اگر یہ نکاح فاسد تھا یا صحیح جیسے تفریق یا متارکت کے بعد کا ہے، اس صورت میں خیال یہ ہے کہ شوہر اول کی وفات سے بعد والے نکاح سے عدت ہے، مدت اقل اس صورت میں دو سال سے اندر اندر ہو، اس شوہر اول سے ثابت النسب ہونے کا نکاح فاسد کرنے والے سے، اگر یہ اس صورت میں ولد کے شوہر اول سے ثابت النسب ماننے کی وجہ سے یہ عورت شوہر اول کی وفات کے وقت سے حاملہ مانی جائے گی اور اس کی عدت وضع حمل ہوگی یا کہ اس کی عدت چار مہینے دس دن تک رہ جائے گی، اور چار مہینے دس دن سے بعد نکاح فاسد کرنے والے شخص کی عدت گزرے گی، وہ اپنی عدت کے زمانہ میں اس عورت سے نکاح کرسکے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عدت وفات چار مہینے دس دن ہے۔

وكذا في الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العدة، ۳/ ۵۳۰، ۵۳۱ سعيد

الفقرة ۲۳۲

وعدة الحرة في الوفاة أربعة أشهر وعشرة أيام (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر: ۱/ ۵۲۹، ۵۳۲، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الطلاق، الفصل الثامن: ۲/ ۱۱۷، رشيديه)

اگر وہ جوب عدت کے وقت میں ہو تو عدت وفات مکمل ہے۔

عدت کے دوران [illegible]

لیکن اگر حالت عدت میں حمل قرار پائے تو اس سے عدت میں تغیر نہیں ہوگا، بلکہ عدت سابقہ چار ماہ دس روز ہی رہے گی جیسا کہ تصریح ہے۔

"کل محل لم یجب فیہ شیء من المہر وھی من ذوات الحیض فوجد الحیض فی العدۃ ... یستقبل بالحیض ما کان من الحیض فی العدۃ" (شامی ۲: ۵۰۱)

"[illegible] العدۃ وقد [illegible] صحیح فی "البدائع" ۵

(در مختار مع حاشیہ شامی ۲: ۵۰۹)

"قولہ [illegible] العدۃ وقد [illegible] کانت العدۃ من وقت [illegible] "البدائع" [illegible] "وقد [illegible] "البدائع" (شامی ۲: ۵۰۵)(۲)

خود بیوی کے بیان سے [illegible] عدت وفات میں نکاح جائز نہیں ہے۔

[illegible] (۳)

---

۱ الطلاق ۶

"وفي حق الحامل وضع حملها" (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ ۳: ۵۳۰، سعید)

وکذا في الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث ۱: ۵۲۸، رشیدیہ)

۲) (رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، مطلب في وطء المعتدۃ بشبہۃ ۳: ۵۳۰، ۵۳۱، سعید)

(وکذا في البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب العدۃ ۴: ۲۳۱، ۲۳۲، رشیدیہ)

وکذا في الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر ۱: ۵۳۲، رشیدیہ)

(۳) (البقرۃ: ۲۳۵)

زنا کی وجہ سے حد لازم ہوتی ہے شبہ کی وجہ سے [illegible] حد ساقط ہو جاتی ہے۔

ثبوت زنا کی وجہ سے حد ساقط ہو چکی ہے [illegible] مضعفہ" (ردالمحتار، ۴/۱۱۱)(۲)

شبہ کی ایک قسم شبہ اعتقاد ہے(۳)، اگر حالت عدت میں نکاح کیا جائے اور حرمت کا علم نہ ہو تو یہ شبہ عقد اور نکاح فی عدۃ ہوگا اور نکاح فی عدۃ فی صورت عدم دخول باجماع واجب التفریق ہونے کے باوجود بعد دخول وطی ادا مرتب ہوتے ہیں، جو نکاح صحیح پر ہوتے ہیں، لہٰذا ایسے نکاح میں جو لڑکا ہوگا، وہ ثابت النسب ہوگا اور اس سے متارکت پر عدت مستقلہ لازم ہوگی۔

"وشبهة العقد تثبت النسب في النكاح الفاسد" (عالمگیری: ۱/۲۳۰)(٤).

= لايحرم للرجل أن يتزوج زوجة عمرو وكذلك المعتدة" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثالث ۲۹۰، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح: ۲/۳۵۱، دارالكتب العلمية بيروت)

لور ۲)

"لوطئ المسوحب للحد هو الزنا كذا في الكافي" (الفتاوى العالمكيريه، كتاب الحدود، الباب الرابع: ۲/۱۴۷، رشيديه)

"وشرحه محصن في قضاء حتى يموت وغير المحصن بحد ماه" (الدر المختار، كتاب الحدود: ۴/۱۰-۱۳، سعيد)

(۲) (جامع الترمذي، أبواب الحدود، باب ماجاء في درء الحدود: ۱/۲۶۳، سعيد)

"الحدود تدرء بالشبهات". (قواعد الفقه، ص: ۷۶، الصدف پبلشرز)

(وكذا في المستدرك للحاكم، كتاب الحدود: ۵/۳۰۱، قديمي)

(۳) "لاحد أيضا بشبهة العقد أي: عقد النكاح". (الدرالمختار، كتاب الحدود ۲۳۶، سعيد)

"وفي مجمع الفتاوى: تزوج المطلقة ثلاثاً، وهما يعلمان بفساد النكاح، فولدت، في الحوى انه لايجب الحد عنده". (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الحدود ۲۶۵، رشيديه)

(۴) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثامن في النكاح الفاسد وحكمه ۱/۳۳۰، رشيديه) =

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عورت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۳)۔

۔ وفسد سکاح فی ذلک فی قول لسب کصحیحہ، فہستانی [illegible] لعدۃ، قصر فی قول لسب ۳ ۲۰۳ سعید)

وکذا فی فتح القدیر کتاب لنکاح باب لمہر ۳ ۲۲۲، سعید)

رد لمحتار کتاب الطلاق، باب العدۃ، مطلب فی النکاح الفاسد و لباطل ۳ ۴۳۵، سعید

د وقع سکاح فاسد [illegible] ول کان قد دخل بہا فعلیہا لاقل مما سمی لہا ومن مہر مثلہا

ویجب بعدۃ (الفتاوی لعالمکیریہ، کتاب النکاح الباب السابع ۱ ۳۳۰، رشیدیہ

وکذا فی خلاصۃ لفتاوی کتاب لطلاق لفصل لسابع، لحکم سابی ۱ ۲ [illegible] رشیدیہ

۲ سنن ابی داود کتاب النکاح باب وطی لسبایا ۱ ۳۱۰، وحمانیہ)

وفی لحاوی لزاہدی: إذا حلت المعتدۃ، وولدت تقضی بہ العدۃ سواء کان من المطلق أو

من [illegible] رد لمحتار کتاب لطلاق، باب العدۃ ۳ ۴۳۵ سعید،

وکذا فی لسنن لکبری، کتاب لسیر، باب المرأۃ تسبی مع زوجہا ۹ ۲۰۹، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

۳ وفی مجمع [illegible] داتزوج امراۃ قد زنی هو بہا، وظہر بہا حمل فلنکاح جائز عند لکل [illegible]

ن یطأہا عند لکل [illegible] لفتاوی العالمکیریۃ، کتاب النکاح، الباب الثامن ۱ ۳۱۰، رشیدیہ)

لو نکح لزانی فلوطی جاز بالاجماع" (مجمع لانہر، کتاب لنکاح، باب لمحرمات

۳۲۹، دار احیاء لتراث لعربی بیروت،

وکذا فی بدائع لصنائع، کتاب لنکاح باب لمحرمات ۲ ۲۹۳، سعید

باب النفقات

(نفقہ کا بیان)

میکہ چلی جانے والی عورت کا نفقہ

سوال[۱۰۶۲۳]: میکہ میں رہنے کی مدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر شوہر کی اجازت ورضا سے رہے تو نفقہ واجب ہے، ورنہ نہیں (۱)، اجازت سے رہنے کے باوجود اگر نہ دیا تو ساقط ہوجائے گا، الا یہ کہ قضائے قاضی یا باہمی مصالحت سے مقرر کردیا گیا ہو (۲)۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۷/۸۷ھ۔

میکہ میں رہ کر جھوٹی تحریر کے ذریعہ نفقہ طلب کرنا

سوال[۱۰۶۲۴]: انصار میاں اور اس کی زوجہ زاہدہ کے درمیان زاہدہ کے نان ونفقہ اور دیگر

---

(۱) "ولا نفقة لناشزة خرجت من بيته، أي الزوج بغير حق، وإذن من الشرع" (سكب الأنهر على مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۲/۱۷۹، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، باب النفقة، الفصل الأول الخ ۵۲۵، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۳ ۵۷۵، ۵۷۶، سعيد)

(۲) "قال أصحابنا رحمه الله تعالى "إنها تحبس على وجه لا يصير دينا في ذمة الزوج، إلا بقضاء القاضي أو بتراضي الزوجين، فإن لم يوجد أحد هذين تسقط بمضي الزمان" (بدائع الصنائع، كتاب النفقة ۳ ۴۳۳، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب لا تصير النفقة دينا إلا بالقضاء أو الرضاء: ۳/۵۹۴، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب النفقه: ۴/۳۱۲، رشيديه)

دعووں کے دائر ہونے کے بابت تنازع ہوا، جس پر انصار نے اپنے سسر اور زوجہ کو منتخب کیا کہ فریقین اپنے تنازعات کو پنچایت مسلمین یا قریبی عدالت شرع شریف بھوپال کے ذریعہ اپنا دعویٰ دائر کرکے انصاف وتصفیہ اور مذہبی طریقہ کار اختیار کریں۔

جس پر مولوی احمد سعید خاں اور ان کی دختر نے بجائے پنچایت مسلمین یا عدالت شرع شریف کے سرونج کی غیر مسلم عدالت میں ایک فرضی تحریر کے حوالہ سے یہ دعویٰ دائر کیا ہے کہ انصار میاں نے زاہدہ کے بارے میں یہ تحریر کیا ہے کہ میں اپنی زوجہ کو اس کے میکہ ہی میں رکھوں گا اور زاہدہ کے خلاف مرضی اسے نہیں لے جاؤں گا اور مبلغ پچاس روپے ماہوار نان ونفقہ کے دیتا رہوں گا اور اپنا نصف مکان بھی بنام زاہدہ تحریر میں لکھ دے اور زیورات چڑھاوے کے زاہدہ کی ملک میں لکھا ہے، اب چونکہ انصار میاں نے آٹھ ماہ سے زاہدہ کو پچاس روپے نہیں دیئے، جو اب تک دینے چاہئیں اور آئندہ وہ بھی ماہوار دینے کی کارروائی کی جائے اور بروئے تحریر ومعاہدہ انصار میاں سے تمام مطالبات وصول دلائے جائیں۔

انصار میاں نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے ایسی کوئی تحریر لکھی ہے۔ تاہم زوج وزوجہ کی باہمی رضامندی سے ایسا ہونے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے، البتہ میں نے یہ تحریر ومعاہدہ قطعی نہیں کیا ہے، اب میں زاہدہ کو اس کے میکہ میں نہیں رکھ سکتا اور اگر میری زوجہ میکہ میں رہ کر مجھ سے پچاس روپے ماہوار طلب کرتی ہے یا میرے خلاف کوئی بیان دیتی ہے تو یہ مجھ پر ظلم ہے، لہٰذا زاہدہ اور اس کے والد کے قول کے مطابق اگر انصار میاں نے تحریر معاہدہ لکھ بھی دی ہو تو کیا اس معاہدہ کے ناجائز زعم کی بنا پر زاہدہ انصار میاں کی مرضی وخوشی واجازت اور مذہب کے خلاف آزادانہ حیثیت سے اپنے میکہ میں رہ سکتی ہے؟

۲ صورت مندرجہ بالا میں زاہدہ اپنے شوہر کی نافرمان ہوکر اور ان سے ناراض رہ کر بھی حقوق شوہر کے اپنا نان ونفقہ مبلغ پچاس روپے ماہوار اپنے میکہ میں رہ کر کیا شوہر سے وصول کرنے کی حق دار ہے؟

۳ مولوی احمد سعید خاں اور زاہدہ کا قول مزعومہ دعویٰ کے خلاف کیا انصار میاں اپنے ذاتی مکان میں زاہدہ بیوی کو ساتھ رکھنے کا مستحق نہیں ہے۔

۴ ایسا ظاہری مسلمان جو شریعت اسلامی کے راستوں اور احکامات کو چھوڑ کر خود غرضی اور لالچ کی بناء پر اپنا انصاف فخریہ طور سے غیر مسلم عدالت سے چاہے، اسے جائز سمجھے اور خود کے علاوہ دیگر مسلمانوں کو علماء

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے [illegible] کا حق [illegible] والا گنہگار ہے (۱)، تاہم انصار [illegible] حق حاصل ہے کہ اپنی اجازت واپس لے کر اپنی بیوی زاہدہ بی کو میکہ سے بلا کر اپنے مکان پر رکھے اور اس [illegible] حق نہیں ہے (۲)۔

---

(۲) "ولا نفقة لناشزة خرجت من بيته، أي الزوج بغير حق وإذن من الشرع" (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب النفقة ۱/۵۹۲، مكتبه عماريه كوئته)

(وكذا في الفتاوى العالمكيريه، كتاب الطلاق، باب النفقة، الفصل الاول ۱/۵۴۵، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳/۵۷۵، سعيد)

۴ ... ان باتوں میں کون سی بات ایسی ہے، جس کا حکم ظاہر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

بااجازت شوہر کے [illegible]

[illegible]

ملازمت کرلی اور وہیں سے کانپور کی عدالت میں ۴۸۸/ روپے [illegible] نان ونفقہ کا عدالت میں دعویٰ کردیا اور شہر والوں

[illegible]

رکھنے کے قابل نہیں ہے، لہٰذا واقعات بالا کے تحت فریدہ کہیں بھی نان ونفقہ سلیم سے پاسکتی ہے؟ کیا اتنا برباد کرنے

[illegible]

کیہ اوف ایس ایم تقی وکیل سول کورٹ کانپور

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] نفقہ [illegible] (۱) [illegible]

ولا نفقة لمن خرجت من منزله بغير حق ... لأنه على منع الزوج. (البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۳/ ۱۷۹، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الفصل الأول في نفقة الزوجة ۱/ ۵۴۵، رشيديه) =

رہے(۱)، شوہر ان حالات میں رکھنا چاہے تو اس کو بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے، اس پر طلاق نہیں ہوئی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۱/۹۴ھ۔

عورت ناشزہ کب شمار ہوگی؟

سوال [۱۰۶۲۲]: کیا معاشرہ کی وہ عورت جو شوہر کے ظلم وستم سے تنگ آچکی ہو، تاوقتیکہ شوہر کی طرف سے کوئی اطمینان بخش جواب نہ ملے، شوہر کے گھر آنے سے انکار کرتی رہی، تو جنم ناشزہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

= (وكذا في الدرالمختار، باب النفقة: ۳، ۵۷۵، ۵۷۶، سعيد)

"(لا يحجر لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه، أو وكالة منه أو ولاية عليه، وإن فعل كان ضامناً" (شرح المجلة لسليم رستم باز، رقم المادة ۹۶: ۱/ ۶۱، مكتبه حنفيه كوئته)

"وعلى الغاصب رد العين المغصوبة، سواء كان هو قائماً، لقوله عليه السلام: على اليد ما أخذت حتى ترد" وقال عليه السلام: "لا يحل لأحد أن يأخذ متاع أخيه لا لاعباً ولا جاداً، فمن أخذه فليرد عليه". (الهداية، كتاب الغصب: ۳/ ۳۷۱، شركت علميه ملتان)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الغصب: ۶، ۳۱۵، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الغصب: ۶/ ۱۸۲، سعيد)

"قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى: هو لغة رفع القيد، لكن جعلوه في المرأة طلاقاً، وفي غيرها إطلاقاً، وشرعاً رفع قيد النكاح في الحال بالبائن، أو المآل بالرجعي بلفظ مخصوص، هو ما اشتمل على الطلاق". (الدرالمختار، كتاب الطلاق: ۳/ ۲۲۶، ۲۲۷، سعيد)

"أما تفسيره شرعاً فهو رفع قيد النكاح حالاً أو مآلاً بلفظ مخصوص" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب الأول في تفسيره وركنه وشرطه وحكمه الخ: ۱/ ۳۴۸، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق: ۳/ ۴۰۹، رشيديه)

ورجب وہ بلا اجازت شوہر چلی گئی، شوہر نے روکنے پر بھی نہیں رکی تو وہ نافرمان ہے(۱)، اور شوہر معصیت پر مجبور کرتا ہو اور وہ اس کی وجہ سے چلی گئی تو نافرمان نہیں (۲)، یعنی حکم اس وقت ہے جب شوہر ناقابل برداشت ظلم کرتا اور اس کے حقوق کو تلف کرتا ہو کہ وہ نفقہ سے مجبور ہو کر جائے۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۷/ ۸۷ھ۔

ناشزہ عورت کا نفقہ

سوال [۶۶۶۰]: اس قصبہ کا حال یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنی عورتوں کو نفقہ وغیرہ دیتے ہیں، لیکن وہ عورتیں دیوبند جاتی ہیں اور وہیں رہنے کا خرچ نہیں دیا جاتا ہے، اور وہ عورتیں بغیر کسی شرعی وجہ کے مخرچ عدت کا مطالبہ کرتی ہیں، کیا ایسی عورتوں کو کچھ دینا ہوگا یا نہیں؟ اور اس سے کوئی فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔

---

(۱) فسخت النفقة للزوجة على زوجها إذا لم يطلبها الزوج فالنفقة له على (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الطلاق، باب النفقه: ۵۷۵/۳، سعيد)

ولا نفقة للناشزة حرجت من بيته أي الزوج بغير حق، وإن من الزوج (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۱۷۹/۲، مكتبه غفاريه كوئته)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية، باب النفقة، الفصل الأول ۱۹۳/۴، ۱۹۴، إدارة القرآن كراچي)

(۲) عن النواس بن سمعان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني ۳۱۸ دارالكتب العلمية بيروت)

"ذكر الحرري في أماليه بإسناده عن علي رضي الله تعالى عنه حديث طويلا وقال في آخره علي رضي الله تعالى عنه: "فما أمركم من طاعة الله فحق عليكم طاعتي فيما أحببتم وكرهتم، وما أمركم بمعصية الله فلا طاعة لأحد في معصية الله، إنما الطاعة في المعروف" وفي الجامع الصغير: "ما أمركم من أولاد آدم بمعصية الله فلا تسمعوه" رواه أحمد. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء: ۲۷۴/۷، ۲۷۵، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

خلوت صحیحہ کے بعد پورا مہر لازم ومؤکد ہوجاتا ہے(۱)، خرچہ عدت شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے(۲)، ناشزہ کا نفقہ لازم نہیں ہوتا(۳)، یہ سب احکام شرعی ہیں، محض رواجی نہیں۔ واللہ اعلم۔

نشوز میں میاں بیوی کا بیان مختلف ہونے کا حکم

[illegible]

ہوجائے کہ شوہر محض ناشزہ ثابت کرنے کے لئے اس قسم کا بیان دے رہا ہے تو کیا جواب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اطمینان کے لئے شوہر سے تحریر لے لی جائے کہ اس کی پابندی نہ کرنے پر بیوی کو حق تفریق

[illegible]

دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب النكاح، باب المهر: ۳/۱۰۲، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب النكاح، باب المهر ۳/۲۵۱، رشيديه)

[illegible]

لم تكن" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب السابع، الفصل الثالث ۱/۵۵۷، رشيديه)

(وكذا في مجمع الانهر، كتاب الطلاق، باب النفقة ۱/۴۹۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳/۳۲۰، دارالكتب العلمية بيروت)

(۳) "ولا نفقة لناشزة خرجت من بيته أي: الزوج بغير حق، وإذن من الشرع" (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب النفقة ۲/۱۷۹، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، باب النفقة، الفصل الأول ۱/۵۴۵، رشيديه)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳/۵۷۵، سعيد)

حاصل ہوگا (۱)۔ واللہ اعلم۔

[illegible]

طلاق دینے کے لئے نشوز کو ثابت کرنا

[illegible]

بوجہ انکار نشوز کہی جائیں گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

[illegible]

مالم يؤقته ولا يبطل المؤقت بالإعراض بل بمضي الوقت علمت أولا" (الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق: ۳/ ۳۱۵-۳۲۴، سعيد)

[illegible]

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق: ۱/ ۴۰۷، ۴۰۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

[illegible]

كتاب الطلاق: ۴/ ۲، مكتبه غفاريه كوئٹه)

"وأما سببه فالحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق، وعروض الفضاء الموجبة عدم إقامة حدود الله تعالى". (البحرالرائق، كتاب الطلاق: ۳/ ۴۱۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب الأول: ۱/ ۳۵۳، رشيديه)

باب ثبوت النسب

(ثبوت نسب کا بیان)

نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کا حکم

سوال[۵۰۰۲]: مسماۃ پنھانی کا نکاح نابالغی کے وقت باپ نے فتح محمد ولد شیرین سے پڑھادیا، تین رخصتی نہیں ہوئی، باپ کے گھر میں کافی عرصہ سے بالغ ہوکر بھی رہی، باپ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا، اس پر بی سے حرامکاری سے وہ حرامی لڑکا جو کہ زنا سے پیدا ہوا لوگوں کی پرورش میں دیا گیا، مسماۃ پنھانی کے والد نے بڑی کوشش ومحنت سے اپنی لڑکی واپس فتح محمد کے گھر آباد کیا، بعد میں مسماۃ مذکورہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، جس کی پیدائش کا حال پیدائش میں اندراج ہے، لڑکا جو حرامی تھا اس کا نام قائد بخش ہے، اس کی پیدائش رجسٹر پیدائش میں اندراج نہیں ہے، مسماۃ مذکورہ پنھانی کا خاوند فتح محمد خوش ہوگیا ہے، کیا وہ حرامی لڑکا ورثہ کا مالک ہوسکتا ہے؟ جو شرعاً حکم ہو وہ صادر فرمائیں۔ لڑکے کی ناجائز پیدائش کے گواہ سب شہر کے باشندے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس لڑکی کی شادی ہوئی اور اس کو چھ ماہ سے زائد کا عرصہ گزر گیا(۱)، پھر اس کے بچہ پیدا ہوا تو محض اس وجہ سے کہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی، اس کے بچے کو حرامی اور زنا کا بچہ کہنا جائز نہیں، جب تک زنا کے چار عینی گواہ شہادت نہ دیں(۲)، سے حرامی کہنے والے سخت مجرم ہیں، ان کو ایسا کہنے سے اپنی زبان بند رکھنا ضروری ہے، وہ

---

(۱) أكثر مدة الحمل سنتان، وأقلها ستة أشهر إجماعا" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في ثبوت النسب: ۳/۵۴۰، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب ثبوت النسب: ۴/۲۷۶، رشيديه)

وكذا في الهداية، كتاب الطلاق، باب ثبوت النسب: ۲/۴۳۳، مكتبه شركت علميه ملتان)

(۲) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن إن بعض الظن إثم﴾ (الحجرات: ۱۲)

سخت سزا کے مستحق ہیں (۱)، اگر وہ بچہ فتح محمد کا ہے تو فتح محمد کی زندگی میں کیا اس کا سوال نہیں اٹھا؟ شہر کے سب لوگ آج تقسیم میراث کے وقت اس کے بچہ کے ناجائز ہونے کی گواہی دے رہے ہیں، فتح محمد کے سامنے انہوں نے کیوں گواہی نہیں دی؟ غرض اس بچہ کے ناجائز اور حرامی ہونے کے لئے بیان مذکورہ ہر گز شرعاً کافی نہیں، رجسٹر چوکیدار میں اندراج نہ ہونے سے بھی کسی بچہ کو شرعاً حرامی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۳ ۴ ۹۱ھ۔

ارتکاب معصیت سے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب

سوال[۱۰۶۷۱]: زید ایک عورت پر عاشق ہوگیا اور عورت زید پر عاشق ہوئی، نیز عورت شادی شدہ ہے اور اپنے شوہر کے پاس رہنا نہیں چاہتی، عورت اپنے گھر سے بھاگ کر زید کے گھر چلی آئی، زید نے بغیر نکاح کے اس عورت کے ساتھ ہمبستری کرنی شروع کردی، یہاں تک کہ اس عورت کو ایک لڑکا پیدا ہوگیا (وہ الزنا) اس کا شوہر بار بار بلانے کے لئے آیا، لیکن عورت اپنے شوہر کے گھر جانے سے انکار کررہی ہے، پوچھنا یہ ہے کہ اگر عورت کو اس شوہر سے طلاق دلادی جائے اور عدت گزر جائے، تو پھر زید کا نکاح اس عورت کے ساتھ درست ہوگا یا نہیں؟ اگر درست ہوگا تو پھر اس ولد الزنا کو کیا کیا جائے گا؟ اگر زید کے گھر رہتا ہے، تو حرامی کی نسل بڑھتی چلی جائے گی، اس مسئلہ کا اطمینان بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

موجودہ حالت سخت مصیبت کی حالت ہے، لہٰذا پہلے تو اس عورت کو اس شخص سے الگ کرایا جائے (۲)،

---

(۱) "ومن قذف مملوكاً أو كافراً بالزنا او مسلما بيا فاسق يا حرام زاده عزر" (البحر الرائق، كتاب الحدود، باب حد القذف: ۵/ ۷۱، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الحدود، فصل في التعزير ۲ ۳۷۳، ۳۷۴، مكتبه عصريه كوئته)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الحدود، فصل في التعزير: ۴/ ۷۱، سعيد)

(۲) "بل يجب على القاضي التفريق بينهما" (الدر المختار، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد: ۳، ۱۳۳، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثامن: ۱/ ۳۳۰، رشيديه) =

پھر شوہر طلاق دے دے، پھر عدت تین ماہواری گزارے، تب اس شخص سے نکاح کردیا جائے (۱)، جس سے

[illegible] کہلائے گا، اس کا نسب اس سے ثابت نہیں ہوگا، جو بچہ ارتکاب معصیت سے پیدا ہو وہ اس سے ثابت النسب نہیں ہوتا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= (وكذا في المحيط البرهاني، كتاب النكاح، الفصل السادس عشر ۳ ۳۴۸، مكسه عقاريه كونه،

(۱) "(والمحصنات من النساء) أي ذوات الأزواج، لايحل لغير نكاحهن مالم يمت زوجها أو يطلقها، وتنقضي عدتها الوفاة أو الطلاق" (التفسير المظهري ۲ ۲۴، حافظ كتب خانه)

قال الله تعالى "وإذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن أزواجهن" (البقرة ۲۳۲)

"فإذا انقضت عدتها (من الطلاق أو الوفاة) حلت للازواج، ولاجناح عليها فيما فعلت من ذلك" (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، البقرة ۲۳۴ ۳ ـ ۱۲، دار احياء التراث العربي بيروت)

(۲) "فيقام النكاح مقامه (أي الدخول) في اثبات النسب، ولهذا قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الولد للفراش وللعاهر الحجر، وكذا ولو تزوج المسرفي بمعرفة، فجاءت بولد يثبت النسب، وإن لم يوجد الدخول حقيقة لوجود سببه وهو النكاح" (بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في ثبوت النسب: ۳ ـ ۶۰، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، كتاب الطلاق، باب ثبوت النسب ۳ ۲۵ ـ ۲، دارالكتب العلمية بيروت)

باب الحضانة

(پرورش کا بیان)

شیر خوار بچہ کو چھوڑنے والی ماں کا حکم

سوال[۱۰۶۷۲]: اس مسئلہ پر کیا شرع شریف رہنمائی کرتی ہے کہ شیر خوار بچے کو چھوڑ کر جانے والی ماں کو معصوم بچے کے تئیں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ ماں ظالم اور گنہگار ہے(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿والوالدات يرضعن أولادهن﴾ (البقرة: ۲۳۳)

"الثانية، قوله تعالى: ﴿يرضعن﴾ خبر معناه الأمر على الوجوب لبعض الوالدات، وعلى جهة [illegible] ولكن هو عينها في حق بروحه [illegible] الجميع لأحد هذين القولين للقرطبي البقرة: ۲۳۳: ۲ ۱۱۰، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"أخرجه الشيخان وغيرهما: كلكم راع ومسؤول عن رعيته والمرأة راعية في بيت زوجها ومسؤولة عن رعيتها [illegible] ذكره هذا ظاهر كذلك فيه، لأنه يتضمن صحة الضم والضمة لغتين جرى على قراءة بكسر، كتاب النكاح ۲ ۲۰۲ دار الفكر بيروت

يكون [illegible] بعد التسعين بعد المئتين بعد الألف وبحرجه وجيه من قريبه بعد الذي وجيه ورصده بعد عصوره وسوعه [illegible] بروحه جرى على قراءة بكسر، كتاب النكاح ۲ ۲۰۲ دار الفكر بيروت

كتاب الأيمان والنذور

باب الأيمان

(قسم کھانے کا بیان)

کیا لفظ ''قسم کھاتا ہوں'' سے یمین منعقد ہوگی یا نہیں؟

سوال[۱۰۶۷۳]: ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ''میں قسم کھا رہا ہوں اگر میں کھانا کھاؤں تو حرام کھاؤں گا''، اگر وہ کھانا کھائے تو حانث ہوگا یا نہیں؟ اور قسم کا کفارہ دینا پڑے گا یا نہیں؟ واضح ہو کہ مذکورہ لفظ میں قسم کے مرادفات میں سے کوئی لفظ نہیں ہے تو قسم ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

"[illegible]

[illegible]" (در مختار)(۱)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں قسم ہوئی ہے جس کھانے سے متعلق یہ قسم کھائی ہے اس کھانے سے حانث ہونے پر کفارہ لازم ہوگا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۴/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۴/۸۸ھ۔

---

(۱) (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۱/۵۴۳، ۵۴۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۱/۵۴۴، ۵۴۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأيمان، الباب الثاني، الفصل الأول: ۲/۵۳، رشيديه)

(۲) "من حرم شيأ، ثم فعله كفر". (البحر الرائق، كتاب الأيمان: ۴/۴۹۲، رشيديه) =

کلام پاک کی قسم

سوال [۴۰۲۰]: ایک خاتون نے کلام پاک کی قسم کھا کر اپنے شوہر سے یہ کہا کہ ''آج کے دن سے میں کبھی صحبت نہیں کرنے دوں گی''، اس تاریخ سے آج تک دونوں آپس میں نہ ملے، جس کو ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوتا ہے، اب خاتون اپنے شوہر کو دعوت دیتی ہے، لیکن شوہر اس خاتون سے نفرت کرتا ہے، دو بچے بھی ہو چکے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مذکورہ خاتون اپنے شوہر سے ہم صحبت ہونا چاہتی ہے، تو صحبت کی اجازت دے دے، بلکہ رغبت دلا کر خود آمادہ کرے، پھر صحبت کے بعد قسم کا کفارہ ادا کرے(۱)، آئندہ کے لئے دروازہ کھل جائے گا اور صحبت سے نہ روکنا کفارہ(۲) قسم کا کفارہ ہے، جس عورتوں کو عموماً قسم کھانے کی عادت ہوتی ہے، وہ

- ''وهو حنث لازم كل حلف ما يتصرف الى كل مضعود حتى لو اكل الحل بحنث'' (خلاصة الفتاوى، كتاب الأيمان، الفصل الثاني عشر: ۲/۱۵۰، رشيديه)

''ومن حرم على نفسه شيئا لم يفعله بكل ما يتنفع به كفر لنفسه'' (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/۷۲۹-۷۳۰، سعيد)

(۱) ''من حرم شيئا لم يفعله كفر ليمينه'' (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الايمان: ۳/۷۲۹-۷۳۰، سعيد)

''قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها، فليأت الذي هو خير وليكفر عن يمينه'' (صحيح مسلم، كتاب الايمان: باب ندب من حلف يمينا الخ ۲/۴۸، سعيد)

(وكذا في سنن النسائي، كتاب الأيمان والنذور، باب الكفارة بعد الحنث: ۲/۱۴۴، قديمي)

(۲) ''حلف لا يفعل كذا تركه على الأبد، فلو فعل المحلوف عليه مرة حنث و بحنث يمينه، فلو فعله مرةً أخرى لايحنث'' (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك: ۳/۸۴۳، سعيد)

(وكذا في الهداية، كتاب الأيمان، مسائل متفرقة: ۲/۵۰۲، شركت علميه ملتان)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الايمان، باب اليمين في الضرب والقتل ۴/۲۱۲-۲۱۷، رشيديه)

[illegible] تین روزے مسلسل رکھے (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

قرآن شریف کی جھوٹی قسم کھانا

[illegible] قرآن شریف کی جھوٹی قسم کھانے کا کیا حکم ہے اور کیا اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عمداً جھوٹی قسم کھانا بیشک سخت گناہ کبیرہ ہے [illegible] متعلق قسم کھانے سے خلاف ورزی کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے (۳)

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الأيمان فكفارته إطعام عشرة مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام﴾ المائدة ۸۹

"وكفارته تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين". (الدرالمختار). "وإن عجز عنها كلها وقت الأداء صام ثلاثة أيام ولاء". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان، ۳/۷۲۳-۷۲۴، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۲/۲۶۴، مكتبه غفاريه كوئته)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الأيمان: ۴/۴۸۲، رشيديه)

(۲) "عن عمران بن حصين رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من حلف على يمين فرأى غيرها خيراً منها فليأت الذي هو خير ولتكفر عن يمينه". (أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الأيمان، باب الوسط في اليمين الفاجرة ۲/۱۰۲۷، ۱۰۲۷، إمداديه ملتان)

وفي الدرالمختار: وفي الحاوي: من أكبر الكبائر الإشراك بالله، وعقوق الوالدين، واليمين الغموس، وقتل النفس بغير حق لكبر. كتاب الأيمان: ۳/۷۰۱، دارالفكر بيروت

وفي الكبائر للذهبي: الشرك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس". (إعلاء السنن، كتاب الأيمان، ۱۰/۳۶۲، إدارة القرآن كراچي)

(۳) [illegible] لكثرة [illegible] خلاصة الفتوى.

صورت مذکورہ میں کفارہ لازم نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۱/۹۳ھ۔

قرآن اٹھا کر جھوٹی قسم کھانا

الجواب حامداً ومصلیاً:

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۲/۹۶ھ۔

قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانا

نہیں تو ایسے موقعوں پر کیا کیا جائے، جب کہ ایسا کرنا یا کرانا از حد ضروری ہو؟

= كتاب الايمان، الفصل الأول: ۲/ ۱۲۳، رشيديه)

(وكذا في الدرالمختار، كتاب الأيمان: ۳/ ۷۰۸، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الأيمان: ۳/ ۹، رشيديه)

(۱) تقدم تخريجه تحت عنوان: "قرآن اٹھا کر جھوٹی قسم کھانا"۔

الكفارة، وإنما يجب التوبة" (خلاصة الفتاوى، كتاب الأيمان، الفصل الأول: ۲/ ۱۲۳، رشيديه)

"قال عليه الصلاة والسلام "اليمين الفاجرة تدع الديار بلاقع اى: خالية، ولا تجب فيه الكفارة، إلا التوبة والاستغفار" (تبيين الحقائق، كتاب الأيمان: ۳/ ۴۲۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الايمان: ۴/ ۴۶۲، رشيديه)

قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر حلف لیا جاتا ہے، اس کے مطابق اگر قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر مندرجہ ذیل الفاظ کہلے جائیں تو کیسا ہے؟

''میں حلف لے کر وعدہ کرتا ہوں کہ فلاں کام آئندہ تادم حیات نہیں کروں گا''۔ مطلع فرمائیں شرعاً۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

شرعاً قسم لینا ہی ناپسند ہے، تاہم اگر اس طرح قسم کھائی ہے، تو وہ شرعاً معتبر ہوگی (۱)، اگر آئندہ کے متعلق ہے، تو اس کے خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا (۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

قرآن، کلام اللہ اور بچوں کی قسم کھانا

سوال [۱۰۶۷۸]: اللہ کی قسم، خدا رسول کی قسم، بچوں یا بچہ کی قسم۔ ان چاروں میں سے کون سی حلف کھلوائی جاسکتی ہے؟ کوئی شخص قرآن کو ہاتھ میں لے کر اور دوسرے ہاتھ کو بچے کے سر پر رکھ کر یوں قسم کھائے کہ ''قرآن شریف گواہ رہے، خدا کی قسم میں جو بھی کہوں گا یا جو بیان دے رہا ہوں، وہ سب سچ ہے'' کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

---

(۱) ''واليمين بالله أو باسم الله من أسمائه'' إلى قوله ''واقسم واشهد وأحلف، وإن لم يقل بالله عملاً بالعرف'' (الدرالمنتقى على هامش مجمع الأنهر، كتاب الأيمان ۱/ ۵۴۳-۵۴۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الدرالمحتار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/ ۷۱۶، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأيمان، الباب الثاني، الفصل الأول ۲/ ۵۳، رشيديه)

(۲) قال الله تعالى ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الأيمان فكفارته إطعام عشرة مساكين من وسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة أيام ذلك كفارة أيمانكم إذا حلفتم﴾ (المائدة: ۸۹)

''أما التي يكفر فهي اليمين على فعل المستقبل، وإذا حنث يجب الكفارة'' (خلاصة الفتاوى، كتاب الأيمان، الفصل الأول: ۲/ ۱۲۳، رشيديه)

(وكذا في الدرالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/ ۷۰۸، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الأيمان: ۳/ ۹، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

بات بات پر قسم کھانا اور قسم لینا غلط طریقہ ہے(۱)، ضرورت شدیدہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے کسی نام اور
[illegible] نہیں، ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانا بھی غلط ہے(۲)، قرآن کریم اگر ہاتھ میں لے کر بات کہی جاوے تو اس سے قسم نہیں ہوتی، ہاں! کلام اللہ کی قسم کھانے سے قسم ہوجائے گی(۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۸/۹۴ھ۔

[illegible]

المطهري، القلم. ۱ ۲۸۲، حافظ كتب خانه)

"وذكر بعضهم أن كثرة الحلف مذمومة ولو في الحق. لما فيها من الجرأة على اسمه جل شأنه". (روح المعاني، القلم: ۲۹ ۲۷، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"والافضل في اليمين بالله تعالى تقليلها". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الأيمان: ۲ ۳۲۴، دار المعرفة بيروت)

(۲) "عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما. أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أدرك عمر بن [illegible] بآبائكم، من كان حالفاً فليحلف بالله أو ليصمت". (صحيح البخاري، كتاب الأيمان، باب لاتحلفوا بآبائكم: ۲ ۹۸۳، قديمي)

"والقسم بالله تعالى وباسم من أسمائه كالرحمن والرحيم، أو بصفة من صفاته تعالى، كعزة الله وجلاله وكبريائه وعظمته في الاسم [illegible] شرعه التحليف بغير الله تعالى أي لا يفقه اليمين بغير الله تعالى أن [illegible] لكناية كما مر، بل يحرم كما في القهستاني، بل يخاف منه الكفر في نحو "وحياتي وحياتك" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان: ۳ ۷۱۲، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الأيمان: ۴ ۳۷۳-۳۸۲، رشيديه)

۳ [illegible] بعد حسر [illegible]

نماز پڑھنے کی قسم کھانا

سوال[۱۰۶۷۹]: ایک شخص نے جذباتی حالت میں قرآن شریف اور بخاری شریف ہاتھ میں لے کر اللہ کی قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ ''تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا اور ہمیشہ پڑھوں گا'' اس کے لئے حکم شرعی کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قسم کے بعد اس کے خلاف کرنے سے کفارہ لازم ہوتا ہے(۱)، وہ یہ کہ دس غریبوں کو دو وقت شکم سیر (پیٹ بھر کر) کھانا کھلائے یا ان کو کپڑا پہنائے، اگر اس کی وسعت نہ ہو، تو تین روزے مسلسل رکھے، پھر اگر قسم کھائے اور خلاف کرے، تو پھر کفارہ دے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۵/ ۸۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۵/ ۸۱ھ۔

= أيام﴾ (المائدة: ۸۹)

"فكفارته تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين" (الدرالمختار) " وإن عجز عنها كلها وقت الأداء صام ثلاثة أيام ولاءً" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان ۳/ ۷۲۵-۷۲۷، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۲/ ۲۶۴، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الأيمان: ۴/ ۳۸۶، رشيديه)

(۱) "ثم وقت وجوب الكفارة في اليمين المعقودة على المستقبل هو وقت وجود الحنث فلا يجب إلا بعد الحنث عند عامة العلماء" (بدائع الصنائع، كتاب الأيمان، وقت وجوب الكفارة ۳/ ۳۲، رشيديه)

"فيحنث إذا نقضها فتجب عليه الكفارة" (البحرالرائق، كتاب الايمان ۴/ ۴۷۶، رشيديه)

"من حرم شيئا، ثم فعله كفر ليمينه". (الدرالمختار، كتاب الأيمان: ۳/ ۷۲۹، ۷۳۰، سعيد)

(۲) قال الله تعالى ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الأيمان فكفارته إطعام عشرة مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة أيام﴾ (المائدة. ۸۹)

"وكفارته تحرير رقبة أو إطعام عشره مساكين أو كسوتهم وإن عجز عنها كلها وقت الاداء صام ثلاثة أيام ولاءً". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/ ۷۲۵-۷۲۷، سعيد) -

روزہ رکھنے اور صدقہ دینے کی قسم

سوال[۱۰۶۸۰]: ایک شخص نے کہا کہ ''اگر میں علم دین پڑھانے لگوں تو ہر مہینہ میں تین روزے رکھوں گا اور دو روپے ماہواری تنخواہ میں سے صدقہ کیا کروں گا''۔ خدا نے اس کی یہ دعا قبول کی، چار پانچ سال علم دین پڑھایا، اس کے بعد کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہیں اور صدقہ بھی کبھی دیا اور کبھی نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہر ماہ میں تین روزے اور دو روپیہ صدقہ اس کے ذمہ لازم ہے، اگر کچھ ماہ بغیر روزے اور صدقہ کے گزرے، تو قضا لازم ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۵/۸۱ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۵/۸۱ھ۔

پاکستان جانے کی قسم کھانا

سوال[۱۰۶۸۱]: بکر اور اس کے دو دوستوں نے مسجد میں جا کر قسم لی کہ ہم تینوں پاکستان چلے جائیں گے، ان میں سے ایک ساتھی کا انتقال ہو چکا۔ پاکستان کوئی نہ جا سکا، اب یہ دونوں بھی پاکستان جانا نہیں چاہتے، لہٰذا قسم کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس کا انتقال ہو گیا، اس کی قسم ٹوٹ گئی، اس کے ذمہ کفارہ کی وصیت کرنا لازم تھا، دو شخص موجود ہیں،

= (وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۲/۲۶۳، مكتبه غفاريه كوئته)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الأيمان: ۴/۴۸۶، رشيديه)

(۱) اذا نذر ان يصوم كل خميس، يأتي عليه، فافطر خميساً واحدا، فعليه قضاؤه (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب السادس: ۱/۲۰۹، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الصوم، الفصل الحادي عشر ۲/۵۸۱، مكتبه غفاريه كوئته)

(وكذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الصوم: ۲/۹۰، مكتبه حبيبيه كوئته)

روزے مسلسل رکھے جائیں (۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال[۱۰۲۸۲]: میری بیوی نے اپنی مرضی سے ڈیڑھ میٹر کپڑا خریدا، اس نے چوری سے خرید کر

(۱) "فأما المطلق في الإثبات بأن قال مثلاً والله لآكلن هذا الطعام، والله لأشربن هذا الشراب ولم يقل "اليوم" وما أشبهه، فالرفه إنما يكون بتحصيل الأكل أو الشرب في العمر، ويفوت البر بهلاك الحالف أو المحلوف عليه، حتى أن في هذه المسئلة مات الحالف يقع الحنث وتلزمه الكفارة".

(المحيط البرهاني، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الثالث ۴۳۲/۴، مكتبه غفاريه كوئٹه)

"(قوله ليأتينه فلم يأته حتى مات حنث في آخر حياته)؛ لأن البر قبل ذلك موجود، ولا خصوصية للبر" (البحرالرائق، كتاب الايمان، باب اليمين في الدخول والخروج ۴: ۵۲۴، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى الولوالجية، كتاب الأيمان، الفصل الثاني: ۲، ۱۸۱، مكتبه فاروقيه پشاور)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الأيمان، الفصل الثالث: ۴ ۴۳۳، إدارة القرآن كراچی)

أيديهم (المائدة: ۸۹)

"وكفارته تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين" (الدرالمختار) "وإن عجز عنها كلها وقت الأداء صام ثلاثة أيام ولاء". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان ۳ ۷۲۵-۷۲۷، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الايمان، ۲ ۲۶۴، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الأيمان: ۴ ۴۸۶، رشيديه)

گا، پھونک دوں گا"۔ عرض یہ ہے کہ میں اس کپڑے کو جلا کر راکھ بنادوں یا کسی کو دے دوں؟

اس کپڑے کو آگ لگانے کے لئے نہ تو آپ نے وقت متعین کیا، نہ دن، نہ تاریخ، لہٰذا وہ عورت اس

حالت میں جلا دیں گے، تب بھی قسم پوری ہوجائے گی، مگر نقصان ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۹/۹۵ھ۔

بیوی کی پاک دامنی کی قسم کھانا

پاک دامنی اور پاکیزہ ہونے کی قسم کھائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

يقل: "اليوم" وما أشبهه، فالمراد منه إنما يكون تحصيل الأكل والشرب في العمر" (الفتوى التاتارخانية، كتاب الأيمان، الفصل الثالث: ۴ ۴۳۳، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الأيمان والنذور، الفصل الثالث ۴ ۴۳۲، مكتبه عقاريه كوئٹه)

(وكذا في الفتاوى الولوالجية، كتاب الأيمان، الفصل الثاني: ۲ ۱۸۱، مكتبه فاروقيه پشاور)

بآبائكم، من كان حالفاً فليحلف بالله أو ليصمت". (صحيح البخاري، كتاب الأيمان، باب لاتحلفوا =

بیوی کے ماں باپ وغیرہ کو اپنی ضد سے باز آنا لازم ہے، ورنہ سخت وبال میں گرفتار ہوں گے(۱)، شوہر بہت سے بہت یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے اپنی بیوی پر کوئی شک وشبہ نہیں، جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ پاک دامن ہے، ہر قسم کے ساتھ نہیں کہنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/ ۹/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/ ۹/ ۹۲ھ۔

حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا

سوال [۱۰۲۸۴]: اگر کوئی کہے کہ میرے لئے مرغی پلاؤ اور کھانا حرام ہے، تو کیا وہ شخص مرغی

= بآبائكم: ۲/ ۹۸۳، قديمی)

"والقسم بالله تعالى، وباسم من اسمائه كالرحمن والرحيم والحليم والعليم، أو بصفة من صفاته تعالى كعزة الله وجلاله وكبريائه وعظمته وقدرته، لايقسم بغير الله تعالى كالنبي والقرآن والكعبة" (الدرالمختار) "(قوله لايقسم بغير الله تعالى) أي لايعقد القسم بغيره تعالى أي غير اسمائه وصفاته ولو بطريق الكناية كما مر، بل يحرم كما في القهستاني، بل يخاف منه الكفر في وحياتي وحياتك". (الدرالمختار، كتاب الأيمان: ۳/ ۷۱۲، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الأيمان: ۴/ ۴۷۳-۴۸۲، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۲/ ۲۶۷، ۲۶۹، مكتبه غفاريه كوئته)

(۱) قال الله تعالى: ﴿فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه﴾ الآية (البقرة: ۱۰۲)

"(قوله تعالى ﴿فيتعلمون منهما مايفرقون به بين المرء وزوجه﴾ أي فيتعلم الناس من هاروت وماروت من علم السحر ليفرقون به بين الزوجين، مع ما بينهما من الحبة والائتلاف، وهذا من صنيع الشياطين كما رواه مسلم في صحيحه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: إن الشيطان ليضع عرشه على الماء ثم يبعث سراياه في الناس، فأقربهم عنده منزلة أعظمهم عندهم فتنة، ويجيء أحدهم فيقول: ماتركته حتى فرقت بينه وبين أهله قال: فيقربه ويدنيه ويلتزمه ويقول: نعم أنت" (تفسير ابن كثير، البقرة، ۱/ ۲۰۰، مكتبه دارالسلام)

پاس سکتا ہے اور رہ سکتا ہے؟

۲ اگر کوئی شخص اپنی ساس کا یا اپنے پڑوس کے گھر کا کھانا پینا اپنے اوپر حرام کرلے اور پھر بعد میں کھانا چاہے، تو کیا حکم ہوگا؟

۳ اگر کوئی اپنے لڑکے پر غصہ ہوکر کہے کہ تیری کمائی میرے لئے حرام ہے اور مرنے کے بعد تم میری قبر پر مٹی نہ ڈالنا، تو اگر وہ شخص اپنے بیٹے کی مدد کرنا چاہے اور بیٹا اس کے کفن دفن میں شریک ہونا چاہے، تو کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ اگر کوئی شخص حلال چیز اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے، تو اس کے حرام کرنے سے وہ حرام نہیں ہوتی (۱)، بدستور اس کا استعمال اس کے لئے جائز رہے گا، لیکن اس کے استعمال کرنے پر چونکہ حانث ہوگا، اس لئے اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

"ومن حرم شيئاً لم يصر كفر". شرح كنز التنوير: ۲/۶۳(۲).

---

(۱) ولا يحرم قول الرجل هذا علي حرام شيئا (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، التحريم ۱۱۲/۱۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"وللشافعي رحمه الله تعالى رجل قال جعلت امرأتي علي حراما، قال كذبت ليست عليك بحرام ثم تلا هذه الآية: يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك". (تفسير روح المعاني، التحريم ۲۸ ۱۴۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

قال الله تعالى: ﴿يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك﴾ (التحريم: ۲)

"ومن حرم ملكه لم يحرم عليه، لأنه قطع المشروع، ولا قدرة له على ذلك". (شرح العيني على كنز الدقائق، كتاب الايمان: ۳۴۸/۱، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الأيمان: ۴۹۲/۴، رشيديه)

(۲) (الدر المختار، كتاب الأيمان: ۷۲۹ ۳، ۷۳۰، سعيد)

قال محمد رحمه الله تعالى في الجامع إذا حلف الرجل لا يأكل لحم دجاج، فأكل لحم الديك يحنث في يمينه، الأصل في جنس هذه المسائل ان اليمين متى أضيف إلى اسم جنس يدخل =

۲ اس صورت کا بھی یہی حکم ہے۔

۳ بیٹے کی کمائی کھانا چونکہ فی نفسہ حلال ہے، اس لئے باپ کے حرام کرنے سے وہ حرام نہ

بہرصورت پوری طرح شریک ہو۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/ ۳/ ۹۱ھ۔

الجواب صحیح نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۶ ۳ ۹۱ھ۔

کیا حلال کو حرام سے تشبیہ دینا قسم ہے؟

میرے لئے خنزیر ہوگی'' یہ قسم ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ قسم نہیں ہوئی۔

= تحت الیمین الذکر والانثی من ذلک الجنس" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الأیمان، الباب الخامس، ۲/ ۸۳، رشیدیه)

(وکذا في المحیط البرهاني، کتاب الأیمان، الفصل الثاني عشر: ۴/ ۵۱۴، ۵۱۵، مکتبه عقاریه کوئٹه)

(وکذا في البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الأیمان، ۴ ۴۹۲، رشیدیه)

(۱) راجع رقم الحاشیة ۱، ص ۵۲۹

(۲) "ولو حلف لا یأکل من کسب فلان فأوصی له إنسان فأکل الحالف یحنث". (خلاصة الفتاوی، کتاب الأیمان، الفصل الثاني عشر، ۲/ ۱۵۴، رشیدیه)

"من حرم شیئاً، ثم فعله کفر لیمینه". (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الأیمان ۳ ۷۲۹، ۷۳۰، سعید)

(وکذا في فتاوی الولوالجیة، کتاب الأیمان، الفصل الثاني، ۲ ۱۷۲، مکتبه فاروقیه پشاور)

(وکذا في المحیط البرهاني، کتاب الأیمان، الفصل الثاني عشر، ۴ ۵۳۳، مکتبه عقاریه کوئٹه)

[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

[illegible]

ایضاً

سوال[۱۰۶۸۲]: میری عمر تقریباً سات سال کی تھی، اس وقت میں نے [illegible] دال نہیں کھاؤں گا، تفصیل یہ ہے کہ بہن نے مسور کی دال پکا رکھی تھی، میں نے کہا [illegible] اور میں پاکستان جارہا ہوں، اگر وہاں مسور کی دال [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] نہیں ہوئی، نہ قسم ہوئی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۲/۲/۹۰ھ۔

''اگر فلاں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاؤں تو خنزیر کھاؤں'' کہنے کا حکم

سوال[۱۰۶۹۰] [illegible]

---

(۱) (ملتقى الأبحر، كتاب الأيمان: ۲/۲۷۲، ۲۷۳، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/۷۲۱، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأيمان، الباب الثاني، الفصل الأول: ۲/۵۵، رشيديه)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الأيمان: ۴/۴۸۳، رشيديه)

(۲) تقدم تخريجه تحت عنوان: ''کیا حلال کو حرام کرنے [illegible]

یا کچہری والی جگہ وغیرہ وغیرہ ہو تو خنزیر وغیرہ وغیرہ کھانا اب ان کے ہاتھ کا کھانا کھایا جائے، تو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات بے تعلق [illegible] سے قسم نہیں ہوتی، لہٰذا اگر اس کے ہاتھ کا پانی ہوا وغیرہ کا تو قسم کا کفارہ لازم نہیں آتا [illegible]

''اگر فلاں کام کروں تو خنزیر کھاؤں'' کیا یہ قسم ہے؟

سوال[۲۰۲۸۹] [illegible] میں فلاں کام کروں تو خنزیر یا فلاں شخص کا گوشت کھاؤں، کیا اس شخص پر قسم کا کفارہ آتا ہے یا [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس پر کفارہ واجب نہیں (۲)، توبہ استغفار کرے۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۹/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: نظام الدین، ۱۴/۹/۹۲ھ۔

کلما کی وجہ سے موجودہ بیوی حرام نہیں ہوتی

سوال[۲۰۲۹۱] [illegible] بحث زید وبکر کے مابین تنازع ہوا، زید کا کہنا ہے

[illegible] قوله وفي البحر: ما يباح للضرورة الخ) هو يستحل أو لحم الخنزير ونحو كما لايكون يميناً" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الأيمان ۳: ۷۱۳، سعيد

التعليق بما تسقط حرمته بحال ما، كالميتة والخمر والخنزير لايكون يميناً" (البحر الرائق، كتاب الأيمان ۴: ۴۸۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأيمان، الفصل الأول ۲: ۵۵، رشيديه

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الأيمان، الفصل الثاني ۵: ۲۲۳، إدارة القرآن كراچی

(۲) تقدم تحريجه تحت عنوان [illegible]

کہ ہم نے مبیع کی قیمت ادا کردی اور بکر کہہ رہا ہے کہ تم نے قیمت ادا نہیں کی ہے، اب زید مشتری اور بکر بائع دونوں اپنے معاملہ کو لے کر عالم دین کے روبرو گئے اور موصوف عالم دین کو دونوں فریقوں نے حکم بنایا، جب حکم مدعی کے بیانات سے فارغ ہوئے اور بکر مدعی علیہ زید سے اس مذکورہ معاملہ کے متعلق پوچھ گچھ کیا، تو مدعی علیہ زید بھی بکر مدعی پر الٹا دعوی کرتا ہے، کہ بکر کی تحریر میرے پاس موجود ہے کہ آج سے ایک ماہ قبل ہم نے ان کے ہاتھ فلاں چیز فروخت کی تھی، اور اب تک انہوں نے قیمت ادا نہیں کی ہے، جس کا ثبوت میرے پاس بکر کی یہ تحریر ہے، اب فریقین میں سے کسی کے پاس گواہ موجود نہیں۔

عالم دین حکم زید سے قسم کھانے کی قسم دیتے ہیں، زید قسم اس طرح کھاتا ہے کہ "اب جب میں کسی عورت سے شادی کروں، تو مجھ پر حرام ہے" (معلقہ بے) کہ میں نے بکر سے مبیع واپس نہیں لی ہے، اس پر مدعی بکر حکم کو خطاب کرکے کہتا ہے کہ زید کی شادی ۲ سے ۳ میں ہوچکی ہے، زید نکاح ثانی کرے گا یا نہیں" عالم دین حکم صاحب نے فرمایا کہ اے زید اتمہاری قسم غلو ہوئی، چنانچہ تم یہ قسم کھالو، تو زید نے بہت غصہ ہوکر کہا کہ مجھے بکر کو قیمت دینا پڑے، لیکن اب قسم نہیں کھاؤں گا۔

۲ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید کی بیوی زید کے لئے حرام ہوئی یا کہ زید جب شادی کرے گا اس وقت اس کی بیوی اس پر حرام ہوجائے گی، اس لئے زید کا دعوی سراسر غلط تھا کہ بکر کی تحریر میرے پاس موجود ہے۔

۳ کیا زید کی یہ قسم کھانا واقعی لغو ہوئی؟

۴ شریعت مطہرہ میں قسم کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱، ۲، ۳، ۴ زید کے اس قسم کھانے کی وجہ سے موجودہ بیوی زید پر حرام نہیں ہوئی، البتہ آئندہ کسی عورت سے شادی کرے گا تو طلاق ہوجائے گی (۱)۔

---

(۱) لو قال طلاق الی النکاح وقع عقب النکاح (صحة الحلی علی هامش البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب التعلیق فی الطلاق ۳ / ۴۰۷، رشیدیه)

وکذا فی الفتاوی العالمکیریه، کتاب الطلاق، الفصل الثالث ۱ / ۳۲۰، رشیدیه)

"فصل في كيفية اليمين بعموم الأفعال وعموم الأسماء ضروري،

فحنث بكل فعل ه" (شامی ۲ ۵۰۰)(۱).

یعنی مد پنہ

لعوم حمف كذا نفسه صادق في ماضي أو حال ه" (درمختار

مع شامی ۳ ۴۷)(۲)

یا کھانے پینے کے متعلق طلاق کی قسم سے پرہیز لازم ہے۔

بیس بنیہ بعی لا تطلق وعتق ولو الخ" تحصیم وعنه الفتوی

شرحیہ لو حلف لا یتزوج بھذه حرام حانثه ه" (درمختار: ۴ ۴۲۷)(۳).

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶ ۹۶ھ۔

سوال[۱۰۲۹۰]: زید نے قسم کھائی کہ اگر میں اپنی بہن ہندہ کے گھر گیا تو گویا کہ اپنی ماں خاندہ

= وكذا في الهدايه، كتاب الطلاق، باب الأيمان في الطلاق ۲ ۳۸۵، شركت علميه)

(۱) (ردالمحتار، كتاب الطلاق، باب التعليق ۳ ۳۵۳، سعيد)

(وكذا في الهداية، كتاب الطلاق، باب الأيمان في الطلاق ۲ ۳۸۶، شركت علميه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب التعليق ۴ ۲۲-۲۶، رشيديه)

(۲) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الايمان ۳ ۷۰۶، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الايمان ۴ ۴۶، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الايمان ۳ ۷، رشيديه)

(۳) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الدعوى ۵ ۵۵۵، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الدعوى ۷ ۳۶۲، رشيديه)

(وكذا في مجمع الانهر، كتاب الدعوى ۳ ۳۵۴، ۳۵۵، مكتبه عقاريه كوئٹه)

سے سات مرتبہ زنا کیا''، اس کی بہن مراس کے بہنوئی اس کو بہت مشکل سے اپنے گھر لے گئے اور بندہ اس کی بیوی ہے، مگر وہ گھر بندہ کے شوہر نے تیار کیا ہے، اس حال میں کچھ کفارہ واجب ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

''اگر فلاں کام کروں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ

کا کفارہ واجب ہے؟ تو کیا اور کس طرح اس کی ادائیگی کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی قسم کھانا انتہائی جہالت اور قساوت کی نشانی ہے، اس کو چاہیے

---

(۱) "وإن فعله فعليه غضبه أو سخطه أو لعنة الله أو هو زان لا يكون قسماً لعدم التعارف

(الدر المختار، كتاب الايمان: ۳ ۷۲۱، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأيمان، الباب الثاني، الفصل الأول: ۲ ۵۵، رشيديه)

(وكذا في ملتقى الأبحر، كتاب الأيمان ۲ ۲۷۲، ۳۷۲، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الأيمان: ۴ ۴۸۲، رشيديه)

(۲) مذکورہ الفاظ اگرچہ حقیقۃً قسم کے نہیں ہیں، یمین فقہی قاعدہ سے کہ حلال چیز کو حرام کرنا حرام کو حلال کرنا انسان کا گوشت پھر خصوصاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے گوشت کھا

واللہ اعلم۔

سے یہ ہر چیز حلال ہے اور اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے اس کو چھوڑ دینا حلال نہیں، اس حدیث زید سے کلام کریں اور اپنے نفس کو سزا سے مذکورہ دے اور آئندہ بھی ایسی جرأت نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۱/ ۹۱ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

= "فكل ما حرم مؤبدا، فاستحلاله معلقا بالشرط يكون يمينا، وما لا فلا" (رد المحتار، كتاب الايمان، فصل في مطلب حروف القسم ۳/ ۷۱۲، سعيد)

"والحاصل: ان كل شيء هو حرام حرمة مؤبدة، بحيث لا تسقط حرمته بحال من الأحوال، كالكفر والسب ونحوه، فاستحلاله معلقا بالشرط يكون يمينا" (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الايمان، الفصل السابع في الحلف بالقسم ۵/ ۴۲۳، إدارة القرآن، كراچی)

"قالوا: لو خرج مالو كان السبب حراما، فانه لا يحل اكله للمضطر، لان حرمته اعظم في نظر الشرع من مبيحه للمضطر" (شرح الاشباه والنظائر ۲/ ۲۵۲، الفن الاول، القاعدة الخامسة الضرر يزال، ادارة القرآن كراچی)

فصل في كفارة اليمين

(قسم کے کفارہ کا بیان)

قسم اور قسم کا کفارہ

سوال[۰۶۹۲۰] ایک مرتبہ میں اپنے حقیقی چچا سے بھائی کے ساتھ کسی معاملہ میں تبادلۂ خیال کررہی تھی، دوران گفتگو بحث تلخی تک پہونچ گئی، میں نے جوش وجذبہ میں یہ قسم کھالی کہ "آئندہ سے ان کی ہر چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیتی ہوں" کیا اس طرح قسم کھانا جائز ہے؟ اس کی معافی کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ یا کوئی کفارہ دینا پڑے گا؟ اگر ایسا ہو تو اس کی کیا صورت ہوگی حقیقی کفارہ کی قسم سے دینا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلياً:

یہ بھی قسم ہوگئی، اب ان کی کوئی چیز استعمال کرلیں اور قسم کا کفارہ ادا کردیں(۱)، کفارہ یہ کہ دس غریبوں کو دو وقت شکم سیر کھانا کھلادیں یا ان کو کپڑا دیدیں اتنی استطاعت نہ ہو تو تین روزے مسلسل رکھیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۳/۹۴ھ۔

---

۱ من حرم شيئا مما يملكه كفر لبسه (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الايمان ۳/۷۳۰، سعيد

"(ومن حرم ملكه لم يحرم) أي: حرم على نفسه شيئاً مما يملكه وكذا لو قال: ملك فلان أو ماله علي حرام، يكون يمينا. فعلم هذا عرف ان قوله ومن حرم ملكه ليس بقيد بل وقع اتفاقا (شرح العيني على كنز الدقائق، كتاب الايمان ۱/۳۶۹، دار البشائر الكرامية

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الأيمان: ۳/۴۹۲، رشيديه)

۲ قال الله تعالى لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الايمان فكفارته إطعام عشرة مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة أيام۔ (المائدة: ۸۹)

قسم کا کفارہ

... ہیں، تین بچے ... اور ... ان ... ہیں ... میری ایک ... ہیں ... مرتبہ میں اپنے رشتہ داروں سے ... ایک خط اپنے بھائی کو بھیجا ... ایک جوابی خط بھی بھیجا تھا، مگر اس ... ہے کہ ''میں انیسہ بانو کو لینے کبھی نہیں جاؤں گا''۔

... ہیں ... ہوں ... ہے ... ی جائے کہ لڑکی کا عقد دوسری جگہ کرسکوں، کیونکہ لڑکی کے خاندان نے لڑکی کو نہ لے جانے کی قسم کھائی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

... ہے ... ہے ... ہے

قسم کا کفارہ اس غریب پر واجب ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ واقعی غریب ہے اور اس کے پاس کھانے یا کپڑا پہنانے کی اتنی وسعت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنے سے (۱) اور شوہر کے لئے اس عورت کی تجدید نکاح ہی نہیں تو بہتر ہے کہ مہر کے عوض اس سے طلاق حاصل کرلی جائے، جب عدت گزر جائے تب دوسری جگہ نکاح کیا جائے (۲)۔ اگر وہ طلاق پر بھی آمادہ نہ ہو تو پھر شرعی کمیٹی میں درخواست دے کر باقاعدہ تفریق کرالی جائے، شرعی کمیٹی میرٹھ وغیرہ متعدد مقامات پر قائم ہے، جب شرعی کمیٹی سے فسخ نکاح کی تفریق کردے، تو وہ بھی طلاق کے حکم میں ہوگی (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۹/ ۱۳۹۹ھ۔

ضرورت کی بناء پر قسم کو توڑنے کا حکم

سوال [۱۰۶۹۹]: زید نے جو کہ قصبہ میں ایک دیندار اور با عزت انسان ہے، جو کہ عرصہ تک قصبہ کا ذمہ دار بھی رہا ہے، کسی مجبوری کی بناء پر قسم کھائی کہ آئندہ چیئرمین کے لئے کھڑا نہیں ہوں گا، مگر بعد میں عوام نے مجبور کیا کہ قصبہ کی خدمت کرو، اب زید ان کی خواہش کے مطابق چیئرمین کے الیکشن میں کھڑا ہوا ہے، اب اس کو کیا کرنا چاہئے، قسم توڑنے کا کفارہ دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

محض عوام کی خواہش کا ہرگز اتباع نہ کیا جائے، البتہ الواقعۃ اس منصب پر رہ کر صحیح خدمت کی پختہ امید

---

(۱) وفي السراجية: كتاب الايمان والنذور: باب الكفارة بعد البحث ۲۲۲، قديمي)

(۲) تقدم تخريجه تحت عنوان "قسم وكفارة قسم"۔

(۲) قال الله تعالى: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ (البقرة: ۲۲۸)

وقال الله تعالى: ﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله﴾ (البقرة: ۲۳۵)

"لايحل للمعسر نكاحها فلم يمت زوجها أو يطلقها، وتنقضي عدتها من الوفاة أو الطلاق"

(التفسير المظهري: ۲/ ۶۴، حافظ كتب خانه)

(۳) (حيله ناجزه، ص. ۳۴-۳۵، دارالاشاعت كراچي)

ہے اور ان کے نہ اٹھنے سے نااہل آکر حقوق ضائع کرے گا، جس سے مظلوم پریشان ہوں گے تو پھر اپنی قسم کے خلاف کرلیا جائے اور اس کے بعد قسم کا کفارہ ادا کردیا جائے (۱)، کفارہ دس غریبوں کو دووقت شکم سیر کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے، جس میں اتنی وسعت نہ ہو وہ تین روزے مسلسل رکھے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۸۸ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ..☆

---

(۱) راجع العنوان السابق، رقم الحاشية: ۱

(۲) قال الله تعالى ﴿ لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الأيمان فكفارته إطعام عشرة مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة أيام ذلك كفارة أيمانكم إذا حلفتم﴾ (المائدة: ۸۹)

"كفارته تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين أو كسوتهم بما يستر عامة البدن وإن عجز عنها كلها وقت الأداء صام ثلاثة أيام ولاءً" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الايمان ۳/ ۷۲۵-۷۲۷، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۲/ ۲۶۴، مكتبه غفاريه كوئته)

باب النذور

(نذر کا بیان)

مسجد کا مینارہ بنوانے کی نذر ماننا

سوال[۱۰۲۹۵]: ایک شخص نے منت مانی کہ "اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو مسجد کے مینارے بنوا دوں گا"۔ وہ کام ہوگیا، مگر اتفاق سے وہ گاؤں برباد ہوگیا، مسجد ویران ہوگئی، اب وہ منت کس طرح پوری کرے یا دوسرے گاؤں کی مسجد بنوادے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مینارہ بنانے میں جتنا روپیہ خرچ ہوتا، اتنا روپیہ کسی مسجد کی تعمیر میں خرچ کردیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/ ۶/ ۹۴ھ۔

تبلیغی چلہ میں جانے کی نذر ماننا

سوال[۱۰۲۹۶]: زید نے یہ منت مانی تھی کہ "میرا فلاں کام ہوگیا تو تبلیغ میں ایک چلہ دوں گا"،

---

(۱) حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترغیبی جواب دیا ہے، ورنہ شرعاً نذر منعقد ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ منذور عبادت مقصودہ ہو اور مسجد یا مسجد کا مینارہ بنانا عبادت مقصودہ نہیں، لہٰذا یہ نذر منعقد ہی نہیں ہوئی اور اس کا پورا کرنا واجب نہیں، جائز ہے۔

"ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المريض وبناء الرباطات والمساجد، وغير ذلك، وإن كانت قربا، إلا أنها غير مقصودة، فهذا صريح في أن الشرط كون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما كان من جنسه" (ردالمحتار، كتاب الأيمان ۳/ ۷۳۵، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النذور: ۴/ ۲۲۸، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۱/ ۵۴۷، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب السادس: ۱/ ۲۰۸، رشيديه)

ب معلوم کرنا یہ ہے کہ زید کا شت کاری کا کام کرتا ہے، اگر چندے کی رقم وصول ہونے سے پہلے یا جتنا روپیہ چندہ میں گئے، زید کی منت پوری ہو جائے گی یا نہیں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تبلیغ میں چندہ دینے کی نذر منعقد ہونے سے قطع نظر کرتے ہوئے (۱) جو چندے فوائد میں، وہ خود ہی جانے سے کامل طور پر حاصل ہوتے ہیں، کسی دوسرے کو بھیجنے یا روپیہ دینے سے وہ بات میسر نہیں ہوتی۔

تنبیہ اگر تبلیغ کے چندہ میں جانے کی وجہ سے گھر کا انتظام نہ ہو سکے اور حقوق واجبہ میں کوتاہی ہو، جس سے سب گھر والوں کو پریشانی ہو، تو چندہ میں جانا ضروری نہیں، بلکہ حقوق واجبہ کا ادا کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۳/۹۰ھ۔

قرآن خوانی کرانے کی نذر ماننا

سوال [۱۰۹۹۱] زید نے منت مانی کہ اگر ہمارا فلاں کام ہو جائے گا تو میں قرآن خوانی کراؤں گا، کام ہو گیا، قرآن خوانی کرائے، ثواب کس کو ثواب بخشوایا جائے یا صرف قرآن پڑھوا دیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ نذر منعقد ہی نہیں ہوئی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱/۹۹ھ۔

---

(۱) صحت نذر کے شرائط میں سے یہ نذر اور عبادات مقصودہ، تبلیغ وغیرہ عبادات مقصودہ نہیں، اس سے یہ نذر منعقد نہیں ہوئی، اس کا ایفاء واجب نہیں، جائز ہے۔ كما في احسن الفتاوى ۵/ ۹۹، یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب مشورہ اور ترغیب پر مبنی ہے۔

"ومن شروطه أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض .. وبناء الرباطات والمساجد، وغير ذلك، وإن كانت قربة، إلا أنها غير مقصودة، فهذا صريح في أن الشرط كون المنذور نفسه عبادة مقصودة لا ما كان من جنسه". (ردالمحتار، كتاب الايمان: ۳/ ۷۳۵، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النذر: ۴/ ۲۲۸، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب السادس: ۱/ ۲۰۸، رشيديه)

(۲) "فإن هذه عبادات مقصودة ومن جنسها واجب، وإنما قيد النذر به؛ لأنه لم يلزم الناذر ماليس من

بکرا خدا کے نام پر نذر کرنا

سوال[۱۰۲۹۸]: ہم نے ایک بکری پالی تھی، ہم نے نذر مانی تھی کہ اگر بکری بچہ دیدے تو بندہ کا ہوگا، تو اب اس بکرے کو فروخت کرکے اس کی قیمت اخراجات میں دیں یا مسجد میں لگائیں یا خیرات تقسیم کردیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس بکرے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے لئے نذر مان لی، اس کا بھی غریب و بھوکا صدقہ زندہ دینا بھی درست ہے، اس کو فروخت کرکے پیسہ بھی صدقہ کردینا بھی درست ہے، اخراجات بھی اس غریب کو دے دیں (۱)، قربانی کے موقع پر اس کی قربانی کرکے غرباء کو تقسیم کرسکتے ہیں، مگر اس کی وجہ سے واجب قربانی ادا نہ ہوگی، بندہ صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں اس پر مستقل واجب ہوگی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۵/ ۹۲ھ۔

- حسبه فرض كفاية للفرض وصلاة الجنازة لم يلزمه شيء في هذه الوجوه؛ لانها ليس لها أصل في المفروض المقصودة كما في كثير من الكتاب". (مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۱/ ۵۴۷، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب النذور، باب ما يلزم الوفاء به، ص ۶۹۲-۶۹۳، قديمي)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النذر: ۴ ۲۲۸، رشيديه)

يدرأ يتصدق بعشرة دراهم من الحنطة، فتصدق بعشرة حارات سوى العشرة كتصدقه بتمامه" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/ ۷۴۱، سعيد)

"وورد بقوله وفي انه يلزمه الوفاء بعين الفريضة التي سماها لا بكل وصف الزمه، لما قدمناه أنه لو عين درهما أو فقيرا فإن التعين ليس بلازم". (البحرالرائق، كتاب الأيمان: ۴/ ۴۹۷، ۴۹۸، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۱/ ۵۴۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

۲، ولو يدرأ يضحي شاة وذلك في ايام النحر وهو موسر، فعليه ان يضحي بشاتين عندنا شاة بالنذر وشاة بإيجاب الشرع ابتداءً". (ردالمحتار، كتاب الأضحية: ۶/ ۳۲۰، سعيد)

(وكذا في منحة الخالق على هامش البحرالرائق، كتاب الأيمان: ۴/ ۵۰۰، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الأضحية: ۴/ ۱۹۹، رشيديه)

''اگر فلاں کام ہوجائے تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے'' کا حکم

سوال[۱۰۶۹۹]: بہشتی زیور اختری.۳ ۴۹ ''منت ماننے کے مسائل'' میں مسئلہ نمبر۱۴ اگر کسی نے کہا کہ ''میرا بھائی اچھا ہوجائے تو ایک بکری ذبح کروں گی''، تو منت صحیح ہوگئی (۱)۔ حالانکہ درمختار میں ہے

"ولو قال: إن برئت من مرضي هذا فذبحت شاة، أو على شاة أذبحها فبرئ لايلزمه؛ لأن الذبح ليس من نوع فيه فرض"(۲).

ان دونوں عبارتوں میں تخالف معلوم ہوتا ہے، براہِ کرم حل فرمائیں۔

محمد عبداللہ دہلوی، ۱۴۸، حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳

الجواب حامداً ومصلياً:

مکرم ومحترم زیدت مکارمکم!

السلام علیکم!

ہمارے عرف میں ایسی نذر تصدق کے لئے مانی جاتی ہے، چنانچہ اس بکری سے نہ خود کھاتے ہیں نہ اغنیاء کو کھلاتے ہیں، بلکہ سب کا سب تصدق کرتے ہیں. اس لئے جو قید درمختار میں لگائی گئی ہے، وہ یہاں موجود ہے:

"ولو قال: إن برئت من مرضي هذا ذبحت شاة، أو على شاة أذبحها فبرئ لايلزمه شيء؛ لأن الذبح ليس من جنسها فرض، بل واجب كالأضحية فلا يصح إلا إذا أراد، وتصدق بلحمها فيلزمه؛ لأن الصدقة من جنسها فرض، هي كالزكوة" (درمختار مع ردالمحتار: ۳/۷۰)(۳). فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۳/۹۱ھ۔

---

(۱)(بہشتی زیور، حصہ سوم، مسئلہ نمبر۱۴، ص:۲۴۱، دارالاشاعت کراچی)

(۲) (الدرالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/۷۳۹، ۷۴۰، سعيد)

(۳) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الأيمان: ۳/۷۳۹، ۷۴۰، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الأيمان: ۴/۴۹۹، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الأيمان، الحس الثالث في النذر: ۲/۱۲۹، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الأيمان: ۱/۵۴۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

بکری صدقہ کرنے کی نذر سے کیا قیمت ادا کرنا کافی ہے؟

سوال[۱۰۷۰۰]: زید کا لڑکا بیمار تھا، زید نے منت مانی کہ ''اگر لڑکا اچھا ہوگیا تو جو بکری میرے پاس ہے، اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مدرسہ کو دے دیں گے'' بعدہ اس نے بڑی بکری کا ارادہ کیا اور بچہ کی دادی نے اس طرح نیت کی کہ ''بچہ اچھا ہوجانے پر ایک بکری کا بچہ صدقہ کروں گی'' اور بچہ کی والدہ نے منت مانی کہ ''ایک بکری کا بچہ راہِ خدا میں صدقہ کروں گی'' آیا تینوں پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے یا پھر کس پر؟ صدقہ قیمت کا کیا جائے گا یا بکری کا۔ زید پر اول بکری کی قیمت لازم ہوگی یا دوسری بکری کی قیمت یا تیسری بکری؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید پر لازم ہے کہ اسی اول بکری کا صدقہ کردے، بچہ کی دادی اور والدہ پر ایک ایک بکری کا بچہ صدقہ کرنا لازم ہے۔

"لو قال: عليّ أن أطعم هذا المسكين شيئاً سماه ولم يعينه، فلا بد أن يعطيه الذي سماه اهـ"(۱)(بدائع: ۵/۸۷، مطبوعه ايچ ايم سعيد كمپنى).

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۴/۸۷ھ۔

---

(۱) بدائع الصنائع کے حوالے سے مذکورہ عبارت متداولہ دونسخوں (طبع رشیدیہ وطبع دارالکتب العلمیہ بیروت) میں موجود نہیں، البتہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جس کتاب (طبع ایچ ایم سعید ۱۳۸۲ھ) کا حوالہ دیا ہے، اس میں یہ عبارت موجود ہے۔

(بدائع الصنائع، كتاب النذر، فصل وأما شرائط الركن .... الخ: ۵/۸۷، سعيد)

"وقد قال عليه الصلاة والسلام "من نذر أن يطيع الله تعالى، فليطعه"، قال عليه الصلاة والسلام "من نذر وسمى، فعليه وفائه بما سمى" (بدائع الصنائع، كتاب النذر، فصل وأما حكم النذر. ۵ ۹۰، سعيد)

قال الله تعالىٰ: ﴿وليوفوا نذورهم﴾ (الحج: ۲۹)

"قوله تعالى ﴿وليوفوا نذورهم﴾ يدل على وجوب إخراج النذر إن كان دما أو هديا أو غيره، ويدل ذلك على أن النذر لايجوز أن يأكل منه وفاءً بالنذر الخ" (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، الحج: ۲۹: ۶/۳۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"﴿وليوفوا نذورهم﴾ ما يذرونه من أعمال البر في حجهم، وعن ابن عباس رضي الله تعالى =

بکری کے بچہ کی نذر مان کر اس کی قیمت دینا

سوال [۱۰۰۰۰]: ایک شخص نے یہ منت مانی "جب اس بکری کا بچہ پیدا ہوگا تو پہلا بچہ میں مسجد ... ں گا" اب ایک بچہ پیدا ہوا اسے کیا کرے؟ اسے بیچ کر اس کا دام خیرات کر دینا کافی ہے یا نہیں؟ نیز مسجد ... نام پر منت صحیح ہے یا نہیں؟

محمد ابوبکر چمپئی پٹنہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب مسجد میں دینے کی نذر مان لی تھی تو بکری سے اس بچہ کو بیچ کر اپنی قیمت مسجد میں ... ے (۱)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۳/۹۴ھ۔

نذر کی ہوئی بکری کو فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد میں لگانا

سوال [۱۰۰۰۲]: ... شخص نے منت مانی کہ میری بیماری اگر درست ہو جائے تو بکری مسجد میں ... دوں گا" اب وہ شخص شفایاب ہوا ہے، اب وہ بکری وہاں لے جانا چاہتا ہے مسجد سے متصل ہی، کیا اس کھانے میں میرے غریب شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ یا دوسری صورت یہ ہے کہ اس بکری کو فروخت کر ...

= عنهما تخصيص ذلك بما يبدوبه من بحر البدن وعن عكرمة هي موجب الحج. وعن مجاهد ماوجب من الحج والهدي. ونذره الإنسان من شيء يكون في الحج فسمي نوجب مضف مجازاً". (روح المعاني، الحج: ۲۹، ۱۳، ۱۳۶/۱۸، دار احیاء التراث العربي بيروت

(۱) "ويجوز دفع القيم في باب الزكاة والعشور والاحرجة والنذور والكفارات عندنا" (خلاصة الفتاوى، كتاب الزكاة، الفصل الثامن: ۱/۳۴۲، رشيديه)

"وإن تصدق بقيمتها أجزاه، لان الواجب هنا التصدق بعينها، وهذا مثله فيما هو المقصود، دحره" (ردالمحتار، كتاب الاضحية ۶/۳۲۰ سعيد)

"ويجوز دفع قيمته في الزكاة والعشر والخراج والكفارات وصدقة الفطر والنذر كذا في الهداية" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الزكاة، الفصل الثامن ۱/۱۷۰، رشيديه)

مسجد میں اس پیسے کو لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس بڑی عورت کو چاہئے کہ اس پیسے کو مسجد کی ضروریات میں لگادیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۷/۱۴۰۰ھ۔

غریبوں پر خرچ کرنے کی نذر ماننا

سوال [۱۰۰۳۰] میری ایک فیکٹری ہے جس میں اسٹیل کا سامان تیار ہوتا ہے اور برتن بھی تیار ہوتے ہیں بہت سے برتن کاٹنے چھانٹنے کے بعد نکلتے ہیں تو میں نے یہ نذر مانی کہ اسٹیل کے جتنے برتن ہوں گے ان کے پیسے ضرورتمند غریبوں پر خرچ کروں گا اب بہت سے لوگ مسجد کی خوشی کے چندہ کے لئے کہتے ہیں کیا میں اس پیسے سے مسجد کے لئے دے سکتا ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ نے یہ جو کہا کہ ضرورتمند غریبوں پر خرچ کروں گا تو اب مسجدوں میں جو ضرورتمند غریب ہیں، جن سے نماز پڑھنے والے امیر و غریب سب ہوتے ہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۷/۱۴۰۰ھ۔

نذر کا کھانا مالدار کے بچوں کو کھلانا

سوال [۱۰۰۳۱] جو لوگ نذر مانتے ہیں، نیاز کرتے ہیں یا بغیر نذر کے اپنے ہی کچھ کھانا بچوں کو

---

(۱) محررہ سحر بحوالہ تحت عنوان "اگر کسی نے پیسوں کی نذر مانی تو اس کی قیمت دینا"۔

(۲) قال الله تعالى: إنما الصدقات للفقراء والمساكين ... الآية ۶۰

"مصرف الزكاة والعشر وهو مصرف أيضاً لصدقة الفطر، والكفارة، والنذر، وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما في القهستاني". (ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/۳۳۹، سعيد)

"وكما لايجوز صرف الزكاة إلى الغني لايجوز صرف جميع الصدقات المفروضة والواجبة كالعشور والكفارات والنذور وصدقة الفطر. لعموم قوله تعالى: إنما الصدقات للفقراء ... الخ جميع". (كتاب الزكاة، مصارف الزكاة: ۱/۲۵۷، رشيديه)

کھاتے ہیں، اس میں کچھ بچے صاحب نصاب گھروں کے بھی ہوتے ہیں، اس میں سے کچھ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نذر کا کھانا غریبوں کا حق ہے، مالدار اور مالدار کے بچوں کے لئے نہیں (۱)، بغیر نذر کے ایسے ہی بطور خوشنودی وثواب کے کھلادے تو یہ سب کے لئے درست ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۴/۸۸ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۴/۸۸ھ۔

نذر ماننے والے کے لئے نذر کا گوشت کھانا

سوال [۱۰۰۵۱]: اگر کوئی بیمار ہو، وہ صدقہ میں بکرا، بکری ذبح کرے تو اس کا گوشت خود کھانا یا ملنے والے کو دینا کیسا ہے؟ یا صرف فقراء کو تقسیم کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر نذر مانی ہے، تو نہ خود کھانا درست ہے اور نہ مالدار کو دینا درست ہے، بلکہ مستحقین وفقراء کو دینا لازم

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿إنما الصدقات للفقراء والمساكين ﴾ (التوبة: ۶۰)

"وكما لايجوز صرف الزكاة إلى الغني، لايجوز صرف جميع الصدقات المفروضة والواجبة إليه كالعشور، والكفارات، والنذور صدقة الفطر، لعموم قوله تعالى ﴿إنما الصدقات للفقراء﴾"

(بدائع الصنائع، كتاب الزكاة، مصارف الزكاة: ۲/۱۵۷، رشيديه)

"إن وجبت بالنذر فليس لصاحبها أن يأكل منها شيئاً، ولا يطعم غيره من الأغنياء" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأضحية، قبيل الباب السادس: ۵/۳۰۰، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/۳۳۹، سعيد)

(۲) "فأما الصدقة على وجه النفل والتطوع، فلا بأس به، وكذلك يجوز النفل للغني" (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الزكاة، من توضع فيه الزكاة: ۲/۲۷۵، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الزكاة، فصل في الذي يرجع إلى المؤدى اليه ۲/۴۷۶، دارالكتب العلمية بيروت)

ہے(۱)، اگر نذر نہ مانی ہے تو خود بھی کھانا درست ہے اور مالدار کو بھی کھلانا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

(۱) قال اللہ تعالی ﴿إنما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغرمين في سبيل الله وابن السبيل﴾ (التوبة: ۶۰)

"مصرف الزكاة وهو أيضاً مصرف لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة". (الدرالمختار، كتاب الزكاة، باب المصرف: ۲/ ۳۳۹، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب ۵/ ۳۰۰، رشيديه)

کتاب الحدود

باب حدّ الزنا

(حد زنا کا بیان)

زنا کا ثبوت اور اس کی سزا

سوال[۱۰۰۰۰] یہ شخص بہ رضا مندی کی حالت میں رنڈی کے ساتھ زنا کاری کرتا ہے، اس کی قوم کیا ہوئی، کس طرح اس کا زنا معاف ہو سکتا ہے؟ اس کام میں چار آدمی شریک تھے، وہ آدمی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے اس کام کو دیکھا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

زنا کا ثبوت زانی سے اقرار سے ہوتا ہے، وہ بھی جب کہ چار مرتبہ اقرار کرے مجلس قاضی میں، چار ہی شاہد ہوں، جن کی شہادت کا قبول کرنا شرعاً لازم ہے، یعنی ثقہ اور عادل ہوں اپنے ثبوت سے بعد اگر مرد شادی شدہ ہوں تو ان کو سنگسار کرنے کی سزا دی جاتی ہے، وہ اس طرح سے سو کوڑے مارے جاتے ہیں(۱)، لیکن یہ سزا

---

(۱) وشرط شهادة أربعة حتى في محصن واحد لفظ لو صدر لفظ الجمع فشهدوا لامرأة عشرة على رجل وكلهم هو ابن هو وهي زنى وهما زنيا وعدلوا سر وعلانية حكمه ويسأل سرا وعلانية صريحا صحيحا أربعة في مجلسه الأربعة كيف رأيته وسألة كما مر فإن بينه كما يحق حد وحرم محصن في قضاء حتى يقر وعزر لمحصن بحد مدة إن حر

در مختار، كتاب الحدود ۴ ـ ۳، سعيد.

وكذا في البحر الرائق، كتاب الحدود ۵ ـ ۲، رشيديه.

وكذا في فتح القدير كتاب الحدود ۵ ـ ۲۱۵، رشيديه.

[illegible] میں مسلمان بادشاہ کی طرف سے ایسی سزا حق ہے اور کسی دوسرے کو یہ [illegible] نہیں ہے (۱) البتہ دنیا میں [illegible] آخرت کا [illegible] ہونے سے پہلے اس سے توبہ [illegible] کی ضرورت ہے (۲) قوم کی [illegible] کی جرمانہ (تعزیر یا حبس) طلب کرنا جائز نہیں ہے (۳)۔ [illegible] کا مطالبہ کیا جائے تو [illegible] کا حق نہیں ہوگا، بلکہ یہ حکم ہوگا، حدیث شریف میں ہے

"[illegible]

قوم پر لازم ہے کہ اپنے [illegible] کی مرمت، عورتوں اور محرموں سے [illegible] کا موقع نہ دے اور دینی تعلیم کا

= (وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الحدود، ۱/۵۱۵-۵۱۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"فسر ص لاما لاسف لحدود ... رد لمحتار، كتاب لحدود، باب حد لقذف، ۴/۵۹ سعيد

وكذا في لفتاوى لعالمكيرية، كتاب لحدود، لباب لاول، ۲/۱۴۳ ... سعيد

وكذا في بدائع لصنائع، كتاب لحدود، ۵/۲۵۰ دار لكتب لعلمية بيروت

(۲) قال الله تعالى: ﴿ومن يعمل سوءا أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما﴾ (النساء: ۱۱۰)

وقال الله تعالى: ﴿إنما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فأولئك يتوب الله عليهم﴾ (النساء: ۱۷)

"واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، لايجوز تاخيرها، سواء كانت صغيرة أو كبيرة". (شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب التوبة: ۲/۳۵۴، قديمي)

وكذا في روح المعاني، سورة التحريم، تحت الاية ... [illegible] توبوا إلى الله توبة نصوحا ۲۸/۱۵۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) "لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي ... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال ... لمحتار، كتاب لحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير: ۴/۶۱، رشيديه)

وكذا في رد لمحتار، كتاب لحدود، باب لتعزير، ۴/۶۱ سعيد

وكذا في لفتاوى لعالمكيرية، كتاب لحدود، فصل في التعزير: ۲/۱۶۷، رشيديه)

... لسنن لكبرى لبيهقي، كتاب الغصب، باب من غصب لوحا ... الخ: ۶/۱۲۲، دار الكتب العلمية بيروت

ومشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ... ۲۵۵، قديمي

انتظام کرے، تاکہ حدود وشرع سے واقفیت سب کو ہوجائے اور وعظ وتلقین کا انتظام کرے تاکہ اللہ کے خوف سے متعلقہ احادیث وآیات سامنے آتیں اور تازہ ہوتی رہیں، امید ہے کہ اس سے قوم اصلاح پذیر ہوکر دین اسلام کو زیادہ فروغ ہوگا اور احکام اسلام کی اشاعت ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/ ۲/ ۹۰ھ۔

زنا کا ثبوت اور تہمت لگانے والے کی سزا

سوال[۱۰۷۰۷]: ہمارے ایک بزرگ کے پاس جمال الدین کی ہمشیرہ آئی اور اس بزرگ سے عرض کیا، مجھے تکلیف ہے، جھاڑ پھونک کے لئے کہا، وہ صاحب گاہ گاہ دم وغیرہ کیا کرتے ہیں، آج دس ماہ بعد جمال الدین نے ایک عجیب بہتان گڑھ لیا کہ بزرگ صاحب نے میری بہن کو پھونک وغیرہ مارنے کے بعد گالیاں دی تھیں (مراد زنا کاری) بہن سے بھی یہی بیان دلوائے ہیں، حالانکہ برادری کے ذمہ داروں نے تحقیق کی، بزرگ حلفاً کہتے ہیں کہ میں نے ایسی غلطی نہیں کی ہے اور میں ان باتوں سے اپنے رب سے پناہ مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، مگر جمال صاحب نے برسرعام کہہ دیا کہ بزرگ موصوف کا حلف معتبر نہیں اور شرعی لحاظ سے موصوف کو سنگسار کرنا برادری کا فرض ہے، اس کے بارے میں شرعی فیصلہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

زنا کا ثبوت امام المسلمین کے سامنے چار مرتبہ اقرار یا چار چشم دید عادل شاہدوں کی شہادت سے ہوتا ہے اور وہ مقام دارالاسلام ہو، تب زنا کی سزا رجم یا سو کوڑے کی سزا دی جاتی ہے(۱)، ورنہ جو شخص کسی کو زانی کہے وہ سخت مجرم قرار پاتا ہے اور امام المسلمین اس کو اسی کوڑوں کی سزا دیتا ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے ایسا شخص مردود الشہادۃ قرار پاتا ہے کہ کسی معاملہ میں بھی اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔ ''سورہ نور'' میں ہے

﴿والذين يرمون المحصنت ثم لم يأتوا بأربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة أبدا﴾(۲). واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/ ۶/ ۹۶ھ۔

---

(۱) تقدم تحریحہ تحت عنوان: ''زنا کا ثبوت اور تہمت لگانے والے کی سزا''۔

(۲) (النور: ۴)

زنا کی سزا

سوال[۱۰۰۸۰]: ایک شخص مسمی زید نے مسماۃ سلینہ کے ساتھ زنا کیا، زید کی شادی ہوچکی ہے، اس کے دو بچے بھی ہیں، سلینہ کی شادی ہوچکی ہے، لیکن رخصتی ابھی تک نہیں ہوئی اور حمل قرار پا گیا، پنچایت میں سوال کرنے پر لڑکی نے یہ اقرار کیا کہ یہ حمل زید کا ہے اور زید نے بھی اقرار کیا کہ جب لڑکی ہوتی ہے تو میرا ہے، اب سوال یہ ہے کہ دونوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس حرکت کا معصیت کبیرہ ہونا ظاہر ہے(۱)، جس پر دونوں کو انتہائی ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار لازم ہے(۲) اور دونوں کے درمیان گہرا پردہ ضروری ہے، تاکہ آئندہ کبھی ایک جگہ نہ ہوسکیں، اگر وہ دونوں اس

= "وشرعا الرمي بالزنا، وهو من الكبائر بالإجماع ويحد الحر أو العبد قاذف المسلم الحر البالغ العفيف عن فعل الزنا بصريح الزنا، ومنه أنت أزنى من فلان، أو مني، أو زنأت في الجبل" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحدود، باب حد القذف: ۴/۴۳-۴۷، سعيد)

"إذا قذف الرجل رجلا محصنا أو امرأة محصنة بصريح الزنا وطالب المقذوف بالحد حده الحاكم ثمانين سوطا إن كان حرا لقوله تعالى ﴿والذين يرمون المحصنات﴾ إلى أن قال "فاجلدوهم ثمانين جلدة" الآية. والمراد الرمي بالزنا بالإجماع" (الهداية، كتاب الحدود، باب حد القذف ۲/۵۲۹، شركة علميه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير ۲/۱۶۰، رشيديه)

(۱) قال الله تعالى ﴿ولا تقربوا الزنى إنه كان فاحشة ومقتا وساء سبيلا﴾ (بني إسرائيل ۳۲)

"وجاء عنه صلى الله تعالى عليه وسلم، انه قال "ما من ذنب بعد الشرك اعظم عند الله من نطفة وضعها رجل في رحم لايحل له" (الزواجر عن اقتراف الكبائر، الكبيرة الثامنة والخمسون بعد الثلاثمائة: الزنا ..: ۲/۲۲۵، دارالفكر بيروت)

"والزنى من الكبائر، ولا خلاف فيه وفي قبحه لاسيما بحليلة الجار" (الجامع لأحكام القرآن، بني إسرائيل: ۱۰/۱۶۵، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) قال الله تعالى ﴿ومن يعمل سوءا او يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما﴾ (النساء ۱۱۰) =

نیز سے معافی ہوں اور بارگاہ میں، توان کی اصلاح سے پہلے ترک تعلق نہ دیا جائے تاکہ وہ اپنی قبا
ریں (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۴/ ۸۷ھ

جواب صحیح بندہ محمد فخر الدین غفی عنہ، ۱۰/ ۴/ ۸۷ھ

زانیہ لڑکی لڑکے سے قطع تعلقات کا حکم

سوال [۱۰۷۰۹]: ہمارے گاؤں کی ایک لڑکی جس کی عمر ۱۵ یا ۱۶ سال ہے، بھی سماج کے موافق شادی نہیں ہوئی ہے، اور ایک بچہ پیدا ہوگیا ہے جس کی عمر ۴ ماہ ہوگئی ہے۔ گاؤں کے لوگوں نے جب اس سے سوال کیا تو جواب میں ایک شخص معین کا نام بتلایا اور وہ معین شخص انکار کررہا ہے، اب اس لڑکی کے ساتھ اور اس

= وقال الله تعالى: وإنما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فأولئك يتوب الله عليهم﴾ (النساء: ۱۷)

"واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، لايجوز تأخيرها، سواء كانت صغيرة أو كبيرة" (شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب التوبة ۲/ ۳۵۴، قديمي)

وكذا في روح المعاني، سورة التحريم، تحت الآية: ﴿يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا﴾ ۲۸/ ۱۵۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"فإن هجرها أهل لاهو ولبعده واجبة على مر الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق" (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب مايجوز من الهجر والتقاطع واتباع العورات ۸/ ۵۹۱، رشيديه)

"قال الإمام السرخسي رحمه الله تعالى: "باب مايجوز من الهجران لمن عصى": وقال بعض مشايخنا رحمهم الله تعالى فيه: "أراد بهذه الترجمة بيان الهجران الجائز، لأن عموم النهي مخصوص بمن لم يكن لهجره سبب مشروع، فتبين هنا السبب المشروع للهجر، وهو أن صدرت منه معصية، فشرع لمن سمع عليه منه هجره عليه ليكف عنها" (فتح الباري، كتاب الآداب، باب مايجوز من الهجران لمن عصى ۱۰/ ۶۰۹، قديمي)

(وكذا في تكملة فتح الملهم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الهجر فوق ثلاث ۵/ ۳۵۵، ۳۵۶، مكتبه دار العلوم ديوبند)

سے بچے کا ساتھ سماج میں چلنا پھرنا کیسا ہے؟ اور وہ شخص معین جس سے زنا سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اس کے ساتھ سماج میں چلنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ بچہ بے قصور ہے، اس کو ترک تعلق کی سزا نہیں دی جاسکتی، البتہ اس کی ماں قصوروار ہے، اگر وہ بچے کے سامنے اپنی خطا کا اقرار کرے توبہ کرے اور اپنے حالات درست کرے تو حق تعالیٰ سے بھی توبہ قبول کرنے کی پوری توقع ہے(۱)۔ ایسی حالت میں اس کا جلد از جلد کسی مناسب جگہ اس کی مرضی سے نکاح کرادیا جائے اور گود اس کو نہ دی جائے، اگر وہ توبہ پر آمادہ نہ ہو اور ترک تعلقات سے اس کی اصلاح کی امید ہو تو اس سے ممکن حد تک ترک کردیا جائے تاکہ وہ تنگ آکر توبہ کرے۔

وقد حض على من جاء على ذلك وعلى هجرة أهل الأهواء والبدع الآية(٣).

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿إنه هو التواب الرحيم﴾ (البقرة: ٣٧)

"وقوله تعالى: ﴿إنه هو التواب الرحيم﴾ أي: إنه يتوب على من تاب إليه وأناب". (تفسير ابن كثير، البقرة: ٣٧: ١/ ١٢٠، دار السلام)

وكذا في تفسير روح المعاني، البقرة ـ ٣٧، ١/ ٢٣٨، دار احياء التراث العربي بيروت)

(۲) چونکہ حدود جاری کرنے کے لئے امام کا ہونا شرط ہے، لہٰذا جب تک امام موجود نہیں ہے، تب تک اس عورت پر حد زنا جاری نہیں کرسکتے۔

"فيشترط الإمام لاستيفاء الحدود". (ردالمحتار، كتاب الجنايات: ٦/ ٥٣٩، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب الأول: ٣/ ١٤٣، رشيديه)

وكذا في بدائع الصنائع كتاب الحدود: ٩/ ٢٥٠، دار الكتب العلمية بيروت)

٣ النحم ٢٩

"وقوله تعالى: ﴿فأعرض عمن تولى عن ذكرنا﴾ أي: أعرض عن الذي أعرض عن الحق وهجره". (تفسير ابن كثير، النحم: ٢٩: ٤/ ٣٢٦، دار السلام)

"فإن هجرة أهل الأهواء والبدعة واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع الخ: ٨/ ٧٥٩، رشيديه) =

جس شخص کا وہ نامرد ہے کہ اس سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور وہ شخص انکار کرتا ہے تو اس شخص کو مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا، نہ اس پر حد جاری کی جا سکتی ہے نہ اس کو زانی کہنا درست ہے(۱)، البتہ اگر اس شخص کا اس عورت سے تعلق ہو تو وہ تعلق ختم کرا دیا جائے یا بچہ اسی سے نکاح کرا دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۳/۱۳۹۹ھ۔

زوجہ کو زنا کرتے ہوئے دیکھ کر قتل کرنا

سوال[۱۰۰۰]: اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لیا اور غصہ میں آکر زانی مرد و زوجہ کو قتل کر دیا، تو اس صورت میں دیت لازم ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اسلام کا قانون نافذ ہو تو ایسی حالت میں دیت لازم نہ ہوگی۔

"ويكون التعزير بالقتل كمن وجد رجلاً مع امرأة (إلى قوله) ولو كان مع امرأته ويزني بها أو مع محرمه وهما مطاوعان قتلهما جميعاً"

(درمختار: ۳/۱۷۹)(۲). فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۷/۹۳ھ۔

= (وكذا في فتح الباري، كتاب الأدب، باب مايجوز من الهجران لمن عصى ۱۰/۲۰۹، قديمي)

(وكذا في تكملة فتح الملهم، كتاب البر والصلة والاداب، باب تحريم الهجر فوق ثلاث لاح ۵/۳۵۵، ۳۵۶، مكتبه دارالعلوم كراچی)

(۱) یہ حد ثبوت زنا سے ہے چار آدمیوں کی گواہی فرض ہے، یا زانی شخص خود اقرار کرے تب بھی زنا ثابت ہو جاتا ہے اور یہاں دونوں میں کوئی بات بھی موجود نہیں، لہذا مذکورہ شخص کو مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

"ويثبت بشهادة أربعة رجال في مجلس واحد بلفظ الزنا ويثبت أيضا باقراره صريحاً"

(الدرالمختار، كتاب الحدود: ۴/۷-۱۳، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحدود: ۵/۷-۱۶، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الحدود: ۵/۱۹۶-۲۱۵، عثمانيه)

(۲) (الدرالمختار، كتاب الحدود، باب التعزير: ۴/۶۲، ۶۳، سعيد)

بیوی اجنبی کے ساتھ زنا میں ملوث ہو، تو دونوں کو ہلاک کرنا

سوال[۱۰۷۱۱]: اس وقت اسلامی احکامات کا نفاذ تو ممکن ہی نہیں، اگر شوہر کو یہ معلوم ہو جائے کہ بیوی نے فلاں شخص کے ساتھ زنا کیا ہے تو دونوں کو گولی مار کر ہلاک کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

طلاق دے کر تعلق زوجیت کو ختم کر دینا چاہیے، کذا في سنن أبي داود یہ اصل حکم ہے، لیکن اگر بغیر اس بیوی کے گزارہ دشوار ہو تو پھر اس کو رکھ بھی سکتا ہے(۱) جیسا کہ اس روایت میں موجود ہے، درمختار میں بھی ایسا ہی ہے(۲)۔ قتل کرنا بذریعہ حرہلاک کرنے کی اجازت نہیں(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۶/۹۵ھ۔

زانی کا زنا کی حد کو طلب کرنا اور اگر حد نہ لگائی گئی تو خودکشی کرنا

سوال[۱۰۷۱۲]: زید نے چند لڑکوں اور چند لڑکیوں کے ساتھ زنا کیا، زید کہتا ہے کہ مجھ کو حد لگادو،

= (وكذا في البحر الرائق، كتاب الحدود، باب التعزير: ۵/۲۹، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الحدود، فصل في التعزير: ۱/۶۰۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال: إن امرأتي لا تمنع يد لامس. قال: غربها، قال: أخاف أن تتبعها نفسي، قال: فاستمتع بها" (سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في تزويج الأبكار: ۱/۲۹۶، مكتبه رحمانيه)

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال: إن لي امرأة لا ترد يد لامس، فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: طلقها، قال: إني أحبها، قال: فأمسكها إذاً، رواه أبوداود والنسائي" (مشكاة المصابيح، باب اللعان، الفصل الثاني، ص ۲۸۷، قديمي)

(۲) (ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/۵۰، سعيد)

(۳) "فيشترط الإمام لاستيفاء الحدود". (ردالمحتار، كتاب الحنايات: ۶/۵۴۹، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب الأول: ۳/۱۴۳، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الحدود: ۹/۴۵۰، دارالكتب العلمية بيروت)

تاکہ میرا نشہ معاف ہوجائے اور کہتا ہے کہ اگر مجھ پر حد نہیں لگائی گئی تو میں زہر یا خودکشی سے مرجاؤں گا اور میں زہر یا خودکشی کرنا حد سے بڑھ کر گناہوں کا، یا زہر کھانا یا خودکشی کرنا حد سے بڑھ کر ہے؟ اگر حد لگاتے ہیں تو ہاتھ کاٹتے ہیں"

الجواب حامداً ومصلیاً:

زنا کی حد شرعی سے ثابت ہوتی ہے، وہ اس وقت یہاں موجود نہیں، اس لئے حد لگانے کا کسی کو حق نہیں (۱)، خودکشی کرنا بھی حرام ہے (۲)، زید پر لازم ہے کہ سچی توبہ کرے، نادم ہو خدا کے سامنے روئے اور زندگی بھر ان خبیث عورتوں کے پاس نہ جائے (۳)، حق تعالیٰ کی مغفرت سے مایوس نہ ہو کہ وہ اس کے گناہوں سے بہت زیادہ بڑے، حق تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

---

(۱) من شرائط جواز اقامتها فمنها مايعم الحدود كلها، ومنها مايخص البعض دون البعض، أما الذي يعم الحدود كلها فهو الإمامة، وهو يكون المقيم للحد هو الإمام، او من ولاه الإمام، وهذا عندنا

(بدائع الصنائع، كتاب الحدود، ۵/۵۲۴، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب الأول، ۲/۱۴۳، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحنايات، ۶/۵۴۹، سعيد)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة﴾ (البقرة: ۱۹۵)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من قتل نفسه بحديدة فحديدته في يده يتوجأبها في بطنه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها أبدا، ومن شرب سما فقتل نفسه فهو يتحساه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها أبدا الخ" (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه، ۱/۷۲، قديمي)

(وجامع الترمذي، أبواب الطب، باب من قتل نفسه بسم أو غيره، ۲/۲۴، سعيد)

(۳) قال الله تعالى: ﴿ومن يعمل سوءا او يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما﴾ (النساء: ۱۱۰)

"تتفق على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، لايجوز تأخيرها سواء كانت صغيرة او كبيرة". (شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب التوبة، ۲/۳۵۲، قديمي)

وكذا في روح المعاني، سورة التحريم، تحت الآية: ﴿يأيها الذين امنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا﴾ ۲۸/۱۵۹، داراحياء التراث العربي بيروت

[illegible] (۱) [illegible]

ممن یشاء۞(۲). واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: العبد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

زانی بالجبر کو زہر سے مارنا

سوال[۱۳۱۰۱] زید دوسروں کی بہو بیٹیوں کی عزت زبردستی لوٹتا رہتا ہے، عورتوں کو بے موقع پکڑ لیتا ہے، زنا بالجبر کی کوشش کرتا ہے، لوگ پریشان ہیں، کیا ایسے شخص کو زہر دے کر یا جان سے مارنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کی ان مذموم حرکات و روئے کی اخلاقی وقانونی تدبیر کی جائیں(۳)، زہر دے کر نہ مارا جائے(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) طٰہٰ: ۹۲

(۲) (النساء: ۴۸)

"عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (مشكاة المصابيح، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث، ص: ۲۰۶، قديمي)

(۳) "رجل قبل حرة أجنبية أو أمة، أو عانقها، أو مسها بشهوة يعزر، وكذا لو جامعها فيما دون الفرج، فإنه يعزر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، فصل في التعزير: ۱۶۹/۲، رشيديه)

وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، فصل فيما يوجب التعزير ومالا يوجب: ۴۷۹/۳، رشيديه)

(۴) "والتعزير الذي يجب حقا للعبد كالقذف ونحوه فله العفو عنه لتوقفه على الدعوى لا يقيمه إلا الحاكم". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، فصل في التعزير: ۱۶۷/۲، رشيديه)

"وأما شرط جواز إقامتها فمنها ما يعم الحدود كلها، ومنها ما يخص البعض دون البعض، وأما الذي يعم الحدود كلها فهو الإمامة ومن ولاه الإمام، وهذا عندنا". (بدائع الصنائع، كتاب الحدود: ۵۲۶/۵، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الجنايات: ۵۴۹/۶، سعيد)

باب حدّ القذف

(حدّ قذف کا بیان)

زنا کی تہمت کی سزا

سوال[۱۰۷۱۴]: ایک شخص نے ایک لڑکی پر عیب لگایا کہ اس نے زنا کرایا ہے، لیکن بعد تحقیق معلوم ہوا کہ وہ اس عیب سے بری ہے، تو ایسے شخص کی کیا سزا ہونی چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بہ ثبوت شرعی اگر زنا کی تہمت لگائے، تو اس کی سزا شرعاً اسی کوڑے ہے(۱)، لیکن یہ سزا ہر کوئی نہیں دے سکتا، نہ ہر جگہ دی جا سکتی ہے، اسلامی بادشاہ کو اس کا اختیار ہے(۲)، اس لئے یہ شخص توبہ اور استغفار کرے،

---

(۱) قال الله تعالى ﴿والذين يرمون المحصنت ثم لم يأتوا بأربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة أبدا﴾ (النور: ۴)

"إذا قذف الرجل رجلا محصنا او امرأة محصنة بصريح الزنا، وطلب المقذوف حد الحاكم ثمانين سوطا، إن كان حرا لقوله تعالى ﴿والذين يرمون المحصنات﴾ إلى أن قال "فاجلدوهم ثمانين جلدة" الآية، والمراد الرمي بالزنا بالإجماع" (الهداية، كتاب الحدود، باب حد القذف ۲/۵۲۹، شركة علميه)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير ۲/۱۶۰، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحدود، باب حد القذف: ۴/۴۳، ۴۷، سعيد)

۲) "أما شرائط جواز إقامتها فمنها ما يعم الحدود كلها، ومنها ما يخص البعض دون البعض، أما الذي يعم الحدود كلها فهو الإمامة، وهو أن يكون المقيم للحد هو الإمام، أو من ولاه الإمام، وهذا عندنا" (بدائع الصنائع، كتاب الحدود ۷/۵۲، رشيديه)

جس پر تہمت لگائی ہے اس سے معافی مانگے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/ ۹۰ ۱ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

تہمتِ زنا لگانے والے سے ترکِ تعلق

سوال [۱۰۷۱۵]: زید نے بکر کی لڑکی پر ناجائز حمل سے مُرا ہونے کا الزام لگایا، بکر نے افواہ سن کر قرب وجوار کے کچھ لوگوں کو اٹھایا اور کہا کہ یہ الزام قطعی جھوٹ اور غلط ہے، جس پر پنچایت نے زید سے ثبوت پہنچانے کا مطالبہ کیا، زید نے پنچوں کے سامنے بیان دیا کہ پہلے سے کچھ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ ہم کو ہی دیں گے، لیکن جب میں نے برادری کے سامنے ظاہر کیا تو جو لوگ ثبوت میں تھے، وہ کہنے پر تیار نہیں ہیں، میں تنہا حلف دے سکتا ہوں کہ یہ بات سچ ہے اور دوسرا کوئی گواہ ہمارے پاس نہیں ہے، زید کے اس بیان پر پنچایت نے فیصلہ دیا کہ تنہا زید کا بیان یا حلف قابلِ اعتماد نہیں ہے، کیونکہ زید اور بکر میں خانگی رنجش چل رہی ہے اور زید بذاتِ خود صوم وصلوۃ کا پابند بھی نہیں ہے اور پنچایت نے بہتان تراشی کے جرم میں متفقہ طور پر زید کو ترکِ برادری رکھنے کا فیصلہ کیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی صورت میں شرعاً زید کو کاذب قرار دیا جائے گا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿فإن لم يأتوا بالشهداء فأولئك عند الله هم الكاذبون﴾ (۲)۔

= (وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب الأول: ۲/ ۱۴۳، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحنايات: ۶/ ۵۴۹، سعيد)

(۱) قال الله تعالى: ﴿ومن يعمل سوءا أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما﴾ (النساء)

"واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، لايجوز تأخيرها سواء كانت صغيرة أو كبيرة" (شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب التوبة ۲/ ۳۵۴، قديمي)

(وكذا في روح المعاني، سورة التحريم، تحت الآية: ﴿يأيها الذين امنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا﴾ ۲۸/ ۱۵۹، داراحياء التراث العربي بيروت)

(۲) (النور: ۱۳)

اگر شرعی حکومت ہوتو ایسے شخص والی مار مارے کالے جائیں اور آئندہ کے لئے بھی کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی (۱)۔ اب جب یہاں اس کی قدرت نہیں تو اس کو ترک تعلق کی سزا دینا درست ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی حرکت پر نادم ہوکر سچی توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے اور اطمینان ہوجائے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا (۲)۔ واللہ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۰/۹۹ھ۔

چوری کا الزام

سوال[۶۰۰۱]: ایک رات زبیدہ نے قریب آٹھ بجے رات والے اپنے گھر سے بغل والے کو ہاں (مویشیوں کے باندھنے کی جگہ) چچا آواز سن کر اپنے بیٹے وبہو کو چراغ جلا کر دیکھنے کا حکم دیا، ان لوگوں کی گفتگو سن کر آس پاس کے لوگ کیفیت پوچھتے چلے آئے، زید بھی ان ہی لوگوں میں تھا اور پوچھ رہا تھا، مذکورہ بالا پڑوسیوں نے چاروں طرف دیکھا مگر آدمی یا چور کا کوئی ثبوت نہیں پایا اور سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے، دن کے ایک بجے زبیدہ نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ رات میرے گھر میں زید گھسا تھا، بات آہستہ آہستہ زبیدہ کے گھر سے پھیلنے لگی، عین اسی وقت محمود کے گھر میں ایک لڑکے کا ختنہ ہوا تھا، جس میں محمود نے پوری جماعت کو مدعو کیا اور زید کو مدعو نہیں کیا، زبیدہ نے بھی خطبہ میں مدعو کیا، مگر نہیں معلوم کیوں زید والد کردیا، اس موضوع کو لے

---

(۱) تقدم تخریجه تحت عنوان: "زنا کی تہمت کی سزا"، رقم الحاشیة: ۱

(۲) "فإن هجرة أهل الأهواء والبدعة واجبة على مر الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق"

(مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب مايبقى عنه من الهجر إلخ ۹/۵۹۱، رشيديه)

"قال الإمام البخاري رحمه الله تعالى باب ماجاء في الهجران لمن عصى وقال لحفظ ابن حجر رحمه الله تعالى قيه أراد بهذه الترجمة بيان الهجران الجائز، لأن عموم النهي مخصوص بمن لم يكن لهجره سبب مشروع فمن هذا السبب المسوغ للهجر، وهو لمن صدرت منه معصية، فيسوغ لمن اطلع عليها منه هجره عليها ليكف عنها" (فتح الباري، كتاب الأدب ۱۰/۴۰۹، قديمي)

(وكذا في تكملة فتح الملهم، كتاب البر والصلة والآداب باب تحريم الهجر فوق ثلاث ۵/۳۵۵، ۳۵۶، مكتبه دارالعلوم كراچی)

...زید چند آدمیوں کے ساتھ مدعا علیہ کے پاس مسدد دریافت کرنے آیا۔

مدعا علیہ نے بتایا کہ جب زید کی چوری ہوئی تھی تو اسی وقت رات کو زید مدعا علیہ کے ہمراہ محلہ کے ...ے پاس گیا تھا کہ ہمارے ساتھ زید کو اپنے گھر میں گئے ہوئے دیکھا ہے۔ اور زید کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ زید کو مدعا علیہ کے حوالہ کردیا جائے۔ چند لوگوں نے اس فیصلہ سے متفق نہ ہو کر نمبر ۲ سے مسدد دریافت کیا، مدعا علیہ نے بتایا کہ زید داخل کرے باوضو قرآن شریف ہاتھ میں لے کر مسجد کے اندر منبر پر بیٹھ کر قسم کھائی ہوں، پھر اس مسئلہ پر بھی اختلاف ہوا، بعض نمبر ۲ کے دیدوں باتوں پر یقین کر کے زید پر الزام کا الزام کرنا یا شرعی فیصلہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلا دلیل کسی پر زنا کا الزام لگانا حرام ہے، اسی طرح چوری کا بھی الزام حرام ہے(۱)، لہٰذا صورت مسئولہ میں جس شخص نے چوری کی ہے اور اس پر دو شرعی گواہ پیش نہ کرسکے تو چور دو مسلمان جس پر الزام لگایا ہے اس سے قسم لے کر قسم کھانے کے بعد شرعی قرآن شریف ہاتھ میں لینا شرط نہیں، اسی طرح دلائل کی تفصیل جائز نہیں(۲)۔

ثبوت زنا کے لئے چار شرعی گواہوں کی گواہی شرط ہے، اس کے علاوہ کسی ثبوت سے زنا کا الزام

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ومن یکسب خطیئة أو إثما ثم یرم به بریئا فقد احتمل بهتانا وإثما مبینا.

"عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أن النبي صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: البینة علی المدعي والیمین علی المدعی علیه". رواه الترمذي. (مشکوٰة المصابیح، کتاب الإمارة، باب الأقضیة والشهادات، الفصل الثاني، ص: ۳۲۷، قدیمی)

(وصحیح مسلم، کتاب الأضحیة: ۲/۴۷، قدیمی)

وجامع الترمذي أبواب الأحکام، باب ماجاء في أن البینة علی المدعي والیمین علی المدعی علیه ۲۹۵، سعید

۲ "قال النبي صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: لو یعطی الناس بدعواهم لادعی رجال دماء قوم وأموالهم، لکن البینة علی المدعي والیمین علی من أنکر". (مشکوٰة المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقة الخ ص: ۴۲۲، قدیمی)

سے نے نہایت سخت سزائے، وہ سخت گناہ ہے(۱) مگر اس سزا دینے کا حق ہر ایک کو نہیں، اس کے لئے سخت شرائط ہیں(۲)، اس کے ساتھ زنا کی تہمت لگانا بہت بڑا جرم ہے، انتہائی حتیاط لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، ۱۵/ ۳/ ۷۰ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

---

۱) قال الله تعالى: ﴿والذين يرمون المحصنات ثم لم يأتوا بأربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة﴾، النور: ۴

۲) "إذا قذف الرجل رجلا محصنا أو امرأة محصنة بصريح الزنى جلده الحاكم ثمانين سوطا". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب السابع: ۲/ ۱۶۰، رشيديه)

۲) "فشرط الإمام لاستيفاء الحدود". (ردالمحتار، كتاب الحدايات: ۶/ ۵۴۹، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الحدود، باب حد القذف: ۲/ ۳۶۳، مكتبه عماريه كوئته)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب الأول: ۲/ ۱۴۳، رشيديه)

باب التعزیر

(تعزیر کا بیان)

دھوکے سے خنزیر وکتے کا گوشت لوگوں کو کھلانا

سوال[۱۰۷۱۷]: جو شخص خنزیر یا کتے کا گوشت لوگوں کو شرعت سے دھوکہ دے کر کھلا چکا ہو، تو معلوم ہونے کے بعد اس کی شریعت میں کیا سزا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ سخت تعزیر کا مستحق ہے، جس کی تعیین امام کی صوابدید پر ہے جس کو تعزیر کا حق ہے(۱)، عوام تو حق ہی کرسکتے ہیں، آئندہ اس پر اعتماد نہ کریں، اس سے میل جول نہ رکھیں(۲)۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/ ۱۰/ ۹۴ھ۔

---

(۱) "وأجمعت الأمة على وجوبه في كبيرة لا توجب الحد، ثم هو قد يكون بالحبس، وبالصفع وتعريك الأذن وليس فيه شيء مقدر، وإنما هو مفوض إلى رأي الإمام على تقضي جناياتهم" (شرح العيني على كنز الدقائق، كتاب الحدود، احكام التعزير: ۱/۳۹۷، إدارة القرآن كراچی)

"وأجمعت الأمة على وجوبه في كبيرة لا توجب الحد وفي شرح الطحاوي: والأصل في وجوب التعزير: أن كل من ارتكب منكراً، أو اذى مسلماً بغير حق بقوله أو فعله وجب عليه التعزير". (البحر الرائق، كتاب الحدود، فصل في التعزير ۵/۷۱، رشيديه)

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الحدود، فصل أما التعزير ۵/۵۳۴، رشيديه)

(۲) "فإن هجرة أهل الأهوا والبدعة واجبة على مر الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق" (مرقاة المفاتيح، كتاب الاداب، باب مايبقى عنه من التهاجر الخ: ۸/۷۵۹، رشيديه)

"قال الإمام البخاري رحمه الله تعالى: "باب مايجوز من الهجران لمن عصى"، وقال الحافظ=

شادی میں گولہ داغنے کی سزا

[illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

[illegible]

[illegible] ۱۳۹۹ھ

غلطی سے دوسرے کی بندوق سے کسی کو مارنا

[illegible]

صورت مسئولہ سے بندوق ہوا، یا ہوائی بندوق مراد ہے جو آج کل عام ہے

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سے بندوق چھرّے کی بندوق مراد ہے (۱) جس کی بندوق سے عام طور پر شکار کیا جاتا ہے، اس کی قسمیں (۲) ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) بندوق ساچمہ، یہ بندوق ۲۵ ۳ ۹۵ ملی میٹر

د جمیع المسائل المصنف لحکم فی المسئلۃ فوقہ د جمیع المسائل
لح. حد المسائل یحصل المصنف بفعلہ من غیر یحصل من فعلہ و المصنف فعل مختار (شرح
یحموی علی الاشباہ القاعدۃ السابعۃ عشرۃ ۲۰۰ دار الفکر کراچی

المسائل عامل ولم یقصد و المصنف لا الا کان سعد فلم یقصر فی مکہ فوقع
فیہ المصنف ولم یقصد ولم في غیر مکہ المصنف ذکر وفی الاشباہ رمی سہما الی هدف فی مکہ
فمر وراء و المصنف المصنف یعزی المصنف المصنف فمحل الاول فی
المسائل و المصنف یقصد ولم یقصد ص ۲۰۰ ۲۵ ۳ ۵ و لکن یعتبر
(وکذا في قواعد الفقہ، ص ۔ رقم القاعدۃ ۳۰ میر محمد کتب خانہ کراچی

(۲) مذکورہ صورت میں بندوق چھرّے ۔ قسم ۔ ۔ بندوق ۔ ۔ بندوق ۔ ۔
بندوق ۔ ۔ بندوق ۔ ۔ بندوق ۔ ۔

فصل في التعزير بأخذ المال

(مال سے تعزیر دینے کا بیان)

زنا پر مالی جرمانہ

سوال[۱۰۲۰۲]: چودہری پیر محمد اوران کے پارٹنر ملا چودھری اور حمید اور متولی مسجد عبدالستار کے بارے میں جو ایک روز نور محمد کے گھر مٹھائی دینے آئے، مٹھائی لینے پر دریافت کیا تو مذکورہ مٹھائی دہندگان نے جواب دیا یہ مٹھائی حرام ہے، ہم نے وہ مٹھائی واپس کردی، کیونکہ مسلمان حرام نہیں کھاتا ہے، اس پر پیر محمد چودھری نے ہم کو مجرم کہہ کر برادری سے الگ کردیا۔

تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک زانیہ سے لیا گیا زنا کا جرمانہ ایک سو پانچ روپیہ کی مٹھائی چودھریوں نے پوری برادری کے دوسو گھروں کو تقسیم کی، مٹھائی تقسیم کرنے سے پہلے چودھری موصوف سوا روپیہ نذرانہ دے کر حرام کا نوالہ کھالیا کرتے ہیں، چودھریوں کا عرصہ دراز سے یہی طریقہ کار ہے، زانی اور زانیہ سے روپیہ لے کر بقول خود چودھری موصوف حرام کی مٹھائی پوری قوم کو برادری کا تحفہ کہہ کر کھلاتے رہتے ہیں، جس سے برادری میں زنا کاری کا اضافہ اور بے شرمی و بے حیائی کا عروج ہوتا رہتا ہے۔

پس اس سال حقیقت کھل گئی کہ حرام نہ کھانے والے کو برادری سے علیحدہ کرکے چودھری پیر محمد نے برادری کی اکثریت کو حرام خوری پر مجبور کیا ہے، اس حال میں کہ چودھری موصوف فریب دے کر حرام خوری میں شریک کرکے پوری قوم کو بے شرمی اور بے حیائی کا مرتکب کیا اور ایمان ضعیف کیا، مذکورہ چودھری، امام صاحب کی غیر موجودگی میں امامت بھی کرتے ہیں، ہم مسلمان ایسے چودھریوں کو کس طرح نوازیں جنہوں نے عرصہ سے خود حرام کھا کر پوری قوم کو جان بوجھ کر حرام کھلایا ہے، چودھریوں کا حرام کی مٹھائی نہ کھانے والے کو برادری سے بند کردینا (ترک کلام وسلام، شادی بیاہ ومعاملات وغیرہ) اوران کو طعن کرنا، ذلیل کرنا، غیبت کرنا، مروجہ غیر شرعی طریقہ کار سے باز نہ آنے کے غلط پروپیگنڈہ کرنا اور ایسے فتنے جگا کر قوم میں پھوٹ ڈالنا شرعاً کیسا

ہے" کیا عوام کو اپنا رہبر و پیشوا بنانا اور ان کی اتباع کرنا اور ان کا احترام کرنا ان سے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زنا کاری حرام ہے(۱) مگر اس جرم پر مالی جرمانہ کرنا درست نہیں، جرمانہ سے اس کی مخلافی کرنا اور [illegible] جائز نہیں۔

"[illegible] (۲)

چوتھی بیوی کو یہ مسئلہ بتلا دیا جائے کہ ان کو لازم ہے کہ اس طریق سے توبہ کریں (۳) یہ چیزوں میں چوتھی بیوی کی بات پر عمل کرنا جائز نہیں ہے (۴) اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ تمام برادری کو ضروری

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿ولا تقربوا الزنى إنه كان فاحشة وساء سبيلا﴾ (الاسراء: ۳۲)

وقال الله تعالى: ﴿الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما﴾ (النور: ۲)

"الكبيرة الخامسة والخمسون بعد المائتين: الزنا، (أعاذنا الله منه ومن غيره بمنه وكرمه)"

(الزواجر عن اقتراف الكبائر، كتاب الحدود، ۲: ۲۰۲، دار الفكر بيروت)

(۲) (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ۶: ۲۲۰، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحدود، فصل في التعزير: ۵: ۶۸، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الحدود، فصل في التعزير: ۳: ۱۶۵، رشيديه)

(۳) "واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، لايجوز تأخيرها، سواء كانت صغيرة أو كبيرة" (شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب التوبة: ۲: ۳۵۰، قديمي)

وكذا في روح المعاني، سورة التحريم، تحت الآية: ﴿يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا﴾ ۲۸: ۱۵۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۴) "عن النواس بن سمعان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" (مشكاة المصابيح، كتاب الامارة والقضاء، الفصل الثاني: ۳۱۸، دار الكتب العلمية بيروت)

"ذكر الحرري في أسد المناقب بسنده عن علي رضي الله تعالى عنه: فما أمرتكم من طاعة الله فحق عليكم طاعتي فيما أحببتم أو كرهتم. وما أمرتكم بمعصية الله فلا أوعرني فلا طاعة لأحد في -

نے کہا اپنے چوتھائی مال کو ایسے خلاف شرع طریقوں سے روکیں، اگر وہ نہ رہیں تو وہ سب تابع شریعت ہوں، چوتھائی کی تجویز کریں (۱)، جس نے حرام مچھلی کھانے سے انکار کردیا اس نے ٹھیک کیا، اس کو برا بھلا کہنا اور سب کلام مشاجرہ بیاہ معاملات نہ کرنا اور لعن طعن کرنا ہرگز جائز نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۷/۸۵ھ۔

مالی جرمانہ

سوال [۲۰۰۲]: جب کہ حدود بند ہو چکے ہیں، جرائم مختلف ہیں، اس کے انسداد کے لئے جسمانی سزا (زدوکوب) کے بجائے مالی سزا (جرمانہ) کر سکتے ہیں یا نہیں؟ چونکہ مار پیٹ میں شدید اختلف خطرات کا سامنا ہے، اس لئے مالی سزا (جرمانہ) کرکے معاشرہ کو سدھارنے کی کوشش کی جاتی ہے، وہ بھی متاخرین میں مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ موجود ہے جواز کا اور امام ابویوسف کا قول ہے مالی سزا کا۔ پھر جرمانہ سے متعلق چند سوالات ہیں بنا بقول جمہور ائمہ عدم جواز کے قائل ہیں، علماء حق کے نزدیک جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علامہ ابن نجیم نے تعزیر کی تعریف وتنویع کے بعد لکھا ہے:

"ولم يذكر محمد التعزير بأخذ المال، وقد قيل: رؤي على أي

= معصية لله، اسم الطاعة في المعروف (مرقاة المفاتيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني ۷/۲۷۴، رشيديه)

(۱) "فيجوز تقليد الفاسق، وتنفذ قضاياه إذا لم يجاوز فيها حد الشرع، ولكن لاينبغي أن يقلد الفسق" (بدائع الصنائع، كتاب أدب القاضي، فصل في من يصلح للقضاء: ۹/۹۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب القضاء: ۶/۲۳۸، رشيديه)

(۲) "عن أبي سعيد الأنصاري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: لايحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال" (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب مايبقى من التهاجر والتقاطع الخ، ص: ۴۲۷، قديمي)

بوسے کی تعزیر میں مستقل بالمال جائز، کذا فی التطہیر"

وفی المحلاصہ "سمعت عن ثقۃ أن التعزیر بأخذ المال جائز، کذا فی التطہیر"

وفی المحلاصہ "سمعت عن ثقۃ أن التعزیر بأخذ المال جائز، کذا فی التطہیر"

وفی الخانیۃ: "وفی الحاوی: وفی الحسبۃ: ذہب بعض المتأخرین إلی أن التعزیر بأخذ المال فی الأماکن التی رأی القاضی مصلحۃ فی ذلک، بأن علم أن الظلمۃ لا ینزجرون إلا بأخذ المال منہم، فللقاضی أن یأخذ منہم شیئا من مالہ علی قدر ما یری من الصلاح، فإن أیس من توبتہ وعلم أن الظلمۃ یصرفونہ إلی أنفسہم فلا یأخذ منہم شیئا، ولکن یعزرہم بما دون الحد، لأن أخذ الحاکم مال المسلم لیس بمشروع، وإنما التعزیر بأخذ المال فی موضع یری القاضی ذلک مشروعا"

وفی المحیط البرہانی: "ثم ذکر الکرخی أن لأحد أن یأخذ مال أحد علی وجہ التعزیر، وأری أن یأخذہ فیمسکہ فإن أیس من توبتہ صرفہ إلی ما یری"

وفی شرح الآثار: "التعزیر بالمال کان فی ابتداء الإسلام ثم نسخ".

وفی الفواکہ الدوانی: "وقد اختلف العلماء فی التعزیر بأخذ المال" اھ.

(البحر الرائق: ۵/۶۸)(۱).

منقولہ عبارات سے معلوم ہوا کہ تعزیر بالمال (مالی جرمانہ) منسوخ ہے(۲) اور مذہب معتمد قابل عمل اس کا عدم جواز ہے(۳) اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی نسبت ضعیف ہے، منسوخ پر عمل نہ کیا جا سکتا ہے نہ فتویٰ دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ شرح عقود رسم المفتی میں ہے(۴)۔ منکر اور فحشہ سے روکنے کے

---

(۱) (البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزیر: ۵/۶۸، رشیدیہ)

(وکذا في ردالمحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر: ۴/۶۱، ۶۲، سعید)

(وکذا في الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب الحدود، فصل في التعزیر: ۲/۱۶۷، رشیدیہ)

(۲) راجع الحاشیۃ المتقدمۃ انفا

(۳) راجع الحاشیۃ المتقدمۃ انفاً

(۴) "أي لو أحب علی من أراد أن یعمل لنفسہ، أو یفتي غیرہ، أن یتبع القول الذي رجحہ علماء مذہبہ، فلا یجوز لہ العمل أو الإفتاء بالمرجوح" (شرح عقود رسم المفتي، مطلب یجب اتباع الراجح ولایجوز العمل ولا الإفتاء بالمرجوح بالإجماع، ص: ۴۰، دارالکتاب)

"وقال العلامۃ السرسلالي في رسالتہ "العقد الفرید في جواز التقلید" ومذہب الحنفیۃ =

لئے ترک تعلق کی سزادی جاسکتی ہے (اگر مفید ہو)۔

بقولہ تعالیٰ: ﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین﴾ الآیۃ(۱)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۱۰/ ۱۴۰۰ھ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

= الممنع عن المرجوح حتى لنفسه، لكون المرجوح صار منسوخاً" (شرح عقود رسم المفتي، مطلب في الإفتاء والعمل على القول الضعيف، ص: ۱۹۸، دارالكتاب)

"إذا كان في المسئلة قولان أو روايتان أو أكثر، وجب الأخذ بما رجحه أصحاب الترجيح" (أصول الإفتاء، لمفتي محمد تقي العثماني، القاعدة الرابعة، ص ۳۴، دار الإفتاء جامعة بنورية العالمية)

(۱) (الأنعام: ۶۸)

"قال العلامة الملا علي القاري رحمه الله تعالى قال الخطابي رحمه الله تعالى "رخص للمسلم أن يعتصب على أخيه ثلاث ليال لقلته، ولا يجور فوقها، إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق الله تعالى، فيجور فوق ذلك، وإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق" (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب مايبهى من التهاجر والتقاطع الخ، الفصل الأول: ۸/۷۵۸، ۷۵۹، رشيديه)

(وكذا في احكام القرآن للجصاص، الأنعام، باب النهي عن مجالسة الظالمين ۳/۲۳، دارالكتب العلمية بيروت)

باب الشهادة

(گواہی دینے کا بیان)

فاسق کی شہادت کے سلسلہ میں دوفتووں میں رفع تضاد

سوال[۱۰۷۲۲]: میں نے ایک فتویٰ بھیجا تھا، سوال یہ تھا کہ ایک شخص نمازی ہے، روزہ بھی رکھتا ہے، دین کے تمام کام کرتا ہے، لیکن داڑھی منڈواتا ہے، ایسا آدمی شریعت کے اندر معتبر ہے یا نہیں؟ یعنی رمضان کے چاند کی یا عید کے چاند کی ایسے آدمی کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟ شریعت میں معتبر آدمی کس کو مراد لیتے ہیں؟

اس کا جواب مفتی احمد علی صاحب نے ۲۷/۹/۹۵ھ کو نمبر ۱۲۶ پر یہ دیا ہے:

''اگر وہ ذی اقتدار اور لوگوں میں قابل اعتبار ہے، تو اس کی شہادت مان لی جائے گی''۔

اور سہارنپور سے اس کا جواب یہ آیا ہے:

''وہ آدمی فاسق ہے، اس کی شہادت قبول نہیں اور متبع شریعت کو ہی معتبر کہا جاتا ہے''۔

اس سے قبل دیوبند سے فتویٰ منگایا، اس میں لکھا یہ تھا کہ ایک شخص داڑھی منڈواتا ہے تو اس کی شہادت چاند کی اور نکاح کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ''چاند کی شہادت تو قبول نہیں، نکاح کی گواہی بھی رد کی جاسکتی ہے۔

معلوم یہ کرنا ہے کہ ذی اقتدار انسان کو تمام گناہ جائز ہے یا نہیں''؟

محمد ادریس مظاہری، معرفت مولانا محمد ایوب مظاہری، جام کھنڈی بیجاپور

الجواب حامداً ومصلیاً:

گواہ عادل ہو تو اس کی گواہی کا قبول کرنا اور اس کے موافق حکم کرنا واجب ہے(۱)، اگر عادل نہ ہو بلکہ بیہودہ کاموں کے ارتکاب سے فاسق ہے تو اس کی گواہی کا قبول کرنا واجب نہیں(۲)، لیکن اگر حاکم کو قرائن سے معلوم ہو کہ فلاں شخص باوجود فاسق ہونے کے یہ بات صحیح کہتا ہے، کیونکہ جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے اور حاکم ایسے آدمی کی گواہی وقبول کرے تو اس کو قبول کرنے کا بھی حق ہے(۳)۔ امید ہے کہ اس تفصیل کے بعد تشفی ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۱۱/ ۹۵ھ۔

---

(۱) "وأما بيان حكم الشهادة فحكمها وجوب القضاء على القاضي. لأن الشهادة عند استجماع شرائطها مظهر للحق، والقاضي مأمور بالقضاء بالحق قال الله تبارك وتعالى: ﴿يا داود إنا جعلناك خليفة في الأرض فاحكم بين الناس بالحق﴾، وثبوت ما يترتب عليها من الأحكام تابع للشهادة."

(كتاب الشهادة: ۵/ ۴۲۶، رشيديه)

"وحكمها وجوب الحكم على القاضي بموجبها بعد التركية بمعنى افتراضه فورا لا في ثلاث قد مضت، فلو امتنع بعد وجود شرائطها أثم لتركه الفرض، واستحق العزل لفسقه، وعزل لا يمكنه ما لا يجور شرعا". (زيلعي) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات ۵/ ۴۶۳، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الشهادات، الباب الأول: ۳/ ۴۵۰، رشيديه)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿ولا تقبلوا لهم شهادة أبداً وأولئك هم الفسقون﴾ (النور: ۴)

"باب القبول وعدمه أي: من يجب على القاضي قبول شهادته ومن لا يجب، لأن يصح فيه ولا يصح لا تقبل شهادة الروح والأجير والمعتل والمتهم والفاسق". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه ۵/ ۴۶۷-۴۷۰، سعيد)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل ۷/ ۳۱۵، عبدالله)

(۳) "قال في جامع الفتاوى: "وأما شهادة الفاسق، فإن تحرى القاضي الصدق في شهادته يقبل وإلا فلا هو الصحيح. وفي الفتاوى الخاصية: هذا إذا غلب على ظنه صدقه وهو مما يحفظ في ديواني كتاب القضاء وظهر قوله وهو مما يحفظ اعتماده اهـ". (ردالمحتار، كتاب الشهادات ۵/ ۴۶۶، سعيد)

(وكذا في منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الشهادات: ۷/ ۱۰۶، رشيديه)

گواہ سے قسم لینا

سوال[۵۰۲۳]: ایک مقدمہ میں بہت تذبذب پیدا ہوگیا ہے، قرائن وعبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے قسمیں کھائی ہیں۔

"فلو أمر قضاة بتحليف الشهود وجب على العلماء أن ينصحوه

الخ"(ردالمحتار، كتاب القضاء: ۴/۳۵۸)(۱)

[illegible]

وغیرہ عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب نہیں پوچھا جاتا، شاہد خود ہی قسم کھاتے ہیں اور اپنی طرف سے مقدمہ جیتنے کی [illegible] جاتی ہیں، بلکہ قسمیں بھی بعض وقت خود ہی کھاتے ہیں [illegible] قسمیں کھانے سے بہت قوی فتنے پیدا ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible]

---

(۱) (الدرالمختار، كتاب القضاء: ۵/۴۲۲، سعيد)

(۲) (الدرالمختار، كتاب الدعوى: ۵/۵۴۹، سعيد)

(۳) (البحرالرائق، كتاب الشهادة: ۷/۹۴، رشيديه)

"وركنها لفظ أشهد لا غير لتضمنه معنى مشاهدة وقسم وإخبار للحال، فكأنه يقول: أقسم بالله =

اگر شاہد کو یہ چیز مستحضر کرادی جائے کہ شہادت قسم کو متضمن ہے تو شاید کچھ مؤثر ہو اور آپ کے لئے مفید ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، ۱۰ ۸۷ھ۔

جواب صحیح ہے

ورجھوٹی شہادت وبیان پر جو وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہیں، ان کو مؤثر انداز میں بتلایا اور مستحضر کرادیا جائے، جب بھی بہت مؤثر ہوگا۔

بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸ ۱۰ ۸۷ھ۔

دنیوی عداوت کی تشریح

سوال[۱۰۷۲۴]: دنیوی دشمنی جس سے شریعت میں شہادت قبول نہیں ہوتی، وہ کس کو کہتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

درمختار میں اس کو اس طرح بیان کیا ہے:

"والعدو لاتقبل شهادته على عدوه إذا كانت دنيوية، وفي شرح الوهبانية للشرنبلالي: هو بما تثبت العداوة نحو قذف وجرح وقتل وفي المحاصمة، نعم! هي تسمع الشهادة فيما وقعت فيه المحاصمة كشهادة وكيل فيما وكل فيه وصي وشريك اهـ"

"قال الشامي قال في الوهبانية: وقد يتوهم بعض المتفقهة من الشهود أن من خاصم شخصا في حق وادعى عليه بعض عداوة فيشهد عليهم بالعداوة، وليس كذلك، بل هذا من باب التجريح

قلت "لكن قد تضمن محضر الوهباني العداوة لاتسمع فيه

= لقد اطلعت على ذلك، وإنما اخبر به" (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات ۵ ۴۶۲، سعيد)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الشهادات، ۳۴۸/۷، ۳۴۹، عثمانيه)

الشهادة إلا إذا فسق بها، فعلم أنها قد تكون مفسقة وقد لاتكون، فقوله وإنما تثبت الخ".

"يريد به العداوة المانعة وهي المفسقة، ولا يخفى أنه هذه تمنع القبول على العدو وعلى غيره اهـ" (ردالمحتار، كتاب القضاء والمسئلة مذكورة في كتاب الشهادة، أيضاً، ص: ۳۸۱)(۱).

واللہ تعالیٰ اعلم.

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/ ۵/ ۹۲ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب القضاء: ۵/ ۳۵۶، ۳۵۷، سعيد)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات: ۵/ ۴۸۰، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل: ۳/ ۲۷۴، مكتبه غفاريه كوئته)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل: ۷/ ۱۴۳، ۱۴۴، رشيديه)

کتاب اللقطة

(لقطہ کا بیان)

دوسرے کا کبوتر اپنے گھر میں آجائے تو کیا کریں؟

سوال[۱۰۷۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک کبوتر زید کے گھر میں باہر سے آکر رہ گیا اور مدت تک رہا، جس کو زید نے بھگایا، مگر وہ اڑ کر پھر اس کے بالاخانہ میں رہنے لگا، یہاں تک کہ زید بھگاتا رہا اور وہ اڑتا، پھر آجاتا، اب اس کے دو چار بچے ہو چکے ہیں اور کبوتروں کا سلسلہ بڑھنے لگا ہے، زید کی عدم موجودگی میں بچوں نے چند کبوتر ذبح کر کے کھالئے، غالباً یہ کبوتر محلہ کے کسی ہندو کا ہے، تو اب کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ کبوتر جنگلی نہیں، بلکہ پلا ہوا ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص کا ہے تو اس کو وہ واپس کردیں، پھر اگر وہ مادہ ہے تو اس کے بچے بھی اسی کے مالک کے ہوں گے، جو بچے ذبح کر کے کھائے ہیں ان کی قیمت مالک کو دیں اور جو بچے موجود ہیں وہ بھی مالک کو دیں یا اس سے خرید لیں، اگر وہ نر ہے تو صرف وہی مالک کو واپس کریں اور اس کی وجہ سے جو بچے ہوئے، وہ اس کے نہیں، نہ قیمت ادا کرنے کی ضرورت ہے، نہ واپس کرنے کی۔ کذا في الدرالمختار وردالمحتار(۱)، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۲/۱۷ھ۔

---

(۱) "(محصنة) أي: برج (حمام اختلط بها أهلي لغيره لاينبغي له أن يأخذه، وإن أخذه طلب صاحبه ليرده عليه)؛ لأنه كاللقطة (فإن فرخ عنده، فإن) كانت (الأم غريبة لايتعرض لفرخها)؛ لأنه ملك الغير =

سفر میں سامان بدل جائے، تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال[۱۰۷۲۶]: چار آدمی دہلی میں سفر کررہے تھے، جب ہم نے سامان اتارا، تو ہماری اٹاچی (۱) بدل گئی، یہ تب معلوم ہوا کہ جب ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے، اب ہم اس کا کیا کریں؟ کیا اپنے سامان کے بدلہ میں رکھ لیں؟ جو اٹاچی رہ گئی؟ وہ ایک بے چارے غریب طالب علم کی تھی، جو بہت ہی غریب ہے، اس میں کچھ سامان زیادہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یقینی طور پر معلوم نہیں کہ آپ کی اٹاچی اس شخص نے لے لی جس کی اٹاچی آپ کے پاس آئی یا کسی اور نے لی اور یہ معلوم نہیں کہ آپ کی اٹاچی میں کیا سامان تھا، اب بہتر یہ ہے کہ کچھ مدت تک اس کو تلاش کیا جائے اور جب دل گواہی دینے لگا کہ اب اس کا پتہ نہیں چلے گا، تو پھر اس اٹاچی کو صدقہ کردیں اور اس میں جو سامان ہے، اس کو بھی صدقہ کردیں، اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس کے وبال سے محفوظ رکھے (۲)۔ جس شخص کی اٹاچی

= (وإن الأم لصاحب المحضنة والغريب ذكر فالفرخ له)". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب اللقطة: ۲۸۴/۴، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب اللقطة: ۲۹۵/۲، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدرالمختار، كتاب اللقطة: ۵۰۴/۲، دارالمعرفة بيروت)

(۱) "اٹاچی (کیس): ہاتھ میں پکڑنے کا چھوٹا سا صندوقچہ یا بکس"۔ (فیروز اللغات، ص:۶۵، فیروز سنز لاہور)

(۲) "ويعرف الملتقط اللقطة في الأسواق والشوارع مدة يغلب على ظنه، أو صاحبها لا يطلبها بعد ذلك، هو الصحيح، كذا في مجمع البحرين ... ثم بعد تعريف المدة المذكورة الملتقط مخير بين أن يحفظها حسبة، وبين أن يتصدق بها، فإن جاء صاحبها فأمضى الصدقة، يكون له ثوابها". (الفتاوى العالمكيرية: ۲۷۹/۲، رشيديه)

"فإنه ينبني الحكم على غالب الرأي، فيعرف القليل والكثير إلى أن يغلب على رأيه أن صاحبه لا يطلبه ... فينتفع الرافع بها لو فقيراً، وإلا تصدق بها على فقير". (ردالمحتار، كتاب اللقطة: ۲۷۹/۴، ۲۸۰، سعيد)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب اللقطة، فصل في بيان ما يصنع باللقطة: ۳۳۳/۸-۳۳۵، دارالكتب العلمية بيروت)

وہاں رہ گئی تھی، اگر وہ غریب مستحق صدقہ ہے، تو اس کو خود بھی رکھنا درست ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۲/۹۹ھ۔

---

(۱) "وإن كان فقيراً، فإن شاء تصدق بها على الفقراء، وإن شاء أنفقها على نفسه". (بدائع الصنائع، كتاب اللقطة، فصل في بيان مايصنع باللقطة: ۳۳۵/۸، دارالكتب العملية بيروت)

"فينتفع الراجع بها لو فقيراً، وإلا تصدق بها على فقير". (ردالمحتار، كتاب اللقطة: ۲۷۹/۴، سعيد)

(وكذا في الهداية كتاب اللقطة: ۶۱۸/۲، شركة علميه ملتان)